يا ايها الناس قد جاءكم برهان من ربكم

اے لوگو تحقیق آئی تمھارے پاس حجت تمھارے رب کی

الحمد لله العلي الاعلى کہ کتاب لاجواب ماحی رسوم و بدعات

دافع اوہام و ظلمات محلی بحجج لامعہ موشی بدلایل نافعہ یعنی

البراهين القاطعة على ظلام الانوار الساطعة

الملقب

بالدلائل الواضحة على كراهة المروج من السنن

بامر حضرت بقية السلف حجة الخلف راس الفقہاء والمحدثین تاج

العلماء الکاملین جناب مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی مدظلہ العالی

حسب فرمایش مولوی محمد یحییٰ تاجر کتب گنگوہ ضلع سہارنپور

در بلالی سٹیم پریس ساڈھورہ مطبوع شد

قیمت مجلد ۱ر

فہرست مضامین براہین قاطعہ

درود اوس امام رسل ہادی سبل کی روح پر فتوح پر جسکے فیض تعلیم و ہدایت سے ہزارون دل چشم وگان غمناک کی
ارواح کو فاتحہ و درود سے راحت رسان ہے۔ ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین
آمنوا ربنا انک رؤف رحیم۔ اما بعد اہل اسلام کو اپنی اس حالت نازک پر رونا چاہیے کہ اسلام ایک گل پژمردہ کی طرح سموم
اختلافات بیجا سے آناً فاناً کملایا جاتا ہے اور عناد و فساد ایک تند باد شدید ظلماتی کی طرح ہر طرف سے اوٹھا چلا آتا ہے نہ
زبانون میں سچی نہ سینے صاف سیکڑون مفسدی ہزارون اختلاف کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ جناب باری عز اسمہ کی شان عالی سے
بریں فہم و دانش و علم چند جہلا کی تحسین پر اپنے جامہ مین نہین سماتا چنانچہ خود تحریر رسالہ گواہ اس دعوی کی ہے لہذا خوب
روشن ہوگیا او مثل آفتاب نیمروز کے واضح ہوا کہ مولف اُسکا مولوی عبد السمیع رامپوری ہے جو میرٹھ مین بمکان شیخ الٰہی بخش
مرحوم رہتا ہے کہ اُس نے ابتدائے طفلی سے رسائل مبتدعین کی جمع کرکے یہ ملکہ اپنے بہم پہونچایا اور باوجودیکہ خدمت جناب
مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری محدث اور مولوی سعادت علی صاحب سہارنپوری اور مولوی شیخ محمد صاحب تھانوی اور
مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہم مین یہہ بضاعۃ مزجاۃ علم بے فہم کی حاصل کی تھی اونکو بھی مع دیگر علماء متقدم
و متاخر کے نشان سہام طعن و شتم بنایا۔ اسوجہ سے زیادہ تر موجب ملال و تعجب کا ہوا چونکہ جہلاء ضلال اس کتاب پر ناز کرتے
ہین اور خود مولف بھی اس تار عنکبوت کو حصن حصین تصور کرتا ہے اسکی حقیقت جہل کو کشف کرنا ضرور جانا تاکہ مولف کو مبلغ اپنے
علم و فہم کا واضح ہو جاوے اور ہر ناظر پر کیفیت مولف کی اور استعداد و لیاقت اوسکی ہویدا ہو جاوے۔ اور اس رد انوار
ساطعہ کا نام **البراہین القاطعہ علی ظلام الانوار الساطعہ** رکھا گیا اور اس رد مین لفظ مولف سے مراد مولوی
عبد السمیع رامپوری ہوویگا اور مجیب سے وہ عالم کہ جسکے جواب پر مولف نے بحث شروع کی ہے اور اس جواب مین مقاصد مضامین
اس رسالہ کا ابطال اور حاصل مراد مولف کا قمع کیا گیا ہے اور اوسکے الفاظ و عبارت کی اغلاط اور ہفوات و خرافات کا جواب
اور سب و طعن کا انتقام اور جملہ جملہ کا افساد و ابطال بسبب خوف طوالت کے ترک کیا گیا ہے الا ماشاء اللہ تعالی پس بغور
ملاحظہ طلب ہے کہ مولف کے جملہ مطالب کو نیست و نابود اور جمیع قبائح و مفاسد کو باختصار تمام معائن و مشہود باذنہ تعالی کردیا
گیا ہے کہ تھوڑی فہم والا بھی اس تالیف و مولف کی قدر پر مطلع ہو جاویگا واللہ ولی التوفیق وعلیہ الاعتماد و بیدہ ازمۃ التحقیق
والتحقیق - **قولہ** - کوئی یہہ کہہ رہا ہے کہ جناب باری عز اسمہ الخ **اقول** امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہین
نکالا بلکہ قدما مین اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہین چنانچہ رد المحتار مین ہے ہل یجوز الخلف فی الوعید
فظاہر ما فی المواقف والمقاصد ان الاشاعرۃ قائلون بجوازہ لانہ لا یعد نقصا بل جودا وکرما الخ ایسا ہی دیگر کتب مین لکھا ہے
پس اسپر طعن کرنا مولف کا پہلے مشائخ پر طعن کرنا ہے اور اسپر تعجب کرنا محض لاعلمی ہے ہان حق تعالی کو اپنی مخلوق کی مثل پیدا
کرنے پر قادر نہونا آج تک کسی اہل علم نے نہ لکھا تھا جیسا اس سیزدہم صدی کے مبتدعین نے کہا ہے اور عجز قادر مطلق کے مقر ہوئے
مع ان اللہ علی کل شیء قدیر کے خلاف عقیدہ ٹھیرایا اسپر مولف کو افسوس اور عبرت نہوئی پس یہ ماجرا لائق دید ہے کہ تمام

من صدق من اللہ حدیثا اوسکو امکان کذب کا دہبہ لگاتا ہے اور حضرت فخر موجودات سرور کائنات جسے خود اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا ہے کہ ایکم مثلی یعنی کون ہے تم مین میری مانند لستُ کاحدکم یعنی ایکسا تم مین میری طرح نہین اور وہ تو وہی مین اونکی بیبیون کی یہ شان عالی ہے کہ خود اللہ تعالی نے فرمایا انسا النبی لستن کاحد من النسا پھر اس زمانہ مین ایک دنی سا آدمی ہے کہ وہ کہہ رہا ہے رسول اللہ میرے بھائی ہین ۔ واضح ہو کہ بھائی جسقدر ہوتے ہین سب اپنے باپکے کل ترکہ مین برابر کے شریک ہوتے ہین ۔ اس لفظ مین الہام دعوی برابری حضرت فخر الانبیا کے ساتھ ہے معاذ اللہ منہا اب کس کس اختلاف کو بیان کیجئے ایک کہتا ہے کہ وتر ایک رکعت پڑہو تین رکعت ضرور نہین ۔

سنت کے خلاف حق تعالی کے عجز پر عقیدہ ٹھہرانا تو مولف کے پیشوایان کا دین ہے اور مولف اسپر افسوس نہین کرتا اور امکان کذب خلاف وعید کی فرع ہے جو قدما مین مختلف فیہ ہوچکا ہے اوسپر طعن کرتا ہے اس سے حال علم و فہم مولف کا ہر شخص امتحان کرکے دیکھے فقط **قولہ** اور حضرت فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم الخ **اقول** ایکم مثلی مین مماثلت تقرب الی اللہ تعالی کی مراد ہے چنانچہ لفظ مابعد کا یطعمنی ویسقینی خود ظاہرا اسپر دلالت کرتا ہے اور ایسا ہی لستن کاحد من النسا مین نفی مماثلت شرف زوجیت ولوازم زوجیت کی مقصود ہے پس کوئی ادنی مسلم بھی فخر عالم علیہ الصلوۃ کے تقرب و شرف کمالات مین کسیکو مماثل آپ کا نہین جانتا البتہ نفس بشریت مین مماثل آپ کے جملہ بنی آدم ہین کہ خود حق تعالی فرماتا ہے ۔ قل انما انا بشر مثلکم اور بعد اسکے یوحی الی کی قید سے بھی وہی شرف تقرب کو بعد اثبات مماثلت بشریت کے ثابت فرمادیا پس اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونیکے آپکو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کے کہدیا وہ تو خود نص کے موافق ہی کہتا ہے اور فخر عالم نے بھی فرمایا وددت لقی قد رایت اخوانی الحدیث ۔ پس اخوت بوجہ اولاد آدم ہونیکے کہنا اور یہی وجہ قائل کی ہے موافق قرآن وحدیث کے ہوا اسپر طعن کرنا قرآن وحدیث پر طعن ہے اور اس کے خلاف کہنا نص کی مخالفت ہے لہذا چونکہ جس نے آپکو اخ کہا ہے بوجہ اولاد آدم ہونے کے کہا ہے اور تقرب کی مماثلت کا وہ ہرگز قائل نہین تو اسپر طعن سوای مخالفت نصوص کے اور کیا ہوویگا ۔ اور آپکی ذات کو بشریت سے نکالکر (جو اشرف المخلوقات ہے) کسی دوسری نوع مین داخل کرنا محض گستاخی اور ہتک شان رفیع آپ کا ہے ۔ سو مولف کو ہنوز یہ بھی خبر نہین کہ قائل کی کیا مراد ہے اور طعن مولف کا خود قرآن وحدیث پر ہوتا ہے مگر اپنی کم فہمی کی کہانی کہنی ضرور ہے علی ہذا حال آیۃ لستن کاحد من النساء کا ہے **قولہ** واضح ہو کہ بھائی جسقدر ہوتے ہین الخ **اقول** لاریب اخوۃ نفس بشریت مین اور اولاد آدم ہونے مین ہے اس مین مساواۃ بنص قرآن ثابت ہے اور کمالات تقرب مین نہ کوئی بھائی کہے نہ مثل جانے سو یہ طعن بالکل سفسطہ ہے خلاف فہم وعقل کے تامل درکار ہے ۔ **قولہ** ایک کہتا ہے کہ وتر ایک رکعت الخ **اقول** وتر کی ایک رکعت احادیث صحاح مین موجود ہے اور عبد اللہ بن عمر اور ابن عباس وغیرہما صحابہ اوس کے مقر اور مالک شافعی و احمد کا وہ مذہب پھر اسپر طعن کرنا مولف کا ان سب پر طعن ہے کہو اب ایمان مولف کا کیا ٹھکانا جب آنکھ بند کرکے ائمہ مجتہدین پر اور صحابہ پر اور احادیث پر تشنیع کی پس یہ تحریر بجز جہل کے اور کیا وجہ رکھتی ہے معاذ اللہ منہا ۔

کی پھر اوسکی شرح لمعہ سادسہ عبارت مولوی امیر باز خان صاحب واعظ جامع مسجد سہارنپوری کی پھر جواب اُس کا اور ذکر سماع اور مُعتقد کا
نور سوم مین چھ لمعے ہین لمعہ اولی۔ جواز فاتحہ اور جواب دلائل مانعین لمعہ ثانیہ جمعرات کی فاتحہ لمعہ ثالثہ عیدین وشب برات
وعشرہ محرم مین فاتحہ لمعہ رابعہ جواز طریقہ فاتحہ سوم لمعہ خامسہ ذکر چہلم وبستم ودہم کا اور بھیجنا گھر اور مسجد مین لمعہ سادسہ ایصال ثواب
وجواب اموات نور چہارم مین آٹھ لمعے ہین لمعہ اولی اثبات محفل مولد شریف لمعہ ثانیہ یہہ اعتراض کہ محفل مولد شریف
کو کنھیا کے جنم اور نصاریٰ کے بڑے دن سے مشابہت ہے پھر اسکا جواب لمعہ ثالثہ یہہ اعتراض کہ یہہ محفل بدعت سیئہ ہے
پھر اسکا جواب اور اصول مقررہ مولوی اسمٰعیل صاحب سے ثابت کرنا کہ یہہ محفل سُنت ہے بدعت ہرگز نہین کیونکہ اسکی اصل بھی
ثابت ہے اور نظیر اور مثل بھی لمعہ رابعہ۔ یہہ اعتراض کہ محفل خاص بارھوین ربیع الاول کو کیون کرتے ہین اور ہرسال التزام
کیون ہے پھر اسکا جواب اور ثبوت تخصیص یوم والتزام دائمی چند دلائل سے لمعہ خامسہ۔ یہہ اعتراض کہ قیام شرک ہے اور
روح کا وہان حاضر جاننا شرک ہے پھر ان سب کا جواب اور چلنا پھرنا روحون کا دلائل قویہ سے ثابت کرنا اور یہہ بھی کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہونچتی ہے محفل مولد شریف کی لیکن قیام اسواسطے نہین کہ روح مبارک تشریف لاتی ہے بلکہ قیام چند
وجوہ سے شرع میں پایا گیا ہے لمعہ سادسہ یہہ اعتراض کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم غائب ہین الفاظ حاضر مخاطب اُن کے واسطے
بولنے کفر ہین پھر اسکا جواب دلائل قاطعہ سے اور ثبوت اوسکا عہد صحابہ سے اب تک لمعہ سابعہ۔ اعتراضات متفرقہ واہیہ بیجا اور
پھر اون کا جواب لمعہ ثامنہ۔ اسماء مبارک حضرات عالیہ درجات فقہا ومحدثین مجوزین اس عمل برکات تضمین یعنی مولد ختم
المرسلین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ واولیاء اُمتہ اجمعین مولف رسالہ جمیع اہل اسلام کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ جب
مین نے یہہ بات دیکھی کہ بعض جاہلین یہہ فتوی انکاری پڑھ پڑھکر اپنے مسلمان بھائیون کو بیددی سے چڑاتے ہین اور
فتنہ کی آگ جو اس قسم کی تحریکات نفسانی سے بھڑکی ہے بھڑکاتے ہین تب اس نزاع باہمی پر کمال افسوس ہوا اگرچہ مفتیان
دین سمجھتے کہ یہ آدمی فتوی لکھوا کر باہم سر پھوڑین گے اور شیشۂ اتفاق وجمعیت سنگ تفرقہ سے توڑین گے نہایت درجہ کے
یقین کامل سے کہتا ہون کہ کبھی یہہ علما اس بات مین قلم نہ اُٹھاتے اور مسلمانون مین پھوٹ ڈالکر کفار کو اپنی خانہ جنگی کا تماشا نہ دکھاتے
خیر گذشتہ را صلوات اب مین بصد التجا سب صاحبون کی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ مین ایک مرد مبتلای افکار ہون ترددات
سے دم بھر خالی نہین جھگڑے جدال اور تضیع اوقات سے بچتا ہون کیونکہ مین کوئی وارستہ مزاج لاابالی نہین اپنے کاروبار کو
کہہ سکتا البتہ واعظین ومدرسین پر جو کہ مُتمثل امر بلغوا عنی ولو آیۃ کے ہین اور امروا بالمعروف ونہوا عن المنکر کے عامل طعن وتشنیع
کرنا اور بدظنی کو کام فرمانا کہ نہی عنہ بنصوص قطعیہ ہے لاریب تسویل شیطان اور ارضاء لعین ہے اور توہین نواب فخر عالم کی کرکے
اپنی عاقبت کا برباد کرنا اور خلق کا گمراہ کرنا ہے پس مولف اپنے اس فعل شنیع سے اپنا انجام سوچے کہ کیا ہے اور یہہ عذر کہ وہ بطمع دنیا
یہ وعظ ودرس کرتے ہین سو اس کا حساب علی اللہ تعالی ہے مولف کو حکم حُسن ظن کرنے کا تھا نہ بدظنی کا لقولہ علیہ السلام ایاکم
والظن فان الظن اکذب الحدیث سو مولف عدول حکم ہو کر کون ہوتا ہے اور جو وہ اُجرت لیتے ہین تو آخر علماء متاخرین نے درس اور وعظ پر اسکے

اصلاح دین کے لیے چھوڑ کر یہہ رسالہ لکھتا ہون اے اہل اسلام للہ نظر انصاف سے اسکو دیکھیو نفسانیت کو ہرگز دخل نہ دیجیو اگر حق سمجہہ مین
آجاوے قبول کیجیو اور قول سابق سے رجوع کرنے کو کسر شان مت سمجہیو اور اگر مدتون کی جمی ہوئی دل سے نہ نکالو تو اتنا بالضرور
کیجیو کہ طرف ثانی کی تشنیع سے زبان سنبھالو ورنہ انجیر تو امید نیست بد مرسان وہ لوگ جو باقتدائے سلف صالح ان امور
حسنہ کے قائل ہین دیکھو انکے پاس اپنی تقویت مین کسقدر دلائل ہین اور ادلۂ شرعیہ سے مدلل اونکے مسائل ہین نور اول مین دو لمعے
ہین لمعہ اولی مین بیان ہے اون علماء مشائخ کا جو مفتیان فتوی انکاری کے اساتذہ اور مشائخ اور مقتدا اور پیشوا ہین واضح
ہو کہ اس فتوی کے جسقدر مفتی ہین وہ معتقد ہین ان دو عالمون کے یعنی مولوی اسمعیل صاحب دہلوی و مولوی اسحاق صاحب
دہلوی کے پس بعضون کو ان صاحبون کے خاندان مین واسطہ در واسطہ رابطہ شاگردی حاصل ہے اور بعضون کو مریدی طالبی
و بعضون کو محض تقلید اور اتباع پس مولوی اسمعیل صاحب کا خاندان طریقت یہہ ہے کہ وہ مرید ہین سید احمد صاحب کے
اور وہ شاہ عبد العزیز صاحب کے اور وہ شاہ ولی اللہ صاحب کے اور مولوی اسحق صاحب علم حدیث مین شاگرد ہین شاہ
عبد العزیز صاحب کے اور وہ شاہ ولی اللہ صاحب کے اور مولوی رشید احمد صاحب اور مولوی محمد یعقوب صاحب کا ایک
سلسلہ تو صابریہ ہے اور دوسرا نقشبندیہ مجددیہ وہ منتہی ہوتا ہے شاہ ولی اللہ پر اسطرح کہ یہہ دونون صاحب اور نیز تیسرے
مولوی محمد قاسم صاحب ساکن نانوتہ ضلع سہارنپور یہہ تینون صاحب مرید ہین جناب حاجی امداد اللہ صاحب کے اور وہ
میانجی نور محمد صاحب سے اور وہ سید احمد صاحب سے اور وہ شاہ عبد العزیز صاحب سے اور وہ شاہ ولی اللہ صاحب سے
حاصل یہہ کہ ان صاحبون کے اوستاد یا پیر امام معتقد فیہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ٹھہرے اور شاہ ولی اللہ صاحب کا
سلسلہ اوپر کو اس طرح چلتا ہے خاندان مجددیہ مین کہ وہ مرید ہین اپنے باپ شاہ عبد الرحیم صاحب کے وہ مرید ہین سید عبد اللہ
کے وہ سید آدم بنوری سے وہ امام ربانی مجدد الف ثانی سے الی آخرہ اور دوسرا سلسلہ اپنا شاہ ولی اللہ صاحب نے
کتاب انتباہ مین یہہ لکھا ہے کہ اس فقیر نے علم حدیث لیا اور خرقۂ تصوف پہنا اور خلافت پائی شیخ ابو طاہر سے اور انھون نے
شیخ ابراہیم سے اور انھون شیخ احمد قشاشی سے اور انھون شیخ احمد شناوی سے اور انہون نے اپنے باپ علی بن عبد القدوس
سے اور انھون نے شیخ عبد الوہاب شعراوی سے اور انھون نے شیخ جلال الدین سیوطی سے اور انھون نے شیخ کمال الدین امام

جواز کا فتوی دیا ہے اور خود مولف بھی ایک رسالہ اس باب مین طبع کرا چکا ہے پس یہہ طعن اپنے اوپر اور علماء متاخرین فقہا پر
ہوا کہ اپنی غرض فاسد کے اتباع مین اپنا قول بھی یاد نہ رہا سخت تعجب ہے معہذا جو کچھہ واعظ کو اور مدرسہ مین بہ نیت ایصال ثواب
دیا جاتا ہے اوسکا ثواب بھی تو اموات کو پہونچتا ہے سو اموات کا حرمان نہ معلوم کہ مولف کس طرح سمجھہ گیا مگر شاید مولف کے نزدیک
وعظ و درس کوئی گناہ ہے کہ اوس کے صرف مین حصول ثواب بھی نہین ہوتا معاذ اللہ ورنہ وعظ و درس چونکہ فرض ہے اون
کے صرف مین اجر بھی زیادہ ہوتا ہے تو مساکین کے دینے سے اس مین اموات کو زیادہ نفع ہے حسب حکم شرع پس مولف کا یہہ
کلام محض کینہ کا اظہار اور بیخبری علم دین سے ہے پس جواب مسئلہ و طعن ناموزون مولف کا حاصل ہو چکا اور جو کچھہ کلام لایعنی

بھی آجاتا ہے کوئی منقبت یا مدح یا حمد خوش آوازی سے پڑھتا ہے سو یہ کہیں قرآن حدیث فقہ اصول سے ثابت نہیں کہ امردوں
کو قرآن پڑھنا یا اپنے رسول کریم کی مدح اور نعت کا پڑھنا ممنوع ہے کچھ تعریف زلف و رخ و خال و خد محبوبان نازنین کا ذکر نہیں پڑھتے
باقی رہی الحان خوش سو اس فرقہ کے مسلم الثبوت عالم ربانی مجدد الف ثانی جلد ثالث مکتوبات میں فرماتے ہیں دیگر [illegible]
خوانی اندراج یافتہ بود بعض قرآن خوانند و بصورت حسن در قصائد نعت و منقبت خوانند چہ مضائقہ است ممنوع تحریف و تغییر حروف
قرآن است والتزام رعایت مقامات نغمہ و تردید صوت بآن بطریق الحان با تصفیق مناسب آن کہ در شعر نیز غیر مباح است انتہی۔
اس سے معلوم ہوا کہ خوش آوازی سے مولود پڑھنا جائز ہے ہاں البتہ تالی بجانا اور رعایت راگنی کے قواعد کی بیجا ہے یہ اونکا قول
اور مواہب لدنیہ میں علامہ قسطلانی لکھتے ہیں۔ والحق ان السماع اذا وقع بصوت حسن بشعر متضمن اوصاف العلیہ والنعوت
النبویۃ المحمدیۃ عریا عن الآلات المحرمۃ والاوتار کا سن المھلۃ الخراقۃ العلیۃ کان من الحسن فی غایۃ وتمام تزکیۃ [illegible]
اور نیز مولوی اسمعیل صاحب صراط مستقیم میں لکھتے ہیں حسب مختی لے بیان میں از جملہ مویدات ان اشغال الحان خوش و سماع ذوق
و قصص شوق آمیز و اشعار عشق انگیز است انتہی۔ اور ابن جزری جو سید احمد صاحب و شاہ ولی اللہ صاحب کے شارح [illegible]
ہیں سن سات سو بچاسی میں بادشاہ مصر نے نقل مولد شریف کی تھی ہیں اوس میں حاضر ہوا محفل کا انتظام [illegible]
ہے مطلق قرآن و مدح کو اوس نے کہاں پوچھا ہے اور جو مولف کی یہ غرض ہے کہ اصل ذکر تو درست ہے [illegible]
بالکل غلط ہے کیونکہ حرمت عارضی بھی مثل اصلیہ کے محکوم ہوتی ہے اگر یہ مراد ہے کہ مطلق حسب حلال ہو اگر چہ کسی قید میں اوسکا
وجود ہو حلال ہی رہے گا تو یہ بھی سراسر غلط ہے کہ مستلزم محال قید ورع سے ممنوع ہو جاتا ہے چنانچہ نماز اوقات مکروہہ میں [illegible]
و مکروہ ہے اور جو یہ مراد ہے کہ امرد اگر خد و خال کے اشعار پڑھے تو منع ہیں مگر مدح فخر عالم علیہ السلام کا اندیشہ نہیں تو یہ بھی محض [illegible]
شہوت پرستوں اور جوانان باشہوت کو مدح اور قرآن اور غزل میں اور صلوٰۃ و ذکر میں کچھ تمیز نہیں ہوتی طبعا اور یہ امر بدیہی ہے
ہر شخص جانتا ہے کہ مولف دیدہ و دانستہ انکار کرے یا بوجہ ضعف دماغ کے قوت شہویہ اونکی مرگئی ہو دیکھو مختار میں امرد [illegible]
کو مکروہ لکھا ہے اور وجہ اسکی وہی مظنہ فتنہ ہے جیسے نماز اور قرآت میں علماء مکروہ لکھتے ہیں تو ایسی مجلس میں بحث خوانی کب درست ہو دیکھو
اور احیاء العلوم میں امرد کی صورت کو در صورت مظنہ فتنہ کے مکروہ لکھا ہے مولف آنکھ کھول کر مطالعہ کرے پس ہر گاہ کہ اوس زمانہ صلاح
میں اوسکو مکروہ لکھا ہے تو اب اس زمانہ فتن میں تو صلحاء کا بھی حال قابل طمانیت نہیں چہ جائیکہ اوس محفل میں جہاں فساق موجود
ہوں پس حاصل یہ کہ مولف نے کمال فہم کو کام فرمایا کہ سائل تو ایسی محفل کے حضور کو پوچھتا ہے جس میں فتنہ کا ظن غالب امارد کا
وہاں ہونا موجب فتنہ کا ہے اور مولف جواب دیتا ہے کہ امرد کا قرآن و مدح پڑھنا درست ہے یہ علم مولف کا قابل دید ہے **قولہ** باقی رہی
الحان خوش الخ **قول** یہاں سے مولف اپنے دعویٰ پر دلیل لایا ہے کہ صوت حسن جائز ہے حضرت مجدد کا قول اور مواہب لدنیہ کی
عبارت اور صراط مستقیم کی تقریر مگر کوئی مولف سے پوچھے کہ ان روایات سے صوت حسن کا جواز معلوم ہوا مگر امردوں حسن الصوت کا
مجمع فساق میں پڑھنا تو ثابت نہیں ہوتا سائل اس ہیئت کو پوچھتا ہے نہ مطلق صوت حسن کو تو آپکو ان روایات سے کیا سود حاصل

اور مین اوسکو دیکھکر خوش ہوا خیال کرتا ہون اوس محفل مین دس ہزار مثقال سونا خرچ ہوا ہوگا کھانے پینے کی چیزون اور خوشبوئین
اور رونق شمعون مین چھبیس حلقے تو چھوٹی عمر کے لڑکون قرآن قراءت سے پڑھنے والون کے تھے نقل کیا اس حکایت کو ملا علی قاری نے
اپنی مورد الروی مین اور اوس کے قریب قریب ذکر کیا نور الدین ابو سعید بورانی نے اور یاد رکھو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
پسند کرتے تھے خوش آواز کو روایت ہے کہ سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھنا ابی موسی کا فرمایا لقد اوتی ہذا مزمارا من
مزامیر آل داود جب یہ خبر ابی موسی کو پہونچی اونھون نے عرض کی یا رسول اللہ جو مین جانتا کہ آپ سنتے ہین تو خوب ہی بنا کر
پڑھتا غرض کہ حسن صوت اور خوش الحان ہر سلیم الطبع کو پسند ہے مگر جو لوگ بلید الطبع بد مزاج ہین وہ اس کی قدر نہین جانتے
علامہ قسطلانی نے مواہب مین لکھا ہے وہذا الجمل مع بلادۃ طبعہ متاثر بالحداء تاثرا یستخفہ ویصغی سمعہ الی الحادی فمن لم
یدرکہ فہو فاسد المزاج بعید العلاج انتہے اسی معنی سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین ؎

اشتر بشعر عرب در حالتست و طرب ‏ ‏ ‏ ‏ گر ذوق نیست ترا کج طبع جانورے

قولہ یہ بھی زینت اقول یہ لفظ اکثر العین و منکرین میلاد سے سنا ہے کہ وہ منجملہ الاکل منع کے زیب و زینت کو بھی منہیات
[illegible] کہتے ہین [illegible] میلاد شریف مین زینت یہ ہوتی ہے کہ بانی محفل [illegible] پاندان قالین خوبصورت جو اوسکو بہم پہونچتے ہین

[illegible] بسواے التطویل [illegible] کہ نوادر فقع ملا علی ہذا ابن جزری [illegible] قصہ مین چھبیس حلقے لڑکون مین قرآن خوانی کہ وہ بھی بچگان کی قرآن
خوانی کو [illegible] ہے نہ اوس سائل کے مقصد کو [illegible] ہذا حدیث لقد اوتی مزمارا من مزامیر آل داود اور قسطلانی کا قول اور سعدی کا
شعر ان سب سے سوال کا جواب ہرگز حاصل نہین ہوتا مولف نے محض تطویل اور خود [illegible] بات بے محل کا ہے جس سے جہلا تو
سمجھے ہونگے کہ مولف نے بہت دلائل سے مدعی اپنا ثابت کیا اور اہل علم جان گئے کہ مولف کو سوائے جمع الفاظ کے معنی اور مطلب
[illegible] سمجھنا نہین [illegible] سائل کچھ پوچھتا ہے اور مولف کچھ اور ہی جواب دے رہا ہے [illegible] امر کو سائل لکھتا ہے اوسکو فقہا خود منع
[illegible] نماز قرآن مین [illegible] اور جسکا جواب مولف دیتا ہے وہ [illegible] اوسکو اس سے کچھ مناسبت ہی نہین ہے
ایسا بیہم مولف پر ہمکو بڑا اندیشہ ہوتا ہے کہ جب مولف کا یہ طریقہ ٹھیرا کہ اگر کوئی مقید حکم پوچھے تو مولف مطلق کا حکم بتلا کر گمراہ کیا
کریگا مثلا اگر سائل کہیگا کہ بکری چوری کی کیسی ہے تو مولف جواب دیگا کہ بکری حلال ہے قرآن حدیث مین بکری کو حلال لکھا ہے حرام کہین
نہین لکھا اگر کوئی پوچھیگا کہ زوجہ سے نفاس مین صحبت کیسی ہے تو مولف کہیگا کہ صحبت اپنی زوجہ سے حلال ہے کہین حرام نہین لکھا
[illegible] ہذا تمام ابواب فقہ کو قیاس کر لو کہ سائل قید کے حکم کا طالب ہوگا مولف مطلق کا حکم بتلا کر گمراہ کریگا اور تمام دین کو برہم کر دیویگا
لا حول ولا قوۃ الا باللہ جیسا اس سوال مین علم و فہم کو مولف نے صرف کیا کہ سائل [illegible] مجمع مین کہ [illegible] فتنہ کا ہے امردون کی تصنیف
خوانی کو پوچھتا ہے مولف صوت حسن کے جواز [illegible] اور امرد کی قرآن [illegible] پڑھنے کو جواز کی دلیل قرار دیکر اوس امر مکروہ کا ثابت کرتا ہی
اور پھر اس علم پر فخر و ناز ہے اور جو کسی ادب سے بزعم مولف کچھ ایسا ظاہر ہو جاوے تو اوس پر سخت اعتراض کرتا ہے اور خود اپنی خبر نہین
قولہ یہ بھی زینت اقول یہ لفظ اکثر العین الخ اقول اسکو بھی مولف خوب سمجھے اور خوب جواب دیا او مصداق تمام مردون الناس

اپنے گھر مین بمقام محفل بچھاتا ہے سو یہ باتین سب جائز ہین فتاوی عالمگیری جو فریقین کی مسلم الثبوت کتاب ہے مولوی اسحاق صاحب جا بجا اپنی تصنیفات مین اوس کی سند پکڑتے ہین اوسکی جلد خامس باب ہشتم مین ہے کہ جائز ہے انسان کو بچھانا اپنے گھر مین بچھانے فروش وقالین سفید یا رنگین سادہ یا نقشین **قولہ شیرینی اقول** یہ لفظ بھی اس لئے درج کیا ہے جب محبین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مانعین کے منع پر کسی طرح شمول محفل میلاد شریف سے باز نہین آتے تب یہ جال ڈالتے ہین کہ ایک گفتگو طعن و تشنیع کے طور پر شروع کرتے ہین کہ شاید ہمارے چڑانے سے اس محفل کو ترک کرین کہتے ہین کہ یہ لوگ شیرینی کی طمع سے جاتے ہین وہ لوگ بھی جواب ترکی بہ ترکی چڑانے کا جواب چڑانا اس طرح پر اشعار پڑھ دیتے ہین اشعار

بالبرو مسنون اللہ علم کی ہوئی کیونکہ اور مفتیان پر طعن کرتے ہین کہ کسواسطے تفصیل مسئلہ کی نہین لکھتے اجمالی جواب دیتے ہین اور یہان خود اوسپر عمل کرتے ہین سنو اغرض سائل کی صاف ظاہر ہے کہ یہ ہے کہ جب محفل میلاد مین حضور جوان و طفل و پیر صالح و فاسق و گنہگار ہر قسم کے آدمی کا ہوتا ہے اور حسب عادت بوجہ زینت کے عمدہ فاخرہ لباس پہنے آتے ہین اور بیشتر لباس غیر مشروع بھی ہوتا ہے اور وقوع مین بھی امر غیر مشروع ہوتا ہے اور موقع امر بالمعروف کا بھی نہین کیونکہ اگر امر بالمعروف ہو تو یہ مجمع ہی نہو چنانچہ سب مشاہد ہی علی ہذا بساط و فراش مین اکثر خلاف شرع ہو جاتا ہے اور دیوار گیری وغیرہ امور بھی ہوتے ہین بس یہان بہ عبارت کہ زینت کسی قسم مین حسب عادۃ خلاف مشروع ہو اور امر بالمعروف نہووے وہان حاضر ہونا کیسا ہے اور ذکر ولادت فخر عالم علیہ السلام کا وہان جا کر سننا کیسا مندوب ہے ایسی محفل مین کہ یہ امور غیر مشروع وہان ہون جائز ہے یا نہین تو مولف صاحب نے کس جزم کیساتھ جواب دیا ہے کہ اول تو شرح زیب و زینت کی آپ ہی کی کہ فقط فرش کو اوس کا مصداق بنایا اور دیوار گیری وغیرہ زینت مکان کو اور زینت حاضرین کو بالکل حذف کیا اور فرش کی زینت کو بھی اجمالاً ذکر کیا اور عموماً جواز کا حکم فرما دیا گویا زیب و زینت چاندنی ہی کا نام ہے لغۃً اور پھر فرش بساط بھی گویا کبھی غیر مشروع ہوتا ہی نہین نہ کچھ تفصیل کی نہ شرح کی مطلقاً اسکو مباح لکھ دیا حالانکہ بخاری مین منقول ہے کہ ابو دردا صحابی دیوار گیری ہونے کے سبب ابن عمر کے گھر سے لوٹ آئے اور دعوت کو کہ سنت ہے رد کر دیا اور عالمگیریہ اور ہدایہ وغیرہ مین موجود ہے کہ اگر محل دعوت مین معصیت ہو تو وہان جانا جائز نہین قال اللہ تعالی فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین۔ پس جہان لباس حریر اور ڈاڑھی چڑھی ہووے اور پاجامہ مین اسبال اور مکان مین دیوار گیری اور فتیل سوز وغیرہ چاندی کے مثلاً اور دیگر امور ہون وہان جانا کس طرح درست ہوگا مگر مولف نے چشم بند کر کے عوام کے دھوکا دینے کو حکم جواز کا دیکر ایک روایت عالمگیریہ کی نقل کر دی اور غرض و مراد سائل سے کچھ بھی خبر نہین یہ تماشا ہے کہ سائل کچھ پوچھتا ہے اور مولف کچھ اور شے کا جواب دے رہا ہے اولاً سوال عام کو ایک فرد مین مقید کر دیا ثانیاً اوس فرد کو بھی بلا تفصیل مطلقاً حلال لکھ دیا اور صریح خلاف نصوص کے فتوی جواز کا دیدیا اور پھر تمام دنیا پر اعتراض کہ جواب و سوال مین مطابقت نہین اور جواب مین اجمال ہے اور اپنا یہ حال کہ سوال جواب کو مناسبت بھی نہین ان ہذا لشئ عجاب **قولہ شیرینی اقول** یہ بھی اس لئے الخ **اقول** اس قید کیطرح سے تو مولف نے خوب داد بے علمی کی دی کیونکہ علم کی بحث مین ایسے مسخریات کا لکھنا مولف ہی کا کام ہے اس کے جواب مین کاغذ

سب میں تقسیم اگر مٹھائی ہوئی + تم کہو اسمین کیا برائی ہوئی + مومنوں کا تو منھ ہوا میٹھا + ہاتھ ململ کے تمنے سر پیٹا
دونوں نعمت نصیب ہمکو ہوئیں + ذکر شیرین و لقمۂ شیرین + دونوں لذت سے تم رہے محروم + کیا کریں اپنا اپنا ہے مقسوم
تمکو دیتا کوئی جلیبی نہیں + تاکہ منکر کا دل جلیبی کہیں + اور کبھی اور بھی اشعار پڑھکر اون کی مذاق بازی کا جواب دیتے ہیں ۵
دکھ مرجائیں سر پٹک کے حسود + ہم نہ چھوڑیں گے محفل مولود + اپنے حضرت کا ذکر کیوں چھوڑیں + جنکی امت ہیں اون سے منھ موڑیں
غرضکہ یہ تو گفتگو فریقین کے مذاق میں ہوئی ہے اب ہم اصل بات سناتے ہیں نہ شیرینی کے واسطے لوگوں کو آنا منع ہے اور نہ صاحب
محفل کو تقسیم شیرینی منع ہے۔ آنا اس لئے منع نہیں کہ صاحب محفل نے جو شیرینی وغیرہ کچھ تیار کیا ہے اوسکی غرض یہ ہے کہ سب احباب
میرے گھر آویں اور سب حصہ پاویں [illegible] درحقیقت یہ ضیافت ہے تھوڑی بہت چیز پر کچھ نہیں اہل شریعت [illegible] ہے کہ ان دعیتم
الی کراع فاجیبو یعنی اگر بکری کے ایک پایہ کھانے کے واسطے بھی تمکو بلاویں تو قبول کرو اور حدیث میں ہے من لم یجب الدعوۃ فقد عصی
اللہ ورسولہ یعنی جو مسلمان دعوت کیا ہوا بے عذر نہ آیا اوس نے نافرمانی کی رسول صلعم کی۔ افسوس وہ لوگ تو تعمیل سنت کے لئے آویں
[illegible] شیرینی پر [illegible] کریں یہ تہمت ان عاملان سنت پر طعن کریں اب کہئے کہ کس کے ایمان میں یہ تزلزل آیا۔ اور بیان اس کا ہم اثبات محفل مولد
شریف میں بھی کر چکے اور صاحب محفل کو تقسیم کرنا اس لئے منع نہیں ہے کہ شاہ عبد العزیز صاحب رسالہ ما اہل بہ لغیر اللہ مطبوعہ مطبع محمدی
کے صفحہ ۹۸ میں لکھتے ہیں تقسیم طعام و شیرینی امر مستحب و ثواب است باجماع علماء انتہی بلفظہ فتاوی خزانۃ الروایات کی فصل ضیافت اور
روح البیان کی جلد دوسری میں لکھا ہے فی بطن المؤمن زاویۃ لا یملاء بہا الا الحلواء یعنی مومن کے پیٹ میں ایک گوشہ ہے جسکو نہیں
بیان کرنا فضول ہے مگر جسکو مؤلف نہ سمجھا ہمکو اوسکی شرح کرنا ضرور ہوا اول مؤلف کے فہم کی خوبی قابل غور ہے کہ سوال مسئلہ کا تو علماء
[illegible] سے ہے اور قید شیرینی کی اوس میں [illegible] مجوزین سے جواب کے لئے سبحان اللہ اگر یہ سوال [illegible] کے پیش ہوتا تو یہ گمان کچھ بیجا ہوتا
[illegible] صاحب کو مضمون فہمی سے تو کچھ کام ہی نہیں اپنے فہم سے آپ ہی جو چاہا ترجمہ کر دیا آپ ہی جواب دیدیا اور خوش ہو گئے اور
قوم کے نزدیک اپنا تبحر علمی ظاہر کر دیا مگر اہل علم آپکے علم کو خوب سمجھ گئے۔ چونکہ شیرینی کا ہونا بھی مثل زیب و زینت لباس و بساط
و مکان کے ایک جزو ہیئت کذائیہ کا ہے سائل یہ پوچھتا ہے کہ تقسیم شیرینی فی حد ذاتہ مباح ہے مگر چونکہ کوئی مولود خالی اس سے
نہیں ہوتا گویا کہ لوازم ضروریہ مجلس مولود کا ہو گیا ہے تو ہر چند غرض صاحب محفل کی یہ ہو کہ اس کے ذریعہ سے مجمع خوب ہو جاوے کہ
اطفال و شباب کے مزاج میں رغبت اسکی رکھی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جو نماز فرض اور جمعہ اور خطبے میں کبھی رخ بھی نہیں کرتے اگر ایک
ڈلی لڈو کی بھی کہیں توقع ہوتی ہے تو معہ تمام فرزندان کے کپڑے بدل کر رات کو بھی سب سے پہلے حاضر ہو جاتے ہیں یا کوئی دوسری
غرض ہوتی ہوگی تاہم بہر حال اسقدر التزام سے عوام کو ضروری ہونا شیرینی کا اس محفل میں عقیدہ ہو گیا ہے اور یہ مسئلہ محقق ہے
کہ مباح کا ایسا التزام کہ عوام کو موجب تاکد کا ہو جاوے مکروہ ہوتا ہے پس جب یہ محفل محتوی امر مکروہ کو ہوئی تو ایسی مجلس میں جانا جائز
ہے یا مکروہ یہ مراد سائل کی تھی مگر مؤلف اپنے مذاق کی طرف اوسکو کھینچکر لے گیا اور اصل مطلب سے بالکل غافل خوش طبعی کرنے لگا اور
ناحق خواہ مخواہ ورق سیاہ کئے سچ ہے مصرع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست + اہل علم علم کو جانتے ہیں اور اہل بطن لذت اکل و شرب کو پس

بھی کوئی چیز سوا مٹھائی کے انھتی۔ اب خیال کرنا چاہیے کہ گوشہ شکم مومن جو کہیں سے نہیں بھرتا مٹھائی سے اوس کا تعلق وقع کرنا کیا
کچھ بے کی بات ہوگی اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون یعنی نہیں پہنچو گے تم نیکی کی حد کو جب تک نہیں خرچ
کرو گے وہ چیز جسکو دوست رکھتے ہو اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے جن چیزون کو مومن دوست رکھتا ہے اون مین مٹھائی بھی ہے چنانچہ
خزانۃ الروایات و تفسیر روح البیان مین آیا ہے قال علیہ السلام ان المومن حلو یحب الحلاوۃ پس معلوم ہوا کہ جو چیز خود قاسم و خوشنما
اور غیر مومنین قسموم علیہم کو محبوب ہے آدمی اوس کے تقسیم کرنے مین نیکوکاری کی حد کو پہنچتا ہے اور کچھ شک نہین کہ اسیطرح کی وجوہات سے
شاہ عبد العزیز صاحب نے اوسکو مستحسن اور خوب باجماع علما لکھا ہے **قولہ** ورو شمعہا ے کثیرہ **اقول** سائل کی بندش اور تقریر یہ تھا
سب جانتے ہین کہ محاورہ اہل زبان ہندہ کا اگر کسی بزرگ کے مزار پر ایک چراغ جلتا ہے تو اوسکو کوئی روشنی نہین کہتا بلکہ روشنی
اوسیکو کہتے ہین جسمین زیادہ چراغ جلیں سائل نے فقط روشنی کا لفظ نہ لکھا بلکہ اوس مین اور لفظ بہت کا یعنی لفظ ہا سے اضافہ

بنا سے مولف نے اوسکو بدعت قرار دیکر پسندیدہ بنا پیش کین اور اس محفل کی حاضری کو سنت قرار دیکر پیچھے واقفین کو متبع سنت
اور مانعین کو رد کرکے مولا دعوت کا تغییر دیا اور اس علم پر بہت فخر فرمایا مگر یہ یاد نہ رہا کہ وہ عالمگیر ہیچ جو زیر نظر مولف کے ہے وہ ایسی دعوت کو
منع کرتا ہے کہ جہان کوئی معصیت یا بدعت ہو مزا بدارد ارکا ابن عمر کے گھر سے دعوت کو رد کرکے چلا آنا بخاری شریف میں نقل
ہو چکا ہے اور خیر عالم علیہ السلام کا خانہ فاطمہ سے لوٹ آنا بسبب پردہ منقش کے لٹکانے کے دیوار پر یہ روایت بھی بخاری میں تفصیل
موجود ہے پس ہرگاہ اس محفل مین خود سائل لکھ رہا ہے کہ وہان جمعنو اور فساق بالباس غیر مشروع بہت زینت مکروہ اور امر بہت
شیرینی کے بسبب التزام کے موجود ہے تو اس ضیافت کا قبول کرنا کونسی حدیث سے سنت ہوا اور کیا فہم نے اسکو سمجھا کر وہ باہم ہوتا
طبعزاد مولف کے کونسی روایت جواز حضور کے یہان ہے کہ حاضرین متبع سنت ہوے لاحول ولا قوۃ الا باللہ مگر ان کو شدت تکلم یہ ہیں
جب بدون شیرینی کی ڈلی کے نہ بھرتے ترک کیا جاوے گناہ ہو یا تو بے جا اصرور پڑتا ہے معاذ اللہ دیکھو کہ یہ جاہل مولف کے فہم
عالی کا ہے کہ حوام کو ہرگز نہ سمجھا اور رندون کو کیا دیا بدعت و دعوت قرار دیکر مجلس معصیت مین جانا جو حدیث سے منع تھا سنت
قرار دیا پھر کیا گناہ کو سنت کہنے والا کون ہوتا ہے اور پھر مولف نے اپنی عادت کے موافق کہ سوال سائل کا تو قید و مقید کا علم
پوچھنے کو تھا اور مولف مطلق اور اپنے فہم کا جواب دیکر رانمی ہر شیرینی تقسیم کرنیکی اباحت کی دلیل کہین شاہ عبد العزیز صاحب کے
قول سے لکھ رہے ہین اور کہین دعوت کے قبول کرنے کی سند دے رہے ہین غرض بے خبر از حقیقت حال اور دور از فہم غرض اپنی طبعزاد
مراد کا جواب دیکر عوام کے زعم مین فاضل بن بیٹھے اور علما کے نزدیک تو بجز خندہ کچھ حاصل نہین کیا شیرینی کی عمدگی کی عبارت نقل
کرکے وقت ضائع کیا کہ نہ غرض سائل کی اوس سے تعلق رکھتی ہے نہ مولف کو اوس سے کوئی فائدہ اور نہ سائل منکر اسکا تھا وہ تو قید التزام
ما لا یلزمہ الشارع کو پوچھتا ہے اور بسبب عوام کے موکد جاننے کے اوسکی کراہت کو کہتا تھا مولف صاحب شیرینی کی عمدگی کو ظاہر کرنے لگے
اور مطلب سائل سے کچھ کام ہی نہین رکھا پس مبلغ علم و فہم مولف کا ہر کہہ پر واضح ہوگیا کہ کسقدر نکتہ شناسی خدا داد رکھتے ہین اور کیا جواب
مطابق سوال دیتے ہین ماشاء اللہ تعالیٰ **قولہ** روشنیہا ے کثیرہ الخ **اقول** سائل کی بندش و تقریر الخ **اقول** یہان تو مولف کچھ سمجھا کہ کثرت

کیا اور کہا روشنیہا پھر اس جمع پر بھی صبر نکیا اوسکی صفت مین لفظ کثیرہ اور زائد لیا روشنیہائے کثیرہ سے انتہا درجہ کا مبالغہ
سائل نے کیا تاکہ مفتی غیظ کھا کر خواہی نخواہی اوس کو حرام بول اوٹھے اب ہم تحقیق اسکی لکھتے ہین اے بھائی سن اگر تیری آنکھین
روشنی ہائے کثیرہ سے چوندھیاتی ہین تو بہت محفلین مولود شریف کی دن کو ہوتی ہین اون مین ایک بھی چراغ نہین جلتا اون
مین شریک ہو جایا کر لیکن تم کب شامل ہوگے تمھاری تو یہان بازیان ہین ع خوبی ہمین کرشمہ و ناز و خرام نیست + اور رات کی محفلون مین
بھی بہتیری محفلین ایسی ہوتی ہین کہ اون مین ایک ہی چراغ ہوتا ہے پھر روشنیہائے کثیرہ کہکر تمام محفلون پر ایک حکم لگواتے ہو
کیا غضب کرتے ہو اصل حال یہ ہے کہ بعض امراء ذی مقدور جو زینت کے عادی ہین وہ لوگ فانوس اور لیمپ وغیرہ روشن کرتے
ہین سو اسکو کسی نے حرام نہین لکھا اور روشنی کے بانی حضرت امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب ہین علامہ نور الدین حلبی نے
لکھا ہے کہ مستحب ہے اوسکا اتخاذ یعنی کا مساجد مین یہہ کام اول عمر نے کیا جب کہ واسطے تراویح کے لوگون کو جمع کیا لوٹکائے یہہ کتنی قندیلین
اور جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اوس طرف گذر ہوا دیکھا کہ مسجد جگمگا رہی ہے روشنی سے دعا فرمائی کہ تو نے ہماری مسجدین روشن
کین کیا اللہ تعالی تیری قبر روشن کرے اے عمر بن الخطاب اور فقیہ ابو اللیث سمرقندی نے بھی تنبیہ مین روایت کیا کہ حضرت علی
نے دعا دی حضرت عمر کو اور روایت ہے کہ اسی طرح حضرت عثمان سے بھی دعا دینا آیا ہے انتہی اور نیز حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے
لکھا ہے کہ زائد از ضرورت اسراف اور حرام ہے اور جس محفل میلاد مین ایسا ہوگا وہان جانا اور بیہ ان تعصب ہو گا کیونکہ مولف لکھتا
ہے کہ سائل کی بندش دیکھو کہ روشنی بکثرت کو ذکر کرتا ہے کہ جس سے مفتی خواہی نخواہی اوسکو حرام بول اوٹھے (جس سے صاف معلوم
ہوا کہ حرمت روشنی بہت کی مولف کے نزدیک ہے جب حرمت ہے شک ہے پھر تو نہ سمجھے کہ مولف کا یہان بھی ہم خود مطلب ہے اس واسطے
سائل کی غرض لفظ روشنیہائے کثیرہ سے کثرت زائد از حد ضرورت ہے اور یہ امر مجالس مولود مین ایسا ہوتا ہے لیکن مولف
مطلب سائل کو اپنی تقریر سے ٹالنا چاہتا ہے کہتا ہے کہ روشنی محاورہ اہل ہند مین زیادہ چراغون کا نام ہے سبحان اللہ تمام ہند مین
روشنی ہی اوس کو بولتے ہین مدراس رامپور گنگوہ انبہٹہ وغیرہ کے جہلا کا خیال ہے مثلی اور شہرون ان قصبات مین روشنی کثرت
چراغان یوم عرس کو بولتے ہین مولف نے اون سے ہی دو ستی کی ہے کہ کبھی یہی اصطلاح درست ہے تو سائل تو متبع
نہین ہے اوسکو اس اصطلاح سے کیا بحث ہے روشنی ہائے کثیرہ زائد از حاجت اور کثیرہ کا لفظ تاکید کے واسطے لکھا ہے پس حاصل
لیکن اس تقریر بے معنی سے یہ ہے کہ سائل کی مراد چار سو پانسو چراغ ہین کیونکہ روشنی عرس بزرگان مین دو چار سو سے عادۃً چراغ
کم نہین ہوتے پھر اوس کو جمع کر دیں یہ مراد اپنے ذہن مین قرار دیکر اس کا انکار کر دیا کہ اس قدر چراغ مولود مین کہان ہوتے ہین
مگر اس سوال سے بری ہوئے مگر بہرحال مراد سائل کی جو تھی وہ روشنی زائد از قدر حاجت ہے گرچہ دو سو چراغ نہون اور یہ وقت
محفل مولود اور دیگر مجالس مین خود موجود ہوتے ہین تو اس کے اثبات کی ضرورت ہوتے ہین قولہ اصلی حال یہ ہے کہ بعض امراء ذی مقدور
الخ اقول سبحان اللہ کیا عمدہ استدلال و تقریر ہے کہ سننے والا وجد مین آجاتا ہے دیکھو سائل تو زائد از قدر حاجت کو اسراف
حرام (بقولہ تعالی ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین الایہ) کہتا ہے پھر وہ خود ایک ہی لیمپ اور فانوس کیون نہو خواہ امراء

نقل کیا ہے کہ جب تمیم داری نے مسجد نبوی کے ستونوں سے قندیل لٹکائے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دعا دی اللہ
تعالی تجکو نور سے جیسا نورانی کیا تو نے ہماری مسجدوں کو اور نیز حلبی نے لکھا ہے کہ تمیم داری نے جو قندیل آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے سامنے لٹکائے تھے کم تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کثرت سے لٹکائے اور یہ بھی حلبی نے نقل کیا ہے ایک عالم سے کہ
وہ فرماتے ہیں کہ مجکو بادشاہ مامون نے حکم دیا کہ لکھدو حکم ہماری مملکت میں کہ مسجدوں میں بہت چراغ روشن کیا کریں لیکن
میرے کچھ خیال میں نہ آیا کہ کس طرح لکھدوں تب مجکو خواب میں بشارت ہوئی کہ لکھدے روشنی کثیر کے واسطے کہ اس میں دل
لگیگا تہجد گذاروں کا اور مسجدیں خانہ خدا ہیں پس خانہ خدا سے وحشت اندھیرے کی دفع ہوگی جب میں نے یہ بشارت [illegible]
تب میں متنبہ ہوا اور لکھدیا یہ حکم پس اسطرح زیادہ روشنی کرنے سے وحشت ظلمت کی دور ہوتی ہے مساجد سے اسی طرح
دور ہوتی ہے مواقع ذکر اللہ اور ذکر الرسول سے اور جس طرح زیادہ روشنی سے انس ہوتا ہے اور دل لگتا ہے نمازیوں کا اسی

عادی اسراف کی وجہ سے ہو خواہ مولف کے انس طرح کے سبب سے ہو خواہ کسیکے کہنے اور کوشش میں ہو خواہ محفل میلاد میں ہو سب
اسراف ناجائز ہے پس عادت امراء سے حجت لانا کسقدر دور از علم ہے کہ بمقابلہ نص قطعی کے عادت امراء کو دلیل بنایا اعاذنا
نعوذ باللہ منہا اور یہ کہنا کہ اسکو کسی نے حرام نہیں لکھا دوسری غفلت از دین ہی تو قرآن مجید میں موجود ہے اور حضرت عمرؓ کی روشنی
کو سند لانا بھی وہی عادت کم فہمی مولف کی ہے کیونکہ یہ اثر کی روشنی سے زائد از حاجت ہے اور حضرت عمرؓ سے جو منقول ہے
وہ روشنی مطلق قدر حاجت تھی اور ان سب روایات منقولہ حلبی میں روشنی قدر ضرورت ہی ہے پس ان روایات کا نقل کرنا
محض لغو غیر مفید مطلب مولف کو ہے کیونکہ کسی روایت سے زائد از ضرورت ہرگز ہرگز نہیں معلوم ہوتا اور نفس روشنی میں سائل کو
انکار ہی نہیں پس مولف بیخبر یہ نہیں جانتا کہ اسراف جیسا ہزار چراغ میں حرام ہے دو چار چراغ کا بھی حرام ہے وضو کے پانی میں
بھی اسراف منع ہے چہ جائیکہ تیل چراغ میں اور یہ لطیفہ مولف کا کہ رات کو اگر روشنی کے سبب سے محفل میں نہیں آتا تو دن کو آجایا
کریگا یہ بھی کمال حزم مولف کا ہے کیونکہ سائل نے نہ تو دعوی التزام ولزوم روشنی کا کیا اور نہ کراہت اس مجلس کو سر روشنی میں
کیا اگر دن کو روشنی نہیں تو دیگر مفاسد تو موجود ہیں دن کو جلوہ امارد رات سے بھی زیادہ ہوتا ہے اور علی ہذا دیگر امور التزام شیرینی
ولباس وزری فرش وندا وغیرہ کا حال ہے البتہ اگر حق تعالی مولف کو توفیق فرماوے اور یہ کہدے کہ ہم سب امور غیر مشروعہ کو
بالکل موقوف کردینگے تو البتہ سائل خود شریک اس ذکر مندوب کا ہو جاویگا کاش مولف کو یہ توفیق ہو جاوے [illegible]
کی خوبی فہم ہر ہر پہلو میں ایک جدید اعجوبہ ہے اور قول حلبی کا کہ حضرت عمرؓ نے قنادیل کثرت سے لٹکائے دلیل کثرت کی فہم عالی
مولف میں آگئی اور فی الواقع یہ کم فہمی ہے سنو کہ لفظ کثرت دو معنوں میں بولا جاتا ہے ایک کثرت اعداد مثلاً دس بیس کو کثیر
کہتے ہیں دوسرے کثرت از حد ضرورت تو یہاں حضرت عمرؓ کی نقل میں کثرت اعداد مراد ہے کیونکہ مسجد نبوی ایک بڑا وسیع مکان ہے
اوس میں پچاس ساٹھ قندیل بھی کم از حاجت ہیں پس حضرت عمرؓ نے قنادیل کی کثیرۃ فی الاعداد کہ حد حاجت سے ہرگز زائد نہ تھے
لٹکائے تھے اور دس کی ہی [illegible] سے منقول ہے پس مولف کثرۃ سے زائد از حاجت سمجھ گیا ماشاء اللہ کیا فہم رسا ہے صحابہ کو

طرح اس مجلس پاک مین ول لگتا ہے شائقین بیان صفات رسول کی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا البتہ بعض علما نے کثرت سے روشنی
کرنے کو مکروہ لکھا ہے سو نہین پہنچی اون کو یہ حدیثین اور آثار پس صحیح یہی ہے کہ روشنی کا کرنا ممنوع نہین ہے اور مجکو یہ تعجب
آتا ہے کہ جب یہ لوگ مدینہ منورہ جاتے ہونگے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ نورانی کے گرداگرد جھاڑ
اور فانوس اور قندیل کثرت سے اس درجہ کو کہ یہان کسیکو میسر بھی نہین ہوتے وہان روشن دیکھتے ہونگے معلوم نہین یہ لوگ
آنکھین روشنی کی طرف سے بند کر لیتے ہونگے یا اوس کے غیظ اور غصہ مین زیارت ہی ترک کر دیتے ہونگے اگر ترک کر دیتے ہین تو ہائو
کچھ شک نہین یہان وہان دونو سے گئے یہان بھی محروم رہے بلکہ اگر وہان اسی روشنی مین جا کر زیارت کی اور زیارت روضہ
شریف کی نصیب ہوئی تو حضرت کے معجزات اور مدائح اور مناقب کا سننا بھی تو گویا روشنی مین آکر سننا اور روشنی ظاہری سے
ظاہری آنکھ اور نور ایمانی سے باطنی آنکھ روشن کرو روضہ پر انوار تو فقط جسد اقدس کا مدفن ہے یہ محفل نورانی تو انکی
روشنی صفات کا موقع ہے وہان روشنی کثرت سے کرائی جاتی ہے تو یہان روشنی کیون منع کی جاتی ہے انصاف ضروری
مسلمانی ہے الا اس زمانہ میں کھول کھول کر سمجھا دینا بھی اگر چہ مناسب نہین افسوس ہے اس مقام مین ایک بات اور یاد
آئی کہ بعض صاحب مکہ اور مدینہ سے آتے ہین زادہما اللہ شرفا و تعظیما وہان خوب دیکھتے ہین مولد شریف کی اور قیام کرنا و تقسیم شیرینی کا
ہونا سب کچھ دیکھتے ہین اور سنتے ہین کہ وہان کے تمام علما شافعی مالکی حنفی حنبلی سب اس عمل مبارک کو جائز بلکہ مستحسن جانتے
ہین پھر جب ہندوستان مین آتے ہین وہی انکار کرنے لگتے ہین اس بات مین ایک شاعر شیوا بیان نے سعدی کا شعر تضمین
کیا ہے اور حدیث صحیح مین آیا ہے ان من الشعر لحکمۃ و ان من البیان لسحرا یعنی بعض شعر حکمت ہوتے ہین اور بعضے بیان سحر
کی مثل دلنشین ہو جاتے ہین ان اشعار کا مضمون اور بیان اسی طرح کا ہے وہ شعر یہ ہین اشعار

قرآن بھی یاد نہ تھا بزعم مولف کہ وہ خلاف قرآن سے تنبیہ کرتے اور علی مذا اوس عالم کے قصہ مین جو مامون سے عہد سے نقل کرتے ہین
کثرت عدد مراد ہے اور جو ان دو سے سمجھی ہین ان کو کوئی سمجھتا بھی نہین خواب کا قصہ ہے مامون کا صاحبزادہ دونون بحث شرعی ہین
بہر حال قندیلوں کثیرہ کا ایسا بیہودہ استدلال ہے کہ قابل دید ہے ہرگز یہ روایت معنی آپ کو نہین سمجھا اور ہرگز یہ آپکی مراد کو مفید نہین اور ہرگز
سوال سائل کا جواب یہ نہین ہو سکتی قولہ البتہ بعض علما نے کثرۃ روشنی کرنیکو اقول اسقدر پریشانی اور شمار اور تقریر
لا یعنی کرکے مولف کو دکھلایا کہ فقہا کثرت روشنی کو حرام اور اسراف کہتے ہین تو یہ ہوا کہ وہ سمجھے نہین انکو یہ روایات نہین پہنچین نعوذ
باللہ مولف اپنے جہل کو علم سمجھ گیا ہے اور فقہا علما کو جاہل قرار دیا فقہا کی تمام روایات و آیۃ قرآنی پیش نظر تھی اور اونکو حق تعالی
نے فہم و علم دیا تھا وہ سمجھ گئے کہ کثرت سے فعل حضرت عمرؓ مین مراد کثرت اعداد ہے اور حضرت عمرؓ قرآن کے خلاف عمل کرنیوالے نہین تھے
مگر مولف ہی اپنی جہل مین مبتلا ہے اور روایات کو نہ سمجھا اور قرآن کو بھولا اپنے فہم کیلئے اپنے مدعی باطل کو کہ خلاف نصوص کے
ہے حق سمجھ گیا اور فقہا پر طعن محض بخیل و بے اصل و ناروا کر دیا اور کچھ خدائے تعالیٰ سے نہ شرمایا انا للہ و انا الیہ راجعون افتو ایضا فی
ضلوا و اضلوا پس اب آگے کلام لا یعنی مولف کا کیا جواب لکھون کہ کوئی علم کی بات نہین ہے لکھتا ہے کہ روشنی سے دلکشائی ہوتی ہے

ایسے منا شد بدین بعضے + گرچہ مکہ مین بھی وہ ہوآئے + وہان مجنون کا ڈھنگ دیکھ آئے + بزم مولد کا نام دیکھ آئے
پھر وہی ضد ہے اور وہی تکرار + وہی مولد شریف مین انکار + مجکو سعدی کا قول یاد آیا + ایسے لوگون کے حق مین فرمایا
خر عیسے گرش بمکہ برود + باز آید ہنوز خر باشد + لطیفہ ایک مقام پر دو عالمون مین گفتگو ہوئی ایک ان مین مولد شریف کے مثبت
تھے اور ایک منکر منکر نے کہا قصبہ دیوبند مین فتوی بھیجو دیکھو مولد شریف کو کیا لکھتے ہین مثبت نے کہا دیوبند تو کچھ دارالسلام نہین
ہون کہ مکہ اور حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا و تعظیما کو فتوی بھیجو یعنی اس لئے کہ وہ دین و ایمان کا گھر ہے حدیث مین آیا
ہے دین مکہ مدینہ مین سمٹ آویگا جیسے سمٹ آتا ہے سانپ اپنے بل مین یعنی جیسے سانپ بل سے نکلکر ہر سب جگہ پھر کر اوس
مین قرار پاتا ہے اور سانپ جب بل مین گھس جاتا ہے تو ایسی قوت سے سمٹ جاتا ہے کہ کوئی اوس کا نکالنا چاہے تو مشکل ہوتا ہے
[illegible] اوسی طرح [illegible] نکالا [illegible] مین بھی [illegible] کوئی بہان [illegible] کو نکالنا
چاہے تو مشکل ہے [illegible] اگر [illegible] جس کی تعریف [illegible]
کو تشبیہ [illegible] منکر صاحب بولے کہ بس [illegible] پرستی [illegible]
[illegible] رہنے والے تھے مین [illegible] حضرت علی [illegible] ہوتے [illegible]
اور سالکین عینک کی روشنی [illegible] لیتے ہونگے اور دیگر علما دیانج کی نسبت شوخ چشمی ہے شعر [illegible]
پھکڑ کے جواب مین وقت بلا فائدہ ضائع کرنا ہے صرف اپنی کردار کو آپ پاویگا مگر یہان اتنا لکھتا ہون کہ روشنی [illegible]
وہ فعل اسراف ہے اور سبب ناراضی حق تعالی کی موجب ظلمات اور نار جہنم کی روشنی [illegible] والی ہے [illegible]
مین کہ خالی از منا کیہ ہو البتہ موجب کشادگی قلب کی ہے مگر سائل اس سے بحث ہی نہین [illegible]
لکھ رہا ہے اور صحابہ کرام اور خلفاء راشدین کے فعل و قول کو اپنے زعم کاسد سے خلاف شرع پر عمل کر کے فقہا کی شان مین گستاخی
کر رہا ہے خدا تعالی اوسکو ہدایت و توبہ نصیب کرے کہ یہ سب فساد جہل کا ہے اگر کچھ بھی علم ہوتا تو اس روز سیاہ سے بچتا **قول لطیفہ الخ**
اقول علماء دیوبند کا حال جو کچھ ہے وہ سب روشن ہے اور کچھ دور نہین جس مسلمان منصف کا دل چاہے بچشم خود دیکھ لے کہ ظاہر
لباس و ہیئت موافق شرع کے رکھتے ہین اور نماز کو بجماعت بخوبی ادا کرتے ہین امر بالمعروف مین بشرط قدرت کوتاہی نہین کرتے
اور تحریر فتوی مین رعایت غنی فقیر کی نہین حق جواب دیتے ہین اور جو اونکو کوئی متنبہ کسی خطا پر کر دیوے تو بشرط صحت کے قبول سے
دریغ نہین [illegible] معترف ہوتے ہین یہ سب اوصاف واضح ہین جس کا دل چاہے دیکھ لیوے امتحان کر لیوے اور یہی قبولیت عند اللہ
تعالی کا نشان ہے باہر علماء مکہ معظمہ کا حال جس نے عقل و علم کے ساتھ دیکھا وہ خوب جانتا ہے جو نہین گیا وہ ثقات کے بیان سے مثل
مشاہدہ کے جانتا ہے اور اکثر وہان کے علماء نہ کہ سب کیونکہ اکثر وہان متقی بھی ہین اس حالت مین ہین کہ لباس اون کا خلاف
شرع اسبال آستین اور [illegible] کا جبہ و قمیص مین کہتے ہین اکثرون کی ریش قبضہ سے کم نماز مین بے احتیاطی امر بالمعروف کا باوجود
قدرت کے نام و نشان نہین اکثر انگوٹھی چھلے غیر مشروع ہاتھون مین پہنے ہوئے ہین قطع صوف شایع ہے فتوی نویسی مین کچھ

مین آیا ہے اولم یروا انا جعلنا حرما امنا و یتخطف الناس من حولهم یعنی سورہ عنکبوت مین ہے کیا نہین دیکھتے کہ ہمنے کر دیا مکہ پناہ
اور امن کی جگہ اور لوگ اچک لیئے جاتے ہین اوسکے آس پاس سے انتہے۔ سو یہ مار پیٹ اور اچک لینے کی باتین قدیم سے وہان
بدو سے آدمی خارجی کرتے رہے ہین اور اب بھی کرتے ہین لیکن کفر و شرک سے منزہ ہین وہان کے بدوے گنوار آدمی بھی گناہ صغیرہ
یا کبیرہ کرین لیکن کفر و شرک اوس ارض مقدس کے آس پاس تک کہین نہین ہوتا اور دیوبند مین تو کفر و شرک بھرا ہوا ہے جابجا پھیلا
ہوا باقی ہے مندر اور شوالے بنے ہوئے ہین سنکھ بج رہے ہین کچھ دیوبند ہی پہ ہوا یا حرمین شریفین [illegible] کی طرف سے جواب
ہوا اسے یہ دیوبند کے جاہل مسلمان عامی ست اور مشرکان قوم ہنود سے مسئلہ [illegible] پوچھتے ہندو یارو [illegible] اسلام آیا سے پیدا ہین
ہو چاہو لکھوا لو اگر ون کے عصبیان سے کوئی مطلع کر دیوے تو ایسا موجود ہو جاوے اور جو [illegible] علماء نے یہ معاملہ [illegible] شیخ احمد
مولوی رحمت اللہ کے ساتھ کیا وہ کسی پر مخفی نہین اور بغدادی رافضی سے کچھ روپیہ لیکر ابو طالب کو مومن لکھدیا خلاف روایات
صحاح احادیث کے اور علی ہذا القیاس تک لکھون تو طول ہے اور شرم بھی آتی ہے کہ ہمو علماء حرمین مانکر [illegible] پڑا
پس اگر کوئی ایسی حالت مین علماء دیوبند کو علماء حرمین پر ترجیح اور اعتماد دے وے تو کونسا غضب کیا اہل فہم انصاف کرین کہ
ایسی حالت مین علماء دیوبند کا فتوی قابل اعتماد ہوگا یا علماء حرمین کا مثلاً ایک عالم فاجر مسجد مین رہتا ہو کہ اشرف مواضع ہے اور
دوسرا عالم متقی بازار کی دوکان مین ہو کہ شر البلاد ہے تو بازاری عالم کا فتوی معتبر ہوگا یا مسجد مین رہنے والے کا پھر ایسی صورت
مین اگر کوئی کہے کہ مسجد خیر البقاع والے سے مسئلہ پوچھو بازار شر البقاع والے سے مت پوچھو اور فضائل مسجد کے اور برائی بازار کی
بیان کر کے حدیث لاوے تو اس مسجدی بھاٹ کو لوگ احمق کہین گے یا نہین اور اس شامت بازار [illegible] فضیلت مسجد پر ذرا بھی وقت
[illegible] جو کچھ ایسے لطیفہ کثیفہ مولف کو دیکھنا چاہیئے کہ بحث تو علماء دیوبند کے معتبر اور بیدار ہونے مین اور نفس علماء مکہ کے غیر
احق فی الفتوی والدین ہونے مین ہے اور اس پر فضیلت دیوبند کی مکہ پر سمجھکر خرافات لکھنی شروع کر دی اور سمجھ کہ یہ فضائل دیار [illegible]
کے علماء کے زیادہ تر موجب بعد و خسران کے ہین کہ وہان کی معصیت اشد ہے دیگر بلاد کی معصیت سے مگر ہان شاید مولف کے
نزدیک وہان کے لوگونکے مناکیر بھی حلال ہون معاذ اللہ پس دیکھو گفتگو کیا تھی اور نتیجہ کیا نکالا کیا فہم رسا ہے مولف خود بھی حج
کر آیا ہے اور پھر بھی مکہ سے ویسا ہی لوٹا جیسا گیا تھا سو یہی مصداق تعمین کا ہو رہا ہے اے مسلمانو اعتبار قرآن و حدیث و فقہ
کا ہے نہ مکہ کے باشندون کے قول و فعل کا ذرا غور کرو کتب دین کو دیکھو کوئی معصیت مکہ کے تعامل سے حلال نہین ہوتی بلکہ
زیادہ موجب عذاب و شناعت کی ہے اور مولف کی بلاہت کو غور کر کے سنو کہ فصل حجاز مین کہ حرمین شریفین بھی اوس مین داخل ہے
حدیث کہ ان الدین لیارز الی الحجاز کما تارز الحیۃ الی جحرہا۔ سو اسکا ترجمہ مولف نے نقل کیا اور خود اوسکی شرح کی ہے بقولہ یعنی
جیسے سانپ اپنے بل سے نکلکر پھر سب جگہ پھر کر اوس مین قرار پاتا ہے الخ پس ادنی عقل والا بھی جانتا ہے کہ سانپ جب اپنے
بل سے نکل جاتا ہے تو بل سانپ سے بالکل خالی ہو جاتا ہے اور جب پھر سانپ بل مین لوٹ آتا ہے اور وہ قت بل قرارگاہ
سانپ کا ہو جاتا ہے تو اس تشبیہ مذکورہ مولف سے صاف ظاہر ہے کہ کسی وقت مین دین حرمین سے نکلکر دیگر بلاد مین چلا جاویگا

ورنہ فیضان انوار محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم رہو گئے ہذا کلامہ ملخصاً **قولہ** اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اشعار مین مخاطب حاضر
ہوں جائز ہے یا نہیں اور قیام بوقت ذکر ولادت صلی اللہ علیہ وسلم جائز ہے یا نہیں **اقول** اوسوقت قیام مین اہل حرمین شریفین
زادہما اللہ شرفاً وتعظیما سے جو سُنا ہے تو یہ اشعار پڑھتے ہین یا نبی سلام علیک • یا رسول سلام علیک • یا حبیب سلام علیک
صلوات اللہ علیک • اور ہندوستان مین کچھ ذکر میلاد کرکے اسطرح پڑھتے ہین اشعار۔ السلام اے آفتاب ہر دو دین • السلام
اے انتہی سید اولین • السلام اے رحمۃ للعلمین • السلام اے مہبط روح الامین • غرضکہ اسی قسم کے اشعار سلامیہ خطابیہ پڑھے
جاتے ہین اون کے جواز مین کون کلام کرسکتا ہے مولوی اسحق صاحب کی مائۃ مسائل مین خود یہ مسئلہ مذکور ہے جواب سوال بست وچہارم مین
بیان فرماتے ہین ورند اگر دون غائب بیان یا و غیرہ نبی فرق است اگر نبی را ندا خواہد نمود برائے ایصال صلوٰۃ یا سلام تمام اجواز است
از جہت یکے آنکہ در حدیث شریف وارد است کہ ملائکہ از طرف حق تعالیٰ مقرر اند بر کہ بر نبی صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ یا سلام بفرستد ملائکہ نزد
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم می رسانند دوم آنکہ در التحیات خطاب برائے رسانیدن سلام وارد شدہ پس بنا برین اگر کسے یا رسول اللہ گوید
برائے رسانیدن درود یا سلام جائز است انتہی۔ پھر اگر کوئی شبہہ لاوے کہ مولوی اسحق صاحب نے سلام و درود کے ساتھ حضرت کو یا رسول
اللہ یا نبی اللہ کہنا درست لکھا ہے اسواسطے کہ فرشتے پہونچا دیتے ہین سلام و درود کو لیکن وہ اشعار جنمین خطاب بحضرت رسول اللہ ہے
جن مین سلام و درود نہو تو وہ بالکل ناجائز ٹھیرے حالانکہ وہ بھی ہمیشہ وہ شعر بھی پڑھتے ہین تو جواب اوسکا یہ ہے کہ بس یہ ہے
اون شعرون مین بھی سمجھ لو یعنی اگر کوئی مدح اور نعت اور منقبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب حاضر کریگا تو یہی رسول اللہ صلعم
تک پہونچ جاویگا اون سے چھپا نہیں رہیگا امت کے سب اعمال اور سب کہنا سننا رسول اللہ کو پہونچتا ہے۔ روی البزار [illegible]
بسند صحیح عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال حیاتی خیر لکم ومماتی خیر لکم تعرض علی اعمالکم فما کان من حسن حمدت اللہ
علیہ وما کان من سئی استغفرت اللہ لکم اور شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی سورہ بقر مین آیہ ویکون الرسول علیکم شہیدا مین لکھتے ہیں
ناس کسیمین لیراد اون مین بحث ہے یا علما مین پس آپ کے تحریر نامہ سے موافق بھی آپکا مدعی برآمد نہوا اور یہان بھی وہی ہوگیا کہ [illegible]
کیسا او اثبات کچھ قرآن شریف کی تفسیر کو مسخ بھی کیا مفسر بالرائے بھی بنا مگر مطلب نے نکلا لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اور حال اہل بدع حالت ان
خدام کا بھی محض خلاف شرع ہے پھر اونکو متقی جاننا مولف جیسے حق پوشی ہی کا کام ہے قرآن وحدیث سے تو وہ ہرگز متقی نہین ہوسکتے
معاذ اللہ اور نواب قطب الدین صاحب نے بھی ناحق طعن کرنا وہانکے علما کا لکھا ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی ناحق کہ درست ا نکو
منع کیا ہے نہ یہ کہ وہانکے اہل فسق کو اچھا جانو اور اونکی مدح کرو بغض فی اللہ جزو ایمان کا ہے اس اونکے فسق کو بُرا جانو اور اسوجہ سے اونکو
بُرا سمجھکر اونکی برائی ظاہر کرنا واجب ہے تاکہ احمق جاہل اونکے افعال کو دین اور جائز نہ سمجھ جاوین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فاسق
کی غیبت سے مت اندیشہ کرو مگر ہان وہ غیبت بوجہ دین اور مسلمانون کی خیر خواہی کے ہو نہ بوجہ اپنے غیظ وکینہ کے پس اب مولف کا فہم واستدلال
خوب واضح ہوگیا مولف ایسے کلمات سے توبہ کرے اور کہین سے کچھ پڑھ لیوے۔ فقط **قولہ** حضرت فخر عالم اشعار مین مخاطب حاضر ہون الخ **اقول**
سائل کی مراد اس سے یہ تھی کہ ندا اور خطاب تو سب لغات مین حاضر موجود کے واسطے موضوع ہے سو اشعار مدح مین جو ندا و خطاب پڑھا جاتا ہے اگر

اس لئے کہ التحیات مین پڑھتے ہین السلام علیک ایہا النبی یعنی سلام ہو تم پر اے نبی - دیکھو اس مین ندای رسول خدا موجود ہے اب کوی دانشمند مولوی صاحب نمازیون کے حق مین بھی یہ شعر پڑھین گے ؎ بہت ندای رسول خدا مین شاغل ہین وہ مشرکون کی علامت ہے پنجگانہ نماز نعوذ باللہ من سوء الاعمال و الاعتقاد اور واسطے بیان خطاب حاضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشہد

عجیب لطف کے فہم پر ہے کہ جسکو سائل پوچھتا ہے اوسکا تو قلیل کثیر کچھ بھی جواب نہین اور ایک غیر مسئول امر پر زور شور علم کا چلایا جاتا ہے پس آپکی سب روایات فقہ و اسلم ہین مگر آپکے فہم پر ہزار حسن جواب پر صد آفرین ہے الغرض جواب آپکی خوبی علم فہم کا اور اس فقرہ پہیلی کا تو ہوچکا اب اگر تم لکھو دلائل اولیاء و علماء و صحابہ کے اس باب مین نقل کر دیگے تو آپ کو ہرگز دو کہنے کی جا نہین یہ سب کا یہی جواب ہے اونکا عقیدہ ہرگز حضور و اثبات علم غیب کا فخر عالم علیہ السلام کی نسبت نہین اور یہ کلمات فرط محبت مین کہے اور خلوت یا جلوت خواص مین پڑھے اب بولو آپکی اوراق نویسی اس ایک کلام سے رد ہوگئی یا نہین بعد اس کے جو آپ نے مولوی محمد حسین فقیر پر ایک طعن کیا ہے محض بیجا ہے کیونکہ اہل بدعت کا یہ عقیدہ علم غیب بالذات کا محقق و مشہور ہے سو کفون نے اونکی ہی نسبت یہ شعر لکہا ہے اور واضح ہے کہ اس عقیدہ سے خواہ بیچ صلوۃ و سلام مین خطاب ہو یا غیر صلوۃ و سلام مین بہر حال شرک ہے اور بدون اس عقیدہ کے خواہ خطاب ہو یا غیر خطاب جائز جبتک مجمع عوام و سفہا مین نہو سو اوس پر طعن کرنا محال ہے اگر التحیات مین عقیدہ علم غیب کا ہوگا تو اوسکو اوس کے شرک ہونے سے کب انکار ہے وہ بھی شرک ہوجاویگا اور التحیات مین یہ صیغہ بالمحض نقل و حکایت ہے سو مثل دستور یا بوجہ سلام کے کہ وعدہ ایصال ہو چکا ہے اور خلاف اوسکے عقیدہ کرنے مین بھی وہی حکم ہے پھر طعن کیسا یہ خوب جاننا مگر مولوی محمد حسین صاحب تو آپکے معاصرین اونپر طعن کرنے سے کوئی آپکو بڑائی نہین حاصل ہوئی البتہ بڑے بڑے علماء پر جیسا مولوی محمد اسمعیل صاحب مولوی محمد اسحق صاحب انپر اعتراض کرنے مین اور نیز اور متقدمین مین جو روشنی کثیر کے رد فرماتے ہین اونپر طعن لاعلمی روایات کا کرنے سے جیسا روشنی کے مسئلہ مین گذرا اور خود حضرت عمرؓ و علیؓ و عثمانؓ پر اسراف کی روشنی کرنی اور اوسکی بدع کرنے پر کہ قرآن شریف کے حکم کے خلاف اسراف کیا آپ صراحتہً و اشارۃً طعن کرچکے ہین تو وہ البتہ وجب آپ کے تبحر علم کا عوام کالانعام کے نزدیک ہوتا ہے تو اس باب مین بھی ہم آپکو بتلاتے ہین کہ بخاری مین ہے کہ ابن مسعود تا حیات فخر عالم السلام علیک ایہا النبی التحیات مین پڑھتے تھے اور بعد وفات آپکے السلام علی النبی پڑھنے لگے تھے اب اونپر طعن فرمایئے تاکہ لوگون کے نزدیک خوب عظیم شان آپکی ہویدا ہوجاوے مولوی محمد حسین تو بڑون کی تقلید سے بری ہوجاوینگے ایسون پر طعن کرو کہ اونکی برابری ہو ہی نہ سکے معاذ اللہ اب مولف صاحب غور فرماوین اور سب اہل علم نظر فرماوین کہ مولف صاحب نے شرح سوال کیا کی اپنی طرف سے ایک سوال نیا تصنیف فرمایا ہے سائل نے پانچ قید سوال مین لکھی تھی امردان خوش لحن کا قصائد پڑھنا زیب و زینت کا ہونا - شیرنی کا ہونا - روشنی کثیر کا ہونا - فخر عالم کو خطاب نداء سے یاد کرنا - سو پانچون قیود کی وہ شرح فرمائی کہ ہرگز سائل کے ذہن مین بھی نہین گذری ہے اپنی طرف سے خلاف مقصود سائل کے ایک شرح فرمائی اور پھر جواب اوس شرح کے

زیادہ تر تحقیق نمبر چہارم میں آوے گی **قولہ** بحدیث نبوی جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا **اقول** سائل نے حصر کر دیا دین کو حدیث میں کہ
حدیث سے جائز ہے یا نہیں یوں پوچھنا چاہئے تھا کہ شرع شریف میں جائز ہے یا نہیں اس لئے کہ شرع شریعت کے مسائل فقط حدیث
ہی سے نہیں نکلتے بلکہ اول دلیل شرع قرآن مجید ہے پھر حدیث شریف پھر اجماع امت پھر قیاس اس بات کا ہم خاص انہی کے
مجتہد مذہب سے سنوا دیتے ہیں دیکھو مولوی اسمعیل صاحب تکمیل الاخوان میں دو باب … لکھتے ہیں جو مسئلہ کہ قرآن میں مفصل
مذکور نہیں اوس کا حال حدیث سے دریافت کرے اور جو حدیث میں بھی صریح بیان نہو تو وہ جو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابوں کی
اجماع سے دریافت کرکے اوس اجماع کے موافق عمل کرے اسواسطے کہ حدیث کی رو سے صحابہ کے اجماع کی پیروی کرنے کا حکم ثابت ہے
پھر جو مسئلہ اجماع سے ثابت نہو یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت میں ایسا واقع نہوا ہو اور پھر وہ حکم بھی اگر اجماع سے نہ ملے تو ایسی بات میں مجتہدین
… کے موافق عمل کرے انتہی بلکہ مولوی اسمعیل صاحب فرماتے ہیں تو اماموں مجتہدوں کی بات نکالی ہوئی بھی حق معلوم
ہوتی ہے اسی مقام میں جدید … کے واسطے فرماتے ہیں پھر اور کوئی مولوی یا مشائخ اپنی عقل کو دخل دیکر کوئی بات نکالے تو اوسکا کیا
… اگر اکثر عالم دیندار متقی پرہیزگار اوس … کو قبول کرلیں … وہ بھی معتبر ہے انتہی اب سائل کو معلوم کرنا چاہئے کہ جب
جو امور کے واسطے … یعنی قرآن اور حدیث اور اجماع اور قیاس … ہیں اور باتفاق اکثر علماء دیندار جس چیز کی امر ادلہ
دلائل میں کسی ایک دلیل سے ثابت ہو جاویگا اوس کو کہینگے کہ یہ امر شرع میں جائز ہے یہ نہیں کہ جسکا نام فقط حدیث میں تصریح آیا ہو

لکھے وہ بھی اکثر جگہ وہ شرع کے مطابق و مناسب نہیں چہ جائیکہ اصل مقصود سائل کی موافق ہوتی چنانچہ تحریر بالا سے ہویدا ہے کہ
سو ایسا جواب سوال اور ایسی شرح شاید کسی نے آنکھ کھولکر دیکھی ہوگی عجیب تماشا ہے اور پھر ان جوابات میں جن جن امور کی نسبت
اونکو مطعون بناتے ہیں وہی امور خود استنباط فرماتے ہیں سبحان اللہ کیا اعجوبہ ہے **قولہ** حدیث نبوی الخ **اقول** یہ اعتراض
… ہے کہ فقط حدیث سے ہی کیوں طلب کیا جواب کیا قرآن و اجماع و اجتہاد بھی حجت شرعیہ ہے سو جواب اول تو اوس کا عذر
قبول ہو کہ بیچارہ ناواقف ہے مگر خوب محقق ہوگیا کہ مولف کے نزدیک فقط حدیث سے مطالبہ کرنا کسی حکم کا معیوب ہے یوں ہی بلکہ
حجج اربعہ میں سے کسی سے جواب دیدیوے تو کافی ہے اور اتباع امر معیوب کا بھی ناجائز ہے اگر کوئی مستفتی خواہ مخواہ جواب سوال کا
حدیث ہی سے طلب کرے تو مفتی کو اوسپر عمل کرنا جائز نہیں کیونکہ اتباع ناروا کا بھی درست نہیں ہوتا سو موافق اس اپنے قاعدہ
مقررہ کو یاد رکھے کہ اس کے خلاف میں مولف مطعون ہووے گا اور جو اوس بیچارہ نے کلام کی تاویل کی سکو تو کیوں اوس پر غصہ ہوتے
جو قرآن کی حدیث تفسیر ہے اور حدیث بھی وحی باطنی ہے سو قرآن حدیث تو ایک ہی ہوئے معنی و حکما اور اجماع بلا سند نہیں ہوا
کرتا سو سند قرآن کی آیت یا کوئی حدیث صراحۃ اشارۃ دلالۃ ہوتی ہے سو وہ بھی حکما حدیث ہی ہوا اور قیاس خود مظہر حکم
ہے نہ مثبت حکم سو وہ بھی اگر اجماع سے ہے تو وہ معلوم ہوا کہ حدیث کی … قرآن سے ہے تو وہ بھی معنی حدیث سے متحد
ہے پس اوس کا کہنا باین تاویل درست ہے پس مطالبہ حدیث ہی اگر کوئی قول مجتہد کا ثبت کردیوے یا جزئیہ علماء کا جو قاعدہ کلیہ مجتہد سے
نکالا ہے پیش کر دیوے تو وہ جواب حدیث سے ہی ہووے گا صریح حدیث کی ضرورت نہیں بہر حال مولف اوسکو یاد رکھے الحمد للہ کہ برہان

وہ جائز ہو ورنہ ناجائز یہ بات ہرگز محققین کاملین کے نزدیک مسلم نہیں واضح ہو کہ یہان تک سوال فتوی انکاریکی شرح کی گئی ابلاد ہکے جوابات جو مفتی صاحبون نے لکھے ہین اوسکی توضیح کرتا ہون نور دوم مین چھ لمعے ہین لمعہ اولی نقل جواب واضح ہو کہ اوس سوال کا جواب اول دہلی مین لکھوایا گیا پھر اصحاب دیوبند نے اوسپر مہرین لگا ہین وہ یہ ہے جواب فتوی انکاری انعقاد محفل میلاد اور قیام وقت ذکر پیدایش آنحضرت صلعم کے قرون ثلثہ سے ثابت نہین ہوا پس یہ بدعت ہے اور علی ہذا القیاس بروز عیدین وغیرہ عید بیاد نجشنبہ وغیرہ مین فاتحہ مرسومہ ہاتھ اوٹھا کر پایا نہین گیا البتہ نیابۃ عن المیت بغیر تخصیص اون امور مرقومہ سوال کے للہ مساکین وفقراکو دیکر ثواب پہونچانا اور دعا اور استغفار کرنے مین امید منفعت ہے اور ایسا ہی حال دہم سویم وچہلم وغیرہ اور پنج آیۃ بندہ چنون اور شیرینی وغیرہ کا عدم ثبوت حدیث اور کتب فقیہ سے خلاصہ یہ کہ بدعات مخترعات ناپسند شرعیہ ہین انتہی حرفا بحرفا۔ اب مولف رسالہ ہذا اللہ تعالی کی توفیق اور مدد پر بھروسہ کرکے بیان کرتا ہے اون امور ناصواب کو جو اس جواب مین ہین واضح ہو کہ اس جواب پر دہلی کے تین صاحبون کی مہر ہے الہی بخش حفیظ اللہ شریف حسین یہ صاحب دہلی مین غیر مقلد ہین سب انکو جانتے ہین انکا یہ جواب لکھنا کچھ تعجب نہ تھا لیکن اصحاب دیوبند بھی اس فتوی مین اونکے تابع ہوگئے مدرسہ دیوبند کے طلبا اور مدرسین کی پانچ مہرین چند دستخط ہین ایسے ایسے مفتی کہ اون مین سے ایک صاحب کی عبارت یہ ہے ہذا مسئلہ جواب صحیحۃ حسن علی عفی اللہ عنہ سبحان اللہ عبارت ان مفتی صاحب کی دیکھنے کے قابل ہے اور فصاحت وبلاغت تذکرون مین لکھنے کے لایق ہے لفظ ہذا کی تذکیر وتعریف مسئلہ کی تانیث وتنکیر جواب کی تذکیر صحیحۃ کی تانیث یعنی مسئلہ یعنی سوال مبتدا اور جواب صحیحۃ اوسکی خبر سوال کی خبر جواب کیا گیا ہے تو درست ہے مین خیر ہمکو ان صاحبون مین کسی سے کچھ تعارض نہین الا مولوی محمد یعقوب صاحب کہ اس مدرسہ کے مدرس اول ہین چونکہ نہوانے

اول نے ملمعہ نور اول کو ظلمات مکنونہ سے کہ ظلمات جہل پر نور مثل لمعہ کے تہا رفع کرکے اوسکی ظلمات اصلیہ کو واضح طور پر نمایان عیان کر دکھایا **قولہ** - **نور دوم** الخ **اقول** اس مین مولف نے جواب بلفظ نقل کیا ہے بعد اوس کے کچھ اپنے علم کے فخریہ کلمات لکھے ہین کہ اوس کے جواب کی ضرورت نہین علم مولف کا تو نور اول مین ہی خوب منور ہوچکا **قولہ** اونمین سے ایک صاحب کی عبارت یہ ہے الخ **اقول** حسن علی نام کوئی مدرس مدرسہ دیوبند مین نہین ابتدائے بناء مدرسہ سے آجتک کی کیفیات موجود ہین دیکھ لو مولف کو اگر دیوبند کے مدرسہ پر طعن کرنا مقصود ہے تو ایسی طرح طعن کرنا کہ جسکا کچھ ٹھکانا نہو شرم کی بات ہے حق تعالی فرماتا ہے ان بعض الظن اثم بہرحال خواہ مخواہ حسن علی کو دیوبند کا مدرس یا طالب علم قرار دیکر محض اپنی طرف سے یہ لکھنا کسقدر خلاف امر حق تعالی کے ہے اور جو توہین مدرسہ کی غرض مولف کی ہے تو ایسے واہی مطاعن سے کچھ نہین ہوتا اور مدرسہ دیوبند کا جو کچھ علم ہے اگر کچھ فہم خداداد مولف کو ہے تو آوے اور دیکھے اس فقیر کے گمان مین یہ آتا ہے کہ مدرسہ دیوبند کی عظمت حق تعالی کی درگاہ پاک مین بہت ہے کہ صدہا عالم یہان سے پڑھکر گئے اور خلق کثیر کو ظلمات ضلالت سے نکالا یہی سبب ہے کہ ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب مین مشرف ہوئے تو آپکو اردو مین کلام کرتے دیکھکر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہان سے آگئی آپ تو عربی ہین فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہمکو یہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا پس جس کا رتبہ عند اللہ زیادہ ہوگا۔

مُہر مقلدون کی تحریر پر مُہر لگادی اس لیے ہمکو اون سے چار شکایتین ہین شکایت اولی بقانون طریقت یعنی اونکے پیر و مرشد حاجی
امداد اللہ صاحب سے ہم مکہ معظمہ مین ملے اونکا ہرگز یہ طریق متعصبانہ نہین دیکہا بلکہ نہایت مستقیم و معتدل افراط و تفریط سے خالی پایا
لوگون نے مسئلہ قیام مولد پوچھا حالانکہ وہ انہین اسکو برا منکرات مین سمجھتے ہین کفر و شرک تک نوبت پہونچاتے ہین لیکن انہون نے یہ
جواب دیا کہ اگر اصحاب محفل کہڑے ہوجاوین کہڑے ہوجاؤ اگر بیٹھے رہین تم بھی بیٹھے رہو ایسی گفتگو مصلحت آمیز ہے کہ اس مین ہرگز
بشک متصور نہین اور چند مسائل اون کے اسی طور دیکھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ انہون نے اپنے سب مریدون کو اور مولوی رشید احمد
صاحب گنگوہی کو منع فرمایا ہے کہ جو مسائل ہند کے علماء مین مختلف فیہ ہین اون پر مُہر دستخط کیجیو پھر مولوی محمد یعقوب صاحب نے کیون کسی کے
کہنے سے اپنے مرشد ہادی کے خلاف طریق اور خلاف حکم پر مُہر لگائی شکایت ثانیہ یعنی کیون دیدہ تحقیق سے فکر کرکے کُل مسائل کو

شیطان عدو مبین اسکی تخریب تو ضرور بہت زیادہ سرگرم ہوگا پس مولف حالانکہ مدرسہ دیوبند سے اوسکو کوئی گزند نہین پہونچا اور
اسکی دنیا مین مدرسہ نے خلل نہین ڈالا البتہ اوسکے بدعات کے ظلمات کا کاشف ہے لہذا مولف کو اس مدرسہ دیوبند سے عناد
ہے اور اس مدرسہ کو اپنا دشمن جانتا ہے مگر جسکا حامی حق تعالی ہو اوسکا کوئی کیا کرسکتا ہے۔ الغرض حسن علی نام کوئی شخص
نہین اور جو حسن علی کے دستخط ہین خواہ مخواہ اوس پر طعن لفظی کرنی بھی دور از دیانت ہے کیونکہ مطبع کی غلطی کا احتمال قوی ہے
جیسا کہ خود اوس فتوی مین بہت سے الفاظ غلط موجود ہین سو حسن ظن کرنا اور کاتب کی یا صاحب مطبع کی غلطی پر حمل کرنا مناسب تھا اگر یہ بھی تو
سب ہوتا کہ مولف کو حسن ظن پر عمل کرنا مدنظر اور اندیشہ آخرت ہوتا اور چونکہ تخطیہ معنوی کا تو مولف کو سلیقہ و ملکہ نہین تخطیہ لفظی سے
تسلی کرلیتا ہے خیر یہ تو سہل ہے لیکن مشکوۃ اور قرآن شریف دہلی کے مطبع کے مثلاً مولف یہ سمجھکر جو اس مین غلطی کاتب ملاحظہ کریگا تو
معاذ اللہ حق تعالی اور جناب فخر عالم پر مواخذہ نہ کرنے لگے کیونکہ مولف کی عادت تو یہی ٹہیری کہ اصل مصنف کو الزام لگاتا ہے کاتب
کی خطا پر تو حمل کرتا ہی نہیں استغفر اللہ **قولہ** شکایت اولی الخ **اقول** جناب حاجی صاحب سلمہ کا جواب قیام مین
اگر سچ ہے تو یہ وجہ ہے کہ اونکو جہلاء ہند کا حال معلوم نہین کہ کیا کیا عقائد پیدا ہوگئے ہین اور فتوی دینے مین مفتی کو حال اہل
زمانہ کا دیکھنا ضرور ہے کہ اختلاف احوال سے جواب بدلجاتا ہے اور یہ تبدیل مباح امور مین ہوتی ہے پس اس جواب سے معلوم ہوتا
ہے کہ یہان کا حال اونکو معلوم نہین اور بحسن ظن قیام کو مباح جانکر جائز کہا اور مخالفت کو موجب فتنہ جانکر موافقت کا حکم دیدیا اس
رائے کو مولف نے بھی پسند کیا لیکن اباحت پر اسقدر مار مار فش کہین شرع مین درست نہین اور یہ روایت کہ انہون نے جناب مولوی
محمد یعقوب صاحب مرحوم اور جناب مولوی رشید احمد صاحب کو مسائل مختلف فیہا پر مُہر لگانے سے منع کیا تہا خوب تحقیق ہوا کہ محض غلط
ہے کسی مفتری کا افترا ہے کہ اپنی بات بنانا مطلب ہے پس یہ شکایت بے اصل محض ہوگئی **قولہ** شکایت ثانیہ الخ **اقول** مولف کو
کس طرح معلوم ہوا کہ مولوی محمد یعقوب صاحب نے بدون فکر کے مُہر لگادی ہے اگر یہ وجہ ہے کہ مولف بحر العلوم کے فہم کے خلاف
ہے اور جو امر خلاف رائے ایسے بحر ذخار کے ہوگا وہ غلط ہی ہوگا تو مولف صاحب اپنے منہ میان مٹھو ہوتے ہین۔ نور اول مین تو
مولف کے فہم کی ظلمات الہی واضح ہوچکی اگر نظر برین کتاب یہ کہا جاوے تو لائق ہے کہ جو مطابق رائے مولف کے ہوگا وہ گویا ظاہر درست

معلوم ہوا بنا مین تقلید ایک جزئی خاص کی بلا خوض و فکر صحیح نہین **شکایت ثالثہ** اگر مولوی شریف حسین وغیرہ یہ بات کہین کہ
قرون ثلثہ کے بعد جو حادث ہو وہ ضلالت ہے تو کچھ اون سے بعید نہین کیونکہ غیر مقلد ہین لیکن اصحاب دیو بند جن کا مذہب تقلید ہو وہ
اور یہہ کہتے ہون کہ امام واحد کی تقلید کل مسائل مین واجب ہے چنانچہ فتوی مولوی محمد قاسم صاحب (انطوار الحق) سے یہ بات ظاہر ہے
پھر یہ صاحب کس طرح فرماتے ہین کہ ایجاد بعد قرون ثلثہ کا بدعت ہے یہ اعتقاد وجوب تعیین تقلید شخصی کا تو قرون ثلثہ کے بعد حادث
ہوا ہے اپنے پیران پیر شاہ ولی اللہ صاحب کی حجۃ اللہ البالغہ کو دیکھین کہ وہ لکھتے ہین۔ ان الامۃ الرابعۃ لم یکونوا مجتمعین علی مذہب واحد

ہو مگر در باطن لا ریب غلط ہوگا کیونکہ اکثر جگہ یہی ظاہر ہوتا ہے پس مولوی صاحب کو ہر کا بکہ جواب صحیح معلوم ہوا مہر لگا دی ورنہ صدق
اس حدیث سے ہوتے من سئل عن علم فکتمہ الجم بلجام من النار اور مخالف اگر صادق امر کہے اوسکی تصدیق ضرور ہے یہ بدیہی ہے
کہ کوئی یہودی اگر دین کی بات کہے تو تکذیب کردیوے کہ اس مین یہ خود مکذب بنتا ہے فخر عالم علیہ السلام نے یہود کی بھی کسی بات
کی تصدیق فرمائی ہے چنانچہ صحاح مین یہ روایت موجود ہے پس یہ شکایت محض کم فہمی مولف کی ہے **قولہ** شکایت ثالثہ الخ **اقول**
مولف نے اپنی خوبی فہم سے بلکہ اپنے اسلام ہم مشرب کی تقلید سے معنی موجود ہونے کے قرون ثلثہ مین اور نہ موجود ہونے کے یہہ سمجھا
ہے کہ اگر قرون ثلثہ مین یہ جزئی خاص حادث ہوکر وجود خارجی مین آجاوے خواہ دلیل اوسکے جواز کی اون قرون مین موجود ہو یا
نہو اور خواہ اوسکی جنس اون قرون مین انکار کیا ہو یا مانا گیا ہو اور خواہ وہ امر اون قرون مین شائع ہوا ہو یا نہو تو وہ سنت ہے
اور اگر اوس جزئی خاص نے اون قرون مین وجود خارجی نہین پایا اگرچہ جنس اوس کی اون قرون مین موجود غیر منکر ہو یا دلیل جواز
کی موجود ہو وہ بدعت سیئہ ہے فقط مگر یہ فہم بالکل غلط فاحش اور محض کور علمی ہے اور مولف کی فقط اسی کج فہمی پر تمام اس رسالہ
کی بنا ہے اور اسی کو نہمی سے تمام مغالطات و قبائح کا مرتکب ہوا ہے مگر ہرگز ہرگز یہ معنے نہین بلکہ اس کے معنی یہ ہین کہ
جو شے بوجود شرعی قرون ثلثہ مین موجود ہو وہ سنت ہے اور جو بوجود شرعی نہ موجود ہو وہ بدعت ہے اب سنو کہ وجود شرعی اصطلاح
اصول فقہ مین اوسکو کہتے ہین کہ بدون شارع کے بتلانے کے اور فرمانے کے معلوم نہو سکے اور حس اور عقل کو اوس مین دخل نہو
پس اوس شے کا وجود شارع کے ارشاد پر موقوف ہو خواہ صراحۃً ارشاد ہو یا اشارۃً و دلالۃً پس جب کسی نوع ارشاد سے حکم جواز کا
ہوگیا تو وہ شے وجود شرعی مین آگئی۔ اگرچہ وہ شی جنس ہی خارج مین نہ آئی ہو اور معلوم رہے کہ سب احکام شرعیہ موجود بوجود شرعیہ ہی مین
کیونکہ حکم حلت اور حرمت کا بدون شارع کے ارشاد کے معلوم نہین ہو سکتا پس جس کے جواز کا حکم کلیۃً ہوگیا وہ بجمیع جزئیات شرع
مین موجود ہوگیا اور جس کے عدم جواز کا حکم ہوگیا تو شرع مین اوس کا عدم ثابت ہوگیا اور وجود اسکا مرتفع ہوگیا پس یہ حاصل ہوا کہ
جس کے جواز کی دلیل قرون ثلثہ مین ہو خواہ وہ جزئیہ بوجود خارجی اون قرون مین ہوا یا نہوا اور خواہ اوس کی جنس کا وجود خارج مین ہوا
ہو یا نہوا ہو وہ سب سنت ہے اور وہ بوجود شرعی اون قرون مین موجود ہے اور جس کے جواز کی دلیل نہین تو خواہ وہ اون قرون مین
بوجود خارجی ہوا یا نہوا وہ سب بدعت ضلالہ ہے اور یہ بھی سنو کہ اوس زمانہ کا شیوع بلا نکیر دلیل جواز کے ہے اور نکیر ہونا اوسپر دلیل
عدم جواز کی ہے علی ہذا اوس کی جنس پر نکیر ہونا دلیل اوس کے عدم جواز کی اور قبول کرنا جنس کا دلیل اوس کے جواز کی ہوتی ہے اور یہ بھی

پس جبکہ چوتھی صدی تک تقلید شخصی پر مجتمع نہ تھے تو ظاہر ہوا کہ چوتھی صدی کے بھی بعد یہ مسئلہ وجوب کا حادث ہوا اور خود چوتھی صدی
قرون ثلثہ سے بہت بعد ہے تو مابعد چہارم تو نہایت البعد زمانہ ہوا اور تنویر الحق مین مولوی قطب الدین خان صاحب نے قاضی ثناء اللہ
کی تفسیر مظہری سے نقل کیا ہے ان اہل السنة والجماعة قد افترق بعد القرون الثلاثة او الاربعة علی اربعة مذاہب الخ ۔ یہ بات ہمکو مضر
نہیں کیونکہ ہم بعض بدعت حسنہ کو واجب بھی کہتے ہین اور بدعت حسنہ کا وجود فقط قرون ثلثہ مین نہین منحصر رکھتے لیکن ان اصحاب
پر مشکل ہوتا شکایت رابعہ آپکے پیر مرشد جناب حاجی امداد اللہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ضیاء القلوب طبع مجتبائی
ہمارے پاس ہے وہ کتاب واسطے دستور العمل ہونے اپنے مریدون کے لکھی ہے اس مین بہت باتین اس طرح کی ہین مثل فاتحہ بارواح مشائخ
و خطرات کو مشاہدہ جمال مرشد سے دفع کرنا یعنی (تصور شیخ) اور ضربات مرکز دل کے طور پر ذکر کرنا اور رگ کیماس کا دبانا اور سوندہے
اوزار اور تخمینہ وغیرہ کی طرف اشارات اشغال ذکرین کرنا اور اذکار کا عدد اور جلسہ کی ہیئت اور وضع اور وقت وغیرہ کے تعینات
خاص کرنا اس قسم کی بہت چیزین اس مین ہین کہ قرون ثلثہ سے ہرگز ہرگز یہ ثابت نہین کہ ان مین ہیئات مجموعی ثابت نہین اور
مولوی شریف حسین اور حفیظ اللہ صاحب واعظ کی تحریر اس فتوی انکاری مین یہ بات ثابت کرتی ہے کہ محفل مولد شریف اور فاتحہ

یاد رہے کہ حکم کا اثبات قرآن و حدیث سے ہی ہوتا ہے اور قیاس مظہر حکم کا ہے مثبت حکم کا نہین ہوتا پس جو قیاس سے ثابت ہوتا
ہے وہ بھی کتاب و سنت ہی سے ثابت ہوتا ہے اس قاعدہ کو خوب غور کرنا اور سمجھ لینا ضرور ہے مولف اور اوسکے اتباع نے اسکی ہوا بھی
نہین سونگھی اس عاجز کو اپنے اساتذہ جہاندہ کی توجہ سے حاصل ہوا ہے اس جوہر کو اس کتاب مین ضرورۃً رکھتا ہون کہ اپنے موافقین
کو نفع ہو اور مخالفین کو شاید ہدایت ہو اگر اوسکو خوب نگہداشت کیا جاوے تو تمام اس رسالہ اور دیگر رسائل مبتدعین کی خطا واضح ہوجاتی
ہے اور مولف تو کسی مطلب علمی کو کہین بھی نہین سمجھتا ہی فکر تمام سے ایک معنی قرار دیکر بدون غور کلام کے سوچے سمجھے جو سمجھ مین آیا
نکالدیتا ہے اپنے علم و فہم پر افسوس آتا ہے پس بعد تمہید اس قاعدہ کی دیکھو کہ تقلید شخصی کی دلیل قرون ثلثہ مین موجود ہے گو وجود
خارجی اوسکا کبھی ہوا اس سے ہمکو بحث نہین فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون الآیة ۔ اس مین وجوب تقلید کا حکم ہے اور
باطلاق شخصی اور غیر شخصی کو دونون کو محتوی ہے اور دونون امور علی التخییر ہین اور آیۃ لا تفرقوا الخ و حدیث کونوا فی اللہ اخوانا الحدیث
وغیرہ مین امر وجوب تقلید شخصی کا وقت افتراق اور اختلاف کی موجودہ ثابت ہے کیونکہ زمان جہل مین اور وقت اعجاب کل ذی رای
برایہ کی عدم تقلید شخصی مین فتنہ ہوتا ہے چنانچہ اب خود مشاہد ہے لہذا بالتعین وجود وجوب بغیرہ تقلید شخصی کا بعد زمانہ قرون ثلثہ کے ہوا اگرچہ حکم
شرعی اس کا قرون ثلثہ مین ثابت تھا پس اسکو بدعت ضلالہ جاننا حسب مشہور بدعت کی محفل جہل اور سوء فہم ہے کہ بعد اس شرح بسط کے
ادنی عاقل جاہل بھی تردد نکریگا اگرچہ مولف سے توقع قبول کی نہین اور علی ہذا القیاس اشغال مشائخ کا حال ہے پس یہ دونون شکایتین ہوئین کی
ثالثہ اور رابعہ محض مولف کے عدم علم و فہم سے ناشی ہوئے اور مولف نے باتباع بعض علماء کے اسکو بدعت حسنہ سے تعبیر کیا اور یہ فرق محض
اور لفظی تھا فی الواقع کوئی خلاف معنوی نہ تھا مطلب سبکا ایک تھا میان مولف نہ سمجھے نہ پڑھے اوسکو نزاع حقیقی سمجھکر الفل مارنے لگے اور
اپنی حقیقت سب پر ظاہر کردی **قولہ** شکایت رابعہ الخ **اقول** اسکا جواب بھی جواب شکایت ثالثہ سے واضح ہوگیا اور اس کے جواب مین

اموات بباعث عدم ثبوت قرون ثلثہ سے مخترعات ناپسند شرعیہ مین اور آپنے اوسکی تصحیح پر مہر لگائی تو فی الحقیقت یہ مہر ہوگئی
اسبات پر کہ جو چیز قرون ثلثہ سے ثابت نہو وہ مخترعات ناپسند شرعیہ سے ہے۔ پس داخل ہوگئے اس مین سارے کار و اشغال مرسومہ خاندان
جناب جو عبارات القلوب مین مندرج ہین کہ ہرگز اون کا ثبوت بہیئت کذائی وہیئات مجموعی قرون ثلثہ سے نہین ہے مع ادعی فعلیہ بیان
اور ہمکو یہ ادعا اصلا چنین نہین اسلئے ہم اسکے قائل نہین کہ جو بات قرون ثلثہ مین نہو وہ ضلالت اور سیئہ ہوتی ہے **لمعہ ثانیہ در جواب**
مانعین و تحقیق بدعت و ثبوت بدعت حسنہ۔ واضح ہو کہ اس فتوی انکاری مین کوئی منع کی دلیل نہین سوا اسکے کہ یہ باتین قرون

طول و بسط کیا گیا کہ بہت کار آمد قاعدہ ہے اور تمام رسالہ کے منع کو کافی ہے بغور ملاحظہ کرنا لازم ہے **قولہ لمعہ ثانیہ** در جواب مانعین
و تحقیق بدعت الخ **اقول** تحقیق معنی بدعت مین مولف نے نہایت اپنا جوہر فہم دکھایا اور غایت مبلغ علم کا اظہار کر دیا اور اس تحقیق
پر مولف کو نہایت فخر و ناز ہے پہلے جواب شکایت ثالثہ مین یہ عاجز حقیقت بدعت کو لکھ چکا ہے اب یہان پھر لکھتا ہون سنو کہ تمام علمار
اول سے آخر تک متفق ہین اسبات پر کہ بدعت لغت مین امر جدید کو کہتے ہین اور کتب شریعت مین جو اطلاق اس لفظ کا ہوتا ہے تو کسی جگہ
تو اوسکے معنی یہ لیتے ہین کہ جو امر بعد فخر عالم علیہ السلام کے حادث ہوا مطلقاً خواہ محمود ہو خواہ مذموم یعنی اوسکے جواز کی دلیل شرعی موجود
ہو یا نہو سو اسکی دو قسم کرتے ہین **قسم اول محمود** کہ جسکی دلیل جواز کی شرع مین ہے **دوسری مذموم** کہ دلیل شرعی جواز کی نہین پس
قسم اول کو بدعت حسنہ نام رکھتے ہین اور ملحق بالسنت جانتے ہین اور دوسری قسم بدعت ضلالہ ہے پس یہ حد بدعت کی عام کہلاتی ہے اور
کسی جگہ معنی بدعت کے یہ ہوتے ہین کہ جو امر حادث ہو خلاف طریقہ مرضیہ شارع علیہ السلام کے یعنی اوس کے جواز کی دلیل شریعت مین نہو
اور یہ معنی خاص ہین اور کتب شرعیہ مین اس سے ہی بحث ہوتی ہے تو بدعت باین معنی وہی نوع مذموم ہے اور قسم محمود سنت مین داخل ہے پس
یہ دونون اطلاق درست ہین اس مین کسی کا خلاف نہین فقط بیان کا فرق ہے اور بس اور اصل مراد مین سب متفق ہین سو جو بدعت کو
مطلقاً مذموم کہتے ہین وہ بدعت کے معنے خاص لیتے ہین اور جو علمار تفریق حسنہ اور سیئہ کی کرتے ہین وہ معنی عام لیتے ہین اور یہ جو اختصر
لکھا تمام کتب شرعیہ مین موجود ہے اور خود مولف بھی اسکو جانتا ہے خود اس رسالہ سے ظاہر ہے لہذا نقل روایات کی حاجت نہین اور
یہ بھی ظاہر ہے کہ جو علمار سوم چہلم وغیرہ کو بدعت کہتے ہین وہ بدعت کو بمعنی خاص لیتے ہین اور مقام ذم مین ذکر کرنا اور حجت عدم جواز کی
ٹھہرانا دلیل ظاہر اس امر کی ہے ورنہ معنی عام سے کہ ایک فرد اوسکی محمود بھی ہے کس طرح مذموم مراد ہو سکتا ہے مطلقاً اور یہ امر جسکو ادنے
سلیقہ ہو وہ جان سکتا ہے مگر مولف کا سلیقہ علمی اور خوبی فہم قابل دید ہے کہ باوصف علم اس اصطلاح کے اور قرینہ بینہ کے جگہ جگہ اعتراضنا
لکھتا ہے کہ تمہارے نزدیک فلان شے بدعت ہے اور ہمارے نزدیک کچھ حرج نہین کہ بدعت حسنہ بھی ہوتی ہے اور اوس کو نہایت الزام
و اعتراض سمجھا ہے تو اس تحریر مولف سے معلوم ہوا کہ مولف کے نزدیک یہ نزاع حقیقی اور مخالفت معنوی ہے فرق اصطلاحی نہین ورنہ
کیون یہ توتو مین مین کرتا اور کسواسطے باوجود زار نالی ضعف دماغ کے لاحاصل اسقدر تطویل کرتا کہ سب کا مآل و مقصود ایک ہوا اور پھر ایک کو
صحیح اور دوسرے کو غلط بتا دے اور لاحاصل تحریر طویل لکھکر کاغذ سیاہ کرے پس اس سے بھی تبحر علم اور خوبی فہم مولف کا ہر شخص پر عیان ہوگیا
جیسا پہلی شرح سوال مین ہر ہر معنی پر کچھ فہم مولف کی ظاہر ہو چکی **الحاصل** دونون معنی بدعت کے ایک ہی مراد ہے اور پھر جو کتب مین

ثلثہ مین نہین اور جو قرون ثلثہ مین نہو وہ بدعت ہے سو یہ قاعدہ تحقیقی نہین کیونکہ کئی اقوال مختلفہ ذکر کرنا اور بات ہے اور مذہب سواد در
قول جمہور جسپر عمل امت ہو وہ اور بات ہے اختلاف اقوال کا یہ حال ہے کہ بدعت مین چند اقوال ہین **قول اول** یہ ہے کہ مولف
تذکیر الاخوان نے تو اپنے طائفہ کا دستور العمل ٹھیرا دیا کہ جو بات قرون ثلثہ مین ایجاد کی گئی ہے اوسکو سنت کہنا چاہیے اور بعد
مین ایجاد ہوئی اوسکو بدعت قرار دینا چاہیے اور جو چیز بدعت ہے وہ کل ضلالت اور سیئہ ہے **دوسرا قول** یہ ہے کہ جو چیز بعد
صحابہ و تابعین کے نکالی جاوے وہ بدعت ہے اور نامشروع ہے مائۃ مسائل کے سوال چہل و ہشتم مین لکھا ہے امریکہ منقول نباشد
از آنحضرت و صحابہ و تابعین غیر مشروع است الی ان قال قرأۃ الکافرون الی الاخرۃ الجمع مکروہۃ لانہا بدعۃ لم ینقل ذلک عن الصحابۃ
والتابعین۔ اب یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ تقریر ایک نمبر زیادہ چڑھی ہوئی ہے مولوی اسمعیل صاحب سے کیونکہ اونکی تقریر سے تو تبع تابعین بھی حیز تحریم
اور اس تقریر سے تبع تابعین بالکل خارج ہوئے **تیسرا قول** یہ ہے کہ صحابہ کا فعل تو سنت مین داخل ہے لیکن صحابہ کے بعد جو قول
فعل حادث ہو وہ بدعت ہے اور ضلالت ہے چنانچہ جلد اول مکتوبات مجدد کے مکتوب ایک سو چھیاسی مین ہے ہر چہ در دین محدث
و مبتدع گشتہ کہ در زمان خیر البشر و خلفاء راشدین او نبودہ علیہ و علیہم الصلوات و التسلیمات اگرچہ آنچیز در روشنی مثل فلق صبح بود این ضعیف
را بجمعے کہ با او ہستند گرفتار عمل آن محدث مگرداناد اور اسی مکتوب کے آخر مین لکھا ہے فعلیکم بالاقتصار علی متابعۃ سنت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم والاکتفاء علی اقتداء اصحابہ الکرام۔ اب دیکھو اس کلام سے تبع تابعین تو کیا خود گروہ تابعین بھی اوڑی ہوئی ہین پس اس قول کے
موافق اونکا قول و فعل بھی بدعت واجب الاجتناب ہے **چوتھا قول** یہ ہے کہ تابعین تو تابعین ہین خود صحابہ کا کچھہ اعتبار نہین ہے اونکی

[illegible] بدعت مین الفاظ مختلف ہین اور سب کا بھی حاصل ایک ہی ہے مگر مولف کو چونکہ سلیقہ فہم مراد نہین سبکو مختلف المراد جان رہا ہے
اسواسطے اونکو نقل کر کر مردود و شاذ بتاتا ہے اور ایک متفق عالم کو صحیح و معتبر ٹھیراتا ہے اور باہم سبکو مختلف جان کر غلطی مین پڑ رہا ہے سو
بیان بھی ضرور ہوا تاکہ کج فہمی مولف کی ظاہر ہو جاوے سنو تعریف بدعت شرعیہ کی بعض نے یہ لکھی ہے کہ بدعت وہ محدث فی الدین
ہے کہ زمان فخر عالم علیہ السلام مین موجود نہو یعنی نہ قولاً نہ فعلاً نہ تقریراً اور نہ صراحۃً نہ اشارۃً پس بدیہی امر ہے کہ جب کسی طرح زمان فخر
عالم مین وہ موجود نہین اور معلوم ہو چکا کہ موجود ہونے سے وجود شرعی مراد ہے نہ وجود خارجی تو دلیل جواز کی اوس کے لئے کوئی نہوئی
کی وہ خلاف شرع شریف کے ہوگا پس اس کے معنی بعینہ بلا تفاوت وہی ہوئی جو در مختار و بحر الرائق اور ابن حجر وغیرہم نے لکھی ہین جو قول
علماء کے ہے مولف صاحب نے لکھا ہے اور مسلم الثبوت اور قول جمہور اور معتبر ٹھیرایا ہے سر مو فرق دونون مین نہین پھر جو شے زمان فخر عالم
مین موجود نہوئی بوجود شرعی تو صحابہ و تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ مین کب موجود بوجود خارجی ہو دیگی بایں معنی کہ نہ اوس کا شیوع
بلانکیر ہو سکے اور نہ اوسکے جواز کی دلیل قولاً فعلاً تقریراً صراحۃً اشارۃً نکل سکے کیونکہ وہ زمان خیریت ہے فخر عالم نے اون کی خیریت
اور اتباع کا حکم فرمایا ہے پس جو کچھہ ان قرون ثلثہ مین موجود ہوگا خلاف قواعد شرعیہ کے نہوگا اور جو نہ موجود ہوگا وہ بدعت ضلالہ
ہو دیگا اور پھر یاد دلاتا ہون کہ موجود ہونے سے سب جگہ مراد وجود شرعی ہے یعنی کہ دلیل جواز کی ہونا وجود شرعی ہے اور دلیل جواز کی
نہونا عدم وجود شرعی ہے پس بہر حال یہ دونون تعریف کسیوجہ مخالف نہین اور بعض نے اسیواسطے اس تعریف مین یہ زائد کر دیا ہے

باتون کو بھی بدعت کہتے ہین ان علمار کے نزدیک بدعت کے یہ معنی ہین البدعۃ مالم یکن فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی
حضرت کے بعد اگر صحابہ بھی ایجاد کرین اُن علمار کے نزدیک وہ بدعت ضلالت ہے لامذہبون غیر مقلدون کا اسی پر عمل ہے کہ وہ خلفار
راشدین کے فعل کو بھی بدعت اور ناجائز کہتے ہین اور جب اون سے کہا جاتا ہے کہ حضرت سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے
لازم پکڑو سُنت میری اور سُنت خلفار راشدین کی تو اوسکا جواب یہ دیتے ہین مسک الختام شرح بلوغ المرام مین یہ ہے کہ نہین
مراد سُنت خلفار راشدین سے مگر ایسا طریقہ اونکا کہ موافق طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو اور معلوم ہے قواعد شریعت سے
کہ کسی خلیفہ راشد کو نہین پہونچتا کہ کوئی طریقہ سواے اوس طریقہ کے کہ اوسپر حضرت تھے مشروع کرے انتہی ملخصًا اور کتاب مفتاح
ناسرار التراویح مین ہے کہ مراد سنۃ الخلفا سے وہی سُنت اونکی ہے جس مین وہ موافق اور متبع سنت نبوی مین نہ وہ کہ جس کے
وہ خود موجد ہین الی آخرہ پس ان بزرگوارون کے نزدیک تو حضرت عمر اور حضرت عثمانؓ بھی کہ بعض امور انہونؓ نے زائد کئے ہین ہین
بدعتی ہین نعوذ باللہ منہا یہ فرقہ مولوی اسمعیل صاحب سے نین پہر اوچڑھگیا وہ تو تبع تابعین تک کو مانتے تھے یہ خلف اون کے
ایسے نہ ہے کہ صحابہ تک کو بھی نہین مانتے کیون نہو جب تک اپنے بزرگون سے چار قدم آگے نہ بڑھے اوکچھ کیا فخر ہوا اسکا بیان

کہ زمانہ خلفار راشدین مین بھی نہ پایا جاوے اور بعض نے عدم اور وجود زمانہ صحابہ کا ذکر کیا اور اوسکی وجہ ظاہر ہے کہ جو زمانہ
فخر عالم کے بعد ہوگا صحابہ کے قرن مین بھی ہوگا جیسا سب ہی گذرا اور پھر ایک حدیث مین خود فخر عالمؐ نے فرمایا ہے علیکم بسنتی وسنۃ
الخلفاء الراشدین المہدیین الخ دوسری حدیث مین فرمایا ما انا علیہ واصحابی اور ظاہر ہے کہ بعض امور زمانہ خلفا رضین اور صحابہؓ میں
اور ظاہر ہوے کہ فخر عالم کے وقت مین ظہور اون کا نہوا تھا اگرچہ اصل اور دلیل اوسکی موجود تھی اور یہان وجود شرعی ہی مراد ہے عام ہے
کہ وجود خارجی مین آیا ہو یا نہ آیا ہو اور بعض نے ایک صحابہ کے بعد تابعین کے زمانہ مین ہونا بھی اس حد مین زائد کیا جیسا کہ
منہ محیط سے نقل کیا اوسکی وجہ بھی ظاہر ہے کہ زمان تابعین مین اجتہاد و قیاس ہوا اور قواعد و ضوابط بنائے گئے اور جو کچھ زمانہ صحابہؓ مین
مخفی تھا ظاہر ہوگیا تو یہ سب اوسکا ہی اظہار و ضبط تھا جو پہلے موجود تھا کوئی امر جدید خلاف اوسکے نہ تھا اور بعض علما نے تبع تابعینؒ کے
قرن مین بھی نہ ہونیکو ذکر کیا اس سبب سے کہ حدیث خیر القرون قرنی مین تبع تابعین ہی ذکر فرمائے گئے ہین اور فی الواقع اس قرن مین ائمہ
مجتہدین نے بضبط و تفصیل قواعد شرعیہ کی اور کلیات اجتہاد و قیاس کے ایسے کامل و منضبط کر دیئے کہ قیامت تک کو کافی ہوگئی اور اختلاف
امتی رحمۃ کا ظہور بوجہ اتم ہوا پس جسکی دلیل ان قرون ثلثہ مین نہین وہ بدعت و ضلالت ہے اور جسکی اصل یہان ہے وہ جائز و مقبول
ہے الحاصل یہ ہے چہار قول حد بدعت کے جو مولف نے شاذ و غلط لکھے ہین اور قول خامس جس کو قول جمہور و مشہور و معتبر لکھا ہے سب
ایک مطلب اور ایک معنی رکھتے ہین سواے اختلاف الفاظ کے کچھ تفاوت سر مو بھی نہین علی ہذا قول التعریف بدعت کا بھی معنی عام اور معنی
خاص دونون کا موافق ہین سواے خلاف بیان اصطلاح کے کوئی نزاع و خلاف نہین پس یہ فہم رسا و قوت حدس مولف صاحب کی
ملاحظہ کرین کہ اول تو معنی عام و خاص بدعت کو باہم مختلف معنوی و نزاع حقیقی سمجھا ہے اور پھر ان حدود اربعہ کو قول خامس کے
خلاف ٹھہرا دیا ہے اور اس اپنی غلطی فاحش پر ناز کرکے اس دعوی سے کہتا ہے کہ مانعین نے کوئی دلیل منع کی نہین لکھی سواے قرون

تو خوب سمجھیں یہہ چاروں قول جو بیان ہو گئے یہ سب اقوال شاذہ متفرقہ بعض علماء کے آپس میں مختلف ہیں چوتھے قول تیسرا
رد کرتا ہے اور تیسرے قول کو دوسرا اور دوسرے کو اول باطل کرتا ہے اب قول اول جو صاحب تذکیر الاخوان کا ہے اوس کا بیان یہ شکر
ہے یہ عاجز بیان کرتا ہے سو واضح ہو کہ متقدمین و متاخرین میں کسی نے سنت کی یہ تعریف نہیں لکھی کہ سنت وہ شے ہے جو قرون ثلثہ
میں پائی جاوے اور کسی نے حدیث یا قول صحابہ یا تابعین و تبع تابعین سے یہ بات صراحۃً ثابت کی ہو بار بار اس مذہب والوں کو مہلت
دی کہ مہینہ دو مہینہ برس دو برس میں کسی کتاب سے خود دیکھ کر یا اپنے مددگاروں سے تلاش کر کر ایسی حدیث معتبر ہمکو دکھلا دیں جس میں یہ الفاظ ہوں
کہ قرون ثلثہ کے بعد جو بات نکلے گی وہ بدعت ہوگی یا اس ہی الفاظ کی جماعت اصحاب یا تابعین یا تبع تابعین کی زبانی اثر
قرار دیے ہوویں ہمکو دکھاویں معتبر اسناد سے جس پر اعتماد کیا جاوے لیکن کوئی نہ لا سکا اور لاوے کہاں سے فقط ایک حدیث پر جو مشہور ہے
خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم یعنی بہتر لوگوں میں میرے زمانہ کے لوگ ہیں پھر اون کے بعد والے پھر اون کے بعد
والے میں موجود ہونے کے سبحان اللہ جب یہی ہیں تو پھر کونسی دلیل مولف کے نزدیک معتبر ہووے گی کہ یہ دلیل ہماری
کے دلائل کا ہے اور ہیچ ارشاد میں حصر ہو گئے ہیں لیکن ادلۂ اربعہ کے شاید توراۃ و انجیل سے حجت کی خواہش ہو
سبحان اللہ فماذا بعد الحق الا الضلال پھر وہی بات ہے کہ مولف نے اپنے فہم سے اس کلام کے معنی نہ سمجھا اور بہت تحریر
باطل سے منہ سیاہ کیا اور غلط فہمی اوسکی اب بھی ظاہر ہو چکی و اذ لم یہتدوا بہ فسیقولون ہذا افک قدیم اب یہ کہ مسئلہ بدعت
کی بیس جواز قرون ثلثہ میں ہے یا نہیں بجائے خود مذکور ہووے گی یہاں فقط اس کا بیان تھا کہ مولف نے بدعت کو قرون ثلثہ
اور یا ہم سب کو متعارض اور اقوال مشہورہ پر مطاعن کر کے اپنا نامہ اعمال سیاہ کیا کہ یہ کام علماء کا بلکہ عوام اہل اسلام کا بھی نہیں
اور من عادی ولیا لی فقد آذنتہ بالحرب کا بنا معاذ اللہ اور وجہ یہ ہوئی کہ بعض ہندیین نے اپنی کم فہمی سے رسائل لکھے
میں مطاعن مولوی محمد اسمعیل صاحب و مولوی محمد اسحق صاحب کی اور حضرت مجدد صاحب اور دیگر اکابر کے مذکور ہیں سو اون
رسائل سے مستفید ہوا اور کینہ ان حضرات سے اپنا سینہ سیاہ کر کے خیالات فاسدہ اپنے اس رسالہ میں تحریر کر دیئے لیکن الحاصل
سب اقوال کا ایک حاصل ہے پھر نہایت جہل ہے کہ چار قول کو غلط اور خامس کو صحیح کہا جاوے چنانچہ واضح ہو گیا اور مولف کی خیانت
کا ذکر قول چہارم کے تحت الشیئین کیا جاوے گا کہ عبارت تذکیر الاخوان میں تصرف کر کے نقل کیا ہے **قولہ** اب قول اول جو صاحب تذکیر الاخوان
کا ہے اوس کی تردید جو خیال سے الخ **اقول** بفضلہ تعالیٰ تذکیر الاخوان کی خوبی معلوم ہو چکی اور مولف کی کم فہمی واضح ہوئی اور علی ہذا قول
ثانی اور ثالث اور رابع کی حقیقت محقق ہو چکی اور اعتراضات اور شوخ کلامی مولف کا مردود ہو گئی حاجت اعادہ کلام کی نہیں خلاصہ یہ ہے کہ
قرون ثلثہ میں موجود ہونے کے معنی معلوم ہوئے کہ موجود ہونے سے دلیل جواز کی ہونا مراد ہے اور آیہ ما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ
فانتہوا الآیۃ اور حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین الحدیث اور حدیث ما انا علیہ واصحابی الحدیث اور حدیث خیر
القرون قرنی الحدیث اور اقوال متقدمین و متاخرین ان حدود کی مثبت ہیں اور سب متفق المعنی ہیں جیسا کہ ظاہر ہو چکا مگر مولف خود
نہیں سمجھا اور مولف جو لکھتا ہے کہ ہمنے بار بار اس مذہب والوں کو مہلت دی الخ بالکل کذب ہے سو شاید اپنے احاطہ شیخ الٰہی بخش مرحوم

والے سو معنی اس حدیث کے بعضون نے یہ لکھے ہین کہ قرنی سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانۂ حیات مراد ہے اور ثم الذین یلونہم
سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دورہ کے جو لوگ تھے بعد وفات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ لوگ مراد ہین پھر دوسرے ثم الذین یلونہم
سے دورۂ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے آدمی مراد ہین پس خوب خیریت سے اسلام مین موافقت اور نصرت اور ظہور شوکت یہین
تین دور دولت ہی جب یہ قرون ثلثہ گذر چکے قرن چوتھا یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دورہ ہوا اوس وقت سے اہل سلام مین
نفاق جنگی شروع ہوگئی وہ خیریت قرون ثلثہ کی گم ہوگئی مولوی احمد علی صاحب محدث سہارنپوری مرحوم جو علم حدیث مین محمد
محمد قاسم صاحب نانوتوی کے اُستاد تھے اور اس فتوی انکاری کے مفتیون کے نزدیک اون کا علم و تفقہ مسلم تھا وہ فرماتے تھے کہ یہ
معنی اس حدیث کے بہت درست اور بہچان ہین اور فرماتے تھے کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے یہ معنی اپنی بعض تصنیفات مین لکھے
ہین - پھر اگر بس حدیث سے یہی استدلال ہے کہ قرون ثلثہ کی چیز نکالی ہوئی سنت اور بعد کی بدعت ہے اور قرون ثلثہ منتہی حضرت
عمر پر ہین اس تقریر کو وسکے موافق تو حضرت عثمان کے وقت سے جو چیز ایجاد ہو وہ سب بدعت ہونی چاہیے پھر تبع تابعین بیچارے
کس شمار مین ہے یہان تو صحابہ کے اقوال افعال بھی بدعت ہو جاوین گے معاذ اللہ منہا اور اگر معنی اس حدیث کے اسطرح پر لکھے
کہ قرنی سے مراد صحابہ ہین اور ثم الذین یلونہم سے تابعین اور دوسرے ثم الذین یلونہم سے تبع تابعین تو اس صورت مین اسکا مطلب
یہ ہوگا کہ اچھے لوگ صحابہ ہین اور کم تابعین اون سے کم تبع تابعین انتہی - پھر اچھے ہونے سے موافق بیان شارحین حدیث کی
یہ مراد ہے کہ ان زمانون مین خیر غالب ہوگی اور فساد کم اس حدیث کے حرفون کی ہرگز یہ معنی نہین کہ جو بات یہ تین قرون والے نکالین
وہ سنت ہی اور جو اون کے بعد والے نکالین وہ بدعت ہے معانی تو الفاظ سے نکلتے ہین اس حدیث مین لفظ بدعت اور سنت کو
کہان ہین کم سے کم پڑھا ہوا بھی جو حدیث کے لفظون کو دیکھیگا وہ اس بات کو ٹھیک سمجھ لیگا ہائے افسوس اس کم فہمی پر ہزار افسوس
کم فہمی تو اپنی پھر دوسرون کو گمراہ بنادین ہان یہی چوری اور سینہ زوری اسی کا نام ہے توضیح اس مقام کی یہ ہے کہ ان کی
دلیل دو جملے ہین ایک یہ کہ قرون ثلثہ مین جو چیز نکلے وہ سنت ہے دوسرا یہ کہ بعد قرون ثلثہ کے جو امر پیدا ہو وہ سب بدعت ہے
ہم جملۂ اولی مین اول کلام کرتے ہین اگر یہ لوگ استدلال کرین کہ خیر القرون مین لفظ خیر آیا ہے پس یہ قرون ثلثہ جو ایجاد کرین وہ خیر
ہوگا جواب اوس کا یہ ہے کہ یہ لفظ خیریت آخر زمانہ کی اُمت کیواسطے بھی وارد ہوا ہے روایت ہے کہ ابو عبیدہ بن الجراح جو عشرہ

مین کھڑے ہوکر چپ رہا ہوگا ورنہ مولف کو فہمایش کردیا جاتا اب اس تحریر کو دیکھکر تسکین خاطر کرلیوے اور سمجھ لیوے کہ کسقدر پھر تعریف درست
اور صحیح ہے **قولہ** اس حدیث کے معنی بعضون نے یہ لکھے ہین الخ **اقول** اس بحث سے کچھ حاصل نہین ہم نہین کہتے کہ مولف سچ کہتا ہے
یا جھوٹ اور شاہ ولی اللہ نے یہ معنی لکھے ہین یا نہین خواہ کچھ ہو مگر سب حدود درست ہوگئین اور یہ حد جس مین مولف سرمار رہا ہے قرآن
و حدیث سے ثابت اور اس حد مسلم مولف کی موافق ہوئی اور اُسکے جہل کی دریع انج ہو چکی اب کیا ضرورت کسی اثبات کی ہے یہ سارا
صفحہ جو مولف نے سیاہ کیا محل افسوس اُسکے فہم کا ہے حرف حرف کا جواب فضول ہے پہلے اس حدیث کے معنے بیان ہو چکے یہان ضرورت اعادہ
کی نہین **قولہ** ہم جملۂ اولی مین کلام کرتے ہین الخ **اقول** سبحان اللہ جملۂ اولی کو خوب سمجھے اور خوب معنی بیان کئے مولف کی بے علمی کا ثمرہ ہے

عشرہ مین صحابی جلیل القدر ہین اُنہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ احد خیر منا اسلمنا وجاہدنا معک یا رسول
اللہ کوئی ہم سے بھی اچھا ہوگا ہم اسلام لاوے اور آپکے ساتھ ہو کر جہاد کیے آپنے جواب دیا نعم قوم یکونون من بعدکم یومنون بی
ولم یرونی یعنی آپنے فرمایا کہ ہان تم سے اچھے تمہارے بعد وہ لوگ ہونگے جو مجھپر ایمان لاوینگے بغیر دیکھے یہ حدیث مشکوۃ مین ہے
روایت کیا اوسکو احمد اور دارمی نے دیکھو اس مین لفظ خیر موجود ہے جسطرح خیر القرون مین پس چاہیے کہ بعد کے آدمیون کا فعل
نکالا ہو بھی سنت ہو بدعت مین داخل نہو اور ابی امامہ نے روایت کی کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے طوبی لمن رآنی وطوبی
سبع مرات لمن لم یرنی وآمن بی یعنی خوشحالی ہوجیو اوس کو جسنے مجھکو دیکھا اور سات مرتبہ خوشی ہوجیو اوسکو جسنے مجھکو نہیں دیکھا
اور ایمان لایا یہ بھی مشکوۃ مین موجود ہے غرضکہ اسی طرح بہت حدیثین اس باب مین ہین اپنی مومنین آخر زمانہ کی شان مین ارشاد
فرمائی ہین لتطبیق دینی جمیع احادیث سے یون معلوم ہوتا ہے کہ اگر صحابہ رضوان اللہ علیہم کو افضلیت چند وجوہ سے ہے تو بعض
معانی سے آخر کے آدمیون مین بھی خیریت اور فضیلت ہے علماء مشہورین مثل ابن عبد البر وغیرہ نے اسکی تصریح کی ہے پہر
سبب خیریت کے الفاظ حدیث مین مابعد کے آدمیون کے واسطے بھی آئے جسطرح خیر القرون کے حق مین آئے تو فہمیدیا ہے

[illegible] فضیلت کلیہ قرون اولی مین ہے اور پچھلے قرون کی فضیلت جزئیہ اگرچہ ثابت ہے مگر مزاحم فضل کلی کو نہین ہے [illegible]
افضلیت کلیہ گھوڑی مین ہے اور ایک فضل جزئی گدہی مین بھی ہے کہ اسپ مین وہ امر وجود نہین باربرداری مثلاً گدہے فضل
باربرداری کا مزاحم فضل کلی اسپ کی اور موجب تفضیل خر کا اسپ پر نہین ہوسکتا علی ہذا پلاؤ قورمہ مین جو فضل کلی ہے اور پاخانہ مین
کھات زراعت کا ہونیکی خوبی ہے کہ یہ کام پلاؤ قورمہ سے ہرگز حاصل نہین ہوتا تو یہ فضل جزئی کھات کا مقادم فضل کلی پلاؤ قورمہ
کا ہوکر افضل نہین ہوسکتا مولف فضل کلی وفضل جزئی کو جانتا ہی نہین جو یہ توجیہات رکیکہ کرتا ہے اور دخل در معقولات علم اور
علما مین ٹانگ دیکر علما مین دخیل ہوتا ہے اور کچھ بھی سمجھتا تو ایسی چرپوز تقریر تحریر نکرتا کہ اصحاب فضل کلی کی برابر فضل جزئی والے
ہوکر مساوی اون کے ہوجاوین مثلاً فضل کلی پلاؤ مین ہے اور فضل جزئی پاخانہ مین پس اگر کوئی بوجہ فضل جزئی کے بیان
افضلیت مین پلاؤ اور پاخانہ کو مساوی بتلانے لگے تو اوسکی غایت کم فہمی کہی جاویگی علی ہذا خیریت قرون ثلثہ کی بوجہ علم نبوت ور
تقرب الی اللہ کے ہے کہ فضل کلی ہے اور ایمان بالغیب فضل جزئی قرون مابعد مین ہے تو یہ فضل جزئی کس طرح برابر علم نبوت کے ہوسکتا
ہے اور یہ خیریت جزئیہ مساوی فضل کلی کے کیونکر ہوسکتی ہے اور ایمان بالغیب کے فضل سے کار علم نبوت کا اور تقرب احسان کا [illegible]
یہ لوگ کر ہی سکتے ہین لہذا قرون ثلثہ کا امر موجود بمعنی وجود شرعی معتبر ومعتمد فی الدین ہوا اور پچھلون کا ایجاد جو خلاف قرون ثلثہ کے
ہو مردود ٹھیرا اگرچہ مولف جو ثابت کرتا ہے ہکو مضر نہین عین مراد ہماری ہے مگر یہ تقریر وتوجیہ اسکی بالکل غلط ہے کہ اوس کے علم کی
قلعی کھولتی ہے پس نقل ان دو حدیث کا اوس کو کچھ مفید نہوا بلکہ اس کے مطلب کو ہدم کردیا اگر اندیشہ تطویل نہوتا تو [illegible]
اپنا ان دو حدیث سے نکال کر دکھا دیتا اور وجہ مغالطہ مولف کی یہ ہوئی کہ مولف نے لفظ خیر پر نظر کی [illegible] نہ سمجھا یہ جانا کہ
جہان لفظ خیر کا ہوگا یہی خیریت مراد ہوگی جو اس حدیث مین ہے پس اس حدیث میں بھی لفظ خیر کا تہا وہی معنی سمجھکر دہوکا کہایا

ان کی ایجادی باتون کو بھی سنت مانو حالانکہ تم اوسکو بدعت اور ضلالت کہتے ہو۔ اب دوسرے جملہ کا حال سُننا چاہیے یعنی قرون ثلثہ کے بعد جو چیز حادث ہووہ سب بدعت ہے مین کہتا ہون یہ بھی غیر مسلم ہے اسلئے کہ یہ حدیث جسطرح مشکوۃ مین صحیحین سے نقل کی ہین وہ بلفظہ یہ ہین وعن عمران بن حصین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیر امتی قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم ان بعدہم قوما یشہدون ولا یستشہدون ویخونون ولا یؤتمنون وینذرون ولا یوفون ویظہر فیہم السمن وفی روایۃ ویحلفون ولا یستحلفون متفق علیہ وفی روایۃ لمسلم عن ابی ہریرۃ ثم یخلف قوم یحبون السمانۃ یعنی عمران ابن حصین صحابی روایت کرتے ہین کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت مین اچھے میرے وقت کے آدمی ہین پھر اونکے بعد والے پھر اونکے بعد والے پھر ان تینون قرن کے بعد وہ لوگ ہوجاوینگے کہ وہ گواہی دین گے حالانکہ کوئی اون سے گواہی نہین طلب کریگا اور خیانت کرین گے اور کوئی اونکو امانت دار نجانیگا عہد کرین گے وہ پورا نہین کرین گے اور وہ موٹے ہوجاوین گے یعنی مال کہا کہا کر اور ایک روایت مین یہ ہے کہ وہ قسم کہاوینگے اور کوئی اون سے قسم کہانیکو نہین کہیگا اور ایک روایت مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ پھر پیدا ہون گے ایسے آدمی کہ جو پسند کرین گے خوب موٹا ہونا یعنی آرام چین سے خوب کھانا پینا کچھ غم دین کا اونکو نہوگا ایسا سب ارباب انصاف کو دیکھنا چاہیے کہ یہ حدیث پوری اول سے آخر تک پڑھ دی گئی اس مین کہان ہے کہ جو چیز قرون ثلثہ کے بعد نکلیگی وہ بدعت اور گمراہی ہے دونمبر کرکے جو معنی سمجھ لیا اور خبط تقریر کرکے قواریری اوشکائی سو الحمد للہ کہاں ہے حدیث مین لفظ اور جگہ بھی لفظ خیر کا وارد ہوا ہے قولہ علیہ السلام خیر الناس من ینفع الناس پس اب جو لوگون کو نفع رسان ہوگا اوسکی ایجاد کو مولف سنت کہیگا دوسری حدیث مین ہے خیرکم خیرکم لاہلہ پس اب جو اپنی زوجہ کے ساتھ حسن معاملہ کرتا ہوگا اوسکا ایجاد بھی سنت ہوجاویگا زعم مولف کیونکہ خیر کا لفظ یہان بھی ہے اور دیگر ایسے محل اور بھی ہین پس مولف کسقدر کم فہم ہے اور کیا خوب جملہ اولی کی شرح لکھی ہے حق تعالی اوسکو حیا عطا فرماوے جو تعلیم بیان کا ہے تو اوسوقت اپنے اس کلام بیغیر خلاف شرح پر شاید شرماکر نادم ہو غرض ان دو حدیث سے یہ نکلتا ہے جو بندہ نے کہا اور مولف نکالا چاہتا ہے وہ ہرگز نہین نکلتا فافہم قولہ دوسرے جملہ کا حال الخ **اقول** اس جملہ حدیث کو بھی مولف نہین سمجھا فخر عالم علیہ السلام نے قرون ثلثہ کے بعد کے لوگون مین چار وصف فرمائے ہین ایک یہ کہ کوئی انکی گواہی نہ لیگا وہ گواہی دیا کرین گے اور یہ بوجہ ان کے کاذب لا ابالی ہونے کے ہوگا دوسری حدیث مین کہدیا کہ جھوٹی قسمین کھاوینگے سو بدعت کو کذب لازم ہے کہ بدعت خلاف دین حق کے ہوتی ہے اور بدعت بھی فرد کذب کی ہے سو خیال دیکھو دوسرے یہ کہ خائن ہونگے بدعتی بھی خائن ہوتا ہے کیونکہ منصب تشریع جو شارع کا ہے اپنے آپکو ثابت کرکے خلاف شارع کے احکام بناتا ہے خیانت بھی بدعت کو لازم ہے کہ بدعت فرد خیانت کی ہے تیسرے یہ کہ امانت دار نہین جانے جاوینگے بدعتی امانت دار نہین ہوتا کہ دین اللہ جو امانت ہے اوسمین تصرف کرتا ہے اور نذر کو وفا نکریگا عہد اللہ بھی مثل نذر کے ہے جو عہد اقرار ربوبیت وعبودیت کا بدعتی نے کیا تہا اوس کے خلاف خود دعوی شرکت کا کرتا ہے عدم وفا عہد کی بدعت ایک فرد ہے اور یہ اصل خیانت مین ہے چوتھے یہ کہ نفس پرور ہوکے موٹے ہونیکو دوست رکھین گے بدعتی بھی اپنے نفس کی پرورش مین ہوتا ہے کہ مال دنیا کی طلب اور وجاہت دنیا کی خواہش

یہی باتین مراد رکھین نہ بدعت رابعًا یہ کہ جس حدیث سے سند پکڑتے ہین اوس مین تو یہ ہے کہ تین قرن کے بعد جھوٹ پیدا ہوگا یعنی
پہلے اس سے نہوگا حالانکہ بدعتون کا وجود بھی انہین قرون مین ہوا ہے یعنی معتزلی اور قدریہ اور مرجیہ جو بدعتی فرقے ہین قبل گذرنے قرون
ثلثہ کے پیدا ہو گئے تھے پھر اگر کذب سے بدعت مراد رکھین تو بڑا اعتراض یہ پڑیگا کہ حدیث موافق واقع کے نہین ہو سکتی خامسًا
یہ کہ بعض علماء نے لکہا ہے کہ بعد قرون ثلثہ کے علم فلسفیہ یونانیون کا اہل اسلام مین رائج ہوا اور اوس کے پڑھنے سے اور اوس مین فکر
کرنے سے مسلمانون کے عقائد عقلی طور پر بدل گئے عقائد فلسفی لوگون مین برخلاف اعتقاد سلف کے شہر گئے اور معتزلی وغیرہ بدعتیان
کو علم فلسفی سے طاقت پیدا ہوئی اور بدعتیون اور اہل سنت مین عقائدی مباحثے پھیل گئے بھلا اگر کوئی انشاء حدیث سے کہ
ثم یظہر الکذب سے یہ مراد رکھی تو صحیح ہو سکتا ہے کیونکہ عقاید فلسفی جھوٹے ہین لیکن کہان فلسفی دلائل اور یونانیون کے عقائد اور کہان
محفل مولد شریف اور ہوتے کی فاتحہ و درود کرنا بھلا فلسفیون کے عقائد کو ان اعمال سے کیا علاقہ سادسًا جو مطلب یہ لوگ ثابت
کرتے ہین یہ مطلب اوس وقت ثابت ہوتا کہ حدیث کے لفظ یہ ہوتے ثم لا یظہر الا الکذب یعنی بعد قرون ثلثہ نہین ظاہر ہوگا سوا جھوٹ
کے یا یہ ہوتی کہ ثم کل شئے یظہر فیکون کذبا یعنی پھر جو کچھ ظاہر ہوگا وہ سب جھوٹ ہی جھوٹ ہوگا لیکن یہ الفاظ تو حدیث مین نہین
اور اوس مین کوئی کلمہ مفید حصر ہے نہ مفید کلیت ہے تو معنی حدیث کے یہ ہو گئے ثم یظہر الکذب یعنی پھر ظہور کذب ہوگا ظہور کذب کے صدق کو

مفید آپ بلا سوچے جو چاہین لکھتے ہین اور خندہ صبیان ہوتے ہین پس یہ کلام مولف کا بالکل واہی ہے **قولہ** رابعًا یہ کہ جس حدیث
سے الخ **اقول** مولف ترجمہ غلط کرتا ہے یفشو اور یظہر فرمایا ہے اسکے معنے پیدا ہوگا نہین ہوتے پھیل جاویگا اور ظاہر ہو جاویگا
ظہور شئے کا غلبہ کے وقت ہوتا ہے تو یہ معنی کہ ان قرون مین کذب مخفی قلیل مغلوب ہو ویگا اور کذب مغلوب سے نہین نفاق و کفر فرد کذب کی ہے
اور کذب خود زمان فخر عالم علیہ السلام مین بھی تھا مگر مغلوب تھا ایسا ہی قرون ثلثہ مین ہیگا بعد اُس کے پھیل جاویگا خوب ظاہر ہو جاویگا ایسا
ہی ہوا کہ قرون ثلثہ مین اگرچہ باطلہ ہوئی مگر اونکو غلبہ نہوا انکا رد و رد نہ رہا ظہور اوس کا بعد مین ہوا اور مولف از راہی خود ترجمہ تراش ہا ہے
کہ پیدا ہوگا کہ پہلے اس سے نہ ہوگا تو یہ مولف کا حدیث مین تصرف کرنا ہوا اور ترجمہ غلط بنانا سخت جہل و خیانت ہے مولف نے حدیث
مین بھی اپنی عادت خراب کو ترک نکیا کہ خود ہی معنی تجویز کر لینا اوس کا شیوہ قدیم ہے جیسا سابق جگہ جگہ مطلع کیا گیا ہے پس ارشاد
نبوی واقع کے مطابق ہوا حدیث پر کوئی اعتراض نہین مولف کے فہم ناتمام پر البتہ اعتراض ہے فقط **قولہ** خامسًا یہ کہ بعض علماء
نے الخ **اقول** راست ہے کہ فرق ضالہ فلاسفہ کا شیوع بھی قرون مابعد مین ہوا اور اون کے عقاید بھی بدعت تھے اور خلاف
قواعد مقررہ قرون ثلثہ کے مثل دیگر بدعات کے جو بعد قرون ثلثہ خلاف قواعد شرعیہ رائج ہوئین سو بیشک یفشو الکذب مین یہ
عقائد فلسفہ بھی داخل ہین نہ یہ کہ کذب کا حصر اس مین ہو گیا ہے کیا خوب سمجھے پھر جہان عقائد فلسفیہ بدعت ضلالہ مین ہین وہین دیگر
بدعات و کذب اور وہین محفل مروجہ مولد اور ایصال ثواب کی بدعات ہو دین گی مولف کا مصداق کذب کو عقاید حکماء مین حصر
کرنا نہایت خوبیٔ علم و رسائی ذہن کی ہے سبحان اللہ فقط **قولہ** سادسًا۔ جو مطلب یہ لوگ ثابت کرتے ہین الخ **اقول** معلوم ہو چکا
کہ ظہور غلبہ و وضوح کے ساتھ ہوتا ہے اور علی ہذا فشو بھی ظہور کے معنی مین ہے اور وہ وضاحت و غلبہ اس مین ہر دو ہین اور دوسری حدیث

بعض افراد محدثات مین کذب کا ہونا بھی کافی ہے اس تقریر سے صاف ظاہر ہو گیا کہ بعض چیزین بعد قرون ثلثہ کے جنکو عباد صالحین
کالین گیے وہ درست اور احسن ہونگی اور بعض باتین جو خلاف شرع ایجاد ہونگی وہ گمراہی کا سبب اور قبیح ہونگی جس طرح خود مین قرون
ثلثہ کی بعض بدعتین نکلی ہوئین مثل اعتزال اور مذہب قدریہ اور جبریہ سب خراب اور ضلالت ہین قول جمہور اور مذہب منصور یہی ہے
اور وہ قول سید مفتیان فتوی انکاری نے اعتماد کرکے ان سب امور خیر کو ضلالت قرار دیا تہا وہ بخوبی معلوم ہو گیا کہ ایک قول ہے اقوال شاذہ
ضعیفہ مختلفہ بین العلماء سے اور نہین ہے وہ قول معتمد علیہ اور مفتی بہ بلکہ صحیح اور جسپر امت کا سلفاً و خلفاً جاری رہا ہے وہ قول جمہور ہے
پانچوان قول مذہب جمہور واضح ہو کہ کافہ علماء اہل تحقیق کے نزدیک سیئہ اور حسنہ ہونیکی بنیاد زمانہ پر نہین یعنی یہ بات نہین
ہے جو کچھہ خیر و شر زمانہ قرون ثلثہ مین ہو گیا وہ سب سنت ہے اور مقبول ہے اور بعد زمانہ قرون کے جو کچھہ بھلا یا برا ہوا وہ سب برا ہے اور
مردود ہے ایک ایک مثال پر اکتفا کرتا ہون قصہ اول حضرت امیر المؤمنین عمرؓ اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہما تیمم سے منع فرماتے تھے
نہانے کی حاجت والے کو یہ حدیث صحیح مسلم مطبوعہ کی ١٦١ مین ہے اب دیکھئے یہ حکم صحابی کا ہے اور صحابی بہی کیسے خلفاء راشدین
لیکن اس قول کو کسی نے ائمہ مذاہب مین قبول نہین کیا دوسرا قصہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی تہے اون کا بیٹا یزید تابعی تہا
طبقہ وسطی تابعین مین یعنی جس طبقہ مین حسن بصری اور ابن سیرین ہین یہ اوسی طبقہ مین تہا کذا فی التقریب اس تابعی نے جو
خیر القرون مین تہا دیکھو کیسا کام سعادت مندی کا کیا کہ خدا کسیکو نصیب نکرے کہ مظلوم امام حسین رضی اللہ عنہ کا اوس کی گردن پر ہے
تیسرا قصہ یہ کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ تابعی تہے اونکا شاگرد واصل بن عطا تبع تابعین سے تہا وہ مذہب معتزلی کا موجد اور امام
ہوا اور اونہے یہ مذہب نکالا کہ جو مسلمان گناہ کبیرہ کرتا ہے نہ اوسکو مومن کہنا چاہیے نہ کافر بلکہ ایک درجہ ہے درمیان دونون کے یہ بالکل
مخالف تہا اہل سنت والجماعت کے اونکے اعتقاد کے کیا اللہ تعالی اپنے بندون کو دو قسم فرماتا ہے فمنکم کافر ومنکم مومن۔ قسم تیسری نہین
فرمائی پس جب واصل ابن عطا نے اپنا وہ عقیدہ بیان کیا تب اون کے اوستاد حضرت امام حسن بصری نے ارشاد فرمایا قد اعتزل عنا
یعنی یہہ مرد کٹ الگ ہو گیا ہم سے بس اوسی روز سے اوس فرقہ کا نام معتزلی ہوا وہ سخت بدعتی ہین اور وہ اپنا نام کہتے ہین اصحاب العدل
والتوحید کذا فی الشرح العقائد وغیرہ یہ تین قصے قرون ثلثہ کے بیان کئے گئے اور ایسے بہت قصص ہین غرضکہ ان امثال سے یہ بات

نیشوا الکذب تنبیہ اسکی کرتی ہے پس فقط وجود مراد نہین ہو سکتا کہ وجود مطلق کذب کا تو فخر عالم علیہ الصلوۃ والسلام کی حیات مین بھی
تہا۔ دجیسا تو کبھی شق مین اعتراض کا اندیشہ مولف کو تہا اس سے اوس شق مین کیون ایسی توجیہ اختیار فرمائی جس سے ہر بے تہا اوسکو ہی اختیار
کر لیا کیا فہم عالی ہے اسی اصل آپکی یہ توجیہات و تقریرات سب غلط لا یعنی ہین ایک ہی علم کی اور فہم کی بات نہین اور ہم کہہ چکے کہ جس
متن کو تم ثابت کرتے ہو اوسکو ہم خود اقرار کرتے ہین مگر آپ خود گرداب ضلالت مین پڑے ہوئے ہاتھ پانون مار رہے ہو بے سود اوراق
سیاہ کرتے ہو حد و بدعت سب متفق المعنی ہین **قولہ** پانچوان قول مذہب جمہور الخ **اقول** یہ قول خامس آپکا قول منصور اور قول
رابع بعینہ ایک ہین کوئی فرق نہین شیٔ اس مین زمانہ پر بنیاد بدعت کی ہے نہ رابع مین علی ہذا اول و ثانی و ثالث مین مگر یہ آپکی کوتہ
فہمی سے تفرقہ تہا لیکن یہان اپنی غلطی کو خوش ہوشی سے اور شاید اسکے پہلے واضح ہو چکا کہ قرون ثلثہ مین بلا نکیر ہونا مراد ہے اور یہ قصہ جو آپنے ذکر

معلوم ہوگئی کہ خواہ کوئی فعل ہو یا قول یا اعتقاد اوس کا حسنہ اور سیئہ ہونا موقوف [illegible] پر نہیں ہے بلکہ اوسکا مدار مخالفت اور عدم مخالفت
شرع پر ہے اس دعوی پر دو دلیل یعنی دو حدیث صحیح لکھے دیتے ہین حدیث اول قال نبینا الآمر الناہی علیہ وعلی آلہ الصلوۃ و
السلام من احدث فی امرنا ہذا مالیس منہ فہو رد۔ یہ شیخین کی حدیث ہے یعنی جس نے نکالی ہمارے اس دین مین وہ بات جو دین مین سے
نہین یعنی کتاب و سنت کے مخالف ہے وہ بات اوسکی رد ہے شارحین حدیث نے لفظ مالیس منہ کی شرح لکہا ہے ۔ فیہ اشارۃ
الی ان احداث ما لاینازع الکتاب والسنۃ لیس بمذموم اور محدث دہلوی نے لکہا ہے لفظ مالیس منہ کی شرح مین کہ مراد بیچیزے است
از مخالف و مغیر دین باشد اور نواب قطب الدین خان صاحب نے ترجمہ مشکوۃ مین لکہا ہے کہ لفظ مالیس منہ مین اشارہ ہے اوسکی طرف
کہ نکالنا اوس چیز کا کہ مخالف کتاب اور سنت کی نہو برا نہین انتہی۔ اور شارحین حدیث کو اس طرح معنی کرنیکی وجہ یہ پڑی کہ مسلم شریف
کو ابوداود نے ان الفاظ سے روایت کی ہے من صنع امرا علی غیر امرنا فہو رد یعنی جسنے کیا کوئی کام ہمارے کام سے غیر طریقہ پر وہ
رد ہے حضرت کا کام کتاب و سنت ہے کتاب و سنت سکے غیر طریقہ پر ہوگا تو ما لاعق [illegible] کے مخالف [illegible] اور اوس [illegible] یعنی بدل دینے
والا ہوگا الحاصل اس حدیث سے دو بات ثابت ہوئی ایک تو یہ کہ حضرت [illegible] مین اشارہ فرمایا ہے [illegible] طرف [illegible] کام ہو [illegible] قید نفی
کی نہین یعنی آپنے یون نہین فرمایا جو کوئی نکالے نئی بات اول قرن [illegible] دوسرے قرن مین یا [illegible] آخری زمانہ مین بلکہ یہ فرمایا کہ جو کوئی
کوئی نکالے وہ رد ہے دوسری بات یہ کہ اوس نئی بات نکالی ہوئی کا مردود ہونا موقوف ہے [illegible] بات پر کہ مخالف ہو کتاب و سنت
کے بس یہی ہمنے دعوی کیا تہا کہ حسنہ اور سیئہ ہونا اور محدثہ کا موقوف مخالفت اور عدم مخالفت کتاب و سنت پر ہے زمانہ پر [illegible]
اصول مین ٹہیر چکا ہے کہ جب کوئی حکم کسی امر مقید پر ہوتا ہے تو وہ حکم قید کی طرف [illegible] ہوتا ہے اس حدیث [illegible]
فرمائے سب نکلے اون قرون میں ہوا ہے چنانچہ کتب صحاح مین آئین ہے نفس [illegible] بلکہ خصوص [illegible] یہ توجیہ [illegible]
قرون مین جو کچہ ہو خیر ہو یا شر وہ سب سنت ہے اور بعد اونکے جو کچھ ہو [illegible] شر وہ یا حسنہ ہو یہ مقصود آپ کا [illegible] ہے کسی ایک
عالم کا بھی یہ مذہب نہین بہرحال کسی نے نفس [illegible] نہین کہا کہ یہی خیر و شر کا زمانہ ہے بلکہ یہ کہا ہے کہ تقدید [illegible] قرون ثلثہ مین خیر کا
جیسا گذرا اگر یہ مولف کی عبث لغط ہے قولہ حدیث اول قال نبینا الخ اقول مالیس منہ مین لفظ [illegible] بابت یہ کہ لفظ عموم کا ہے
پس محدث خواہ خود ذات شئے ہو۔ خواہ وصف و قید شئے کا ہو خواہ احداث بلا واسطہ ہو خواہ بواسطہ سبکے مردود ہوگا اور یہ قاعدہ بھی محقق
رہے کہ مرکب مجوز اور ناجائز سے ناجائز ہے ہوتا ہے پس غیر منازع کتاب و سنت وہی ہوتا ہے کہ جسکی دلیل [illegible] کتاب و سنت [illegible]
ہو علی ہذا مخالف و مغیر دین سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی وصف پیدا ہو جاوے کہ جس سے تغیر حکم شرعی کی لازم آجاوے وہ بھی مالیس منہ مین
داخل ہے کوئی مباح کو سنت جانے یا سنت جیسا معاملہ کرے یا کسی مطلق کو مقید یا مقید کو مطلق کرے یا کسی غیر دین اسلام کے ساتھ تشبیہ
لازم آوے کہ یہ سب مالیس منہ مین داخل ہے اس امر کا لحاظ ضرور ہے کہ مولف بالکل اس سے غافل ہوا ہے قولہ یہ مسئلہ اصول مین ٹہیر چکا
ہے الخ اقول حکم قید پر لگنا بجا ہے مگر اوس وقت مجموعہ مقید کا بسبب قید کے غیر مشروع اور بدعت ہو جاتا ہے اصل کی وجہ سے مشروع نہین
ہوتا بلکہ قید کے سبب بدعت ہو جاتا ہے بہرحال اس حدیث کی شرح سے خوب ثابت ہو گیا کہ قول چوتہا حد بدعت کا نہایت مقبول اور صحیح ہے

احداث پر صحیح نہو گا بلکہ اوسکی قید جو ما لیس منہ ہے اوسکی طرف راجع ہوگا یعنی جو نئی بات مخالف اور تغیر دینے والی دین کی ہو وہ رد ہے نہ یہ
کہ جو کوئی سنت عمدہ اور صحیح اور بنگ قرآن و حدیث نکالی ہوئی ہو وہ بھی رد ہے نعوذ باللہ من ہذا الفہم الردی۔ دیکھو بقاعدہ عربی کے
کلام کے یہی معنی درست اسی حدیث سے ثابت ہو گیا کہ بدعت حسنہ یعنی اچھی بات کا ایجاد کرنا برا نہیں ورنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم احدث
پر قید اقتصار ما لیس منہ کی کیساتھ نفرماتے بلکہ یون فرمادیتے من احدث فی امرنا فہو رد کیا حاجت تھی لفظ ما لیس منہ بڑھانیکی اور شرح جوہر
نقیہ میں ہے ومن الجہلۃ من یجعل کل امر لم یکن فی زمن الصحابۃ بدعۃ مذمومۃ وان لم یقم دلیل علی قبحہ تمسکا بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم
ایاکم ومحدثات الامور ولا یعلمون المراد بذلک ان یجعل فی الدین ما لیس منہ انتہی یہ ایسی تقریر ہے جو اب حاصل ہو گیا ان لوگوں کا
جو حدیثین بغیر سمجھے بوجھے پڑھا کرتے ہیں کہ شر الامور محدثاتہا اور پڑھا کرتے ہیں وایاکم ومحدثات الامور وکل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ
ضلالۃ یہ حصول جواب یہ ہے کہ حدیثین سب ارشاد رسول اکمل یعنی صلی اللہ علیہ وسلم وہ باہم مخالف نہیں ہو سکتیں جب مقام مذمت
ان آپ احداث کو ما لیس منہ کے ساتھ مقید فرما چکے یعنی وہ محدث باتیں مردود ہیں جو کسی طریقہ اسلام پر ہوا اور مخالف ہو پس جسقدر حدیثیں
احداث اور بدعت میں ہونگی وہ احداث اور بدعت مخالف اسلام کی طرف راجع ہونگی نہ احداث خیر اور بدعت حسنہ کی طرف اور
اس تقریر سے اور حدیث کے معنی بھی بلا تکلف صحیح ہو گئے ما احدث قوم بدعۃ الا رفع مثلہا من السنۃ اس لیے کہ جو بدعت مخالف سنت
ہوگی ظاہر ہے کہ وہ سنت کو مٹاویگی چنانچہ مولوی قطب الدین خان صاحب بھی مظاہر حق میں اس حدیث کے ترجمہ میں لکھتے ہیں
نہیں نکالی کسی قوم نے بدعت یعنی جو بدعت کہ مزاحم سنت کی ہو دیکھو اس حدیث میں بھی ان لوگوں کے علما [illegible] خاص اسی
بدعت کی برائی ثابت ہوئی جو مخالف سنت ہو فیا اخی خذ ما آتیتک وکن من الشاکرین دوسری حدیث من سن فی الاسلام سنۃ
حسنۃ فلہ اجرہا واجر من عمل بہا الی یوم القیمۃ [illegible] صحیح مسلم کی حدیث ہے اسکے معنی اپنی طرف سے نہیں لکھتا ہوں
[illegible] اور شرح مسلم امام نووی یہ دونوں کتابیں ان لوگوں کے پیشواؤن کے نزدیک بھی نہایت معتبر و مستند ہیں خصوصاً ان دونوں کتابوں
میں اس حدیث شریف کے معنی یہ لکھے ہیں کہ جس نے جاری کیا اسلام میں طریقہ نیک پھر اوسکے بعد اوس طریقہ حسنہ پر عمل کیا گیا تو لکھا جاویگا
اوس شخص کے واسطے اوسقدر اجر اور ثواب کہ جسقدر سب عمل کرنیوالوں کو اوسکے بعد ہوگا اور ان لوگوں کے ثواب میں سے کچھ کاٹ کر اوسکو
نہ دیا جائیگا بلکہ اللہ تعالی دونوں کو اپنے خزانہ لا تناہی سے ثواب دیگا اور وہ طریقہ جو اوس نے جاری کیا ہے خواہ وہ طریقہ ایسا ہو کہ اوس سے پہلے

اور موافق اس قول خامس کے ہے بلا تفاوت پھر اوسکو اسکے مخالف جاننا اور شاذ کہنا نہایت کم فہمی ہے نعوذ باللہ من ہذا الفہم الردی
پس جبکہ عربیت کے قاعدہ سے شرح کرنے سے لازم آگیا کہ بدعت حسنہ وہ ملحق بالسنۃ ہی ہے اور اوسکی دلیل چونکہ کتاب و سنت میں موجود ہے
مخالف حکم شارع کے نہیں اور ملحق بدعت حسنہ کہنا فقط فرق بیانی و اصطلاحی ہے نزاع حقیقی نہیں جیسا مولف سمجھ گیا ہے باقی تقریر
مولف کی ہمکو مضر نہیں لہذا اوسکا جواب ضرور نہیں بلکہ وہ عین مدعی ہمارا ہے **قولہ** دوسری حدیث من سن فی الاسلام الخ **اقول**
فی الحقیقت اصل اگر کتاب و سنت میں موجود ہے تو اوسکا ایجاد کرنے والا بظاہر موجد ہے ورنہ وہ فی الواقع موجد نہیں بلکہ مظہر ہے کہ جو
شرع میں وجود شرعی رکھتا تہا اوس کا اظہار اس سے ہوا ہے پس یہ موجد نہیں مظہر ہے اسکو کون برا کہہ سکتا ہے چونکہ مولف [illegible]

مستحب ہے عبارت اوسکی یہ ہے۔ والتلفظ بہا مستحب یعنی طریق حسن اختارہ المشایخ لانہ من السنۃ لانہ لم یثبت عن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من طریق صحیح ولا ضعیف ولا عن احد من الصحابۃ والتابعین ولا عن احد من الائمۃ الاربعۃ بل المنقول انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا
قام الی الصلوٰۃ کبر فہذہ بدعۃ حسنۃ۔ اب غور سے علامہ شرنبلالی کی تقریر دیکھنی چاہیے کہ یہ بات مانکر کہ نیت زبان سے کہنی حضرت رسول
صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابی اور تابعین سے اور مجتہدین سے ثابت نہین باوجود اسکے حکم کیا کہ یہ بدعت حسنہ ہے مستحب ہے اور واضح ہو کہ ائمہ مجتہدین مین امام اعظم
ہین اور وہ تابعی ہین تبع تابعی بلکہ تبع تابعین سے بھی کم ہین انہون نے سیکڑون برس پہلے جب اونکے بھی یہ تلفظ بالنیت منقول نہین تو ظاہر ہوا کہ
کے بعد اسکا ظہور ہوا اور دوسری دلیل اسکی ظہور بعد قرون پر یہ ہے کہ شرنبلالی نے لکھا ہے تلفظ بالنیت کو اختیار المشایخ اور مشایخ وہ علماء ہو
علما ہین جو امام اعظم کے شاگردون کا دورہ تمام ہونے کے بعد ہوئے ہین اور درمختار مین لکھا ہے زبان سے نیت کرنیکو کہ یہ ہمارے علماء کی سنت ہے
شامی نے لکھا کہ یہ حنیفہ سے ہمارے علماء ہے اس سے بھی ظہور بعد قرون ظاہر ہوتا ہے اور فقیہ حلبی شرح کبیر مین اس طرح لکھا ہے کہ ائمہ
مجتہدین سے بھی ثابت نہین اسکے بعد یہ لکھا ہے وہو بدعۃ لکن عدم النقل لاینافی کونہا بدعۃ حسنۃ یعنی اسکی بدعت ہونے سے
لازم نہین آتا کہ یہ نیک نہو اب دیکھیے علماء دین اسکو بدعت مانکر پھر بھی حسن اور نیک فرما رہے ہین اور اسپر استحباب کا حکم دے رہے ہین اور یہ علماء
وہ ہین کہ مسلم الثبوت ہین اور منیۃ المصلی مین لکھا ہے والمستحب ان ینوی ویتکلم باللسان اور شرح وقایہ مین ہے والتلفظ مستحب
اور ہدایہ مین ہے ویحسن ذلک لاجتماع العزیمۃ اور یہی کافی مین ہے اور درر شرح غرر مین ہے والتلفظ بہا مستحب یہ وہ کتابین ہین جو
علماء مذہب حنفی کے نزدیک نہایت درجہ کی معتبر ہین اب شافعی مذہب کا دیکھنا چاہیے علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ مین شافعی مذہب ہونے
کرتے ہین والذی استقر علیہ اصحابنا استحباب النطق بہا اور غنیۃ الطالبین حضرت غوث اعظم کی تالیف ہے وہ حنبلی مذہب ہین اسین لکھا ہے
ہین ینوی بطہارۃ رفع الحدث ومثلہا القلب فان ذکر ذلک بلسانہ مع اعتقادہ بقلبہ کان قد اتی بالافضل اور یہ عمل یعنی نیت زبان سے
کرنی اس قسم کی بات ہے کہ تمام ہندوستان اور فارس اور عرب وغیرہ مین جاری ہے علامہ شامی نے لکھا ہے قد استفاض ظہور العمل فی کثیر من البلاد
فی عامۃ الامصار۔ اور چھٹی صدی کے آخر مین جو محفل مولد شریف منعقد ہوئی اوسکو اجلہ علماء اور اکابر فضلاء نے مستحسن سمجھا اور شریک ہوئے
اور امام نووی کے استاد ابو شامہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس محفل کو پسند کیا اور اسکو بدعت حسنہ قرار دیا اور یہ فرمایا ومن احسن ما ابتدع فی زماننا ما یفعل کل
عام فی الیوم الموافق لیوم مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم من الصدقات واظہار الزینۃ والسرور الی آخرہ اور فرمایا ابن حجر محدث رحمۃ اللہ علیہ نے عمل
المولد واجتماع الناس لہ کذلک ای بدعۃ حسنۃ کذا فی السیرۃ الحلبیۃ اور آٹھوین صدی کے آخر مین جو تسلیم بعد اذان احداث کی گئی اوسکو درمختار

نہ ہوا تو اوسکی دلیل جواز کی موجود ہے کہ حج مین تلفظ لسانی نیت مین وارد ہوا ہے اور نیت قلبی کو کہ فرض ہے اس سے قوت بلکہ بعض وقت
بدون اسکے حاصل ہی نہین ہوتی لہذا ملحق بالسنۃ ہوگئی اب بعد ان سب اقوال کے اپنے اصل مطلب پر مولف صاحب آئے کہ چھٹی صدی
کے آخر مین محفل میلاد منعقد ہوئی سو اول تحقیق ہو چکا ہے کہ جس محدث کی دلیل جواز قرون ثلثہ مین موجود ہو وہ بھی جائز ہوتا ہے ورنہ بدعت
ہوگا تو یہان اسکو محل استدلال مین لانا حالانکہ یہ امر متنازع نہ ہے وہ کہنا تابت ہے اور یہ قبیح امر ہے یہ وہ مدعی ہے کہ جسکے اثبات مین مولف نے
اسقدر تطویل کی سو دیکھا پہر قبل ثبوت اوسکے اوسکو بھی دلائل جواز مین ذکر کرتا ہے لہذا مقصود اس طرف سے بھی اشارہ ہے کہ خود قرن صحابہ مین بھی

چوتھی نصیحت مولوی صاحب کو یہ ہے کہ آپکی معاش وعظ پر ٹھیری اسکو بھی کبھی سوچا ہوتا کہ آیا کمائی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یا خلفاء راشدین یا تابعین یا تبع تابعین قرون ثلثہ کی یہی تھی کہ وعظ فرما کر کچھ لیتے کماتے پھرتے تھے یا یہ نہ تھی اور اپنے شیوا کا
کا خیال نہ کیا جا رہے عالمون نے اسکے حق مین کیا لکھا ہے خیر اگر تمکو تلاش نہین ہم بتلا دین ہمکو بتاتے ہین شاہ عبد العزیز صاحب
تفسیر پارہ الم مین تحت آیہ ولا تشتروا بآیاتی ثمنا قلیلا کے لکھتے ہین فرقہ پنجم مسلمانان دنیا طلب اعظان طماع کہ بتعلیم احکام الٰہی
وتبلیغ معروف وپند متاع دنیا دخواست نمایند ونزدیک تو قع نفعت متوجہ بحال سائل شوند ودر صورت عدم توقع تشویش دہشت
فتوی دہند اسکے بعد شاہ صاحب نے حال امامت وموذنی وغیرہ کا بیان فرمایا اور کلام اسپر تمام کیا کہ رفتہ رفتہ این صیغہا صیغہ معاش
وجیرہ قرار گرفتہ این زمان حال این وجہ معاش مشکوک بلکہ قریب بحرمت است حق القدور از ینہا احتراز لازم است انتہی اور
مولوی حق صاحب نے مایۃ مسائل میں اجرت جمیع طاعات پر یعنی ناجائز ہی ہے اور یہ لکھا ہے از حدیث شریف ہم معلوم میشود کہ
بقراءت قرآن شریف چیزے نگیرد ونخورد عام است کہ شرکنند یا نکنند انتہی اس عبارت سے بھی وہ ہولی جو شاید کوئی یہ حیلہ کرنے لگے
ہم لوگون کو قرآن پڑھکر سناتے ہین اوسکا ترجمہ بتاتے ہین ہم اجرت نہین ٹھیراتے اور نہین مانگتے مولوی صاحب کا کلام ہوا
سے ثابت ہوا اور یہی فقہا کا قاعدہ مسلم الثبوت ہے المعروف کالمشروط اب لوگون کو معلوم ہوگیا کہ مولوی صاحب کا قاعدہ یہ ہے
قاعدہ کے موافق دیتے ہین سائل کی صورت خود سوال ہے بغیر منہ سے مانگے بن مانگے فتوی ... اجرت دینا ہی ہے
تم کیون اپنی روح کو آلایش حرص سے پاک نہین کرتے ہو دوسرون کو ناری ٹھیرا بتلاتے ہو تیار رہتے ہو اور اپنا خیال نہین کرتے کہ تم بھی
اسی گروہ مین شریک جاتے ہو۔ اتأمرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتاب افلا تعقلون السعد الیعہ نقل ہے عبارت
عبد الجبار عمرپوری کی جو رسالہ منع مولد شریف فتوی انکاری کے ذیل مین لکھی ہے قولہ حضرت کی نسبت یہ اعتقاد رکھنا کہ جہان مولد شریف
پڑھا جاتا ہے وہان تشریف لاتے ہین شرک ہے ہر جگہ موجود خدا تعالیٰ ہے اللہ سبحانہ نے اپنی صفت دوسرے کو عنایت نہین فرمائی واللہ
اعلم۔ عبد الجبار عمرپوری عفی عنہ **اقول** ایک تو کم نصیبی اس مفتی کی یہ کہ حضرت کا ذکر کیا اور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھا اتباع سنت کا

قولہ چوتھی نصیحت الخ **اقول** آپکا موبنہ اور یہ بات آپ تو مدت ہوئی کہ فتوی جواز اجرت تعلیم قرآن کا لکھکر طبع کرا چکے ہو اگر اب
غصہ مین آکر اوس سے رجوع فرمائی ہے تو وہ روایات متاخرین فقہا کی تو کہین نہین چلی گئین کہ جن روایت سے بضرورت ضرور یہ کہ
اس زمانہ جہل مین موجود ہے جواز اجرت وعظ کا حال مفصل معلوم ہو سکتا ہے پھر آپ کس منہ سے طعن کرینگے یہ مفتی ہوا اور یہی
آپکے معتمد پیشوا ہین اور یہہ بدگمانی کرنا کہ مولوی عبد الخالق صاحب کی پیشہ طمع دنیا کا ہے کسی مسلمان کو لائق نہین پھر تم افسوس
ہے تم تو اپنی زبان کو سامنے خلف مشائخ اولیا اور علما کے طعن سے بھی پاک نکرو اور مولوی عبد الخالق کو حدیث کے خیر مضمون لکھنے
پھر تم خود غلط سمجھکر نصیحت فرماؤ بڑی شرم کی بات ہے دیکھو مصداق آیہ اتأمرون الناس کا کون ہے اور آلایش حسد کا ملوث کون ہے
فقط **قولہ** السعد الرابعہ الخ **اقول** لاریب یہ کام کم نصیبی کا ہے مگر اس کم نصیبی کا حصہ تو مولف صاحب کے نصیب مین بھی کامل
ہے کہ اس کتاب مین اکثر جگہ درود نہین لکھتے صفحہ اول خطبہ کتاب کی آخر سطر مین اور دوسرے صفحہ مین تین جگہ آپ کا نام بے درود لکھا

[illegible] اسقدر اور صاحب سنت علیہ الصلوۃ والسلام پر درود بھی [illegible] دوسری کم فہمی سدرجہ کی کہ سائل کا سوال جو ہم اول نقل کر چکے
ہین اوسمین یہ سوال ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشعار مین مخاطب حاضر ہوں یہ سوال نہین کہ مجلس مین حاضر ہونیکا اعتقاد ہو اور
ظاہر ہے کہ اشعار مین مخاطب حاضر ہونے کے معنی یہ ہین کہ شعر ایسے پڑہتے ہین جنمین ضمیرین مخاطب حاضر کی ہوں سو اس کا حال ہم نمبر اول کے
مسائل مین لکھ چکے اور آیندہ بھی تحقیق آویگی لیکن مفتی صاحب نے سوال دیگر جواب دیگر چاہا لکھنا شروع کیا یہ جواب دیا **قولہ** حضرت کی نسبت
یہ اعتقاد رکھنا کہ جہان مولود پڑہا جاتا ہے وہان تشریف لاتے ہین یہ شرک ہے ہر جگہ موجود خدا تعالی ہے **اقول** سبحان اللہ
قربان جائیے اس قیاس کے استدلال کے اگر اللہ تعالی کی نسبت بھی یہی اعتقاد ہوتا کہ وہ مواقع مولود خوانی مین حاضر ہوتا ہے تو اور
جگہ اوس وقت تو برابری یا مشارکت صفت آپ مین لازم آتی اور خدا تعالی کو بہت مواضع اور مواقع ہین تو اضون لکھا ہے ملا مجالس
مولود خوانی کے تفصیل اوسکی یہ ہے [illegible] [illegible] وسعت عرش عظیم کی اور فراخی اور توسیع کرسی کی خیال کرو اور کئے گئے سات
آسمانون کی کیا حقیقت ہے پھر کرہ ناری اور ہوائی [illegible] خیال کرو کہ آسمانون کے آگے اونکی کیا وسعت ہے پھر ان کرات کے آگے
زمین کو دیکھو کہ اوسکی وسعت کو کرات سے کیا نسبت ہے پھر زمین کے چوتھائی حصہ کو دیکھو جو پانی سے باہر نکلا ہوا ہے پھر اوس باہر نکلے ہوئے میں
[illegible] پہاڑ اور دریا [illegible] [illegible] کسقدر ہین [illegible] آباد کسقدر ہین اور آباد مین کفار کسقدر ہین اور مسلمان کسقدر اور مسلمانون
مین مولود شریف کرنیوالے کسقدر ہین [illegible] سب مراتب کی خیال اور فکر کرنے سے فرق معلوم ہو جاویگا منصف کو
خدا تعالی کا حاضر ناظر ہونا تو اسدرجہ مین ہے کہ عرش و کرسی آسمان لوح و قلم سات زمین اور جمیع جبال و بحار و یران و عمارات وغیرہ
اور ہر زمان اور ہر آن مین وہ حاضر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس نے یہ اعتقاد کیا کہ وہ مواقع مولود خوانی مین تشریف لاتے

ہین علی ہذا اور جو یہ عذر ہے کہ مستطیع کا مقصود پہلے تو مولوی عبد الجبار کا بھی یہی عذر قبول کرنا تہا غرض یہ تو مولف صاحب کی عادت
ہے کہ جو کچھ کسیکو کہتا ہے اوسمین خود ملوث ہوتا ہے نہ معلوم کہ اسقدر اپنے حال سے کیون غفلت ہے **قولہ** کم فہمی اسدرجہ الخ **اقول**
مدعی سوال مین مذکور ہو چکا کہ صیغہ خطاب کا حاضر موجود کیواسطے ہی وضع ہوا ہے لہذا اگر کہین صیغہ خطاب کا بولا جاویگا تو بوجہ اصل
حقیقی ہونیکے حضور مخاطب کا مفہوم کلام سے ہو جاویگا لہذا مولوی عبد الجبار نے اوس سوال کا یہی تو جواب دیا ہے کہ یہ اشعار خطاب [illegible]
اس اعتقاد سے ہین تو شرک ہین اور دوسرے معنی مجازی کی شق کو بیان نہین کیا مگر خدا تعالی جانے کہ مولف کی کیا فہم ہے کہ اوس کو
سوال کے خلاف اور غیر جانتا ہے لازم ملزوم ذہنی کو غیر جاننا اور مقصود کلام مفتی کا کلام سے منفک سمجھنا مولف ہی کا فہم ہے نمبر اول مین
بھی ایسا کچھ مولف نے کہا ہے اور اوسکا جواب کچھ بیان ہو لیا ہے **قولہ** سبحان اللہ الخ **اقول** تمام امت کا یہ اعتقاد ہے کہ جناب
فخر عالم علیہ السلام کو اور سب مخلوقات کو جسقدر علم حق تعالی نے عنایت کر دیا اوسقدر ہی ہے یا اوس سے ایک ذرہ بھی زیادہ کا علم ثابت کرنا
شرک ہے سب کتب شرعیہ سے یہی مستفاد ہے قال اللہ تعالی وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ہو الآیہ اور مسئلہ مشہور بحر الرائق اور
عالمگیریہ و در مختار وغیرہ مین ہے کہ اگر کوئی نکاح کرے بشہادت حق تعالی اور فخر عالم علیہم السلام تو کافر ہو جاتا ہے بسبب اعتقاد علم غیب کے
فخر عالم کی نسبت پس فقط مجلس نکاح کے اعتقاد علم مین کافر لکہا ہے یہ کسی نے نہین لکہا کہ اگر اوس کا اعتقاد کما و کیفا مساوات علم الہی

ہین تو یہ مواقع بہ نسبت اون تمام ازمنہ اور مقامات مذکورۂ بالا کے کس شمار اور کس حصہ مین داخل ہین کہ بس ان مواقع مین تشریف لانے سے اللہ تعالی کے ساتھ برابری لازم آگئی اور شرک ہوگیا نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات اب آگے آپ ارشاد فرماتے ہین **قولہ** اللہ تعالی نے اپنی صفت دوسرے کو عنایت نہین فرمائی **اقول** عقیدہ اہل سنت والجماعت کا یہ ہے کہ اللہ تعالی کی صفت اوسی طرح اور اوسی حقیقت سے کہ اللہ تعالی کے ساتھ خاص ہے دوسرے مین نہین ہوتی اور خصوصیت کے معنے یہ ہین کہ یوجد فیہ لا یوجد فی غیرہ اور روے زمین پر کل جگہ موجود ہو جانا تو کچھ خاص مخصوص خدا کے ساتھ نہین تفسیر معالم التنزیل اور رسالہ برزخ جلال الدین سیوطی اور شرح مواہب علامہ زرقانی مین ہے کہ ملک الموت قابض ہے جمیع ارواح جن و انس و بہائم اور جمیع مخلوقات کا اور اللہ تعالی نے کر دیا ہے دنیا کو اوسکے مثل چھوٹے خوان کے اور ایک روایت مین آیا ہے مثل طشت کے فیقبض من ہہنا وہہنا ۔ یعنی ادہر سے لیلیتا ہے جان کو اور ادہر سے خیال کرو کہ ایک آن مین مشرق سے مغرب تک کسقدر چیونٹی مچھر کیڑے مکوڑے اور چرند پرند درند اور آدمی مرتے ہین ہر جگہ ملک الموت موجود ہو جاتا ہے

تعالی شانہ کا ہے تو کافر ہوگیا ورنہ نہین مگر مولف کی تحریر سے اوسکا عقیدہ یہی مفہوم ہوتا ہے کیونکہ وہ کہتا ہے کہ حق تعالی تو ہر شی کو ہر جگہ جانتا ہے اور حاضر ہے اور فخر عالم فقط مجالس مولود مین حاضر ہوئے تو کہاں مساوات اور شرک ہوا پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ اسقدر علم غیب کو وہ شرک نہین جانتا حالانکہ جملہ کتب مین فقط مجلس نکاح کے حضور کو ہی شرک لکھدیا ہے اور مساوات کو اسقدر بھی خبر نہین کہ مشبہ اور مشبہ بہ مین وجہ شبہ کا مساوی ہونا ضروری نہین نفس وجہ شبہ کافی ہوتی ہے لہذا یہان نفس علم غیب مین برابری شرک ہے اور اگر مولف کا یہی عقیدہ کہ حق تعالی کی کوئی صفت دوسری کو اگر کما و کیفاً مساوی ثابت کریگا تو شرک ہوگا ورنہ نہین تو لازم ہے کہ مولف کے نزدیک مشرکین عرب کہ جن کے مشرک ہونے مین نصوص قطعیہ موجود ہین ہرگز بھی مشرک نہون کیونکہ وہ تصرف اور علم اپنے معبودان باطلہ کا محدود جانتے تھے کہ ہر نواح و دیار کا جدا معبود تھا ایک کے ملک مین دوسرے کا تصرف ہونا عقیدہ نہین رکھتے تھے چنانچہ کتب حدیث اسکی گواہ ہین پس ایسے مولف کی عقائد تو خود خراب تھے ہی تمام دنیا کو مشرک بنا دیگا کیونکہ جب عوام جہال اولیا کی نسبت ایسا ہی محدود تصرف و علم یقین کرتے ہین پس مولف نے اسکی تائید و تصدیق و توثیق عقیدہ کی کہ کے خلق کو ضال بنا دیا خدا تعالی اسکو ہدایت دیوے کہ کیا فتنہ برپا کرتا ہے باقی اوسکی مثال رہی اور حروف بہمعنی کا کیا جواب یکر زبان قلم ملوث کرون یہ مولف نے اسقدر جہل کی بات لکھی ہے کہ تمام دنیا کے خلاف ہی فقط **قولہ** عقیدہ اہل سنت وجماعت کا یہ ہے کہ الخ **اقول** عقیدہ اہل سنت کا یہ ہے کہ کوئی صفت صفات حق تعالی کی بندہ مین نہین ہوتی اور جو کچھ اپنی صفات کا ظل کسیکو عطا فرماتے ہین اوس سے زیادہ ہرگز کسی مین ہونا ممکن نہین ہے سمع و بصر و علم و تصرف حق تعالی کا حقیقی ہے اور مخلوق کا مجازی لیس کمثلہ شئ الآیہ ۔ پھر جسکو جسقدر کوئی علم و قدرت وغیرہ عطا فرما دیا ہے اوس سے زیادہ وہ ہرگز ذرہ بھر بھی نہین بڑہ سکتا ۔ شیطان کو جسقدر وسعت دی اور ملک الموت کو اور آفتاب و ماہتاب کو جس وضع پر بنایا ہے اوس سے زیادہ کی اونکو کچھ قدرت نہین اور زیادہ کوئی اون سے کام نہین نکلتا اور نہ اس کثرت و قلت پر فضل کی کمی زیادتی موقوف ہے حضرت موسی علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام سے بہت اعلی و افضل ہین معہذا علم مکاشفہ اونکا حضرت خضر سے بہت کم تھا اور پھر جسقدر حضرت خضر کو ملا اوس سے زیادہ پر وہ قادر نہ تھے اور حضرت موسی کو جو باوجود افضلیت کے نہ ملا تو وہ حضرت خضر مفضول کی برابر بھی اس علم مکاشفہ کو

اور مشکوۃ مین ہے کہ ملک الموت وقت موت میت کے سرہانے ہوتا ہے مومن کے بھی اور کافر کے بھی یہ حدیث طویل ہے اور قاضی ثناء اللہ
نے تذکرۃ الموتی مین نقل کیا ہے ایک حدیث کو طبرانی اور ابن مندہ سے اوس مین یہ بھی ہے کہ ملک الموت نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
بیان کیا کہ ایسا کوئی گھر نہین نیک یا بد آدمیون کا جسکی طرف مجھکو توجہ نہو رات دن پانچ وقت رہتا ہون اور ہر چھوٹے بڑے کو ایسا پہچانتا ہون
کہ وہ خود بھی اپنے کو اسقدر نہین پہچانتے ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ملک الموت ہر جگہ حاضر ہے بھلا ملک الموت علیہ السلام تو ایک فرشتہ
مقرب ہے دیکھو شیطان ہر جگہ موجود ہے در مختار کے مسائل نماز مین لکھا ہے کہ شیطان اولاد آدم کے ساتھ مذکور ہوتا ہے اور اوس کا بیٹا
آدمیون کے ساتھ رات کو رہتا ہے علامہ شامی نے اسکی شرح مین لکھا ہے کہ شیطان تمام بنی آدم کے ساتھ رہتا ہے مگر جسکو اللہ نے بچا لیا
اسکے لکھا ہے واقدرہ علی ذلک کما اقدر ملک الموت علی نظیر ذلک یعنی اللہ تعالی نے شیطان کو اس بات کی قدرت دیدی ہے جسطرح
ملک الموت کو سب جگہ موجود ہونے پر قادر کر دیا ہے انتہی کلامہ اب عالم اجسام محسوس مین اسکی مثال یہ ہے کہ کوئی آدمی مشرق سے مغرب تک آبادی
دنیا کی اگر سیر کرے جہان جاویگا چاند کو موجود پاویگا اور سورج کو بھی پاویگا پھر اگر وہ کہے کہ ایک چاند سب جگہ موجود ہے اور ایک سورج سب جگہ
موجود ہے تمہارے قاعدہ سے چاہئے وہ کافر ہو جاوے کہ اوس نے چاند کو ہر جگہ موجود کہا حالانکہ تحقیق یہ ہے کہ نہ وہ مشرک ہے نہ کافر خاصہ مسلمان ہے

یہ انکے پیر آفتاب و ماہتاب کو جو اس ہیئت و سعت نور پر بنایا اور ملک الموت اور شیطان کو جو یہ وسعت علم دی اوسکا حال مشاہدہ اور
نصوص قطعیہ سے معلوم ہوا اب دیکھو کسی افضل کو قیاس کرکے اوس مین بھی مثل یا زائد ان مفضول سے ثابت کرنا کسی عاقل ذی علم کا کام
نہین اول تو عقاید کے مسائل قیاسی نہین کہ قیاس سے ثابت ہو جاوین بلکہ قطعی ہین قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہین کہ خبر واحد بھی یہان
مفید نہین لہذا اوس کا اثبات اوسوقت قابل التفات ہو کہ مولف قطعیات سے اوسکو ثابت کرے اور خلاف تمام امت کے ایک قیاس فاسد سے
عقیدہ خلق کا اگر فاسد کیا چاہے تو کب قابل التفات ہوگا ۔ دوسرے قرآن و حدیث سے اوسکے خلاف ثابت ہے پس اوسکا خلاف کسطرح قبول
ہو سکتا ہے بلکہ یہ سب قول مولف کا مردود ہوگا خود فخر عالم علیہ السلام فرماتے ہین ۔ واللہ لا ادری ما یفعل بی ولا بکم الحدیث اور شیخ
عبد الحق روایت کرتے ہین کہ مجھکو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہین اور مجلس نکاح کا مسئلہ بھی بحر الرائق وغیرہ کتب سے لکھا گیا تیسرے اگر افضلیت
ہی موجب اسکی ہے تو تمام مسلمان اگرچہ فاسق ہون اور خود مولف بھی شیطان سے افضل ہین تو مولف سب عوام مین بسبب افضلیت کے شیطان
سے زیادہ نہین تو اوسکی برابر تو علم غیب بزعم خود ثابت کر دیوے اور مولف خود اپنے زعم مین تو بہت بڑا اکمل الایمان ہے تو شیطان سے
ضرور افضل ہو کر اعلم من الشیطان ہوگا معاذ اللہ مولف کے ایسے جہل پر تعجب بھی ہوتا ہے اور رنج بھی ہوتا ہے کہ ایسی نالایق بات منہ سے
نکالنا کسقدر دور از علم و عقل ہے الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھکر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص
قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہین تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی
فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے اور خاصہ کی تعریف تہذیب منطق
پڑھکر مولف نے یاد کر کے بے تہذیبی عقیدہ کی اختیار کی مگر فہم سے ماشاء اللہ ہنوز بہت دور ہین خاصہ حق تعالی کے علم کا یہ ہے کہ اوس کا
علم ذاتی حقیقی ہے کہ جسکا لازم احاطہ کل شے کا ہے اور تمام مخلوق کا علم مجازی ظلی کسقدر عطا کی حق تعالی کی طرف سے مستفاد ہے پس

اسی طرح سمجھو کہ جب روح سب جگہ موجود ہو کہ وہ چوتھے آسمان پر ہے روح نبی صلی اللہ علیہ وسلم ساتوین آسمان پر علیین میں موجود ہے اگر وہان سے آپکی نظر مبارک
کل زمین پر یا زمین کے چند مواضع و مقامات پر پڑ جاوے اور ترشح انوار فیضان احمدی سے کل مجالس مطہرہ کو ہر طرف سے مثل شعاع شمس کے احاطہ ہو جاوے
کیا محال و بعید ہے علامہ زرقانی نے ابو الطیب کا شعر شرح مواہب لدنیہ کی فصل زیارت قبر شریف میں نقل کیا ہے ع کالشمس فی کبد
السماء وضوءها * یغشی البلاد مشارقا ومغاربا * کالبدر من حیث التفت رأیته * یهدی الی عینیک نورا ثاقبا * یعنی جس طرح سورج آسمان
کے بیچ میں ہے اور روشنی اوس کی پھیلی ہوئی ہے مشرق سے مغرب تک اور جسطرح چاند جہان سے تو اوسکو دیکھے اوسی جگہ سے تیری آنکھون میں
نور بخشنے والا ہے انتہی کلامہ پس فرق یہ ہے کہ سورج اور چاند کے دیکھنے کی آنکھ اللہ تعالے نے کھول رکھی ہے اوسکے ذریعہ سے بینا آدمی دیکھکر سمجھتا
ہے چاند ہر جگہ موجود ہے اندھا مادرزاد یون کہیگا کہ چاند کہیں نہیں ہے پس اسی طرح روح نبی کا دیکھنا موقوف ہے اللہ تعالے کی عنایت پر اگر وہ
آنکھ باطنی کھول دے اور پردہ اٹھا دے ہر جگہ انسان جلوہ احمدی دیکھ سکتا ہے امام شعرانی نے میزان میں لکھا ہے۔ قد بلغنا عن ابی الحسن
الشاذلی وتلمیذہ ابی العباس المرسی وغیرہما انہم کانوا یقولون لو احتجبت رویۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طرفۃ عین ما عددنا انفسنا من
جملۃ المسلمین۔ دیکھیے ابو الحسن شاذلی وغیرہ اولیا فرماتے ہین کہ اگر ایک پل جھپکنے کی برابر بھی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم چھپ جاوین تو
ہم اپنے تئین مسلمان نجانین انتہی اب دیکھیے یہ اولیاء اللہ ان مفتی صاحبان ہمائی عقیدت کے نزدیک کس فتوی اور کس حکم مین داخل ہوتے ہون گے
اور ہونا روح انبیاء علیہم السلام کا علیین مین ساتوین آسمان پر جو ہم نے بیان کیا یہ تفسیر عزیزی سے بیان علیین مین ہے و لیکن باوجود موجود ہونے
علیین مین آپکی روح کو قبر شریف سے بھی اتصال قوی ہے ہر زائر کو جانتے ہین اور زیارت کرنے والے کے سلام کا جواب دیتے ہین قبر مین
جسم مبارک زندہ ہے۔ زرقانی نے لکھا ہے ان روحہ بالرفیق الاعلی وبدنہ فی قبرہ یرد السلام علی من سلم علیہ اس مقام کی تحقیق زیادہ
اس کے مقام اثبات مولود شریف مین بیان کرین گے اب غور کرنا چاہیے جب چاند سورج ہر جگہ موجود اور ہر جگہ زمین پر شیطان موجود ہے اور ملک الموت
ہر جگہ موجود ہے تو یہ صفت خاص خدا کی کہان رہی اور تماشا یہ کہ اصحاب محفل میلاد تو زمین کی تمام جگہ پاک ناپاک مجالس مذہبی و غیر مذہبی مین حاضر ہونا

اعلی علیین مین روح مبارک علیہ السلام کی تشریف رکھنا اور ملک الموت سے افضل ہونیکی وجہ سے ہرگز ثابت نہین ہوتا کہ علم آپ کا ان
امور مین ملک الموت کی برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ چنانچہ وجہ اوسکی اوپر گذر چکی اور قیاس سے اسکا اثبات جہل ہے کہ شائبہ علم کا بھی اوسکا
مجوز نہین الغرض یہ تحقیق واہی مولف کی محض جہل ہے وہ آپ شاید شرک مین مبتلا ہو مگر ایک عالم کو مار دیا بعد اسکے جو حکایات اولیاء اللہ
کی مولف نے لکھی ہین تو اول تو یہ حکایات حجت شرعیہ مثبت حکم کی نہین خصوصا باب عقائد مین پس ان حکایات کو قبول کرکے نصوص کا رد کرنا
کسی جاہل سے بھی متوقع نہین چہ جائیکہ عالم سے اور بعد تسلیم کے جواب یہ ہے کہ ان اولیا پر حق تعالی نے کشف کر دیا کہ اونکو یہ حضور علم حاصل ہو گیا اگر
اپنے فخر عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گونہ اس سے زیادہ عطا فرماوے ممکن ہے مگر ثبوت فعلی اوس کا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہے کہ اوس پر عقیدہ کیا جاوے
اور مجلس مولود مین خطاب حاضر کیا جاوے اس امر کا کشف اور الہام سے تو کام نہین چلتا بالنص ہونا چاہیے اور یہ تو ستم ہے یا ناحق سے وہ جسم
مگر سوء فہم مولف کا قابل تماشا ہے کہ کچھ نہین سمجھتا اور یہ بحث اوس صورت مین ہے کہ علم ذاتی آپ کو کوئی ثابت کرکے یہ عقیدہ کرے جیسا جہلا کا
یہ عقیدہ ہے اگر یہ جانے کہ حق تعالی اطلاع دیکر حاضر کر دیتا ہے تو شرک تو نہین مگر بدون ثبوت شرعی کے اسپر عقیدہ درست بھی نہین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہین دعوی کرتے ملک الموت اور ابلیس کا حاضر ہونا اوس سے بھی زیادہ تر مقامات پاک ناپاک کفر غیر کفر مین
پایا جاتا ہے تمہارے استدلال کے موافق تو چاہیئے یہ سب محدث و فقہا بباعث اعتقاد حضور ہر جاے ملک الموت اور ابلیس کے
بانیان محفل مولد شریف کی بہ نسبت زیادہ تر مشرک ٹھہرین معاذ اللہ منہا ع ببرین عقل و دانش ببایدگریست • اہل حق پر واضح ہو
کہ ہمارا یہ دعوی نہین کہ ہر محفل مین روح مبارک آتی ہے ہان یہ دعوی ہے کہ اگر کسی کا یہ اعتقاد ہو وہ مشرک نہین **لمعہ خامسہ نقل کلام**
مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی۔ قولہ ایسی مجلس ناجائز ہے اور اوس مین شریک ہونا گناہ ہے اور خطاب جناب فخر
عالم علیہ السلام کو کرنا اگر حاضر ناظر جانکر کرے کفر ہے ایسی مجلس مین جانا اور شریک ہونا ناجائز ہے اور فاتحہ بھی خلاف سنت ہے اور رسوم بھی
اہل بدعت ہنود کی رسوم ہے البتہ ثواب پہونچانا اموات کو بلا قید ہوا ہے اسکا مضائقہ نہین فقط واللہ تعالے اعلم رشید احمد گنگوہی عفی عنہ
اقول اس عبارت کی رکاکت مبانی و سخافت معانی وا [illegible] شہادت دیتی ہے کہ یہ کلام مولوی رشید احمد صاحب کا ہوگا - **اول** یہ کہ جواب مطابق
سوال چاہیئے سائل پوچھتا ہے کہ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم جائز ہے یا نہین آپنے جواب مین ایک حدیث بھی نہین لکھی نفیا و
اثباتا دوسری یہ بات کہ وہ پوچھتا ہے اگر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اشعار مین مخاطب حاضر ہون جائز ہے یا نہین یون نہین پوچھتا

و [illegible] محبت ایسی بات کو [illegible] کرنا موجب معصیت کا ہے اظہار ہو گیا کہ کوئی محدث و فقیہ و صوفی متقی مشرک نہین مگر جسکا عقیدہ مولف
کے موافق ہوگا البتہ وہ مشرک ہے اور ان [illegible] اسناد اور روایات و حجت اپنے دعوی بے سروپا کی لانا محض کوتاہ فہمی مولف کی ہے ورنہ اسمین
کوئی دلیل دعوی مولف پر نہین کما لا یخفی۔ **قولہ** اہل حق پر واضح ہو الخ **اقول** اگرچہ دعوی مولف کا بالکل غلط اور ان دلائل سے کچھ ثبوت
مدعا مولف کا نہین ہوا مگر مولف اپنے زعم فاسد مین اس دعوی کو ثابت جانتا ہے پھر ایسے عقیدہ کا نکرنا محض نادانی بلکہ بیدینی ہے کہ جس امر کو حق جانے
و دلائل سے ثابت جانے اور خلق کو اوسپر دعوت اور قرار دیوے پھر ایسے کیون اسکا دعوی نکرے اور عقیدہ نہ ٹھیراوے شاید خود مولف کو بھی [illegible] اس
مین تردد ہے ایسا محض نفسانیت ہو اپنا لاعلم و ناقہم ہونا ظاہر کر دینا مد نظر تھا گو خلق گمراہ ہو تو ہو کیا حرج ہے معاذ اللہ **قولہ لمعہ خامسہ نقل**
کلام مولوی رشید احمد گنگوہی اقول اس عبارت کی رکاکت الخ **اقول** خود مولف معہ ثانیہ شرح سوال مین لکھ چکا ہے کہ سائل نے حصر کر دیا تھا کہ
کہ حدیث مین یون پوچھنا چاہیئے کہ شرع مین جائز ہے یا نہین الخ تو ہر گاہ کہ فقط حدیث سے جواب طلب کرنا مولف کے نزدیک معیوب ہے تو اب یہان
حدیث سے طالب جواب کو حدیث سے جواب نہ دینے مین طعن کیون کیا جاتا ہے یہ مولف صاحب کس قدر خواب خرگوش مین ہین کہ سائل پر تو یہ طعن
کہ [illegible] یہ کیا کام کیون کیا کہ یہ لکھا کہ جواب حدیث ہی لکھے حجت شرعیہ حدیث مین حصر نہین اور مجیب نے جو اوسکی اس قید کو لغو جانکر جواب حجت
شرعیہ سے دیا اور حدیث کی قید کا التفات نکیا تو مجیب پر طعن ہے مولف کو اپنا قول بھی یاد نہین رہتا تو کسیکا قول و روایت کیا یاد رہیگی معہذا
سائل کہتا ہے کہ حدیث سے جواب دو یہ نہین کہتا کہ جواب مین حدیث کی عبارت بھی نقل کرین پس اوس کی خواہش کے موافق جواب سوال کا حدیث
سے ہی دیا گیا کہ جواب مجیب کا منحصر ہے احادیث سے ہی تو ہے جس سے سائل کی تسکین ہوگئی اگر مولف کو [illegible] ہے تو اس رسالہ براہین قاطعہ
سے دریافت ہو جاویگا کہ مجیب کا جواب باضابطہ بہت سی صحیح احادیث صحیح سے ہے اب فقط جہل مولف واضح ہو جاتا ہے فقط **قولہ** دوسری یہ بات
کہ وہ پوچھتا ہے الخ **اقول** پہلے گذر چکا کہ خطاب گناہ بوجہ حاضر جاننے کے ہوتا ہے گناہ [illegible]

کہ مجلس میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر جان کر اشعار پڑھیں اب دیکھئے اصل سوال کا جواب تھا ارداو اپنی طرف سے ایک
شاخ لگائی کہ یہ جواب ہے یا کہ خطاب فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر حاضر ناظر جان کر کرے کفر ہے دیکھئے سوال دیگر جواب دیگر پر مفتی صاحب کی
تقریر سے یہ بات تو اشارۃً معلوم ہوئی کہ اگر کوئی آدمی حاضر ناظر نہ جانتا ہو فقط شوق محبت میں مخاطبانہ اشعار پڑھتا ہو وہ کفر نہیں
لیکن یہ بات کہ یہ خطاب حرام یا مکروہ یا مباح یا مستحب ہے کس حکم میں وہ مخاطبانہ اشعار داخل ہیں اور جائز ہیں یا نہیں یہ اصل مرکز
اس سوال کا تھا اسکا جواب مفتی صاحب کے پیٹ میں رہ گیا یہ فتوی نویسی کیا ہوئی حکم افتاء چاہیئے کہ تشریح و توضیح سے ہووے نہ یہ کہ اصل
مسائل ہی مفتی کی دلیل سے نوک زبان تک آوے تیسری یہ بات کہ سائل نے فاتحہ اموات کو بھی مع تعینات پوچھا تھا اور
اصل مولود و مدح خوانی کو بھی مع تعینات مفتی صاحب نے فاتحہ کی تعینات کو خلاف سنت فرما کر اسکو تو کہہ دیا البتہ ثواب پہنچانا اموات کو
بلا قید واسطے اور محفل مدح خوانی سے ایسا بغض کہ اسکو گناہ اور اس میں شریک ہو جانا بھی گناہ بلکہ اپنی طرف سے ایک شاخ حاشیہ
لگا دی کہ اگر کہ تک نوبت پہونچا دے اور یہ سب مست کر کے اعتقاد موکد سے نہ نکلا کہ مدح خوانی رسول صلی اللہ علیہ وسلم بغیر ان قیود کے
درست ہی جسطرح اموات کیواسطے لکھا تھا کہ بلا قید روا ہے آدمی مسلمان ہو کر اگر اپنے شفیع محشر کی نعت و مدح خوانی کو بلا قید بھی مباح
نہ جانے پھر اوسکے ایمان کا کیا ٹھکانا اور ملا مفتی ہو کر فتوی کی عبارتیں لکھیں اور اتنے حرف لکھنے میں کہ مدح خوانی فی نفسہ مباح ہے

دو سطر کے بھی ہوں میراں پڑھنے والا بھی جانتا ہے اور یہ بھی گذر چکا کہ سائل عوام جہال کے عقیدہ کو جانتا ہے کہ حضور کا یہی عقیدہ
رکھتے ہیں اصل سوال اس کا یہ ہے اور دوسری شق مقصد اصلی نہیں لہذا شق اول کی پہلی صراحت ضرور ہونی چاہیئے تھی اور دوسری
شق مجیب صاحب کے نزدیک مراد سائل کی نہ تھی لہذا جواب میں صراحت نکی مگر مولف صاحب کے عجب ہے کہ ندا میں اون کے نزدیک بھی دو احتمال
تھے تو مولف نے شرح سوال میں خطاب و ندا حاضر جانکر کرنے کے جواب میں اپنا پیٹ بھرا اور جواب کو دل سے نوک زبان پر نہ لائے یہاں
معلوم ہوا کہ مولف صاحب کی ایک شق حضور کا جواب ہضم کر گئی یہ وجہ تھی کہ مقصود سائل کا دوسری شق سمجھ گئے تھے پھر اب مولوی
صاحب پر کیا وجہ اعتراض کی ہے مولوی صاحب نے تو لفظ اگر لگا کر مفہوم سے دوسری شق کا شریک ہونا بھی دیا آپنے تو مطلقاً ہی
جائز لکھدیا اور شرک کا حصہ شکم میں رکھ لیا مگر ہاں درست ہے آپ تو حضور کو واقعی اور جائز ہی جانتے ہیں قریب ہی ذکر ہو چکا لا حول ولا
قوۃ الا باللہ کیا عجیب اعتراض ہے کہ اپنے گھر کی خبر نہیں دوسروں پر اعتراض فقط **قولہ** تیسرے یہ الخ **اقول** یہ اعتراض محض کم
فہمی مولف سے پیدا ہوا ہے سو کہ سائل کا سوال مجلس مولود ہیئت کذائیہ کا اور ایصال ثواب بہیئت کذائیہ کا ہی تھا جیسا کہ مولف
بھی مقر ہے سو جواب دونوں سوالوں کا تمام ہو گیا مگر چونکہ مجیب کو یہ اندیشہ ہوا کہ اگر کوئی کم فہم مطلب سمجھ کر ایصال ثواب کو مطلقاً منع
[illegible] جاویگا تو خیر کثیر مقصود شارع کا سد ہو جاویگا لہذا اصل ایصال ثواب کے جواز کی تصریح کر دی اور مولود کی مجلس بند ہونے میں کچھ بھی
برائی نہیں جیسا چھ سو برس تک نہ تھی تو کوئی حرج و نقصان فی الدین نہ تھا اگر اب بھی بند ہو جاوے تو کیا حرج ہے اور ایسے مزدرا بدعت
منع کرنے سے بھی موقوف نہیں ہوتی لہذا اسکو اگر ذکر کیا جاوے تو مناسب ہے بخلاف صدقہ کے اموال کی محبت خود مانع ہوتی ہے
وہاں تصریح کرنا مناسب تھا اگر کوئی حدیث و فقہ کو جانتا ہے وہ معلوم کریگا کہ شارع علیہ السلام اور فقہاء اور اونکی اتباع جس امر میں

تو بھی کرین یہ کیا دیانت اور انصاف ہے چوتھے یہ کہ سائل نے پوچھا تھا کہ محفل میلاد اور فاتحہ اموات اور سوم مین قرآن اور کلمہ طیبہ پڑھنا
جائز ہے یا نہین اسکا جواب یہ لکھا کہ یہ سب ہنود کی رسوم ہے بھلا کون بیوقوف کہدیگا کہ محفل میلاد شریف اور قرآن اور فاتحہ اور کلمہ پڑھنا
ہنود کی رسم ہے ہان بعضے کم فہم اسطرح تو کہدیا کرتے ہین کہ رسم سوم مین مشابہت ہنود کی لازم آتی ہے حالانکہ وہ بھی باطل ہے
جیسا کہ ہم لمعات اور انوار آئندہ مین تحقیق کرین گے **پانچوین** یہ بات کہ انہون نے جو یہ جملہ لکھا کہ یہ سب ہنود کی رسوم ہے اسکی
ترکیب نحوی قاعدہ یہ ہوئی کہ لفظ یہ سب مبتدا اور ہنود کی رسوم خبر اور ہے حرف رابط اب دیکھیے مبتدا مین معنی جمع کے موجود ہین یہ سب
اور لفظ رسوم تو جمع رسم کی پس مبتدا بھی جمع اور خبر بھی جمع حرف رابط یعنی لفظ ہے واحد کیون ہے قاعدہ کی رو سے یہ چاہیئے
تھا کہ یہ سب ہنود کی رسوم ہین **چھٹے** بات یہ کہ جیسا انکے مرشد برحق جناب حاجی امداد اللہ صاحب نے مسائل اختلافی مین جھگڑنے سے
منع کر دیا جیسا کہ [illegible] کے صفحہ اول مین گذرا پھر کس طرح خیال مین آوے کہ وہ شیخ کی حکم عدولی کرین اور اگر کوئی یہ کہنے لگے کہ یہ مسائل اختلافی
نہین ہین کیونکہ یہ تو بالاتفاق ممنوع ہین تو ہم اس آدمی کو نہایت درجہ کا بیباک زبان زور کہینگے اسلئے کہ فاتحہ اموات اور محفل میلاد شریف
مین [illegible] شیرینی و قیام بوقت مدح و سلام وغیرہ جسطرح کہ اب رائج ہین اسی ہیئت کیساتھ ازمنہ دہلی اور بدایون و الہ آباد اور کلکتہ اور حرمین شریفین

مین [illegible] ہوتا دیکھتے ہین اوسکو سر سے بند کرتے ہین ورنہ قید کے ساتھ منع کرتے ہین اگر مولف صاحب کو کچھ مضمون لقمہ ہوتا تو شاید
بات کو سمجھتے مگر جس کے لیئے فہم کی رغبت و حصہ ہے ہو محض نقل الفاظ سے ہی کام ہو وہ معذور ہے **قولہ** چوتھے یہ الخ **اقول** یہ
کمال فہم کی دلیل ہے کیونکہ جواب محفل مولود کا تمام ہو چکا پھر دوسرے سوال کا جواب شروع کیا بقولہ اور فاتحہ بھی خلاف سنت
ہے اور سوم بھی سو اس فاتحہ اور سوم کی نسبت لکھا ہے کہ رسم ہنود ہے کیونکہ تیسرے دن کا اجتماع اور کھانا سامنے رکھکر اشلوک
پڑھنے اونکا ہی دستور ہے پس کون بیوقوف کہدیگا کہ یہ جواب محفل مولود کا ہے اور کون احمق سمجھیگا کہ مولوی صاحب نے قرآن پڑھنے کو
رسم ہنود لکھا ہے بلکہ اس اجتماع روز سوم اور کھانا آگے رکھکر پڑھنے اور ایسی ہیئت کو لکھا ہے باقی مشابہت کا جواب ہم بھی آپکی تحریر
وقت دیکھینگے اور آپکی کم فہمی ظاہر کر دینگے فقط **قولہ** پانچوین الخ **اقول** یہ مولف صاحب کے کمال علم رکاکت لفظی کا اظہار ہے
طالع نظر سکے کہ یہ ترکیب درست ہے ایسے فضول مواخذہ کا جواب بھی فضول ہے یہ محض غصہ و کینہ ہے کیونکہ اس طبع مین چند غلطی کا تسامح
ہوجو مین اس سے زیادہ کہ ناظر پر کچھ مخفی نہین پھر اوسکو تحریر فرمانا کمال ہی کینہ کی وجہ سے جواب اسکا پہلے بھی حسن علی کے اعتراض
مین ہو چکا پھر بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ اب مولف صاحب تمام مصنفین ہدایہ شرح وقایہ کنز اور مشکوۃ بخاری وغیرہ کتب حدیث اور خود
قرآن شریف پر بھی اعتراض غلطی عبارت اور رکاکت لفظی کا فرماوین تو مناسب ہے اس مین فقط بلاغت مولف صاحب کا بیان ہو جاویگا
قولہ چھٹے الخ **اقول** یہ محض افترا ہے اون کے حضرت مرشد سلمہ نے ہرگز اونکو اس امر سے منع نہین کیا اس کا جواب شکایت
مولوی محمد یعقوب صاحب مرحوم مین گذرا اگر ہان مولف بھی مرید اون کے مرشد کا ہے اور اوسکو اونکی مخالفت سے اون کے مرشد نے منع
فرمایا تھا چونکہ وہ سراسر خلاف امر اپنے مرشد کے کرتا ہے دوسرون کو بھی اپنے اوپر قیاس کرتا ہے ایک تو یہ کمال دوسرے مولف ایسے
مرشد کو اس رسالہ مین لکھتا ہے کہ ہم بھی اون سے ملے ہین چنانچہ شکایت اولی مولوی محمد یعقوب صاحب مرحوم مین لکھا ہے اور یہ لفظ ناسعادتمندی

وغیرہ کے عالموں کے فتاوی موجود ہیں بالاتفاق ممنوع ہونیکے کیا معنی ۞ ساتوین بات یہ کہ مولوی رشید احمد صاحب کے استاد شاہ عبد الغنی
صاحب دہلوی بریع الاول میں مولد شریف کرنیکی بابت رسالہ شفاء السائل میں لکھتے ہیں حق آنست کہ نفس ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم وسرور و فاتحہ نمودن یعنی ایصال ثواب بروح پر فتوح سید الثقلین از کمال سعادت انسان است چنانچہ شیخ ابن حجر مکی و شیخ عبد الحق
دہلوی وغیرہ بالتصریح نمودہ اند آرے چیزہا دیگر اگر مقترن شوند کہ خلاف شرع ہستند پس البتہ ممنوع خواہد بود مثل مزامیر و سرود خوانی الی آخرہ اب
دیکھنا چاہیئے کہ اون کے استاد رشید احمد سرود خوانی کو تو منع فرماتے ہیں لیکن شیخ عبد الحق اور ابن حجر کے تابع و موافق ہوکر محفل مولد شریف اور
تقسیم شیرینی وغیرہ بقصد ایصال ثواب بروح مبارک اور اظہار سرور کا موجب سعادت انسان لکھتے ہیں اب خیال فرمایئے کہ یہ کیسی سعادتمندی ہوگی
کہ استاد تو اوسکو موجب سعادت اعتقاد فرماویں اور شاگرد رشید اوسکو گناہ قرار دیں اور خواہی نخواہی اپنی بنا نہیں بلکہ کشان کشان کفر
تک بھی نوبت پہونچا دیں ۞ آٹھوین بات یہ کہ جب سائل نے استفتاء میں یہ سوال درج کیا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشعار میں مخاطب

کا ہے کتب فقہ میں ہے کہ جس نے اپنے باپ کو قربہ کہا وہ عاق ہے پس استاد پیر کی نسبت ایسی کلام کس درجہ میں شمار ہوویگی ہر عاقل جانتا ہے
اور مؤلف نے جو کچھ اپنے استادوں کی شان میں اس رسالہ میں لکھا ہے وہ سب لوگ ملاحظہ فرمالیویں **قولہ** ساتوین الخ **اقول** اوستاد کی تقلید
کا حکم مولوی رشید احمد مدظلہ کو تو اس زور شور سے دیا جاتا ہے گویا فرض ہے اور مؤلف خود اپنے استادوں کا اسقدر معتقد کہ اتباع کو باعث شرک
اور عقیدہ پر کرتا ہے مگر خیر مؤلف کا تو مثل روافض کے قدیم روش ہے کہ کرنا کچھ اور کہنا کچھ مؤلف کو مبارک رہے مگر عرض کیا کہ شاہ عبد الغنی صاحب
کی رائے مؤلف کے موافق تھی اور مجیب نے مخالفت اس مسئلہ میں اپنے استاد کی کی مگر مخالفت علماء کی اپنے استاد سے کسی جزی مسئلہ میں کوئی
امر جدید نہیں جو مؤلف کو محل نقض ہوا امام ابو یوسف اور امام محمد امام ابو حنیفہ کی بہت جزئیات میں خلاف کرتے ہیں اور آج تک یہ امر جاری ہے
پھر یہاں اسقدر غیظ مؤلف کا محض سینہ کا کینہ ظاہر کرنا ہے ورنہ اون معتقد ایمان پر بھی اعتراض کرنا لازم ہوا لاجواب ان تاویل کرتے ہو یہاں بھی
کرنا تھا بعد اسکے سنو کہ اس وقت کی مجالس مولود میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہوتا تھا اور نفس ذکر ولادت کو مجیب اور کوئی عالم منع نہیں کرتا اوس وقت
کی محافل میں اگر کوئی امر مباح اتفاقی تھا اوس پر تاکد کا گمان نہ تھا اب جو قلوب عوام میں تاکد درجہ ہو گیا تو مکروہ ہو گیا کہ کوئی امر ہوتا ہے اور
علماء کو اوس وقت اباحت موجودہ کا خیال ہوتا ہے اور مآل کاری مفسدہ پر دھیان نہیں ہوتا تو اوس وقت جواز کا فتوی دیتے ہیں اور بعد آخرین
اسمیں کراہت پیدا ہو جاتی ہے تو اوس وقت ممنوع ہو جاتا ہے پس تعامل اون لوگوں کا موجب جواز نہیں ہوتا البتہ قرون ثلثہ کا تعامل حجت ہوتا
ہے معہذا خود امر مخصوص مباح بھی بعض اوقات بسبب اس تاکد کے مکروہ ہو جاتا ہے جیسا صلوۃ ضحی کہ تداعی و اہتمام سے مساجد میں اداکرنے
سے صلوۃ ضحی مستحب کو حضرت ابن عمر نے بدعت فرمادیا تو پس شیخ عبد الحق اور ابن حجر کی تحریر سے اس حالت موجودہ میں یہ عمل مروجہ ہرگز
جائز نہیں ہو سکتی گو اوس وقت میں مباح تھی اور شاہ صاحب کا بھی یہی منشاء مراد ہے اگر مؤلف کو فہم ہوتا تو سمجھتا پس مخالفت شاہ
صاحب کی ہرگز نہیں ہوئی اگرچہ مؤلف فہم سے ہماری مخالفت جانتا ہے **قولہ** آٹھوین الخ **اقول** پہلے بھی گذرا اب پھر کچھ لکھا جاتا ہے
کہ یہ عقیدہ علم غیب کی خواہ کوئی ایسے اشعار پڑھے شرک ہے اور شوق و محبت میں جائز اور سب مسلمانوں صلحاء و علماء پر گمان صالح ہے
کہ خلوت میں یا مجمع خواص میں ایسے اشعار اگر ہوں تو اندیشہ نہیں اور جب مجمع فجار و مبتدعین بد عقیدہ میں شبہہ جا دیں گے

حاضر ہون تو مولوی رشید احمد صاحب یہین فکر کرتے کہ ایسے اشعار جسمین یا رسول اللہ یا نبی اللہ خطاب حاضرانہ موجود ہو ہمارے بزرگو نے تصنیف کئے ہین یا نہین پھر اپنے مرشد کا قصیدہ اور مولوی محمد قاسم صاحب کا قصیدہ یاد کرکے بیشک لکھدیتے کہ ایسے اشعار جائز ہین اسوقت نہ ناجائز ہوا مولوی صاحب کے مرشد برحق جناب حاجی امداد اللہ صاحب کا قصیدہ پڑھکر سناوین قصیدہ ؎

چہرہ سے پردہ کو اوٹھا دو یا رسول اللہ	مجھے دیدار تم اپنا دکھا دو یا رسول اللہ	کرو روشن منور سے مری آنکھونکو نورانی
مجھے فرقت کی ظلمت سے بچا لو یا رسول اللہ	اگرچہ نیک ہون یا بد تمہارا ہو چکا ہون مین	بس اب چاہو ہنسا دو یا رلا دو یا رسول اللہ
پھنسا ہون بطرح گرداب غم مین ناخدا ہو کر	مری کشتی کنارے پر لگا دو یا رسول اللہ	اگرچہ ہون نہ قابل حضوری کے پر امید ہے تم سے
مجھے ہمکو مدینہ مین بلا لو یا رسول اللہ	جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپکے ہاتھ	بس اب چاہو ڈبا دو یا ترا دو یا رسول اللہ
چنانچہ اس مرشد و امام عشق نے امداد مانگی	بس اب قید دو عالم سے چھڑا دو یا رسول اللہ	چنانچہ اسی وقت حاجی صاحب نے حج کرکے ہندوستان

مین تشریف لانے سے قصد اشتیاق مین فرمایا تہا چنانچہ یہ مضمون بکمال صراحت ہے ؏ کہ پھر ہمکو مدینہ مین بلا لو یا رسول اللہ ✦ غرضکہ یہ ندائی یا رسول اللہ اور پھر مدد مانگنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس قصیدہ مین ہے بلکہ ہندوستان سے خطاب استمداد کیا ہے اور قبول بھی ہوا چنانچہ پھر حاجی صاحب بلوائے گئے اور زیارت مدینہ سے مشرف ہوئے اور الغرض جناب حاجی امداد اللہ صاحب کی محتاج بیان نہین مختصر بات یہ ہے کہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی جو ضلع سہارنپور مین مشہور و معروف ہین جناب حاجی صاحب ممدوح کی تعریف لکھتے ہین **اشعار** بحق مقتدای عشق بازان ✦ رئیس و پیشوای جانگدازان ✦ امام راستبازان شیخ عالم ✦ ولی خاص صدیق معظم ✦ شہ والا گہر امداد اللہ ✦ کہ ہر عالم است امداد اللہ ✦ یہ اشعار مولوی محمد قاسم صاحب نے شجرہ منظومہ صابریہ مین لکھے ہین جو قصائد قاسمی کے آخر اور انتطبع مین الاخبار مراد آباد مین مطبوع ہوئے ہین بھلا یہ بات کیونکر ممکن ہو اور کس طرح خیال مین آوے کہ مولوی رشید احمد صاحب ایسے اشعار کا پڑھنا کفر قرار دین اور خود اون کے مرشد شیخ عالم صدیق معظم عین حالت غیبوبت مین خطاب حاضر یا رسول اللہ اور ندای یا رسول اللہ شوق مین پکار کر پڑھین اور مدد چاہین اور نیز اون کے پیر بھائی مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی خطاب حاضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرین اور مدد مانگین چنانچہ شعر اون کا قصائد قاسمی مطبوعہ مراد آباد کے صفحہ ۲ مین یہ ہے ؎ ترے بھروسہ پہ رکہتا ہے غرہ طاعت ✦ گناہ قاسم برگشتہ بخت بد اطوار ✦ اور صفحہ ۹ مین ہے ؎ اگر جواب یا بیکسون کو تونے بھی ✦ تو کوئی اتنا نہین جو کرے کچھ استفسار ✦ کروڑون جرم کے آگے یہ نام کا اسلام ✦ کریگا یا نبی اللہ کیا مرے یہ پکار ✦ بہت دلون سے تمنا ہے کیجیے عرض حال ✦ اگر ہو اپنا کسی طرح تیرے در تک بار ✦ مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا ✦ نہین ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار ✦ اب دیکھیے حاجی صاحب اور مولوی محمد قاسم صاحب یہ سب یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہہ رہے ہین ان ناجیون کو تو خطاب حاضر کرنا جائز ہوا اور

سخت ضرور ہوگا لہذا اپنی وجہ منع اور مکروہ ہوا ہے اور یہی جواب سے معلوم ہوتا ہے۔ سوا سکی نظیر لانا اور استدلال مین ذکر کرنا محض کم فہمی ہے اور مولف صاحب پر پہلے ہرگز گمان عام حضور کا کسیکو نہ تہا فقط بوجہ خرابی کے منع کیا جاتا تہا مگر اب تو مولف خود کھل کھیلا اور اپنے عقیدہ کا اقرار کر دیا اب کیون گردن پھیرتا ہے شیطان کے علم کی دلیل سے مولف نے یہ عقیدہ پیدا کیا ہے اور مولوی محمد قاسم صاحب

دوسرے اگر اس طرح کہین تو وہ کافر ہوجاوین یہ کیسی بے انصافی ہے یا یہ کہ ان دونون صاحبون کو یہ خیال کرنا کہ یہ تو حاضر ناظر نہین جانتے اور دوسرون کو یہ گمان کرنا کہ وہ خدا تعالی کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر جانتے ہین اور یہ دونون صاحب تو غلبۂ شوق مین خطاب کرتے ہین دوسرے آدمی یون ہی بیہودہ بکتے ہین یہ کیسی ہٹ دہرمی ہے ۹ نوین یہ ہے کہ بہت مشایخ عظام ایسے گذرے کہ اون کو حضوری رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوتی تھی بعضون کو ہر دم ہر گھڑی جیسا کہ ہم لمعۂ رابعہ مین حالل ابو العباس مرسی وغیرہ کا لکھ چکے ہین اور زیادہ فصل چہارم مین بھی بیان کرین گے اور بعضون کو ہر دم نہین ہوتی گاہ گاہ حضوری ہوتی ہے پس ایسے لوگ یعنی جنکو حضوری میسر ہے وہ تو بیشک حاضر ناظر جانکر خطاب کرین گے حاضر کے معنی موجود جب حضوری ہوتی تو موجود ہوئے اور جب موجود ہوئے تو ناظر بھی ہوئے ناظر کے معنی دیکھنے والا بھلا مفتی صاحب نے جو علی العموم بالتخصیص و استفسار ان خواص کے لکھدیا کہ خطاب فخر عالم علیہ السلام کو جو حاضر ناظر جانکر کرے کفر ہے یہ کیسا ستم کیا ہے الامان الامان ۔ دسوین بات یہ کہ اس فتوی کے جواب مین مولوی رشید احمد صاحب محفل مولد شریف مین شامل ہونا گناہ فرماتے ہین حالانکہ وہ بذات خود شریک محفل میلاد ہوئے اور نیز اور بھی مشایخ طریقت تفصیل اوسکی یہ ہے کہ جب ڈپٹی عبد الحق رامپوری مولوی رشید احمد صاحب کو اپنے ساتھ مکہ معظمہ لے گئے وہان پیر داد صاحب مع اپنے برادر طریقت حکیم ضیاء الدین صاحب محفل مولد شریف مین شریک ہوئے اور پیر مرشد اون کے جناب حاجی امداد اللہ صاحب ایام غدر سے مکہ معظمہ مین مقیم ہین وہ تو بارہا محافل میلاد شریف مین شریک ہوئے اور اب بھی ہوتے ہین لیکن اب کم اس لئے کہ شدت ضعف پیری سے زیادہ بیٹھنا زیادہ کھڑا ہونا موجب تکلیف ہے اس سبب سے اگر خود نہین حاضر ہوتے تو اور مرید طالب لوگون کو اور اپنی عوض خاص اپنے برادر زادہ حافظ احمد حسین صاحب کو ارشاد فرما دیتے ہین تم جاؤ اور پیر سید احمد صاحب پیر مولوی اسمعیل صاحب کے اور پیرزادے مولوی رشید احمد صاحب کے جب مکہ معظمہ جاتے تھے جہاز کا ناخدا سید عبد الرحمن حضرموتی تہا اور معلم اونکا داؤد تہا جب جہاز اون کا قلعۂ العفاریت یعنی انکا سے کہ ایک مقام ہے تہا انکا محفل مولد شریف ہوئی اور بعد اختتام شیرینی تقسیم ہوئی کتاب مخزن احمدی جو مناقب سید احمد صاحب مین تصنیف ہو کر مطبع مفید عام آگرہ مین مطبوع ہوئی یہ کیفیت صفحہ ۵ مین مرقوم ہے سید احمد صاحب کے پیر مرشد شاہ عبد العزیز صاحب

مرحوم اور حاجی امداد اللہ سلمہ کے اشعار کے ذکر سے مولف کو کچھ امداد نہین ملتی لا حاصل ذکر اونکا کرتا ہے اور وجہ اوسکی پہلے لکھی گئی مگر مولف کی کج فہمی پر ہزار افسوس **قولہ** نوین الخ **اقول** ہر عاقل جانتا ہے کہ کلام غائب کو حاضر جاننے مین ہے نہ حاضر سے خطاب حاضر کا کرنے مین سو یہ کلام مولف کا محض سقط ہے قرینہ سیاق سباق کا اور دلالت الحال کلام مین ضروری ہوتی ہے اگر مولف اصول شاشی بھی پڑھا ہوا ہوتا تو ایسی بات موہنھ سے نہ نکالتا **قولہ** دسوین الخ **اقول** یہ کہانی محض غلط ہے اور افترا ایسے قصص قابل احتجاج نہین ہوتے اور جناب حاجی صاحب کا جانا بھی غلط ہے اگر وہ تشریف لیگئے ہون تو وہ ایسی محفل ہوگی کہ شرعًا مباح ہو خالی از منکرات علی ہذا سید صاحب مرحوم کا قصہ ہی ایسا ہی قصہ شاہ عبد العزیز صاحب کا شاہ صاحب تحفہ مین درباب اوہام شیعہ فرماتے ہین کہ یوم موت یا یوم ولادت کو حزن و سرور کا دن ٹھیرانا اوہام شیعہ سے ہے مولف ملاحظہ فرماوین اور شاہ ولی اللہ صاحب قول جمیل مین لکھتے ہین کہ کربلا اور وفات وغیرہ کے موسم مین بیان کرنا بھی آفات واعظین سے ہے پھر شاہ عبد العزیز کیطرف یہ قصہ نسبت کرنا کسقدر بہتان ہے حکایات کا حال

دہلوی کا حال سُنیئے کہ کتاب ہادی المضلین اور نور العینین وغیرہ سے لکہا جاتا ہی علی محمد خان صاحب رئیس مراد آباد نے ادن سے محرم مین بیان شہادت کرنیکا حال پوچہا تہا اوسکا جواب بطور خلاصہ لکہتا ہون شاہ صاحب نے جواب دیا کہ اس فقیر کے مکان پر سال بہر مین دو مجلسین ہوتی ہین محرم کے دسوین رات یا ایکدو دن پہلے قریب ہزار آدمی کم وبیش آتے ہین فضائل حسنین بیان کرتا ہون بعد ختم کے پنج آیتہ پڑہ کے جو کچہہ پاس موجود ہوتا ہے اوسپر فاتحہ کرکے تقسیم کردیا جاتا ہے اور بارہوین تاریخ ربیع الاول کے اوسیقدر آدمی ہوتے ہین حال ولادت شریف و رضاع و حلیہ وغیرہ بیان کرکے جو کچہہ کہانا یا شیرینی ہوتی ہے اوسپر فاتحہ پڑہ تقسیم کردیجاتی ہی انتہی کلامہ شاہ عبد العزیز صاحب کے استاد اور مرشد اور والد حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کا حال سُنیئے وہ فرماتے ہین کہ مکہ معظمہ مین موافق تاریخ روز ولادت یعنی بارہوین ربیع الاول کو مولد شریف تہا حضرت کے آثار اور عجائب معاملات کا جو وقت ولادت شریف ظاہر ہوئی تہی بیان ہو رہا تہا مین بہی شریک ہوا اوس مین جو دیکہا تو انوار رحمت تہی اور انوار ملائکہ تہی یعنی وہ ملائکہ جو ایسے مجالس کے واسطے اللہ تعالی نے مقرر فرما رکہے ہین اب شاہ ولی اللہ کے پیران پیر جو چہٹے طبقہ مین شیخ المشایخ اوسکے ہین یعنی مولانا جلال الدین سیوطی جو مجدد نوین صدی کے تہے وہ خود فرماتے ہین یستحب لنا اظہار الشکر لمولدہ علیہ السلام بالاجتماع والاطعام وغیرہ ذلک یہ عبارت سیرت شامی و روح البیان وغیرہ مین مرقوم ہے اب جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پیر کے پیر شیخ ابن جزری مولف حصن حصین کا حال سنیئے وہ بہی محافل مولد شریف مین شریک ہوتے تہے اور مواہب لدنیہ وغیرہ مین ان کا کلام درباب ترغیب محفل مولد شریف منقول ہی اونکا خود یہ بیان کہ وہ بادشاہ مصر کی محفل مولد شریف مین شریک ہوئی اور خوش ہوئی حالانکہ اوسمین روشنی اور خوش الحان پڑہنے والے اور زیب زینت وغیرہ قیود جو مفتیان فتوی نگاری کے نزدیک ناجائز ہین وہ سب موجود تہین نور اول کے لمعہ ثانیہ مین ہم حال اون کا ملا علی قاری سے نقل کرچکے ہین بہلا یہ بات کسطرح جائز ہو کہ مولوی رشید احمد صاحب کے مشائخ طریقت جن محفلون مین شریک ہون اونکو یہ خود گناہ اور کفر اور بدعت فرماوین استغفر اللہ ہم تو ایسا گمان ونپر نہین کیجاتے ظنوا المومنین خیرا اور جو کوئی خواہی نخواہی اس عبارت کو اون کے ذمہ لگادے اور نشانہ ان اعتراضات کا بنادے اوسکو اختیار ہے انا برئ مما تعلمون لمعہ سادسہ نقل عبارت مولوی امیر باز خان واعظ جامع مسجد سہارنپور بعد الحمد والصلوۃ کے ہویدا ہو

ایسا ہی ہوتا ہے کہ بے اصل اخبار شہرت پاجاتی ہین اکثر وقائع شاہ عبد العزیز صاحب اور دیگر بزرگان کے ایسی ہی ہین ایسی حکایات واہیہ قابل احتجاج اہل علم کی نہین ہوتی اور شاہ ولی اللہ صاحب کا روز وفات کے مولد النبی مین دیانا جو لکہا ہے زمان مولد سے مکان ولادت مراد ہی چنانچہ وسیل الحرمین کی عبارت خود شاہد ہے مجلس مولود مگر سلیقہ علمی سے لغت مین مفقود اور فہم مراد معدوم ہوچکا ہے لکہدیا در عملی ہذا جلال الدین نے جو اظہار شکر قرأت قرآن و ذکر ولادت و اطعام طعام کو جائز فرمایا اوس وقت مین کوئی محدد و اس مین غلط نہوا تہا نہ تشبہہ کا خدشہ تہ تقیید اطلاق کا اندیشہ نہ جب مباح کا تردد تہا لہذا جائز فرمایا ایسے مباحات بکراہت متبدل ہوئی اور نوبت بہ بدعت پہونچی کیونکہ بر بدعت ہوگئی حکم مباحات کا یہ تبدل زمان متبدل ہوجاتا ہے علی ہذا جو ابن جوزی سے منقول ہے اوسپر حسن ظن ہی کیا جاتا ہی کہ کوئی امر غیر مشروع اوسمین نہ تہا اگر مولف نہ مانے اور اسراف کو درجہ کی روشنی وغیرہ کا اقرار کرتا ہی تو ابن جوزی کے فعل سے نوع منصوص جائز نہین ہوسکتا اور نصوص کے مقابلہ مین کسی کا قول قابل اعتبار و التفات کے نہین ہوتا پس شمار اسماء علماء کا کرنا محض بیجا ہے قولہ لمعہ سادسہ نقل عبارت مولوی امیر باز خان الی قولہ اقول

کہ التزام مجلس میلاد بلا قیام و روشنی و تقاسیم شیرینی و قیودات لا یعنی کی ضلالت سے خالی نہیں و علی ہذا القیاس سوم و فاتحہ پر طعام

کر دن ثلاثہ میں نہیں پائی گئی چنانچہ ملا علی قاری فرماتے ہیں قال الطیبی فیہ من اصر علی امر مندوب وجعل عزما ولم یعمل بالرخصۃ فقد اصاب منہ

الشیطان من الاضلال فکیف من اصر علی بدعۃ او منکر ہذا محل تذکر الذین یصرون علی الاجتماع فی الیوم الثالث للمیت ویرونہ ارجح من تعصو

للجماعۃ ونحوہ پس ایسے مقامات میں اقتدا کیا عوام مومنین کو بھی شامل ہونا جائز نہیں ہے ان امور کے بدعت ہونے میں کوئی شک نہیں تحریر ہذا

قولہ بعد الحمد و الصلوۃ کے **اقول** سبحان اللہ دیکھنا آپکی فصاحت کلام جب بعد الحمد و الصلوۃ میں دونوں الفاظ ترکیب عربی سے معرف

باللام کئے گئے اضافت عربی پیدا ہو چکے اب لفظ کا لانا جو ہندی میں اضافت کے لئے آتا ہے کیا ضرور تھا ایک کلمہ مرکب میں دونوں

اضافتین عربی ہندی کا جمع کر دینا آپ ہی کا کمال ہے یہ تو آغاز و ابتدا ہے ع آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا + لیکن آپ ایک اس کا

جواب معقول رکھتے ہیں کیونکہ آپ جامع مسجد کے واعظ ہیں فرما دیجئے کہ مسجد کے ملا کو حسن ترکیب الفاظ سے کیا علاقہ **قولہ** التزام مجلس میلاد بلا

قیام و روشنی و تقاسیم شیرینی و قیودات لا یعنی کی ضلالت سے خالی نہیں **اقول** ارباب تعین کا اس عبارت سے مقصد حاصل ہوا

اسلئے کہ جب بدون ان قیود کے ضلالت سے خالی نہوا تو مع ان سب قیود کے ضلالت سے خالی ہوگا پس چاہیئے کہ التزام اس مجلس کا مع القیود

کیا کریں تاکہ ضلالت سے خالی ہو دے لیکن ہم جانتے ہیں کہ آپکا مطلب یہ نہیں کیا کیجئے عبارت کا بنانا سہ ہوا مشکل ہے کہ اردو بات

نے لیے بہی متانت اور مادہ علمی چاہئے اگر آپ کو اپنے مطالب کے موافق عبارت بنانیکی طاقت ہوتی تو لفظ بھی بعد لفظ قیود لا یعنی کی اضافہ

کرتے یعنی التزام اس مجلس کا بلا قیود بھی ضلالت سے خالی نہیں خطا لفظی اگرچہ گناہ منہی نہیں ہے لیکن اسلئے نصیحت کیگئی کہ جب ہندوستانی ہو کر اپنی

زبان میں بھی صحیح تکلم کی قدرت نہوئی تو مبادا عام آدمیوں کو اعتقاد علمیت کا بھی اوٹھ جاوے یا کوئی مسخر کرے تو یہ شان علماء کے خلاف ہے کیس

یہ خطا لفظی پر آگاہ کر دینا مبنی نیت پر تھا اب ہم خطا معنی پر مواخذہ کرتے ہیں آپ کا جو یہ مدعا ہے کہ یہ مجلس بلا قیود بھی ضلالت سے خالی نہیں

اپنی برادری کا اجماع بھی آپنے توڑ دیا آپکے سب ہم مشرب تصریح کرتے ہیں کہ حضرت کا تذکرہ بلا قیود عبادت میں داخل ہے آپنے یہ قیاس کیا ہوگا چونکہ یہ

تمام امیر بازے ہے تو مجکو لازم بلند پروازی ہے وہ بات کہوں کہ کسی نے نکہی ہو سو حضرت امور دنیا میں بلند پروازی اگر کرتے ہو کر دین میں فتنہ پردازی

سبحان اللہ دیکھنا آپکی فصاحت کلام الخ **اقول** مولف کا غایت علم مواخذات الفاظ ہے۔ اور محصلین کے نزدیک یہ امر فضول ہے بھلا اگر

متکلم اضافت کو اپنے کلام میں اعتبار نکرے تو کسی کو یہ جبر کرنا کہ یہاں اضافت ہے کسقدر لغو حرکت ہے مولف کو اپنی خطاہائے معنوی کی بھی

سبر نہیں اور دوسر حرف و لفظ کی دار و گیر ہے **قولہ** اقول۔ ارباب تعین اس عبارت الخ **اقول** مولف دلالۃ النص و مفہوم موافق بالتعین

کو تو ہرگز جانتا ہی نہیں کہ کیا چیز ہوتا ہے ورنہ یہ اعتراض نکرتا کاش شاشی ہی پڑھ لیتا پہلے بھی اشارہ اسکا کیا ہے اب پھر لکھتا ہوں کہ جب

کہنا ہو کہ ہرگاہ کہ بدون قیام و روشنی و شیرینی یہ محفل جائز نہیں تو دلالۃ واضح ہوگیا کہ ان قیود کے ساتھ بطریق اولی درست نہوگی پس لفظ بھی کی

کچھ ضرورت نہیں مگر مولف علم سے بہرہ نہیں رکھتا تفضیح اور تخطیہ ملحوظ ہے اپنا فخر ظاہر کرنا اور نصیحت کا کاذب بہانہ اگر نصح منظور ہوتی تو بذریعہ

خط دوستانہ نفیہ مطلع کرتا غرض مولف کی سب باتین خلاف ہی خلاف ہین **قولہ** اپنی برادری کا اجماع بھی الخ **اقول** مجیب کے برادران ذکر

ولادت کو مندوب کہتے ہیں بشرطیکہ تداعی و اہتمام سے بھی خالی ہو ورنہ کراہت کے مقر ہین مولف کے فہم پر افسوس ہے کہ سب کے کلام کو ناتمام ہی سمجھتا ہے

لکھتے ہین غائتہ تہرامرنا یا ظہار السرور فیہ کل عام یعنی یہ ربیع الاول ایسا مہینہ ہے کہ ہم حکم کئے گئے ہین اسبات کا کہ خوشی اور اکرام ظاہر کیا کرین اسمین ہر برس یعنی مولد شریف سال بسال کیا کرین اس سے بھی التزام دوامی ثابت ہے **قولہ** قال الطیبی الی قولہ ومنکرا **اقول** یہ قول طیبی کا بھی مولد شریف اور سیوم اور فاتحہ وغیرہ کی بابت ہرگز نہیں بلکہ مشکوٰۃ شریف مین عبد اللہ بن مسعود صحابی کا یہ قول ہے کہ اونہون نے فرمایا کہ نہ کوئی تم مین سے اپنی نماز مین حصہ شیطان کا کہ اعتقاد کرے نماز مین یہ بھی واجب ہے کہ بعد سلام پھیر بیٹھنے کے نہ پھرے وہ مگر دہنے ہاتھ کی طرف سے اسواسطے کہ مین نے دیکھا ہے بہت دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ سلام پھیر کر پھر جاتے تھے اپنی بائین طرف سے پس اس قول صحابی کی شرح مین طیبی نے ایسا حکم اپنی عقل سے نکالا کہ جسکو امیر باز خان صاحب نقل فرماتے ہین فیہ من اصر علی مندوب الی آخرہ اس کلام طیبی کے معنے یہ ہین کہ اس صحابی کے قول مین دلیل ہے اسپر کہ جو کوئی اڑ کر بیٹھ رہا ایک امر مستحب پر اور جان لیا اوسکو واجب لازم اور نہ عمل کیا رخصت پر پس تحقیق پہونچا اوس کام مین شیطان پھر کیا حال ہے اوسکا کہ اصرار کرے بدعت اور خلاف شرع کام پر انتہی کلام طیبی اب اہل اسلام کو فکر کرنا چاہئے کہ کہان کا ذکر کہان کی بات کیا دعوی کیا دلیل اب ہم سے تحقیق اسکی سنو نماز کے بعد دہنی طرف پھر جانے سے جو عبد اللہ

لغت کی کتاب مین مولف نے دیکھا ہوگا ورنہ ایسے معنی الیعنی کوئی عاقل نہین کہہ سکتا اظہار حبور کے معنے سرور کا ظاہر کرنا ہے جس کا شارع نے امر فرمایا نہ امور غیر مشروعہ کا کرنا اس عبارت سے کل کو راگ ناچ بھی مولف نکال سکتا ہے کیونکہ وہ بھی عرف فساق مین وقت سرور کے ہوا کرتا ہے معاذ اللہ اب اگر کوئی مولف سے پوچھے کہ صاحب مجمع البحار کا یہ قول امرنا بالحبور کس نص سے ثابت ہے اور کونسی نص سے امر حبور کا ہوا ہے تو مولف کو اسکا اثبات بھی مشکل پڑجاویگا پھر وہی کم فہمی مولف کی سنو کہ لفظ کل عام سے دوام ثابت ہوا نہ التزام اصرار تو خوشی ہوگا مولف کا کہنا اس سے بھی التزام دائمی ثابت ہے محض کم فہمی ہے **قولہ** قال الطیبی الی قولہ ومنکرا **اقول** یہ قول طیبی کا بھی مولود شریف الخ **اقول** یہ کمال نادانی مولف کی ہے اسیواسطے کہ قرآن وحدیث وقول صحابی سے اگرچہ جزئیہ ہی ہو فقہا کلیہ نکال لیتے ہین اور پھر اوس کلیہ سے مسایل جزئیہ جملہ ابواب فقہ کے ثابت کرتے ہین اس کا ہی نام تفقہ ہے سب ادنی اعلی اہل علم اوسکو جانتے ہین تمام بخاری وغیرہ کتب کے ابواب اسکے شاہد ہین ایسا ہی طیبی نے اس قول حضرت عبد اللہ بن مسعود سے کلیہ پیدا کیا اور پھر وہ کلیہ سب ابواب مین معہ ... کم ... عبادات ومعاملات مین اور خلاصہ کلیہ کا یہ ہے کہ ہر حکم شارع کا اپنے محل ومورد پر قصر کرے اوسکے ورجہ سے تعدی نکرے اگر کریگا تو تغیر حکم شرع کا ہوگا اور تغیر حکم شرع کو ہی بدعت کہتے ہین پس مولف کا فہم نافہمی کہ یہ کلیہ صلوٰۃ کا ہے کہان مولود اور کہان صلوٰۃ سبحان اللہ ... بے فہم یہ تحریر کتاب ہے یہ نہین جانتا کہ تعدی حد اللہ اور تغیر حکم شرع اس سے ثابت ہوا اور تعدی وتبدیل حکم سب جگہہ بدعت ہے اور طرفہ یہ ہے کہ خود ہی اس تعدی کو اور تغیر کو ثابت بھی کرتا ہے کہ بدعت ہے مولف کی نہایت عجب العجاب عقل ہے **قولہ** اب ہم سے تحقیق اسکی سنو الخ

اقول مولف اس تحریر مین صاف اقرار کرتا ہے کہ دہنی طرف پھرنا سنت ہے اگر اسکو کوئی واجب اعتقاد کریگا تو حکم شرع کو بدلیگا یہ پہلی بات مولف کی ہے اور دوسری یہ کہ بائین طرف پھرنا بھی سنت ہے تو دہنی کو تعیین کرنے مین کراہت جب کی لازم ہوویگی تو سنت کراہت سے بدل ہوئی یہ تبدیل حکم شرع کی ہوئی بہرحال تبدیل حکم شرع کی بدعت ہوگئی تو طیبی نے یہ قاعدہ نکال لیا کہ کسی حکم شرع کو تبدیل نکرنا چاہئے خواہ وہ حکم کسی باب فقہ مین ہو عبادات عادات اخلاق ومعاملات کوئی ہو اب نہایت تعجب ہے کہ مولف خود یہ کہہ رہا ہے اور ہم کہتا ہے کہ طیبی نے یہ تو نہین کہا

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منع کیا اوس مین دو باتین خلاف شرع تھین ایک تو یہ کہ داہنی طرف سے پھرنا سنت ہے پھر اگر اوسکو کوئی واجب
اعتقاد کریگا تو ظاہر ہے کہ وہ بدل دیگا حکم شرع کو دیکھو تمہارے عالم مسلم الثبوت مولوی قطب الدین خان صاحب اس حدیث کی تحقیق مین لکھتے ہین سنت
کے اعتقاد واجب ہونیکا مکروہ ہے انتہے کلامہ دوسرے یہ کہ جب عبد اللہ ابن مسعود نے فرمایا کہ مین نے بہت دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بائین طرف
پھرتے دیکھا ہے اس سے معلوم ہوا کہ بائین طرف سے پھر جانا بھی سنت ہے حالانکہ جو شخص داہنی طرف سے پھر جانا واجب اعتقاد کریگا اوس کے نزدیک
بائین طرف کو پھرنا موافق قانون شرع کے مکروہ تحریمہ ٹھیریگا کیونکہ واجب کا ترک عمداً مکروہ تحریمہ ہوتا ہے پس اوس کے اعتقاد کے موافق رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کا فعل یعنی بائین طرف سے پھرنا جو کہ سنت تھا وہ مکروہ تحریمہ ٹھہرتا تھا ان دو قباحتون پر صحابی موصوف نے منع فرمایا کہ تم ایسے اعتقاد
سے شیطان کا حصہ یعنی گمراہی اپنے دین مین پیدا مت کرو ایسی تحقیق پر طیبی نے کلام صحابی سے یہ بات نقل سے پیدا کی کہ جب مستحب کام کو واجب
اعتقاد کرنے سے شیطان کا حصہ ہو جاتا ہے تو بدعت اور خلاف شرع کو واجب موکد جاننے اور اوسپر دائم عمل کرنے سے کیون شیطان کا دخل
نہوگا جس طیبی نے بدعت اور خلاف شرع امر کے واجب جاننے عمل دائمی کرنے پر انکار کیا ہے یہ تو نہین لکھا کہ مولد شریف اور فاتحہ بدعت ہے اور خلاف
شرع ہے تمنے اسکو آپ ہی آپ خیالی پلاؤ پکا کر بدعت اور خلاف شرع تجویز کر لیا پھر اوسکو طیبی کے کلام مین درج کر لیا اللہ تعالی ایسے مغالطات سے
بچاوے اب گوش ہوش سے سننا چاہیے کہ تم جو التزام امر مستحب کو کلام طیبی سے ضلالت مین داخل کرتے ہو یہ امر بالکل لغو و خلاف حق ہے ہم
خاص خیر القرون کے لوگون مین اور نیز مابعد اون کے محدثین فقہا و مشائخ و اولیا مین بہت امور مستحب و مستحسن پر التزام ثابت کر دینگے
[illegible] تنگی تصص نگاری مین طول ہے اسلیئے ہم فقط رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ارشاد پر ختم کرتے ہین مسلم اور بخاری مین حدیث

و مولود و فاتحہ بدعت ہے اور خلاف شرع ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ ارے کور فہم جب اوس نے تغیر حکم شرع کو مطلقاً بدعت کہدیا تو فاتحہ مروجہ جو ایک
ہیئت کا نام جاننا ہے مباح کو سنت یا واجب ہی تو جاننا ہے اور علی ہذا مولود کی ہیئت کو جو مکروہ ہے یا بدعت موجب ثواب اور مستحب
جاننا خود تغیر حکم شرع کا اوسمین بھی موجود ہے پھر خاص نام مولود اور فاتحہ کا اوس مین لینا کیا حاجت ہوئی اور کلیہ مین کسی جزئیہ کا نام کہین ہوتا ہے جو
[illegible] ہو کسقدر بیہودہ بات ہے العظمۃ للہ انسان کلی پر حکم صلوۃ و صوم وغیرہا کا ہے عبد السمیع کا نام اوس مین کہان ہے کل کو انکار فرضیۃ
عبادات کا کر دینا کہ میرا نام اس مین کہان ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ سچ ہے ایسے مغالطات سے حق تعالی پناہ دیوے اسمین تو تمام دین ہی برہم
ہو جاویگا انکا حاصل کیا عجیب معاملہ ہے کہ خود مولف تغیر حکم شرع کو ثابت کر رہا ہے اور آپ ہی اس قاعدہ کو بلا وجہ باب صلوۃ مین مقصور کرتا ہے
اور تغیر حکم شرع کی نفی مین بحث کر رہا ہے سبحان اللہ دعوی اور دلیل اور تقریر مولف کی عجائب خانہ مین پیش کرنے کے قابل ہے **قولہ** اب بگوش ہوش
اقول مولف کو تو کچھ خبر ہی نہین کہ کیا کہتا ہوں اس سب اوسکی تقریر سے استحباب کا دوام نکلتا ہے اور پہلے معلوم ہو چکا کہ دوام اور
التزام اصرار مین فرق ہے جو بدعت ہے وہ التزام بمعنی اصرار ہے اور جو مستحب ہے وہ دوام بلا التزام ہے مگر مولف نے ایک مقدمہ اپنے ذہن سے
گھڑ لیا کہ التزام مجوز شرع ہے اور دوام دونون ایک شے ہین پس دلیل بنا کر مدعی سمجھ لیا پھر گوش ہوش سے مولف سنے کہ التزام جسکو بدعت
کہتے ہین وہ ہے کہ مباح یا مستحب کو واجب یا سنت موکدہ اعتقاد کرے یا مثل موکدات کے عملدرآمد کرے اور دلیل اس معاملہ کی یہ ہے
کہ تارک پر اوس کے مثل تارک واجب کے ملامت و شناخت ہو چنانچہ اب ترک مولود و فاتحہ پر مشہود ہے اور اہتمام اوس کے فعل کا واجبات

متفق علیہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا احب الاعمال الی اللہ ادومہا یعنی اللہ کو وہی عمل سب سے زیادہ پیارا ہے جو سدا کو
ہووے اور کبھی چھوٹے نہین تمہارے نواب قطب الدین خان صاحب اسکی شرح مین لکھتے ہین کہ بسبب اس حدیث کے برا جانتے ہین اہل تصوف
ترک اوراد کو جیسا کہ برا جانتے ہین ترک فرائض کو اور ظاہر تر یہ ہے کہ یہ ترک اولی ہے الی آخرہ اب دلیل کا تفاوت دیکھو کہ تم کلام طیبی سے التزام
مستحب کی ضلالت ثابت کرتے ہو اور ہم مداومت اور التزام کو محبوب عند اللہ و عند الرسول ہونا خود صحیح حدیث رسول سے ثابت کرتے
ہین ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا • اور کاش تم غور سے دیکھو تو معلوم کرو کہ طیبی کا کلام خلاف حدیث نہین کیونکہ طیبی کی مراد
یہ ہے کہ اوس امر مستحب کو واجب من عند اللہ اعتقاد کرکے التزام کرے تو وہ باطل ہے اور اس بات پر یہ دلیل نہایت قوی ہے کہ جس قول
صحابی سے طیبی نے استنباط کیا ہے اوس قول مین تو شارحین وجوب اعتقاد مراد لیتے ہین بنا علیہ واجب ہے کہ کلام طیبی مین بھی یہی وجوب اعتقاد
مراد لین یعنی جو کوئی مستحب کو واجب اعتقاد کرکے مداومت مثل واجب کریگا وہ ضلالت ہے اور جبکہ اوس فعل کو واجب نہین بلکہ ایک امر حسن اور
مستحب سمجھکر مداومت کرے تو وہ نہایت محمود اور مقبول ہے کما فی الحدیث اس بنا پر سمجھ لو جو لوگ محفل میلاد شریف یا اپنی اموات کی ثواب
رسانی کو فرض واجب اعتقاد نکرین بلکہ ایک امر خیر سمجھکر تمام عمر کرتے رہین اور کبھی نہ چھوڑین شریعت مین وہ اور اون کا کام محمود اور محبوب عند اللہ
ہوگا رسول سچے نے فرمادیا ہے احب الاعمال الی اللہ ادومہا بلکہ اگر چھوڑ دینگے تو وہ محل عتاب ہونگے کہ تارک الورد ملعون یعنی جس نے ایک امر
خیر اپنا ورد کیا پھر وہ اوس کو چھوڑ دے تو وہ ملعون یعنی اللہ کی رحمت سے بعید ہوتا ہے۔ **قولہ** یہ محل تذکر الذین الی آخرہ **اقول**
اسکو آپنے ظاہر نفرمایا کہ کس کا کلام ہے طیبی کا کلام تو علی بدعۃ اور منکر پر تمام ہوچکا جیسا کہ مولوی اسحق صاحب نے اسقدر عبارت طیبی کی لکھکر آگے

جیسا ہو چنانچہ ظاہر و موجود ہے بعد اسکے جو طیبی کے قول کو مولف حدیث سے موافق کرتا ہے وہ خود لغو کلام ہو گئی اپنے فہم پر گفتگو کرتا ہے اور
بس مگر ہان یہان مولف نے اقرار کرلیا کہ مستحب کو واجب اعتقاد کرکے مداومت کریگا تو ضلالت ہے اور یہی مدعا مجیب کا تھا مگر مولف مطلب نہین
سمجھا ہو کے ہین یون اوڑھتا ہے واجب جیسا معاملہ کرنا بھی واجب جاننا ہی ہوتا ہے **قولہ** اگر چھوڑ دینگے تو محل عتاب ہونگے الخ
اقول نہ معلوم کہ تارک الورد ملعون کونسی حدیث اور کس کتاب کی حدیث ہے معاذ اللہ مولف کے استدلالات کسقدر پوچ ہین
ہین یہ اہل تصوف کا مقولہ ہے صاحب الورد ملعون و تارک الورد ملعون اور اوس کے ایک معنی مصطلح اون کے ہین کہ اوسکے بیان مین طول
اور کلام خارج مبحث ہے مولف اوسکو استدلال مین ذکر کرکے اپنا جہل ثابت کرتا ہے بھلا کہین شرع مین وارد ہوا ہے کہ تارک مستحب کا ملعون ہو
استغفر اللہ مولف کو کچھ آگے پیچھے کی خبر نہین رہی اب تمام دنیا کو ملعون بنایا اور ترک مستحب کو حرام ٹھیرایا کیونکہ لعنت حرام کام پر ہی ہوا [illegible]
تبدیل حکم شرعی کی کرکے خود مبتدعین مین داخل ہوا ابھی تبدیل حکم کو حرام ثابت کیا ہے پھر جسکا انکار تھا اوسکا اول اثبات کیا اور
ہی عقیدہ بنالیا الہی توبہ یہ ہذیان کہین کسی نے نہ سنا ہوگا مگر ہان اس قول کا دوسرا فقرہ کہ صاحب الورد ملعون جو ہے اوس سبب فعل [illegible]
کو اور فعل مولود کرنے والونکو بھی مولف محل عتاب بنادے تو شایان اوسکے علم و عقل کے ہے معاذ اللہ تعالی کیسی کج فہمی ہے **قولہ** اقول [illegible]
نفرمایا الخ **اقول** یہ فقرہ خواہ کسی کا ہو مطلب مجیب کا تو علی بدعۃ اور منکر تک کی عبارت سے واضح ہولیا ہے [illegible]
لوگون پر ہے کہ ان رسوم کو مثل جمعہ اور جماعت و عیدین کے اہتمام و ملابست مین بناتے ہین اور وہ لوگ جاہل عوام اور [illegible]

لکھدیا ہے انتہی اور اونکے شاگرد مولوی قطب الدین خان صاحب نے بھی ترجمہ مشکوۃ مین اسیقدر بیان کیا ہے اب بعد قول جو چلا کہ نہ اجتماع کرا لاذین یصرون الی آخرہ معلوم نہوا کہ کس کا ہے بہرکیف یہ قول اگر آپکا ضمیمہ الحاقی ہے یا کلام قاری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے یا طیبی رحمۃ اللہ علیہ کا ہمکو کچھ مضر نہین سلئے کہ وہ انکار فرماتے ہین اون لوگون پر جو سیوم کے کرنے کو جمعہ اور عیدین اور فرایض پنجگانہ کی جماعت مین حاضر ہونے سے زیادہ تر موکد اعتقاد کرین چنانچہ اونکی یہ عبارت آپ ہی نقل فرماتے ہین بر وجہ ارجح من الحضور للجماعۃ افسوس عبارت نقل کرین اور معنی نہ سمجھین اور حضرت اس مین سکو کلام ہے کہ ایک امر خیر اور کار ثواب جو کہ مستحب ہے جو کوئی اوسکو واجب یا واجب سے بھی زیادہ اعتقاد کریگا تو اوس کے حق مین نزدیک یاد رہے گا کیونکہ اوس نے قاعدہ دین بدل دیا کہ مستحب کو واجب اعتقاد کر لیا لیکن یہ بات تو اس عبارت منقولہ جناب سے بھی نکلی کہ جو لوگ اس اجتماع سیوم کو جماعت کی نماز پڑھنے سے زیادہ تر موکد نہین سمجھتے وہ اس قاعدہ شرع مین داخل نہین ہین پھر کیون آپ حکم منع کا علی العموم دیتے ہین ؟ **قولہ** پس ایسی مقامات مین انبیا تو کیا عوام مومنین کو بھی شامل ہونا جائز نہین الی آخرہ **اقول** فاسق آدمی اور مبتدع لوگون پر کتب فقہ و عقائد مین اطلاق لفظ مومن کا آیا ہے کا فر اونکو بھی نہین کہتے پس وہ سب اگرچہ متبع سنت اور متقی نہون لیکن عوام مومنین مین داخل ہین جب اون عوام مومنین کو بھی مجلس ذکر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور محفل قرآن خوانی اور لا الہ الا اللہ پڑھنے مین شامل ہونا جائز نہوا تو شاید مولوی صاحب کے نزدیک یہ باتین کفار کو جائز ہونگی جسطرح مولوی رشید احمد صاحب کے فتوے مین لکھا ہوا ہے کہ یہ سب ہنود کی رسوم ہین سبحان اللہ یہ مفتی نئے نئے ہین مسلمان نئے نئے اور اسی طرح مسئلہ سماع مین بھی فتوی انکا ہی کے صفحہ ۵ مین آپنے (یعنی مولوی امیر باز خان صاحب) بلند پروازے باقتضائے آسی فرمائی ہے آپ مکتوبات مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے سند لاتے ہین وحکی عن ابی نصر الدبوسی عن القاضی ظہیر الدین الخوارزمی من سمع الغناء من المغنی وغیرہ او یری فعلا من الحرام فاستحسن ذلک باعتقاد او بغیر اعتقاد یصیر مرتدا فی الحال الی آخرہ اب دیکھئے اس روایت مین چار تغمیم ہین ایک تو جہت من سمع الغناء مین لفظ من عام ہے یعنی جس کسی نے سنا غنا واضح ہو کہ فارسی مین سرود اور عربی مین غنا اور سماع ایک معنی مین مستعمل ہین اس اعتبار سے کہ آواز گانیوالے کی موتھ سے نکلتی ہے اوسکو غنا کہتے ہین اور چونکہ سنتے ہین اوسکو سننے والے اس اعتبار سے اوسکو سماع کہتے ہین خلاصہ یہ کہ وہ سننا خواہ دنیادار مبتلائے نفس و ہوا بطریق لہو و لعب سنے یا کوئی اہل غلبہ سکر دیدہ ان عشق الہی مین سنے ایکی اس روایت مین دونون کا حکم ایک ہی یعنی حرام کچھ فرق نہین حالانکہ امام غزالی نے احیاء العلوم مین اور شیخ شہاب الدین سہروردی نے عوارف مین اور فقیہ شامی نے شرح درمختار مین اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے مدارج النبوہ اور شرح سفر السعادۃ مین اور ملا جیون نے تفسیر احمدی مین فرق بیان کیا ہے بطریق لہو ممنوع اور اہل حال کے حق مین سکوت اور قاضی صدر بن رشید تبریزی نے دستور القضاۃ فتاوی فقہ حنفی مین جسکے مولوی اسحق صاحب بھی اپنی تصنیفات مین سند پکڑتے ہین سماع کے حق مین یہ لکھا ہے ولا تنکرہ فان لہ اربابا والسماع لا یصلح الا لمن کان قلبہ حیا و نفسہ میتا دوسری **تعمیم**

اس اتنی غلط بیانی سے خلاف بیانی ہے اور لفظ لفظ کا جواب دینا کیا ضرور ہے مطلب واضح ہو چکا کہ فہمی مولف کی روشن ہوئی اور مرکا کہ تارک اور ملعون عقیدہ مولف کا ہے تو واجب ہونے مین کیا کوتاہی رہی مگر مولف کو حواس نہین فقط **قولہ** اقول فاسق آدمی اور مبتدع **اقول** مولف کے فہم پر صد آفرین مجیب نے جان مواقع مین حاضر ہونیکو منع کیا ہے تو بوجہ تضمن فسق و بدعات کے منع کیا ہے کہ کوئی مواقع

لفظ غنا، کی ہے قاموس مین لکہا ہے الغناء ککسا، من الصوت ما طرب بہ اور منتخب مین غناء کے معنے سرود لکہے ہین اور برہان قاطع مین
سرود کے معنی لکہے ہین خواندگی وگویندگی مرغان و آدمیان اور مجمع البحار مین ہے وکل صوت رفع فہمنا ء عند العرب غرضکہ محاورہ عرب مین معنی
لفظ غنا مین مزامیر کا ہونا داخل نہین ہان البتہ اشعار جائزہ ہون یا فاحشہ سب کو غناء کہتے ہین فتح القدیر شرح ہدایہ مین ہے الغناء کما
یطلق علی المعروف یطلق علی غیرہ قال صلی اللہ علیہ وسلم من لم یتغن بالقرآن لیس منا پس حدیث شریف مین لفظ غنا کا قرآن شریف
کی نسبت بہی واقع ہے اور اشعار وعظ و حکمت و نعت و حمد خدا کو جو شخص خوش آوازی سے پڑہے اوسکو بہی فقہا غنا کہتے ہین اور اس غنا کو جائز رکہتے
ہین آپکی روایت مین غنا عام ہے ہر گل ناجائز اور اوسکو اچہا کہنے والا مرتد نعوذ باللہ منہا تیسری تعمیم من المغنی وغیرہ یعنی خواہ مغنی سے سُنے جو قواعد
موسیقی کے موافق لفظ ترتیب وتطبیق سے گاتا ہو یا غیر مغنی سے سنے جسکو کچہ بہی قاعدہ معلوم نہین جسطرح دو لڑکیان حضرت عایشہؓ کے پاس گاتا تہا
تہین بخاری کی ایک روایت مین آیا ہے لیستا بمغنیتین یعنی وہ دونون لڑکیان قواعد گانیکے بطور موسیقی کے جاننے والیان نتہین اب آپکی
روایت کی تعمیم نعوذ باللہ منہا دیکہیے کہان کہان تک جائیگی چوتہی تعمیم فیحسن ذلک باعتقاد او بغیر اعتقاد یعنی اس غنا و ہر حرام کام کو اچہا کہکر
اعتقاد سے یا بغیر اعتقاد وہ مرتد ہو جاتا ہے نعوذ باللہ منہا انہی ان چارون تعمیمات کی جمیع شقوق کو تشریح کرنے سے دنیا مین کوئی شخص مرتد ہو سے
سے نہین بچیگا مگر وہ شخص کہ جو قرآن شریف کو بہی صوت حسن و لہجہ پاکیزہ سے سنکر اپنی زبان کو دبا رکہے یہ منہ سے نہ نکالے کہ اچہا پڑہا ایسو کہ قرآن
کو خوش آوازی سے پڑہنے کو بہی حدیث اور فقہ مین غنا فرمایا ہے کما فی البخاری و خزانۃ الروایات وغیرہا اور آپکی روایت منقولہ مین ہے جو کوئی
غنا کو سنکر اچہا کہدے وہ مرتد ہو جاتا ہے افسوس صد افسوس کہ واعظ بنگئے مفتی بن گئے شروط افتا کی خبر بہی نہین کہ فتوی کتب فتاوی سے
لکہا کرتے ہین یا مکتوبات سے اور پہر یہ بات کہ فتاوی مین بہی اقوال متعارضہ ہین اون مین سے وہ قول جسکا ماخذ صحیح اور قواعد اصول کے
مطابق ہو اوسکو اختیار کرتے ہین دوسرے کو نہین اور تین قول کے اختیار کرنے مین ایک جہان کی تفسیق و تضلیل یا کسی مرد مسلمان کی تکفیر لازم
آوے اوس سے احتراز کیا کرتے ہین اور اسپر بہی نظر کیا کرتے ہین کہ یہ حرام لعینہ ہے یا لغیرہ اور حرام لغیرہ کو حلال کہنے والا کافر نہین ہوا کرتا یہ مسئلہ فتاوی
عالمگیری وغیرہ مین مصرح ہے اور آپنے جو روایت نقل کی تو کیا نقل کی حکی عن ابی نصر الدبوسی لفظ حکی خود ماضی مجہول ہے اوس کا حکایت
کرنیوالا معلوم نہین پہر ایسی مجہول روایتون کو مقام افتا مین لینا کسقدر رسم المفتی سے جہالت ہے اب التماس یہ ہے کہ جسطرح آپ اس روایت کو
فتوی انکاری مین اوس غریب پر رواں کر چکے ہین اور یہ لکہ ہے کہ اوسکے ایمان ہی مین خلل ہے پہر نماز اوسکے پیچہے کیسے جائز ہوگی اب اوسی
طرح صاحب مکتوبات مجددیہ پر بہی اس روایت مکتوبات مجددیہ کو متوجہ فرمائیے اور اونکا ایمان اپنے فہم ردی کے موافق خلل سے سنبھالئے۔ جلد اول
مکتوب بست و ہشتاد و پنجم مین لکہتے ہین سماع و وجد جماعہ را نافع است کہ تقلب احوال متصف اند پہر سات سطر کے بعد لکہتے ہین قومی اند
منتہیان اند کہ سماع با وجود استمرار وقت ایشان۔ انتہی نافع است پہر اونیس سطر کے بعد لکہتے ہین با وجود برودت میل عروج دارند در نصورت
سماع ایشان را سود مند است و حرارت بخش ہر زمان بمدد سماع ایشان را عروج بمنازل قرب میسر میشود الی آخرہ۔ اب فرمایئے اس سے زیادہ
بجا ہے کسیکو جانا درست نہین نہ بوجہ ذکر فخر عالم اور کلمہ طیبہ اور قرآن کے سبحان اللہ حق تعالی نے فرمایا فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین الآیہ
جہان کہین منکر ہو اگرچہ مخلوط بذکر مستحب ہو وہان جانا منع ہے اور قاعدہ مقررہ فقہ کا ہے اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام اسیواسطے رد دعوت مسنونہ کا

۵ [illegible]

اچھا کہنا سماع وغنا کا کیا ہوگا کہ اوس سے عروج منازل قرب الٰہی ثابت کرتے ہین اور اگر یہ کہو کہ یہان حضرت مجدد تعریف سماع کرتے ہین اور دوسری
جگہ برائی سماع کی لکھتے ہین تو اعتقاد اونکا برائی پر ہے نہ تحسین پر جواب اوسکا یہ ہے کہ دوسری جگہ برا لکھنا ہرگز نفع نہ دیگا جبکہ تم روایت اقیمیون سے
نقل کر چکے کہ جو آدمی اچھا کہے سماع غنا کو اعتقاد سے یا بغیر اعتقاد فوراً مرتد ہو جاتا ہے افسوس ہے کہ اسوقت کے کسی غریب آدمی نے اگر فقط سماع کو
اچھا کہا اس معنی کر کہ وہ اہل تصوف سے ہے حرارت آواز نغمات سے اوسکی روح حیوانی کو ترقیق ہو کر اوسکے اتصال سے روح انسانی متاثر ہوتی ہے
اوسپر آپ حکم مرتد ہونے کا لگا دین اور اوسکے ایمان مین خلل بتا وین اور مجدد صاحب نے بھی یہی بات یعنی نافع ہونا سماع کا اور عروج منازل قرب
کا حاصل ہونا بیان کیا اونکو آپ لکھتے ہین حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اور ترجمہ اونکی روایت کا لکھکر لکھتے ہین انتہی ترجمہ کلام امام ربانی یہ کیا بے انصافی
ہے ایک تو تعریف سماع کی کرکے مرتد ہوگیا ایک امام ربانی علیہ الرحمۃ ثنا ربا خیر امام ربانی کو چھوڑ کر اب اپنے مجتہد مولوی اسمعیل صاحب کا ایمان سنبھالو صراط
مستقیم مین جو مویدات عشق الٰہی کو بیان فرماتے ہین لکھتے ہین از جملہ مویدات آن استماع الحان خوش و اصوات دلکش و قصص شوق آمیز و اشعار
شوق انگیز است انتہی اب دیکھیے معتبر کتب معتبرہ [illegible] جگہ یہ اشعار عشق انگیز کو جیسے اصوات دلکش و الحان خوش مین پڑہنا
یا سننا ہوگیا مولوی اسمعیل صاحب سب روایت اپنے پیر سید احمد صاحب کے اس غنا کو مویدات عشق الٰہی مین شمار کرتے ہین یہ غنا کی تعریف
ہوئی کہ اون آوازون کو خوش کہنا اور دلکش بتایا یہ بھی تعریف ہے اب مولوی اسمعیل صاحب کہیں دوسری جگہ برائی سماع و غنا کی لکھدین تو مفید
نہوگی یہان تو تعریف لکھی اور مولوی صاحب کی روایت سے تو کلمہ اعتقاد اور بغیر اعتقاد بالضرور اون پر چل جاویگی اب مولوی اسمعیل صاحب کے دادا
شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو ملاحظہ کیجیے کہ وہ سماع اور غنا کو درست فرماتے ہین سلسلۃ النجات یعنی دس سوالات مسئولہ
شاہ نجات کے جواب مین فرماتے ہین جواب سوال ثامن آنکہ قال السرخسی فی السیر والسماع فی اوقات السرور تاکیداللسرور مباح ان کان فی اللہ
لسرور مباح کالغناء فی ایام العید وفی العروس فی وقت مجی الغائب وقت الولیمۃ العقیقۃ وعند الولادۃ والختان وحفظ القرآن انتہی
تو کلام شاہ عبد العزیز سے بھی جواز سماع و غنا صاف ظاہر ہے اب فقہاء رحمہم اللہ کی خبر لو درمختار کی کتاب الشہادۃ مین مسئلہ غنا کا اسطرح
لکھا ہے ومنہم من اباحہ مطلقا ومنہم من کرہہ مطلقا یعنی علماء اہل سنت مین بعضون نے غنا کو مباح رکھا مطلقا اور بعضون نے مکروہ مطلقا
اب ہم پوچھتے ہین کہ وہ علما جنکا قول درمختار مین اباحت کیلئے منقول ہے کیا وہ مرتد تھے نعوذ باللہ منہا مجد الدین صاحب قاموس نے سفر السعادت مین لکھا ہے در باب
سماع حدیثے صحیح وارد نشدہ انتہی اب ان فقہاء کرام کو کیا کہو گے دستور القضات مین ہے من انکر السماع مجملا فقد انکر علی سبعین صدیقا
اور صاحب قاموس تو بالکل سماع کی مذمت یعنی کراہت تک بھی ثابت نہین کرتا اور ابو محمد بن حزم جو متاخرین محدثین مین ایک بڑا فاضل محدث
گذرا ہے وہ صاحب قاموس سے بھی زیادہ بڑھا ہوا ہے کہ مزامیر تک کو اوسنے مباح اور جائز قرار دیا پھر بھی ان دونون عالمون کو مرتد اور کافر نہین کہتے امام
نووی نے شرح مسلم کے مقدمہ مین اسقدر اوسکو لکھا ہے لم یصب ابو محمد ابن حزم الظاہری اور دو سطر کے بعد لکھا وہذا خطا من ابن حزم یعنی ابو محمد
ابن حزم جو مزامیر ملاہی کو علی الاعلان مباح کہتا ہے یہ اوسکی رائے صواب نہین یہ خطا ہوئی ابن حزم سے پس اسکی خطا کے تو قایل ہوتے لیکن اوسکو

حضور منکر کے سبب کتب مین لکھا ہے پہلے اسکا حال لکھا گیا پس اب مولف اعتراض حق تعالیٰ پر اور فخر عالم علیہ السلام پر اور سب فقہا پر کرے
کہ جب مسلمان ضیافت مسنونہ مین نہ جاوین تو کیا کافر جاکر سنت ادا کرین گے معاذ اللہ در سابق گذر چکا کہ حضرت فخر عالم حضرت فاطمہ کے گھر سے ترک

کافر مرتد فاسق فاجر لکہہ چلے علماء صلحاء تو اسقدر زبان کو سنبھالیں تم ایسے بیساختہ لوگون کے ایمان کو گھانس کی طرح کاٹتے چلے جاتے ہو بیشک سچ فرمایا ہے ہمارے نبی کریم مخبر صادق مصدوق نے علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ اللہ تعالیٰ آخر زمانہ مین علم کو سینۂ علماء دین سے نہ کھینچ لیگا بلکہ علماء کا علیہم الحق شناس مرجاوینگے تب آدمی اپنا سردار جاہلون کو بنالینگے اون سے مسئلہ پوچھینگے فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا یعنی وہ جاہل مفتی فتویٰ دینگے بغیر علم اور بغیر دریافت ٹہہ پس خود گمراہ ہونگے اور لوگون کو گمراہ کرینگے روایت کی یہ مسلم اور بخاری نے اے بھائی اگر مفتی بنا چاہتے ہو تو شرطیں افتاء کی پیدا کرو یہ علم المفتی سے آگاہ ہو اور احکام کے ماخذ پہچانو اور خدا کا خوف دل مین رکھو یہ نہین کہ خلقت کو مرتد بناؤ اور آپ بڑے ولی صالح بن بیٹھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلا تزکوا انفسکم ہو اعلم بمن اتقیٰ اور اسی طرح آپ حقہ کے مسئلہ مین بھی حقہ کی برائی کرنے کے لئے معنے قرآن کے ایجاد کرکے خود مستحق عذاب ہوگئے کیونکہ آپ رسالہ انکار الغلیان مطبوعہ ہاشمی کے صفحہ ۱ مین لکھتے ہین یوم تاتی السماء بدخان مبین یغشی الناس یعنی لاویگا آسمان دہوان ظاہر کہ آسمان سے مینہ برسےگا اور اوس سے ایک درخت پیدا ہوگا کہ وہ لوگون کو عادی ہوگا یعنی بہت سے لوگ حقہ نوشی کی وقت مین اسکے اندر پھنسینگے فرمایا ہذا عذاب الیم یہ عذاب درد دینے والا ہے کہ مزا اوسکا کڑوا ہے اور آخرت مین باعث ماخوذ گی کا ہے الی آخرہ اسپر خیال کرنا چاہیے کہ اسوقت ہماری نظر مین تفسیر کبیر اور کشاف اور روح البیان وغیرہ چند تفسیرین پہلی اور پچھلی ہین کسی مین یہ معنی نہین لکھے بلکہ مفسر دو طرف گئے ہین بعض کہتے ہین قرب قیامت مین ایک دہوان آویگا وہ تمام دنیا مین بھر جاویگا اور چالیس روز رہیگا یہ قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن کا ہے اور ابن عباس کا بھی قول مشہور یہی ہے اور بعضے اسطرف گئے ہین کہ جب قریش تکذیب دین کرنے لگے تب نبی آنحضرت صلعم نے دعا فرمائی تب یہ دخان نظر آیا یعنی قحط سالی شدید طاری ہوئی اور کافرون نے مردار اور کتے اور ہڈیان اور بال بھیڑ اور بکریون کے اور خون وغیرہ کھایا تب زمین آسمان کے بیچ مین اونکی آنکہون کے آگے دہوان نظر آتا تہا یہ قول ابن مسعودؓ اور مقاتل اور مجاہد وغیرہ کا ہے جسکا جی چاہے تفسیرین زبان عربی و فارسی و ہندی اردو کی نکالکر دیکھے کسینے حقہ مراد نہین لیا پھر اس شخص نے جو معنی قرآن کے بگاڑ دیئے تو کچھ کسی کا نقصان نہین کیا اپنا ہی ٹھکانا دوزخ مین کیا حدیث مین ہے من قال فی القرآن برایہ فلیتبوء مقعدہ من النار جو کوئی قرآن مین اپنی راے سے معنی نکالے اوسکو چاہیے اپنا ٹھکانا دوزخ مین کرے بھلا یہ صاحب خدا کا خوف تو کیا کرتے خدا سے بڑے دیندار ڈرا کرتے ہین انہون نے آدمیون کی شرم بھی نہ کی کہ کوئی مجاوکیا کہیگا کہ آیت مین ہذا عذاب الیم کا ترجمہ یہ لکھتا ہون کہ مزا اوسکا کڑوا ہے اے باشعور بہتری چیزین دوا اور غذا مین کڑوی ہین مثلاً کریلا۔ شاہترہ چرائتہ رسوت ایلوہ ان چیزون کے کہانیوالے سب عذاب الیم مین گرفتار ہین پھر اسکے بعد یہ شرم نہ آئی جب قرآن پڑھنے والا اس آیت کو پڑھکر آگے پڑہیگا ربنا اکشف عنا العذاب انا مومنون یعنی اے پروردگار کھولدے ہمسے اس عذاب کو ہم ایمان لاتے ہین تو اسکو مفسرین نے جو بیان کیا ہے اوس سے تو اس دعا کو مناسبت ہے کیونکہ جب وہ قحط پڑا تہا تب ابو سفیان نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کرائی تہی کہ خدا اس دخان کو دفع کرے اور جو لوگ قرب قیامت کا دہوان مراد لیتے ہین اوس قول پر بھی یہ دعا صحیح ہے کہ آدمی اوسدن گھبرا کر دعا کرنے لگینگے کہ اے پروردگار کھولدے ہمسے یہ عذاب دخان کا لیکن یہ جو تمنے معنے کئے ہین کہ دخان سے مراد آیت مین حقہ کا دہوان ہے اول تو پینے

دعوت کرکے لوٹ گئے اور ابو الدرداء نے رد دعوت کردیا اور فقہا کی روایات خود مشہور ہین اور نوافل مین جو بتداعی جماعت ہو شرکت کو فقہاء نے مکروہ لکہا ہے یہ سب بلا واضح ہے مگر مولانا پر سو ، فہم ختم ہولیا تو بہ تو بہ علی ہذا مولوی رشید احمد صاحب نے جو رسم ہنود کہا ہے تو تعین

اون کو دھوان حقہ سے ہرگز تکلیف نہین پہونچتی جو وہ اوس سے گھبرا کر بولین وقشیٰ ہذا عذاب الیم یعنی یہ ہمکو عذاب درد دینے والا ہے اون کو تو
تخفیف ریاح اور قبض کشائی کا فائدہ دیتا ہے جو درد شکم کو زائل کرے اوسکو کسطرح کہنے لگین کہ یہ درد پیدا کرتا ہے دوسرے یہ کہ حقہ پینے والے
مسلمان ہندو مجوس یہود نصاریٰ ہر قوم کے آدمی موجود ہین کوئی بھی یہ دعا نہین مانگتا ربنا اکشف عنا العذاب انا مومنون ۔ یعنی اے
رب کھولدے ہم سے یہ عذاب دخان اب ہم ایمان لاتے ہین پھر کیا آپکو یہ آیت حقہ کی شان مین بیان کی اور پھر صفحہ ۶ مین دوسری آیت کے
حقہ بدلدیئے جہان یہ لکھا ہے کہ حقہ نوشی سے دل سیاہ ہوجاتا ہے کیونکہ جب دھوان تا بہ ادر کڑاہی پر لگ جاتا ہے تو وہ سیاہ ہوجاتی ہین
پس یہ دھوان حلق اور جگر اور دل اور انتڑیون پر پہونچا تو وہ کیسے سیاہ نہو جائینگی ولنعم ما قیل ؎ کہ حقہ نوش را قلب سیاہ است
اگر باور نداری سنے گواہ است ۔ اسی کا اشارہ فرمایا حکیم علی الاطلاق نے کلا بل ران علیٰ قلوبہم ما کانوا یکسبون ۔ ایسا نہین جو یہ کہتے ہین
بلکہ زنگ لگادیا یعنی سیاہی جمادی اونکے دلون پر اوس چیز نے کہ تھی وہ کرتے مثل حقہ نوشی اور دھوان کشی کے الی آخرہ مین کہتا
ہون کہ کیا عمدہ شعر آپ سند مین لائے ؎ کہ حقہ نوش را قلب سیاہ است ۔ کوئی پوچھے یہ کاف کیسا اور حقہ نوش کیا لفظ ہے
محاورۂ ایران و توران مین تو قلیان کشیدن ہے حقہ نوشیدن ایک لفظ ہندیون کا گھڑا ہوا ہے فارسی بولنے کو دل چاہا ہے اونکی
بولی سے خبر ہی نہین قطع اس سے لفظ حقہ نوش کے آگے جو لفظ را آیا ہے یہ علامت اضافت ہے کیونکہ قلب مضاف موخر اور حقہ نوش
مضاف الیہ مقدم ہے اور لفظ سیاہ خبر اور است حرف ربط یعنی حقہ نوش کا دل سیاہ ہے خیال کرنا چاہئے جب علامت اضافت آچکی
وپھر لفظ قلب پر کسرہ بیقاعدہ کیون ہے اور اگر کسرہ نہ پڑھو گے قاعدہ کے پابند ہوکر تو وزن شعر صحیح نہوگا سبحان اللہ کیا کیا خوبیان
بھری ہوئی ہین پھر قیاس کیا عمدہ ع اگر باور نداری سنے گواہ است سنے کی سیاہی سے دل کی سیاہی ثابت کرلی کمال تو
نظر کی دلیل ہے اسی طرح آپنے بھی دلکو توے اور کڑاہی سے نظیر دی ہے ۔ حضرت دل ایک ٹکڑا گوشت کا ہے نرم تازہ اسکو توے
کڑاہی اور سنے سے کیا نسبت ہان مناسب یہ ہے کہ حقہ نوشون کے لب اور زبان تالو اور کوا اور گلا دیکھا جاوے کیونکہ یہ اعضا گوشت کے ٹکڑے
ہین تر و تازہ مثل قلب کے اور اول دھوان لب و زبان و دندان کو لگتا ہے پیچھے دل کو جب یہ اعضا حقہ نوشون کے سیاہ نہوئے بلکہ اوسی طرح
شاداب و پر رونق ہین جس طرح اور سب آدمیون کے تو معلوم ہوا کہ دل بھی اونکا ویسا ہوگا جیسا سبکا دل ہے یہ تو آپکی دلیل عقلی کا حال ہے
اب دلیل نقلی کا حال سنئے حقہ کی مذمت مین آیت لائے ۔ کلا بل ران علیٰ قلوبہم ما کانوا یکسبون ۔ جو کوئی کچھ بھی عربی پڑھا ہوا ہوگا وہ جانتا
ہوگا کہ قلوبہم مین ہم کی ضمیر راجع ما سبق کیطرف ہے اوساوپر ذکر اون لوگون کا ہے الذین یکذبون بیوم الدین ۔ یعنی جو لوگ قیامت کا انکار کرتے
ہین اور قرآن کی آیتون کو کہدیتے ہین اساطیر الاولین ۔ یہ تو اگلے لوگون کی کہانیان اور قصے بنائے ہوئے ہین تو اللہ تعالیٰ اونکو فرماتا ہے
کلا یعنی یون نہین جو یہ سمجھتے ہین بل ران علیٰ قلوبہم ما کانوا یکسبون ۔ بلکہ زنگ پکڑلیا ہے اونکے دلون پر وہ جو کماتے ہین یعنی اعمال و عقاید ۔
اب یہان آپنے دو خطائین عظیم کی ہین ایک یہ کہ کفار مین حقہ نوشون کو داخل کیا اور داخل بھی کیسا کہ حصر کردیا آپنے یہ لفظ لکھے ہین کہ اسیکا اشارہ

اجتماع برادری روز سیوم کو اور طعام سامنے رکھکر ہاتھ اوٹھانے کو کہ یہ رسم ہنود ہے نہ قرآن اور کلمہ پڑھنے کو چنانچہ اسکی کلام مابعد مین موجود ہے
کرلکھتے ہین البتہ اب پہونچا نا بلا قید روا ہے مگر مولف اپنی فہم سے نا چار ہے لہذا اگر ایسے کلام خبط سے مرفوع القلم کیا جاوے تو بجا ہے باقی

سین کے کب چھوٹ سکتی ہے دیکھو کافرون نے چاہا تھا کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے دشمنون کیطرح کا دین اور آپکا نام دنیا مین سے چلنے دین اللہ
تعالیٰ نے کلام بھیجا یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواہہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون یعنی چاہتے ہین کافر کہ بجھا دین اللہ کے نور کو منھ سے پھونک
مارکر حال یہ ہے کہ اللہ تو پورا کرنیوالا ہے اپنے نور کو پڑے برا مانا کرین کافر پس اسی بنا پر ہماری دل مین تصدیق ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر اور نام اور دین کو سدا جاری رکھیگا واقعی ہوگیا یہان تک جو کچھ ... فوتین انکاری کئے ... ذیل
بیان کئے گئے اب بیان کیا جاتا ہے کہ سلف صالح نے اون امور صالحہ کو کیون جاری کیا تھا **نور سیوم جسمین چند لمعہ ہین لمعہ**
اولیٰ دبیان جواز فاتحہ بر طعام وشیرینی جو عبادت زبان یا ... کان ... سے ادا ہو اوسکو عبادت بدنی کہتے ہین جیسے
قرآن یا تسبیح وتہلیل وغیرہ پڑھنا اور جس عبادت مین مال صرف ہو اوسکو عبادت مالی کہتے ہین جیسے روٹی گوشت ... وغیرہ ...
ہدایت خرچ کرنا اہل السنت والجماعت کا مذہب ہے کہ دونو طرح کی عبادت کا ثواب اگر کسیکو بخشنا چاہین تو پہونچتا ہے کتاب ہدایہ مین ہے ... للانسان
ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلوٰۃ او صوماً او صدقۃ او غیرہا عند اہل السنۃ والجماعۃ یہ ہدایہ علم فقہ مین نہایت معتبر اور مشہور کتاب ہے اور شرح
عقائد نسفی مین ہے وفی دعاء الاحیاء للاموات وصدقتہم عنہم نفع لہم خلافاً للمعتزلۃ یہ کتاب عقاید کی کتابون مین مشہور اور معتبر کتاب ہے
اور یہ مسئلہ بہت حدیثون سے ثابت ہے تذکرۃ الموتی مین قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ ان حدیثون کو نقل کرکے فرماتے ہین لہذا جمہور فقہا
... کہ ثواب ہر عبادت بمیت می رسد اور لکھا ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر مین واسطے عبادت بدنی کے فذہب ابو حنیفۃ واحمد وجمہور
السلف الی وصولہا الی آخرہ - پس اس بنا پر یہ عادت اکثر اہل اسلام کی ہے کہ جب کسی میت کے نام سے کچھ کھانا یا شیرینی دینا چاہتے
ہین تو الحمد اور درود شریف پڑھکر دعا اوس میت کے لیے کرتے ہین اور خدا سے درخواست کرتے ہین کہ جو کچھ ہمنے پڑھا اور یہ جو کچھ خیرات کیا
ہے اسکا ثواب فلان میت کو پہونچے - عوام مین اسکا نام فاتحہ ہے یون کہا کرتے ہین کہ آج فلان میت یا فلان بزرگ کی فاتحہ ہے اصل مین فاتحہ
نام ہے الحمد شریف کا چونکہ الحمد اوسوقت پڑھی جاتی ہے اسلئے اس کل عمل کا نام فاتحہ قرار پایا تسمیۃ الکل باسم جزئہ اور منکرین نے اسکا نام فاتحہ
سوم رکھا ہے - اب اس فاتحہ مین دیکھنا چاہئے کہ جو کچھ دعا الحمد پڑھی گئی یہ عبادت بدنی ہے وہ ثابت الاصل اور جو کچھ کھانا یا شیرینی
اوسوقت دی گئی یا دیجاویگی وہ عبادت مالی ہے وہ بھی فقہ حدیث عقائد سے ثابت ہے ان دونون عبادتون کا ثواب میت کو پہونچایا جاتا ہے
پھر منکرین کا یہ انکار کہ اسکی کچھ اصل نہین اسکے کیا معنی اگر یہ کہو کہ عبادت بدنی جدا کرو اور عبادت مالی جدا لیکن دونون کا جمع ثابت نہین تو یہ

تہمت محض اوسکی خبر نہین ہوگی فللہ الحمد **قولہ** - نور سوم الخ **اقول** دونون قسم کی عبادت کا ثواب حنفیہ اور حنبلیہ کے نزدیک پہونچتا ہے
گر شافعی ومالک بدنی کے وصول ثواب کے منکر ہین پس اسکے منکر کو عموماً معتزلہ کہنا اسعار تمند ہی ہے اسی واسطے شراح ہدایہ نے
تعمیم ظاہری ہدایہ مین تاویل کرتے ہین **قولہ** پس اس بنا پر الخ عرف مین بطور مجاز متعارف کی فاتحہ مطلق ایصال ثواب کا نام ہوگیا ہے
اگرچہ فاتحہ نہ پڑھی جاوے اور خالص مال کا ہی ثواب ہو - **قولہ** پھر منکرین کا یہ انکار کہ اسکی کچھ اصل نہین الخ **اقول** فی الواقع مولف
معنی سے بیخبر ہے اوسکو بتانا چاہئے کہ اسکے یہ معنی ہین کہ طعام کو روبرو رکھا جاوے اور اوسکو رکھکر قرآن پڑھا جاوے اور ملان اپنی زبان سے
ثواب پہونچاوے اور بدون اسکے ایصال ثواب طعام کا نہو یہ ہیئت کہین قرون ثلٰثہ مین ثابت نہین بدعت ہی یہ معنی ہین پھر موافقت ادسکے

وہی مثال ٹھہرگی کہ جب کوئی مفتی شریعت حکم دے کہ بریانی کھانا جائز ہے اسلئے کہ اوس مین گوشت ہی گوشت حلال چیز ہے اور برنج بھی وہ بھی حلال اور نمک اور زعفران کی جو بعض برنج پر ہے وہ بھی حلال پس مجموعہ ان مباحات کا مباح ہی تو اوسکے جواب مین کوئی بیہودہ سر ہوئے تو طیار ہو جاوے کہ صاحب یہ سب جدا جدا تو بیشک ثابت ہے لیکن ہم تو جب مانین کہ اس مجموعہ کا ذکر قران یا حدیث مین کہا ؤ یہ حرف کہان لکھے ہین کہ بریانی کھانا درست ہے پس جس طرح اس بیہودہ کو سب عقلا سخیف العقل اور قابل مضحکہ جانینگے اوسی درجہ مین ان صاحبون کی یہ بات ہے علاوہ برین جس طرح اثبات جمع کو موقوف رکھتے ہو وجود روایت پر اسی طرح چاہئے منع کو بھی موقوف رکھو وجود روایت پر یعنی اگر عبادت مالی و بدنی جمع کرنے مین کوئی حدیث یا آیت ممانعت مین آئی ہو تو منع کرو ورنہ تم کو سکوت چاہئے حالانکہ ہم دعوی کرتے ہین کہ کوئی حدیث یا آیت ممانعت کی جمع بین العبادتین مین نہین آئی اگر آئی ہے پیش کرو۔ ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین ہم تو جمع بین العبادتین کے لئے قواعد عقلی اور نقلی شریعت سے پیدا کر دینگے ایک تو یہی کہ جب ممانعت ثابت نہین تو اصل اباحت ہی دوسرے یہ کہ عبادت عبد عبادت معبود مین ہے۔ ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ اور عبادت بعضی زبان سے ہے بعضی ادا عضا بدن سے بعضی مال سے پس جو کوئی ہر قسم کی عبادت کریگا لابد افضل ہوگا ایک عبادت والے سے شب معراج مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تحفہ جناب باری مین گذارا یہ لفظ تھے التحیات للہ والصلوات والطیبات مفسرین اور محدثین نے اسکے معنی یہ لکھے ہین کہ اللہ کے واسطے ہین سب تعریفین جو زبان سے ادا ہون اور جو عبادتین بدنی ہین اور جو عبادتین مالی ہین پس جب تینون قسم کی عبادتین اللہ کے واسطے خاص ہوئین تو نہے قسمت اوس شخص کی کہ ان تینون کو ادا کرے فاتحہ مرسومہ مین یہ بات حاصل ہے جب کہا الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین یہ تحیت

خود ہی اپنے ذہن سے معنی تجویز کئے کہ مرکب کرنا مالی بدنی کا مراد ہے سو یہ غلط ہے بلکہ یہ ہیئت حاصلہ مراد ہے نہ نفس ترکیب کہ ہیئت حاصلہ مین تشبہ اہل ہنود کا بھی ہے اور تقیید مطلق کی بھی ہے چنانچہ واضح ہو جاویگا اور پھر مولف نے مثال بریانی کی لکھی کہ سب اجزا اگر مباح ہین تو مرکب بھی مباح ہوگا اور یہ مثال خود مخدوش ہے کیونکہ اگر سب اجزا مباح سے ترکیب ہوا اور پھر ہیئت حاصلہ بھی مباح ہو اسوقت اباحت ہوتی ہے اور اگر ہیئت مین کراہت یا حرمت آجاویگی تو مرکب کا حکم بدلجاویگا جیسا بریانی ہے کہ بعد ترکیب مباحات کی ہیئت بھی مباح حاصل ہوئی ہے اگر اس ترکیب مین زعفران کا سکر ظاہر ہو جاوے تو بسبب مسکر ہونیکے حرام ہو جاویگی حالانکہ اجزا سب مباح تھے تمر اور پانی دونون کا نبیذ بنایا جاوے بعد کف دینے کے جو ہیئت حاصل ہوئی حرام ہوگیا علی ہذا فاتحہ مین طعام و قران کی ہیئت ترکیب مین جو تشبہ حاصل ہوا اور تقیید مطلق آیا بدعت و مکروہ ہوگیا اگر مولف کو فہم نہ تہا تو کسی سے پوچھ لیتا مگر اوسکو تو خود رائی خود پسندی نے ذلیل کرایا خود سخیف العقل قابل مضحکہ بات کرتا ہے اور منع ہونے اوس ہیئت ترکیب فاتحہ کی نص جو طلب ہے تو سنو ایاکم و محدثات الامور من تشبہ بقوم فہو منہم الحدیث اس سے چشم روشن کرو اور شرح آگے آتی ہے اور اپنے اس دعوی کو کہ کوئی ممانعت جمع بین العبادتین کی نص نہین محض کم فہمی سمجھو کہ کلام اوس ہیئت ترکیبہ مین ہی کہ اوس کا کوئی امر غیر مشروع پیدا ہو جاوے نہ مطلق ترکیب مین پہلے آدمی کلام کو سمجھے پھر بولے ورنہ خوار ہوتا ہے۔ **قولہ** ہم تو جمع بین العبادتین الخ **اقول** اباحت اصلیہ اوسوقت مین ہوتی ہے کہ نص مانعہ وجود نہو یہان ممانعت کی نص موجود ہے۔ اور ابھی پڑھ سنائی ہے تو یہ دلیل اول مولف کی لغو ہوئی دوسری عقلی دلیل کہ التحیات کی شرح اور

مین آیت نازل فرمائی جو سورۂ مائدہ مین ہے - الذین یقیمون الصلوة ویؤتون الزکوة وہم راکعون پس جبکہ حضرت علی بالتصریح ارشاد شارع کے جمع بین العبادتین کرکے مستحق ثنا ہوئے اسی طرح فاتحہ مین بہی جمع بین العبادتین کرنیوالے عند اللہ ماجور ہونگے اور یہ دعوی ان صاحبون کا جو بعض رسائل مین ہے کہ یہی صحت سے نہین پایا گیا کہ کھانا سامنے رکھا ہوا ہو اور کچھ بھی آپنے اوسپر پڑھا ہو یہ نہایت غلط ہے چند حدیثین مشکوة کی باب المعجزات مین موجود ہین از انجملہ حدیث ام سلیم کی بروایت مسلم و بخاری موجود ہے کہ حضرت کی گرسنگی کا حال معلوم کرکے اوس نے چند روٹیان جو کی پکا کر دوپٹہ کے پلہ مین باندہ دین یہ قصہ طویل ہے آخر یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون روٹیون کو تڑوا کر ملیدہ کی طرح جو کچھ اوسکے برتن مین گھی لگا ہوا تہا وہ اوس پر ٹپکا دیا پھر حضرت نے الفاظ قسم دعا سے وسپر پڑہے پھر دس دس آدمی کو بلا کر کھانا شروع کیا اسی آدمیون کو پیٹ بھر بھر کر کھلا دیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ام سلیم کے گھر بھر کے آدمیون نے کھایا اور پھر بھی بچ رہا - یہ دیکھئے اسمین کھانا سامنے ہے اور یہ دعا اور جو کچھ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا اوسکا پڑھنا ہے از انجملہ انس کی حدیث بروایت مسلم و بخاری کہ انس فرماتے ہین میری ماں نے ایک بادیہ مین کھانا کھجور اور گھی اور دہی کا مرکب بنایا ہوا بھیجا آپنے اوسپر کچھ پڑھا جو کچھ اللہ تعالی کو منظور تہا پھر حضرت دس دس آدمی کو بلا کر کھلانے لگے قریب تین سو آدمیون کو کھلا دیا پھر مجھکو فرمایا اوٹھا لے انس اپنا بادیہ مین نے جب اوٹھایا تو معلوم نہین ہوا کہ جب رکھا تہا یا اب زیادہ تہا

یہ ہے اگر قیاس مولف کا ہے تو وہ ثواب ہی باطل کیا گیا اور نص مخالفت کی منادی گئی اب کونسی نص ہوا حدیث مسلم سے نکالے تو مناسب تہا علی کے پہلے سے بدلالۃ النص معلوم تہا کہ اسقدر حرکت اور ایصال نفع صلوة مین درست ہے کہ خود فخر عالم نے امامہ بنت ابی العاص کو صلوة مین کندہے پر چڑہا لیا تہا اوسکی راحت کیواسطے اور رونے کے خدشہ سے اور حضرت عائشہ کے واسطے بحالت صلوة زنجیر کھولدی تہی اور دیگر مثل ان امور کے بہت وقائع تھے جس سے معلوم ہو گیا کہ اسقدر حرکت نفع رسانی کو درست ہے مگر مولف کو کونسی دلالت اشارۃ ملی جو یہ بدعت کو حسنہ بتاتا ہے یہان تو نص بھی موجود ہے **قولہ** یہ دعوی ان صاحبون کا کہ یہی حضرت سے الخ **اقول** یہ دعوی کوئی عالم نہین کرتا جو مولف سمجہا بلکہ یہ دعوی ہے کہ اسطرح ایصال ثواب کبھی نہین کیا ورنہ آپ علیہ السلام تو ہر دم ذاکر تھے جب طعام آپکے روبرو رکھا جاتا تھا قبل شروع کچھ پڑہتے ہوتے تھے اور بسم اللہ کرکے کھاتے تھے سو یہ فہم ناتمام مولف کے کمالات ہین کہ مراد مانعین کی نہین سمجہتا پس یہ چند دلیل حدیث منقولہ اوسکی اوسکو کچھ بھی نافع نہین ذرا ہوش کرکے دیکھئے **قولہ** از انجملہ حدیث ام سلیم الخ **اقول** مولف نے یہ تین حدیث نقل کی کہ جس سے یہ ثابت ہوا کہ فخر عالم علیہ السلام نے طعام پر دعا زیادہ ہو جانے اوس طعام کی فرمائی اور حدیث مین ہے قال فیہا ما شاء اللہ ان یقول سو ہو سکتا ہے کہ کچھ پڑھا ہو کہ جس سے اضافہ قدر طعام کا ہو گیا مگر تیسری حدیث مین دعا بالبرکۃ وارد ہوا ہے لہذا اون حدیث کو بھی اسپر ہی حمل کیا جاوے بہرحال طعام قلیل پر زیادہ ہو جانے طعام کی دعا فرمائی اب غور چاہئے کہ اوس طعام کی زیادہ آپکی دعا پر موقوف تھی اگر آپ دعا نفرماتے تو زیادہ حاصل نہوتی اور جس شے پر دعا زیادہ کرنے اوسکا روبرو ہونا مناسب ہے پس یہ آپکا دعا کرنا ضرورت کیواسطے تہا کہ یہ ضرورت بدون اسکے حاصل نہین ہو سکتی تہی پس یہ فعل نظیر فاتحہ مروجہ کی ہرگز نہین ہو سکتا کیونکہ یہان اگر دعا ایصال ثواب کی ہے تو بالکل لغو حرکت ہے وہ طعام جب نیت ایصال کی ہے پکایا یا بہ نیت آکل کے سامنے رکھا تو وہ صاحب طعام سے قابل وصول ہو چکا اب آکل بیہودہ کیا دعا کرتا ہے فضول حرکت ہے اور جو دعا مغفرت میت کی کرتا ہے تو اوس کا وقت

اب یہ مسئلہ ہاتھ اوٹھانے کا سو جواب اوسکا یہ ہے کہ فاتحہ مین دعا بھی کیجاتی ہے اور خود الحمد شریف بھی من وجہ دعا ہے اسکی تعریف مین لکھتے
ہین ہی دعا رو قرآن و صلوۃ جب یہ الحمد من وجہ دعا ہوئی اور اسکے سوا اور بھی دعا و سو قت کیجاتی ہے اور وقت دعا کہ جو خارج نماز سے کیجاتی ہے ادب
مین ہاتھ اوٹھانا مستحب ہے حصن حصین میں ہے آداب الدعاء البسط الیدین ت مس ر ع یعنی دعا رکے آداب مین یہ ہے پھیلانا دونون ہاتھون
کا روایت کی یہ ترمذی اور حاکم نے اور اوٹھانا دونون ہاتھون کا روایت کی یہ چہون محدثون مصنف صحاح ستہ کے نے اور مشکوۃ مین حکم نبی
صلی اللہ علیہ وسلم مرقوم ہے اذا سألتم الله فاسألوه ببطون اکفکم اور نیز مشکوۃ مین حدیث رسول ہی صلی اللہ علیہ وسلم ان ربکم حی کریم یستحیی من
عبده اذا رفع یدیه الیه ان یردهما صفرا - پس چونکہ فاتحہ میت کی امداد ہے اسلئے ہاتھ اوٹھاکر دعا کرتے ہین کہ خدا تعالیٰ بموجب مضمون حدیث
شریف کے ان ہاتھون کو خالی نہ پھیرے بلکہ مراد سے بھر دے اور مسائل اربعین مین مولوی اسحق صاحب نے مسئلہ سی و دوم کے جواب مین کہ عزم
الله المؤمنین لقتال اور یہ ایک دلیل بدعت ہونے فاتحہ مرسومہ اور سیوم و چہلم وغیرہ کی ہے کہ مولف اوسکا مقر ہے یاد رکھنا اوسکا ضرور ہے
قولہ یہ مسئلہ ہاتھ اوٹھانیکا الخ **اقول** پہلے بھی کہا گیا کہ مولف کو کہین فہم مطلب نصیب نہین اپنی تقریر یا کتنے سے کام ہے فرادی فرادی
امور مین کلام کرتا ہے اس غرض سے کہ اگر اجزا رجائز ہو وینگے تو مجموعہ بھی درست ہو جاویگا اور یہ امر باطل ہو چکا ہے اور یہ بھی ثابت ہو چکا کہ
قبل دعا کہ نہین طعام سامنے رکھکر دعا ایصال تو لغو ہے اور دعا مغفرت کا موقع نہین کہ خلاف ادب طعام کہ ہے اور شروع کھانیوالون کا رفع
ہوتا ہے اور یہ سائل فاتحہ خوانی مین ہاتھ اوٹھانیکو پوچھتا ہے پس اگر فاتحہ بہ نیت قرآن ایصال ثواب کیواسطے پڑھتے ہین تو قرآن کو ہاتھ اوٹھاکر
پڑھنا کہین شرع مین وارد نہین رکوع سجود مین قرآن کو پڑھنا مکروہ لکھا ہے حدیث مین ہے کہ نہانی ان اقرء راکعا او ساجدا الحدیث پس چونکہ رکوع
و سجود حالت ذلت و عجز بندہ کی ہے او سوقت مین قرآن مکروہ ہوا نظر بران اگر حالت دست برداشتن مین بھی مکروہ ہو تو لائق ہے کہ حالت ذلت
ہی قطع نظر اسکے ورود شرع کا اسطرح نہین لہذا بدعت ہوا اور اگر فاتحہ بہ نیت دعا پڑھی جاتی ہے تو قرآن نہین اس ہی واسطے جنب کو بہ نیت دعا
فاتحہ پڑھنا فقہ نے درست لکھا ہے اور فاتحہ مین جو دعا ہے وہ پڑھنے والے کے حق مین ہے نہ میت کے حق مین سبحان اللہ دعا تو میت کیواسطے
کرتا تھا اپنے واسطے کرنے لگا یہ خبط عقل نہ معلوم کسکی ہوئی مانگنے والے کی یا مولف کی - دعویٰ تو یہ کہ مردہ کیواسطے دعا کرتے ہین اور اثبات یہ کہ
کہنیوالا اپنے واسطے ہدایت راہ مستقیم کی مانگتا ہے سبحان اللہ اور اول مین یہ لکھہ آیا کہ فاتحہ درود پڑھکر دعا ایصال ثواب مانگتے ہین غرض
اس خبط کلام کو دیکھنا لازم ہے سب سے بعد یہ کہ سب جگہہ ہاتھ اوٹھانے دعا مین بھی مستحب نہین جیسا مولف لکھتا ہے بلکہ جہان ہاتھ اوٹھانے ثابت
ہوئے وہان مستحب ہے اور جہان کچھ ثابت نہوا وہان بھی مستحب اور جس جگہہ عدم رفع ثابت ہوا وہان مکروہ - علی قاری شرح حصن حصین مین لکھتے ہین کہ
یہ رفع وہان مستحب ہے کہ فخر عالم علیہ السلام سے وہان رفع ثابت ہوا ہو ورنہ مکروہ ہوگا اور شرح مناسک مین لکھتے ہین کہ ولا یرفع یدیه عند رویة البیت
ای ولو حال دعائه لعدم ذکره فی المشاهیر وکلام الطحاوی صریح فی انه یکره الرفع عند علمائنا الثلثة ونقل عن جابر انه فعل الیهود انتهی پھر بعد
نقل قول اوسکے کہ جسنے یہان رفع یدین کو مستحب کہا ہے لکھتے ہین کا نہ اعتمد اعلی مطلق آداب الدعاء لکن السنة متبعة فی الاحوال المختلفة المتغیرة
انه علیه السلام دعی فی الطواف ولم یرفع یدیه انتهی پس بہ کلیہ مولف کا تو باطل ہوگیا پس استحباب رفع یدین وہین ہے جہان فخر عالم سے ثابت
ہوگیا اور وہ تین حدیث مولف کی منقولہ طعام پر دعا کرنے کے باب مین دیکھو او سمین رفع یدین نہین پس مولف کو لازم ہے کہ یہان بھی رفع یدین

سیمین ہاتھ اوٹھا کر فاتحہ پڑہنا جائز ہے یا نہین تم فرمایا ہے - اما دست برداشتن برای دعا وقت تعزیت ظاہرا جواز است زیرا کہ در حدیث
شریف رفع یدین در دعا مطلقا ثابت شدہ پس در یوقت ہم مضائقہ ندارد لیکن تخصیص آن برای دعا وقت تعزیت ما ثور نیست انتہی دیکہیا
یہ بات تسلیم کی ہے کہ اس ہیئت خاص سے منقول نہین یہی حکم دیا ہے کہ ہاتھ اوٹھانا کچھہ مضائقہ نہین کیونکہ مطلق دعا مین ہاتھ اوٹھانا ثابت ہے اسی
طرح ہم کہتے ہین کہ خاص وقت فاتحہ میت کے اگرچہ کوئی روایت ماثور نہو لیکن جب حدیثون سے مطلق دعا کے لیے ہاتھ اوٹھانا آیا ہے تو اس
فاتحہ مین بھی ثابت ہوگیا کیونکہ یہ بھی دعا ہے اب دیکھیے مفتیان فتوی انکاری کوئی پاس فاتحہ مذکورہ کو کہتا ہے کہ تخصیص عبادات نا پسندیدہ شرعیہ
اور کوئی رسم ہنود لکھتا ہے افسوس جس چیز کے اصول احادیث صحیحہ سے نکلتے ہون اوسکو حرام یا رسم ہنود یا ضلالت کہنا انہی
آدمیون کا کام ہے پہلے صلحا و علما تو اسکو مسلم کہتے آتے ہین مولانا عبد اللہ گجراتی جو بڑے عالم صالح متقی ہمعصر شیخ عبد الحق دہلوی کے تھے

نہین پس مولف کو لازم ہے کہ یہان بھی رفع یدین کو مکروہ خلاف سنت جانے کیونکہ عمل علماء کا بھی نہین چہ جائیکہ رفع یدین کا عمل بعد دعا
وقت اخلا خانہ مین اور لباس پہنتے مین اور خروج خلاء اور نوم کی حالت مین اور دیگر بہت مواقع ہین کہ رفع یدین وہان ثابت نہین جو دعوت
کا پڑہنا ثابت ہو تو سب جگہ یہان رفع یدین مکروہ ہوگا مگر مولف کو ابھی خبر نہین ہوئی پڑہکر خبردار ہوجاوینگے پس اب مولف کو روایات حصن
حصین و مشکوۃ کچھہ مفید نہین یا وہ محل نزاع مین نہین غیر اوس محل مین ہین اور نہ یہ روایات کلیہ قطعیہ تہی مگر مولف کے فہم سے پرده ہے عمل علما دوام
رہین کی کیونکہ اوسمین بھی وقت دعا کے رفع مطلقا ذکر کیا ہے نہ ہر جگہ اور مع تخصیص کو دعا تعزیت مین غیر ماثور کہا ہے پس مولف
کا ایسا دعا اس سے نکلتا ہے کہ یہان تخصیص بھی ہے اور عدم رفع بھی یہان ثابت ہے اور جو ضبط العشواہ کا بھی مولف کا موید ہے کہ کہین
فاتحہ مین ہاتھ اوٹھانا کہتا ہے کہین بعد فاتحہ کے کہین کچھہ کہین کچھہ عقل قائم نہین رد محتار مین ہے دعاء اخفیۃ ما یفعلہ فی نفسہ قال
شارح المنیہ لیس فیہا رفع لان فی الرفع اعلانا انتہی اور یہان ایصال ثواب مین دعا خفیہ ہے کہ دلمین غرض ایصال ثواب کی ہے انتہی
اگر فقیر مدعو آسکے یا پیچہے طعام کے فاتحہ یا کچھہ قرآن پڑہکر تو اس میت کو پہونچاوے تو دل ہی نیت ایصال ثواب کی کرے اب طعام کے ایصال
کی تو نیت بھی لغو ہے کیونکہ اسکی نیت صاحب طعام کرچکا ہے یہ اوس سے پس دعوی کلیہ رفع یدین کا مولف کا باطل ہوا اور اس محل مین رفع یدین
کا نہونا ثابت ہوگیا اور اطلاق ایصال کو اس قید سے مقید کرنا محقق ہے پس حسب اعتراف مولف کی بدعت ضلالہ ہوا اور تشبہ ہنود کا بھی اسمین
مقرر ہے کیونکہ تمام ہنود مین رسم ہے اور انکا یہ شعار ہے کہ طعام پر بید پڑھواتے ہین جسکا دل چاہے ہنود سے تحقیق کرے یہی مولوی عبد اللہ
تحفۃ الہنود مین لکھتے ہین کہ ہر سال جس تاریخ مین کوئی مرا اوس ہی تاریخ ثواب پہونچاتے ہین اور اوسکو ضرور جانتے ہین اور پنڈت اوس
کھانے پر بید پڑہتا ہے انتہی پس اب بدعت ہونا اور مکروہ ہونا اس فاتحہ مروجہ کا ثابت بنصوص ہوگیا پس مفتیان دیندار اگر اسکو تخصیص
نا پسندیدہ شرعیہ کہین یا رسم ہنود کہین بہت بجا اور حق ہے کہ اصول نصوص سے اوسکی مذمت ثابت ہوچکی **قولہ** مولوی عبد اللہ گجراتی الخ -
اقول بعد ثبوت منع کے کلیات نصوص سے اگر مولوی عبد اللہ گجراتی اور جامع الاوراد اوسکو جائز لکھین تو ہرگز قابل اعتبار نہین اور ہمکو اونکے
قول کی توثیق کی حاجت نہین معہذا یہ تاویل کرسکتے ہین کہ تخصیصات و تعینات رسوم صالحہ اوس وقت تک ہین کہ التزام اوسکا نہو اور عوام
کے قلوب مین رسوخ کا اندیشہ نہو کبھی کبھی ترک بھی کردیا کرین کیونکہ جب مستحب کو اس وجہ سے مکروہ ہوجاتا ہے تو اوسکے لحاظ دوام کی پیشی ہے

نکیشے ہین طعامیکہ ثواب آن نیاز حضرت امامین نمایند و بران فاتحہ و قل و درود خوانند تبرک میشود خوردن آن بسیار خوب است لیکن بسبب

بردن طعام پیش تعزیہ ہا و نہادن آن طعام پیش تعزیہ ہا تمام شبہ تشبہ بکفار و بت پرستان می شود پس ازین جہت کراہیت پیدا می کند واللہ

علم سو یکھیئے کہانے کے اوپر فاتحہ کا پڑہنا شاہ صاحب کے کلام مین صاف لکہا ہوا ہے واضح ہو کہ سب سے زیادہ فاتحہ وغیرہ منع کرنے مین کوئی آیت یا حدیث

ہم مین حال اونکا یہ ہے کہ وہ تاریخ اور دن کی پابندی کو منع کرتے ہین اور اسپر بھی کوئی آیت یا حدیث ہی مخالفت ہمین کرتے فقط بعضی

مصلحتین بیان کرتے ہین چنانچہ مقامات تعیین تاریخ بستم و چہلم وغیرہ میں ہم اونکی عبارت لکھینگے لیکن کھانے کیساتھ فاتحہ پڑہنے کو وہ کبھی

منع نہیں کرتے صراط مستقیم مین لکھتے ہین نہ پندارند کہ نفع رسانیدن باموات باطعام و فاتحہ خوانی خوب نیست چہ ایمعنی بہتر و افضل است

الی آخرہ - ان عبارات منقول بزرگان سے اثبات فاتحہ مرسومہ کا اہل انصاف کے نزدیک صاف ثابت ہو گیا اب اگر بعضے صاحب منکرین

مین سے زبردستی الزام دین فاتحہ دینیوالون کو کہ ان لوگون کا اعتقاد یہی ہے کہ ثواب کھانے کا بے فاتحہ نہیں پہونچتا اور فاتحہ اور سبع آیت وغیرہ

پہنچا ہے اپنی خیال کی لو سے عمل کرتا ہے اور فقط سب بدعت ہی نہ ہشتم و ست ہم و نیہ و تتبہ اگر فاتحہ کا پڑھنا بھی مسلم ہوتا ہم رفع

یدین طعام کا سامنے رکھکر پڑہنا جسکے اثبات مین سرگردانی ہو رہی ہے ہرگز بھی نہیں نکلتا جسکو سائل پوچھتا ہے اور مفتی بدعت کہتا ہے

جسکے اثبات سنت مین مولف کمر باندہے ہوئے ہے ڈھیلے پتھر جمع کر رہا ہے اور دعوی کچھہ دلیل کچھہ شرم ندار د اور سوالات عشرہ کے

جواب شاہ عبدالعزیز کی طرف سے ہونے مین کلام ہے اگر اونکے ہی ہین تو یہ تصرف ہوا ہے کہ طعام بیار قل و فاتحہ پڑہنے سے تبرک ہوجاتا

ہے یہ قول ہرگز صحیح نہیں زکوۃ کہ اعلی درجہ کا صدقہ فرض ہے وہ بھی متبرک نہیں ہوتا اور کوئی صدقہ تبرک نہیں مثلا پس نہ زانہ مین کہ

بھی صدقہ ہے کسطرح تبرک بنگیا بلکہ سب صدقات کو اوساخ الناس حدیث مین فرمایا ہے کہ بنی ہاشم کو منع ہوئی اور جو قرآن پڑھ ہو جانے سے

تبرک ہوا ہے تو چاہیئے کہ جس گھر مین کوئی قرآن پڑہے سارے گھر کا طعام تبرک ہوجایا کرے بہر حال یہ بہتان شاہ عبدالعزیز صاحب پر ہے اور

خلاف قواعد حدیث وفقہ کے ہرگز صحیح نہیں مولف کو یہ تنگی ہو رہی ہے کہ ایسی ایسی روایات سے اثبات مدعا ہے سبحان اللہ مگر درست ہے

یہی تا مبلغ علم تناہی ہے اور مشہور ہے کہ الغریق یتعلق بکل حشیش - علی ہذا صراط مستقیم مین نفع رسانی اموات باطعام و فاتحہ خوانی

ہے کہ اس سے جمع کرنا دونون کا ایک حالت مین یا طعام روبرو ہونا قراءت کی حالت مین کہان سے مفہوم ہے وہ مطلق جمع کیواسطے

ہوتا ہے اور رفع یدین کس لفظ سے پیدا ہوا ہے صراط مستقیم مین اول اس ہیئت کو بدعت فرما کر منع کیا تھا آخر مین فرمایا کہ ہمارے اس منع

سے ایصال ثواب کا منع کوئی نہ سمجھ لیوے تو اوسکو تصریح فرما دیا کہ اصل ایصال مالی بدنی سب جائز ہے بدعات سے منع کرتا ہے اب قوله لیکن

کا اثبات فاتحہ مرسومہ کا اہل عقل و انصاف کے نزدیک ہو گیا کمال شوخی ہے یا بلادت اور کیا کہا جاوے **قوله** اب اگر بعض صاحب

زبردستی الخ **اقول** زبردستی کوئی نہیں کرتا عوام کا اعتقاد تجربہ کرکے دیکھلو اور خواص کا معاملہ مثل واجب کے التزام سے اور ملامت تارک سے

مشاہد ہے آنکھہ کھولکر مولف ہی دیکھہ لیوے اور افترا ہر روز ہوتا رہتا ہے مولف بھی مولوی محمد یعقوب صاحب اور مولوی رشید احمد صاحب

پر افترا کر چکا ہے اور اگر فرض کیا جاوے کہ عقیدہ وجوب کا نہیں تاہم اصرار اوسپر بدعت و قبیح ہے اور شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں لکھتے

ہین و سر شرک آنست کہ نزد عوام طریق ذبح جانور بہر گونہ کہ مقرر است تعیین است برای رسانیدن جان جانور برائے ہر کسیکہ منظور باشد چنانچہ

پہنچنی کو بھی لوگ یون نہین جانتے کہ یہہ امر خیر ہے اور ثواب کی بات ہے بلکہ اسکو فرض و اجب جانتے ہین جواب سکا یہ ہے کہ منکر لوگ ہیو ایسی زبردستی افترا باندھا
کرتے ہین شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ جو ہر سال اپنے باپ کا عرس کرتے تھے اون پر مولوی عبد الحکیم پنجابی نے یہہ اعتراض لکھا ہے کہ تعین عرس کو فرض جانتے
ہے سال بسال التزام ہوا ہے کا جواب شاہ صاحب موصوف نے لکھا ہے زبدۃ النصائح مطبوعہ ۱۲۸۳ھ کے صفحہ ۹ مین ہے۔ این طعن مبنی است بر جہل احوال
مطعون علیہ زیرا کہ غیر از فرائض شرعیہ مقررہ را ہیچکس فرض نمیداند آرے زیارت و تبرک بقبور صالحین و امداد ایشان بامداد ثواب و تلاوت قرآن و دعا
خیر و تقسیم طعام و شیرینی امر مستحسن و خوب است باجماع علماء و تعیین روز عرس برای آن است کہ آن روز مذکر انتقال ایشان می باشد از دار العمل بدار الثواب
بعد اس عبارت کے شاہ صاحب نے **عرس کی اصلیت** احادیث سے ثابت فرمائی ہے در منثور اور تفسیر کبیر وغیرہ سے عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انہ کان یاتی قبور الشہداء علی راس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار والخلفاء الاربعۃ ہکذا یفعلون انتہی۔ اس تقریر سے چند امر
فاتحہ و ذکر و درود خواندن طریق متعین است برای رسانیدن ماکولات و مشروبات بارواح الخ اس سے یہہ صاف ظاہر ہے کہ عوام کے نزدیک یہہ طریق
ایصال ثواب متعین ہے اور تعیین مطلق سے بدعت ضلالہ ہوا بقول موصوف بھی اور جب کوئی طریق نہین سوا اسکے تو یہہ طریق واجب ہوا اگرچہ بھی اس سے
واضح ہوا کہ شاہ عبد العزیز کے نزدیک یہہ طریق ایصال کا بدعت و ناجائز بھی ہے پس سوالات عشرہ کی تکذیب ظاہر ہو گئی کہ اوسمین جواز و تبرک
لکہا تہا حالانکہ یہان نجاست معنوی بدعت کے باعتراف موجود ہے مولف غور سے مطالعہ فرماوے تاکہ اسکی آنکھ کھل جاوے الحاصل عوام کے نزدیک
تعیین طریق ایصال ثواب فاتحہ مروجہ شاہ صاحب کی تحقیق سے معلوم ہوا اور حسب اقرار مولف یہہ جاہل ہر دو نو ہیچ کے او بدعت ضلالہ ہوا تو خواص کو
بھی اس کام کا کرنا جس سے عوام کو خرابی ہو و ے ممنوع ہوا کہ موجب اضلال عوام کا ہے اور یہی مدعا مانعین کا تہا اور مولوی عبد الحکیم صاحب نے شاہ صاحب
پر انعقاد فرضیۃ عرس کا اعتراض کیا تہا شاہ صاحب نے اوسکا انکار کیا اور ایصال ثواب و زیارت قبور کو مستحسن فرمایا سو اس مین کسی کو انکار نہین کہ
عوام کو تو بری اس عقیدہ سے نہین کیا بلکہ عوام کا یہ عقیدہ تفسیر عزیزی مین خود فرما دیا اور بطور التزام کے تعیین یوم زیارۃ کو نقلا لکہکر ایسے عقیدہ
الکہدی مذکورہ ضعیف ہی نہ بطور احتجاج و تقسیم اس حدیث و عمل کی اور دلیل اسکی یہہ ہے کہ عجالہ نافعہ مین خود شاہ عبد العزیز لکھتے ہین کہ طبقہ رابعہ
کی احادیث پر اعتقادیات اور عملیات میں دونون مین عمل کرنا درست نہین پس اس روایت در منثور وغیرہ پر کہ طبقہ رابعہ سے ہین کسطرح عمل درست
ہو سکتا ہے حالانکہ حدیث صحیح لا تتخذوا قبری عیدا اسکی معاند موجود ہے اور مانع عرس کی ہے قال صاحب المجمع لا تجعلوا قبری عیدا ای زیارۃ قبری
عیدا او قبری مظہر عید ای لا تجمعوا الزیارۃ اجتماعکم للعید فانہ یوم لہو و سرور و حال الزیارۃ بخلافہ وکان داب اہل الکتاب فاورثہم القسوۃ ومن جہۃ
عبدۃ الاوثان حتی عبدوا الاموات۔ انتہی۔ اب دیکھو کہ عرس کو حدیث صحیحین نے بالکل حرام کر دیا اور مولف بھول گیا کہ صحیحین کے مقابلہ مین نسائی کی
روایت کو بحث بدعت مین قابل عمل نہین لکھتا تہا حالانکہ وہ حدیث صحیح تہی اور معارض بھی نہین تہی اب اس حدیث شیخین کے مقابلہ مین ضعیف
روایت کہ قابل احتجاج ہی ہرگز نہین کسطرح درست ہو گئی مولف کو واجب ہے کہ اسکو حسب اپنے قاعدہ کے رد کر دیوے معہذا حدیث مجمل ہے کہ اس
ہو لیسے نہ معلوم کیا مراد ہے یا محرم ہے کہ قدیم عرب مین راس حول تہا یا ربیع الاول کہ راس سال ہجرت ہے یا شہادت کہ شوال تہا پس مجمل پر عمل ہو سکتا نہین
بہرحال شاہ صاحب نے الزاما روایت نقل کر دی ہے ورنہ ہرگز قابل احتجاج کی نہین پس اصلیت عرس کی ہرگز ثابت نہین جیسا مولف اپنے زعم مین جما ئے
بیٹھا ہے پس **قولہ** اس تقریر سے چند باتین ثابت ہوئین الخ **اقول** سب لغو ہو گیا کیونکہ اصلیت عرس کی اس حدیث سے جب ثابت

ثابت ہوئین **ایک** یہہ کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے عرس کی اصلیت حدیث سے پہنچائی یعنی ابن منذر اور ابن مردویہ اور ابن جریر کی روائتین جو در
منثور اور تفسیر کبیر سے نقل فرمائی ہین اون مین یہ بات ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سال بسال شہداء احد کی قبور پر ہر برس کے سرے پر تشریف
لاتے تھے اور اسیطرح بعد آپ کے خلفاء اربعہ کرتے رہے غرضکہ اصلیت عرس ثابت ہوگئی اب جو کوئی شاہ صاحب موصوف کے خاندان مین ہوکر
اپنے بزرگان کا کلام رد کرے اوسکو اختیار ہے **دوسری بات** یہ کہ قبور صالحین کی زیارت موجب برکت ہے **تیسری** یہہ کہ قدیم سے مسلمان
وقت مقرر پر دیا کرتے ہین اور فقرا بانٹ دیا کرتے ہین کہ ان لوگون نے اس کام کو فرض واجب جان رکہا ہے چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب
بھی یہی فرماتے ہین انکے حق میں بس یہ حالت انکی ہے جو لوگ تعین کرنے والے ہیں اور مثل مولد شریف کر نیوالے اور قیام
کرنے والون پر اعتراض کرتے ہین کہ یہ لوگ ان چیزون کو فرض واجب سمجھتے ہین اسی دہوکے مین شاہ صاحب نے فرمایا **چوتھی** یہہ کہ فتوے
سماری مین مولوی امیر باز خان رحمۃ اللہ امر ثواب کو حصہ تعیین کا ثابت کرتے ہین تو کلام شاہ عبد العزیز صاحب کا اور انکے معمول واکی سے معلوم
ہوگیا کہ تعین کا بنیاد ایکی زمانہ سے ہے **پانچوین** یہ کہ ایک وقت مین جمع عبادتین یعنی قرآن اور دعا اور تقسیم شرینی وطعام زیادہ انہین بلکہ
مستحسن اور خوب ہے اور خوب بھی کیسا کہ باجماع علماء اب کہیئے اجماع علماء اور اتفاق صلحا کے آگے تمہارے پیرون کے اختلاف اور جہوٹ کو کون سنے **تتمہ** مولوی
یعقوب علی مدرس مدرسہ نظامیہ نے اپنے تمام پیشوایان متقدمین اور متاخرین کے رسائل سے دلائل انتخاب کیے فاتحہ وغیرہ کی حرمت مین ایک رسالہ
لکہا تہا کا باعث اول ایکشخص خیر اللہ ہوا تہا اور وہ رسالہ دہلی مطبع فاروقی مین چہپا اوس رسالہ کی تعریف صفحہ اول مین یہ لکہی ہے ایسا مکمل
مدلل اور محقق ہوا کہ آج تک کہین نہین چہپا تہا اور نہ دیکہنے مین آیا اور نام اسکا سیف السنۃ رکہا انتہی کلامہ چونکہ تعریف مولف رسالہ کی
بقول شخصے اپنے منہ میان مٹھو بہت کچہہ لکہی ہے اس مین اندیشہ ابتلای عوام کا ہے اسلئے مین محرر اس انوار ساطعہ کا چاہتا ہون کہ اس سیف
السنۃ کے دلائل کا کند ہونا اور بدزبانی کا زنگ لگا ہونا مرشدون کو دکہلا دون مولوی مذکور صفحہ ۴ سیف السنۃ مین لکہتے ہین یہہ جو

ہوئی کہ یہہ حدیث بسند صحیح ہوتی اور اوسکی معارض حدیث نص صحیح ہوتی اور قبور صالحین کی زیارت اوسوقت موجب برکت و ثواب ہے کہ
کوئی محذور شرعی لازم نہ آوے اور التزام مستحب کا بہی بدعت ہے بسبب تقیید اطلاق کے **بقول مولف** پس یوم عرس اگر متعین ہوگا تو
محذور بدعت لازم آویگا . اور جمع بین العبادتین درست ہے بشرطیکہ اوسکی ترکیب سے کوئی ہیئت غیر مشروع نہ پیدا ہو جاوے . باقی ہذیانات
مولف کا جواب محقق پہلے ہو چکا ہے ضرورت اعادہ کی نہین اب جو بے پیر اور بے راہ ہی خود معلوم ہوگیا کہ احادیث صحاح کا مخالف اور اپنے
قول کا مائل خلاف مجتہدین کے ہوکر جو ہوگا وہی بے پیر بلکہ بیدین ہے فقط **قولہ** تتمہ الخ **اقول** مولوی یعقوب علی کے پیشوایان کا جواب
آجتک کسی اہل بدعت نے نہین دیا مگر مولف کی طرح سب و شتم کرجہلاء کا طریق ہے کرتے رہے ہین نہ مولف نے تمام اپنے پیشوایان کی ساری عمر
کی تحقیقات و تحریرات کا انتخاب کرکے یہ رسالہ انوار ساطعہ لکہا ہے اور تیس سال کی اپنی سعی کا خلاصہ اوس مین درج کیا ہے سو واضح ہوگیا
کہ محض جہل مرکب ہے بس فقط رد ہی رہ گئے سوال کو سمجہے نہ جواب کو بوجہے دعوی کچہہ دلیل کچہہ نتیجہ کچہہ اور دلائل ایسے جرپوز سو ایسے علم پر ناز اور مولوی
یعقوب علی پر اعتراض مولف کی ہی بے شرمی کا کام ہے اور بس **قولہ** مولوی مذکور صفحہ ۴ مین سیف السنۃ کے لکہتے ہین الخ **اقول** مولف
ذرا تو شرم کرے اور سوچے جو معنی شرح منیہ کے سمجہی شرح منیہ کہ یہ معنی ہین کہ قرآن پڑہنے کو میت کیواسطے لوگ جمع ہون اور ان کیواسطے

کھانا سامنے رکھکر ہاتھ اوٹھا کر یا بلا اوٹھائے کچھ کلام اللہ بطور فاتحہ پڑھتے ہین فقہا نے مکروہ لکھا ہے شرح کبیری مین ہے ان اتخاذ الطعام عند
قراءة القرآن یکرہ یعنی رکھنا کھانے کا وقت قراءۃ کے مکروہ ہے انتہی کلامہ اب اس مقام پر چند باتین قابل خیال کی ہین ایک تو یہ کہ جیسا ہونگے ہیلا ذ
اسواسطے اتخاذ الطعام کے معنے لکھے رکھنا کھانے کا یہ خلاف لغت عربی کے ہے رکھنے کو عربی مین وضع کہتے ہین اور سبحان اللہ تطبیق دلیل مدعا پر
دیکھئے کیا خوب ہے دعوی کرتے ہین کہ سامنے کھانا رکھکر کلام اللہ پڑھنا منع ہے اور دلیل یہ لاتے کہ جس وقت قرآن پڑھتے ہوئے ہون اوس وقت کھانا
رکھنا منع ہے دیکھئے دلیل تو فی نفسہ مسلم ہے یعنی جس وقت آدمی قرآن پڑھتے ہون مین حالت قرأت مین اونکے سامنے کھانا لانا اور اوس وقت
طعام تیار کرلیا جاوے تو یہ مکروہ ہے پس سنو کہ ہر گاہ کہ عوام کے نزدیک مقرر ہولیا کہ ضیافت میت مین لوگ اگر قل پنج آیت پڑھتے ہین اور
یہان بھی اگر پڑھا ہے کہ عادۃ ہونا اسکا فہرمانتے ہین تو بداہۃ اہل میت کی نیت طعام کے ساتھ قرآن پڑھنے کی ہوئی اور طعام خوار بھی جانتے ہین
کہ ہمکو وہان جاکر قرآن کا پڑھنا ضرور ہے تو اجابت دعوت کیساتھ قرآن پڑھنے کی نیت مقرر ہوتی ہے پس طرفین مین ضیافت کا ہونا اور قراءۃ قرآن
کا ہونا محقق ہوچکا اس سبب کے واسطے قرآن خوانی کو بلانا اور جانا اس ضیافت پر صادق آئیگا واہتہ پس اتخاذ الطعام عند قراءة القرآن پیدا ہوچکا
ہے بداہۃ اگرچہ قلیل ہی ہو سارا قرآن نہو کیونکہ کثرت قلت کا فرق تو مولف نے ساقط کردیا ہے ایک لڈو کو ضیافت کا حکم دے چکا ہے اور رفع
فاتحہ کو قرآن کا حکم دیدیا اور درست ہی پس قرآن خوانی کے واسطے اور قرآن خوانان کیواسطے اتخاذ طعام ہوگیا اگر تھوڑی سی بھی عقل ہو تو واضح ہے
البتہ یہان دوسری شق بھی شرح منیہ کی موجود ہے یعنی وان اتخذ وا للفقراء کان حسنا بہرحال یہ ضیافت مروجہ مرکب ہوئی دونون شق سے کہ
الفقراء بھی ہے اور لقراءة القرآن بھی ہے پس مرکب مباح اور مکروہ سے مکروہ ہی ہوتا ہے یہ قاعدہ مشہور ہے پس موافق قواعد فقہ کے اور روایت
شرح منیہ کے یہ اتخاذ طعام مکروہ ہوگیا مولف خوب سمجھکر غور کرلیوے اب مولوی یعقوب علی کا استدلال سنو کہ اونکی مراد رکھنے سے تیار کرنا ہے
ٹھیرا یا ہے یعنی پکوانا اور یہ محاورہ ہند کا ہے جیسا اتخاذ الجمعة جو باب ترمذی وغیرہ مین آتا ہے اوسکا ترجمہ بال رکھنے کرتے ہین بہرحال مراد اون کی
سامنے آکل کے رکھنا نہ تھی کہ کوئی لفظ ایسا ترجمہ مین نہین ہے مولف نے زبردستی رکھنے کو سامنے رکھنا سمجھکر اعتراض کیا ہے خواہ مخواہ دیس یہ کم
فہمی مولف کی ہے اور اعتراض ہرگز نہین مولف ترجمہ غلط کرنیکا دعوی کرتا ہے اور خود اپنی خبر نہین کہ کس قدر غلط تراجم اور خیانت نقل عبارات مین
کرتا ہے جنکے خط ہائے لفظی درستی نہین ہوتی بطور الزام کے ایک غلط ترجمہ مولف کا بتاتا ہون کہ صفحہ تیسرے کی پہلی سطر مین لست کاحد کم کا
ترجمہ مولف نے لکھا ہے بقولہ یعنی ایک تم مین میری طرح نہین " اور حالانکہ یہ ترجمہ ہدایۃ النحو پڑھنے والا بھی نہین کرسکتا اسکا ترجمہ یہ ہے کہ مین
نہین ہون مثل کسی ایک تمہارے کے پس اپنی خبر نہین دوسرونکو خواہ مخواہ طعن کرتا ہے اور جو تسلیم کیا جاوے کہ سامنے ہی رکھنا اونکی مراد ہو تو بھی
استدلال درست ہے اسواسطے کہ درصورتیکہ قرآن خوانون کو کھانا کھلانا بعد قرارت کے یا قبل قرارت کے اور اون کیواسطے کھانا پکانا مکروہ ہوا تو
عین قراءۃ مین سامنے رکھا ہونا اور اسکی ہی واسطے کھانا پکانا بطریق اولی مکروہ ہوگا بدلالۃ النص پس یہ روایت کھانا رکھکر قرآن پڑھنے پر صاف
دلالت کرتی ہے مگر مولف کو فہم مطلب سے غرض نہین دوسرے یہ کہ جب قرآن پڑھتے ہوئے کھانا لاکر رکھنا مکروہ ہی جسکو مولف خود تسلیم کرتا ہے اور
اور اوسکی دلیل کو بھی مسلم رکھتا ہے تو بعینہ اوس ہی دلیل سے قبل قرارت بھی رکھنا مکروہ ہوگا اسواسطے کہ خشوع کا جانا جیسا وقت قرارت کے طعام
رکھنے مین ہے قبل قرارت رکھنے مین بھی موجود ہے قاری کا دل مشغول ہونا دونون صورت مین موجود ہے بلکہ پہلے سے رکھنے مین زیادہ دیر تک مشغول ہے

اور اسمین مشغول کرنا مکروہ ہے لیکن اون کا دعوی اس سے ثابت نہین ہوتا اور تماشا یہ کہ دروغ گو را حافظہ نباشد اتخاذ الطعام کے معنے یہان سامنے رکھنے کے کرکے پھر تیسری سطر مین جو رسم تیجے دسوین وغیرہ کو ذکر کرتے ہین اتخاذ الطعام کے معنے لیکے مقرر کرلینا کھانے کا اور اس سے زیادہ بددیانتی یہ شرح کبیری سے یہ فقرہ نقل کر دیا لیکن صاحب کبیری نے جواب پر اعتراض کیا ہے دوسری سطر مین وہ نقل نکیا وہ یہ ہے ولا یخلو عن نظر لانہ لا دلیل علی الکراہۃ الی آخرہ یعنی وہی صاحب کبیری شارح منیہ لکھتے ہین کہ یہ مکروہ کہنا اس کھانے کو بحث سے خالی نہین اسواسطے کہ کوئی دلیل کراہت پر نہین الی آخرہ ۔ اس سے بھی زیادہ خیانت اور ابلہ فریبی یہ کہ اوسی سطر مین شرح کبیری مین لکھا ہے وان اتخذوا طعاما للفقراء کان حسنا ۔ یعنی اگر تیار کرین کھانا فقیرون کے واسطے اچھی بات ہے صاحب سیف السنۃ نے ایسی سیف اپنے گردن دیانت پر پھیری کہ اس فقرہ کا نام بھی نہیں لیا اور ایسے ہی صفحہ ۱ مین مولوی عبد الحکیم صاحب دہلوی پر افترا کیا ہے کہ انہون نے تفسیر کے صفحہ ۱ مین لکھا ہے کہ غزوۂ تبوک مین حضرت نے دعاء و فاتحہ پڑھی ہے حالانکہ یہ تہمت بہتان ہے اونکی تفسیر فتح العلیم کا صفحہ ۱ دیکھیے جسکا جی چاہے کہ غزوۂ تبوک مین انہون نے فاتحہ کا نام بھی نہین لیا فقط یہ لکھا ہے کہ دعا پڑھی افسوس ہزار افسوس کہ اس سیف السنۃ مین دو مقام پر مولوی عبد الحکیم صاحب کی نسبت انقلاب ہے کہ حاشیہ صفحہ ۱ مین لکھا کہ اونکی کل تصنیفات دغا ہی اور بسلامانی سے خالی نہین اور حاشیہ صفحہ ۱ مین بھی خراب لفظ لکھے اب سب ارباب سعادت خیال فرماوین کہ اونکی دغا بازی تو یک بھی ثابت نہین مگر

سوم بالطریق الاولی مکروہ ہوگا پس مدعا اور دلیل تو مطابق ہے مگر مولف کی فہم مین کوتاہی اور مخالفت ہے اور یہہ دوسری دلیل کراہت فاتحہ مروجہ کی جو مولف نے لکھی ہے ثابت ہوگئی کہ دل قاری کا اور جماعۃ کلین کا کھانے مین مشغول ہے اور قرآن کا پڑھنا اور سننا کہ دونون عبادت ہین ہو رہا ہے قال مولف دلیل دوئم سے یہ ہے کہ آدمی قرآن پڑھتے ہون یعنی حالت قراءت مین اونکے سامنے کھانا لانا اور اونکا دل اوسمین مشغول کرنا مکروہ ہے انتہی اپنے دلیل کراہت فاتحہ مروجہ کی مولف نے اپنے منھ سے بولدی مگر یہان پڑھنے مین طعام رکھنے سے دل مشغول ہو اور پہلے سے رکھکر پڑھنا شروع کرنے مین نہ مشغولی ہو یہ کوئی عاقل نہین کہہ سکتا الغرض یہہ ترجمہ آپکا مسلم کرکے بھی استدلال مین کوئی عیب نقصان نہین ہان مولف کے فہم مین بیشک نقصان ہے پس یہ معنی ترجمہ اور خندہ مولف کا اوسپر ہی منقلب ہوا اور لغت دانی اور علم و فہم مولف کا سب پر واضح ہوگیا مگر خدشہ لا یخلو عن نظر کا باقی ہے وہ بھی سنو کہ ظاہر یہ خیانت مولف کی ہے کیونکہ مولف کو اس مقام رد محتار پر نظر ہے چنانچہ اسی پہلی دلیل کی روایت مولف اسی سطر مین نقل کرتا ہے مورد محتار بعد نقل روایت شرح منیہ کی اور اوسکے قول لا یخلو عن نظر کے لکھتا ہے اقول فیہ نظر فانہ واقعۃ حال لا عموم لہا مع احتمال سبب خاص بخلاف ما فی حدیث جریر علی انہ بحث فی المنقول فی مذھبنا ومذھب غیرنا کالشافعیۃ والحنابلۃ استدلالا بحدیث جریر المذکور علی الکراھۃ الخ پس ہرگاہ مولف کو اس نظر شرح منیہ کا منظور ہونا معلوم تھا پھر بھی دیدہ و دانستہ نقض کیا یہ عین خیانت اور حق پوشی اور خلاف دیانت کی ہے اور چونکہ نظر شارح منیہ کی لا یعبأ بہا ہوئی اور روایت بزازیہ کی سالم و معتبر رہی مولوی یعقوب علی نے اصل روایت کو نقل کیا اور نظر پر کچھ نظر نہ کی کہ خود منظور نہیں تھی عین دیانت و علم ہے کہ معتبر روایت کو نقل کرے اور منظور فیہ پر التفات و نظر نکیا کرے مگر مولف اپنے حال اس کو عین دیانت جانتا ہے اور اوروں کی دیانت کو بھی خیانت سے تعبیر کرتا ہے معاذ اللہ **قولہ** پھر ایسے ہی صفحہ ۱ مین الخ **اقول** مولف اسکو افترا کیون کہتا ہے فاتحہ کو من وجہ دعا مولف خود بھی کہتا ہے سو بطور عطف تفسیر کے انہون نے لکھدیا ہے کوئی توحش کی بات نہین اور شکوہ بدزبانی کا بھی مناسب نہین مولف نے اپنے استادان دین کو اور بڑے بڑے جلیل القدر علماء و اتقیاء متاخرین و متقدمین کو نہین چھوڑا اگر مولوی یعقوب علی نے مولوی عبد الحکیم کو کچھ لکھدیا تو کیا شکوہ ہے مولف کا تو یہہ

دعوی بے دلیل ہے اور حضرت سیف السنتہ کے یک ہی فقرہ مین کتنی بددیانتی اور خیانت بہری ہوئی ہو اسیطرح اگر کوئی دانشور اوسکو دیکھیگا معتا
نہ بیان اوس مین یادیگا مین نے اوسکا انداز اور چال چلن ایک فقرہ لکھکر ظاہر کردیا ہے مشتے نمونہ خروارے مجکو بزرگان سلف کی دانشمندی و
سچی کلام فرمانیکا کمال اذعان ہے سچا اعتقاد اور صحیح تجربہ سے کہتا ہون کہ یہ بات بزرگون کی نہایت صحیح ہے المرء یقیس علی نفسہ یعنی آدمی
اپنا سا خیال کرتا ہے پس اسیطرح مولوی یعقوب علی مذکور نے مولوی عبدالحکیم صاحب کو خطاب ذو النقابی کے موافق دیا ہے اس کا کچھ گلہ نہین آپ اپنے
تبحر علمی کا حال سنیئے کہ غزوہ تبوک کی حدیث جس مین کثرت سے صحابہ تھے آپ صفحہ ۱۱ سیف السنتہ مین اوس حدیث کی نسبت لکھتے ہین اگر بہ
صحابہ تہا تو کیون یہہ حدیث متروک ہوئی بار ہا اس عاجز نے کتب صحیح ستہ وغیرہ کا درس دیا ہے اسکا پتہ بھی نپایا انتہی کلامہ آپ عالم اور
محدث ہونیکا دعوی فرماتے ہین کہ صحاح ستہ اور اوسکے ساتھ وغیرہ بھی پھر وہ بھی بار ہا درس دینے کا اظہار اور میان کو حدیث غزوہ تبوک کی خبر
نہین اگر کوئی مشکوۃ کا ترجمہ بھی دیکھا ہوا ہوتا تو مان لیتا کہ بیشک باب المعجزات مین یہ حدیث بروایت مسلم موجود ہے اب حال خوش فہمی اور ترتیب
دلایل اور تحصیل نتایج کا دیکھیے رد فاتحہ مرسومہ کی بڑی عمدہ دلیل صفحہ ۵ کے آخر سطرون مین لکھتے ہین جب آپ کے سامنے طعام تناول کے
آتا آپ سالن کی انتظاری نفرماتے اگر کسی نے کہا یا رسول اللہ سالن آنے دیجیے آپ فرماتے کہ سالن کو روٹی برذق دیتے ہو انتہی کلامہ جان نہ
کیہ محکم دلیل آپنے رد فاتحہ کے لیے تجویز فرمائی ہے قیاس مع الفارق اول تو یہہ کہ وہ کھانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خود نوش جان فرمانیکا
تہا محتاجون کو بقصد ثواب سالن کھلانیکا نہو تا تہا جب وہ کھانا اور طرح کا ہوا اور یہہ اور طرح کا تو ایک کو دوسرے پر قیاس کرنا چاہیے وہی مثال ہو

عین مذہب دین ہے اگر یہ کوئی بڑی بات ہی تو اول خود عمل کرے پھر دوسرے کو نصیحت کرے زیادہ اس سے ہم جھگڑے کا جواب نہین دیتے کہ عدم کی بات
نہین **قولہ** اب حال خوش فہمی الخ **اقول** خوش فہمی مولف کی تو اول رسالہ سے یہان تک دیکھتے چلے آتے مین پہلی قول مین مولوی یعقوب
کی تخطیہ مین بھی مولف کی خوش فہمی ظاہر ہو چکی بندہ نے سیف السنتہ کبھی نہین دیکھی سنے اس رسالہ ہی سے یہ عبارت اوسکی معلوم ہوئی ہے
خوش فہمی مولف کی یہان بہی واضح ہے یہ روایت عدم انتظار سالن کی تو مولف قبول ہی کرتا ہے خواہ کیسی ہی ہو پہر اس مین کلام فضول ہے
البتہ مولف نے مابہ الافتراق پیدا کرکے اعتراض کیا ہے کہ طعام اپنے کھانے اور صدقہ کے طعام مین فرق ہے اپنے کھانیکے طعام کا تو ادب ہے
کہ انتظار سالن کا بھی نہو اور صدقہ کا طعام ہوگیا تو ادب نرہا کہ پڑا رکہا رہے حالانکہ طعام دونون ظاہرا ادب مین برابر ہین گو اوساخ معنوی سے صدقہ
ملوث ہوکر ذی فضل کو مکروہ ہوا مگر ادب طعام مین کچھہ فرق نہین آیا پس مولوی یعقوب علی کی غرض یہی تھی کہ طعام کا ہر حال ادب ہے اگرچہ صدقہ کا
ہو پس بعد طعام رکھنے کے دوسرے کام مین نہ لگے بلکہ مشغول باکل ہوجاوے جیسا فخر عالم علیہ السلام نے کیا مگر مولف نہ سمجھا تو بولا کہ یہ طعام صدقہ
ہے پس اگر یہ فارق ہے تو مولف اپنے دعوی کو کسی ایسی دلیل سے درست کرے کہ طعام صدقہ مین ادب نہین رہتا ورنہ کلام مولف کی خوش فہمی ہو دے
گی۔ الحاصل طعام نعمت الہی ہے اگرچہ طعام صدقہ کا ہو حدیث مین ہے کہ اکرموا الخبز اور یہہ بھی اکرام ہے کہ بعد طعام آنیکے دوسرے کام مین
مشغول نہو متوجہ باکل طعام ہوجاوے اگرچہ عبادت نفل ہی کیون نہو چنانچہ حدیث مسلم گذری۔ لاصلوٰۃ بحضرۃ الطعام اور احیاء العلوم
مین بھی حضرت علیہ السلام کا فعل نقل کیا ہے کہ انتظار سالن کا بھی نکرتے تھے پس طعام سب برابر ہین پس قرآن خوانی طعام رکھکر نجد
ممنوع ہوگئی اور صدقہ کا فرق محض دعوی مردود ہے نص سے یہہ ادب طعام صدقہ مین رفع ہونا مولف اگر ثابت کردیوے تو قابل التفات ہے

اسکی ضعیف روایتین ہین اسلئے مین ضرور کرتا ہون کہ شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ سے مولوی اسحاق صاحب نے مائۃ مسائل مین چند مقام پر سند پکڑی ہے اور کتاب خزانۃ الروایات سے بھی اُنھون نے سند پکڑی ہے مائۃ مسائل کے مسئلہ ہشتاد و سوم مین اور مسائل اربعین کے مسئلہ سی و پنجم مین و مسئلہ بست و سوم مین اور دستور القضات کی بھی سند پکڑی ہے مسئلہ سیزدہم مائۃ مسائل مین پس یہ کتابین انکے بزرگون کی مسلم الثبوت ہین غرضکہ ان کتابون کی روایت کے موافق معلوم ہوا کہ جو لوگ کچھ خیر خیرات اور دعا و درود وغیرہ نہین کرتے اونکے گھر سے روحین موتی کی غمگین نا امید ہو کر اونکو کوسنی بد دعا دیتی نکلتی ہین بنا بر علیہ سلف مین دستور تہا کہ جمعرات کو صدقہ دیتے تھے لیکن آخری صدی کے ملا نے چھوڑ دا دیا

صحیح کسی کتاب سے کوئی روایت نقل کی تو وہ تمام کتاب ناقل کے نزدیک معتبر ہو جاوے یہ آج تک کسی نے نہین لکھا مثلاً ہدایہ شرح وقایہ وغیرہ کتب سے استدلال لاتے ہین معہذا اوسکی ضعیف روایت پر جرح کرکے ترک کر دیتے ہین ترمذی ابو داود وغیرہا کتب سے سند لاتے ہین معہذا جس روایت مین اوسکے ضعف ہے اوسکو ترک کرتے ہین اسکو ادنی طالب علم بھی جانتا ہے مگر مولف کہتا ہے کہ مولوی محمد اسحق صاحب نے شیخ عبد الحق اور خزانہ اور دستور القضاۃ سے روایات نقل کی ہین تو بس سب مرویات منقولات انکی اونکے نزدیک معتبر واجب القبول ہو گئی یہ عجب العجاب استدلال ہے اور خود مولف اسکے خلاف عمل کرتا ہے کہ نسائی جو معتبر کتاب ہے اوسکی زیادۃ ثم یفشو الکذب کو خود خلاف شیخین کی روایت سمجھکر ضعیف متروک بنا چکا ہے حالانکہ نسائی کو وہ معتبر جانتا ہے پس وہ دوسرون کو کیون ایسا جان گیا کہ دو ایک روایت نقل کرنے سے سب کی سب معتبر جان لیتے ہین اگر مولف کو مخالفت حدیث صحیح کا عذر ہے تو دیگر علما بھی یہی عذر رکھتے ہین غرضکہ مولف کی کوئی ہوش کی بات نہین اب سنو کہ اول تو ان روایات کی توثیق خود کتاب والون نے نہین کی کہ اونکے نزدیک یہ روایات صحیح ہین یا نہین اور بدون توثیق کے نفس نقل سے تصحیح نہین ہوتی پھر دوسرے اونکی سند بیان نہین کی جسپر اعتماد ہو سکے شیخ نے تو فقط یہ لفظ کہا کہ در بعض روایات آمدہ ۔ نہ معلوم کہ وہ مرفوع ہے یا کسی عالم کا قول ہے اور خزانہ بعض علما محققین سے یہی نقل کرتا ہے نہ معلوم کہ کون ہین اور کیسے ہین ایسی ہی روایت محدثین کے نزدیک معتبر نہین ہوتی اور بظاہر قول کسی عالم کا ہے اور دستور القضات مین فتاوی صغریٰ سے نقل کیا ہے کہ نہ رفع کا حال معلوم ہے نہ کچھ غرض توثیق سے ہے نہ سند ہے نہ یہ معلوم کہ کسکا قول ہے اور نفس نقل سے توثیق نہین ہو سکتی نہ از طرف ناقل اور نہ از غیر پس ایسی روایت کا اعتبار کس عاقل کا کام ہے علاوہ اسکے یہ خلاف قواعد شرعیہ کے اور معارض احادیث صحاح کے ہے سوا اسکے ایصال ثواب کا ورثا پر حق واجب نہین باتفاق امت بلکہ مستحب اور احسان محض ہے کسی ایک عالم نے بھی نہین کہا کہ زندہ پر مردہ کا حق واجب ہے یا حق تعالی نے ایصال کو واجب کیا ہے پس اگر کسی نے احسان کیا مستوجب ثواب و مدح کا ہوا اور نہ کیا تو قابل لوم اور سرزنش کے نہین لہذا اگر جمعرات کو زندہ نے مردہ کو ثواب نہ پہونچایا تو کوئی ظلم اوس نے میت پر شرعًا نہین کیا ہان احسان بھی نہین کیا تو احسان نکرنے پر بد دعا کا کرنا شرعًا حرام ہے اور قابل سزا اور سرزنش کے ہے کیونکہ یہ بھی ظلم ہے پس میت مسلم باوجودیکہ ظلمت نفس و شیطان سے چھوٹا حقیقۃ الامر جسپر شرادسکو برزخ مین واضح ہو گئی وہ اب بھی بزعم مولف گرفتار معصیت و مرتکب منکرات ہے کہ دیدہ و دانستہ ناحق بد دعا کرتا ہے بعد اتیان یقین و کشف آخرت کے بھی وہ شر نفس مین مبتلی ہے اور کسب معاصی مین گرفتار ہے معاذ اللہ یہ روایت قطعًا متہم و متروک ہے اور خلاف نصوص صحاح کے ہے ارواح کو عالم برزخ مین سیآت کے ظلمات و قبح اور حسنات کے انوار و حسن مشاہد ہو جاتا ہے پس اون سے

مین اور وہ حدیث بھی پیش کرتے ہین اور روایات فقہا رحمہم اللہ کی سند گذارتے ہین اور یہ انکار کرتے ہو اور اس اعتقاد کے باعث ہم لوگون کو بدبختی کہتے ہو سو یہ بھی مثل ہے جسطرح فرقہ معتزلہ خود اپنے کو اصحاب العدل والتوحید نام رکہتے ہین اور اہل سنت وجماعت کو وہ بدبختی اور ارباب الہوا کہتے ہین اب ذرا قلب کے نرم کرنے کو ایک قصہ نہایت معتبر کتاب جسکے مصنف کو نو سو برس سے زیادہ ہوئے چار واسطہ سے امام ابو یوسف کے شاگرد ہین انکو حدیث انکی حفظ تھی انکا خطاب امام الہدی ہے اور نام انکا نصر بن محمد اور لقب انکا فقیہ ابو اللیث سمرقندی مشہور ہے وہ اپنی کتاب تنبیہ میں باب فضل جمعہ مین فرماتے ہین کہ مین نے اپنے باپ سے سنا اور وہ فرماتے تھے کہ سنا مجھکو قصہ صالح مزی کا کہ وہ جمعہ کی رات کو جامع مسجد مین جاتے کہ نماز فجر وہان پڑھین راستہ مین ایک مقبرہ ملا وہین آیا کہ صبح صادق ہوجاویگی اوس وقت مسجد کو چلین گے مقبرہ مین ٹھہر گئے دو رکعت نماز پڑھی اور ایک قبر سے کچھ سہارا لگا لیا نیند آنکھون مین بھر آئی دیکھتے کیا ہین سب اصحاب قبور قبرون سے نکلکر حلقہ حلقہ بیٹھ کے باتین کرنے لگے ایک جوان کو دیکھا اوسکے کپڑے میلے اور اس مغموم بیٹھا ہے استے مین بہت خوان ڈھکے ہوئے خوان پوشون سے آئے اور ان مین سے ہر ایک اپنا اپنا خوان لیتا گیا اور چلتا گیا آخر ہی بیچارہ جوان رہگیا اوسکے پاس کچھ نہ آیا اور وہ غم کا مارا اوٹھکر گھر کو جانے لگا تب مین نے اوس سے کہا اے اللہ کے بندے تو کیون اداس ہے اوسنے کہا تم نے دیکھا یہ طبق جو خوان آئے تھے مین نے کہا کہ ہان وہ بولا یہ تحفہ تھے انکے جو انکے واسطے خیر خواہون نے بھیجے تھے جو وہ صدقہ دعا وغیرہ کرتے ہین انکو پہونچتا ہے ہر جمعہ کی رات کو اور مین رہنے والا ملک سندہ کا ہون اپنی مان کو لیکر واسطے حج کرنیکے آیا تہا جب بصرہ مین پہونچا مین مرگیا میری مان نے میرے بعد نکاح کر لیا اور دنیا مین مشغول ہوگئی مجھکو بھول گئی نہ منہ سے کبھی نام لیتی ہے نہ زبان سے دعا مین غمگین نہون تو کیا کرون میرا کوئی نہین جو یاد کرے تب صالح مزی کہتے ہین مین نے اوس سے پوچھا تیری مان کہان ہے اوسنے پتہ دیا پھر صبح ہوگئی نماز پڑھی اور اوسکا گھر ڈھونڈتا ہوا گیا اوسنے اندر سے آواز دی تو کون ہے مین نے کہا صالح مزی اوسنے بلایا مین گیا مین نے کہا بہتر یہ ہے کہ میری اور تیری بات کوئی نہ سنے تب مین اوس سے نزدیک ہوگیا فقط ایک پردہ بیچ مین رہگیا مین نے کہا اللہ تعالی تجھپر رحم کرے کوئی تیرا بیٹا ہے وہ بولی کہ نہین مین نے کہا کبھی ہوا تہا تب وہ سانس بھر نیلگی اور بولی ایک بیٹا نوجوان تہا مرگیا تب مین نے اوسکا قصہ مقبرہ کا بیان کیا اوسکے آنسو بہنے لگے اور کہنے لگی اے صالح مزی وہ میرا بیٹا میرا کلیجہ تہا پھر اوس عورت نے مجھکو ہزار درم دیئے اور کہا کہ میرے نور چشم کی طرف سے خیرات کر دیجیو

اوسکے مقتدایان کو عقل نہین ہے سمجھے طعن واستہزا کرکے اپنی آبرو کھوتے ہین اور اس قصہ سے مطلب مولف کا بھی کچھ ثابت نہین ہوتا کیونکہ مقصود مولف کا دنیا مین ارواح کا آنا ثابت کرنا تہا وہ خود مفقود ہے اس کم فہمی سے یہ قصہ لکھا تہا کہ اہل ایمان پر یہ قول حجت ہوجاویگا اور ہمارا استہزا حاصل ہو رہیگا ان حضرات کا روح کا آنا سید صاحب کے گھر پر قبول کرلیوین گے مگر آفرین ہے ایسی ہی سمجھ چاہئے اپنی کلام کا اب خود ہو لیا اور دیگر فضول گستاخ کلام کا جواب مطرود ہے کہ علم کی بات نہین **قولہ** اب قلب قاسیکے نرم کرنے کو الخ

اقول ۔ اس قصہ کو اپنے دعوی باطل کی تائید کے خیال سے لکھا تہا مگر غافل کو خبر نہین کہ یہ اوسکے دعوی کو برہم کرتا ہے اول دیکہو کہ اس مین یہ نہین لکہا کہ ارواح اہل مقبرہ اپنے اپنے گھر گئے بلکہ قبرون کے پاس جمع ہوئے اور اونکے گھرون سے خوان آئے اور مولف کہتا ہے کہ ارواح اپنے گھر جاتی ہین۔ دوسرے یہ کہ ایصال ثواب اول شب مین ہوتا ہے اور یہ وصول قریب صبح کے ہوا حالانکہ ملائکہ فوراً پہونچا دیتے

جمعہ میں اوسکو صدقات اور خیرات سے نہ بھولونگی جب تک کہ میں دم ہے صالح مری فرماتے ہیں پھر میں نے وہ ہزار درم خیرات کر دیئے اگلی جمعہ
کی رات اوس مقبرہ میں گیا دو رکعت پڑھی ایک قبر کے سہارے سے بیٹھ گیا سر جھکا کر بیٹھے میں نے ان لوگوں کو قبروں سے نکلتے دیکھا اور اوس جوان کو دیکھا
سفید کپڑے سے نہایت خوش وہ میرے پاس آکر کہنے لگا اے صالح مری اللہ تیرا بھلا کرے مجھکو ہدیہ تحفہ پہونچ گیا میں نے کہا تم جمعہ کو پہچانتے ہو کہا جانور
پہچانتے ہیں یہ کہا کرتے ہیں سلام لیوم صالح یعنی یوم الجمعہ انتہی اے بھائیو اگر ایسے امام العہد محمد کا نقل کیا ہوا قصہ دوامیہ تمہارے دلکو
نعمت الٰہی سے نہ ہلادے تو کمال حسرت کی بات ہے پتھر بھی اللہ کے ڈر سے نرم ہو جاتے ہیں ان من الحجارۃ لما یتفجر منہ الانہار اگلے آدمی حجرات
اہل و عیال رکھتے تھے کہ روزانہ کا مزدور کہ جسکے پاس کچھ بھی دینے کو نہوتا تھا وہ بھی جو سیر بھر آٹا بال بچوں کے واسطے لاتا اور شام کو پکواتا اوس میں
نیت کر لیتا تھا کہ یا رب العالمین میرے بال بچوں کا نفقہ میرے ذمہ تیرے حکم سے واجب ہے اور ادای واجبات الٰہی میں تو دی حق ثواب ہوتا ہو آج
جو یہ پھر کی روٹیاں اپنے بال بچوں کو دیتا ہوں اس نفقہ واجبہ میں میری یہ نیت ہے کہ میں جو مجھکو ثواب ہوتا وہ میری طرف سے میرے
اور فلاں عزیز میت کو پہنچے غرض کہ نادار غریب آدمی اوسے روز مرہ کے نفقہ واجبہ عیال میں نیت ایصال ثواب کرتے تھے اور فاتحہ درود پڑھتے
اور اپنے بال بچوں کو وہ کھانا کھلا دیتے تھے اموات کو محروم نرکھتے تھے اور تونگر آدمی تو بہت کچھ دیا کرتے تھے اب ایسی ہی تنگی لوگوں کی نیت
ہوگئی ہیں اور اوس بخیلی کے ساتھ یہ بھی بہانہ ہاتھ آگیا کہ اسکو تو مولوی لوگ بدعت کہتے ہیں بس بالکل آدمی چھوڑ بیٹھے اور نکھنے کو ڈھیلے کا بہانہ
مل گیا ہے اب ہمنے تمکو روایات کتب معتبرہ کی سنا دی چاہیے کہ اپنے سستی ندر اور صدقات و خیرات اور درود و فاتحہ سے اپنے
عزیزوں کو یاد رکھو ایک مسئلہ سناتا ہوں کہ جسقدر تم اموات کے نام دوگے یا پڑھکر بخشوگے اموات کو سب پہنچیگا اور اسی قدر تمکو بھی ملیگا کچھ
تمہارا ثواب کٹ نہ جاویگا تم اور مردے دونوں کامیاب ثواب سے ہوگے خزانہ الٰہی میں کچھ کمی نہیں وہ دولت کو دینیوالا ہے ان ربک واسع المغفرۃ
فقط تمہاری نیت کا گھاٹا ہے **لمعہ ثالثہ عیدین اور شب برات اور عشرہ محرم میں فاتحہ** فی خزانۃ الروایات من ابن

میت اونکو بعد مسافت مانع نہیں کہ سفر میں اور نہ دیر سے پہونچی ہیں اور تاخیر کریں بس یہ دونوں امر خلاف مذہب مولف کے ہوے مگر شاید
مسافت عذر کرے کہ اون اہل قبور کو گھر جانیکا حکم نہیں تھا اور بسبب بعد مسافت کے دیر میں ثواب پہونچا استغفر اللہ استغفر اللہ تیسرے یہ کہ وہ جوان کہ جسکو
صدقہ نہ پایا اوسنے اپنی والدہ کو بددعا نہیں کی بات معلوم ہوا تو یہ بھی مولف کی روایت کے خلاف ہوا چوتھے ہزار درم کا صدقہ کرکے پھر دوسری جمعہ کو حضرت
صالح نے مقبرہ والوں کو دیکھا تو اثر ہزار درم کا جوان پر پایا مگر اس جمعہ میں قبروں سے نکلتے دیکھا مگر ہدیہ کسیکو نہیں ملا اور نہ اوس جوان نے کہا کہ آج مجھکو ہدیہ ملا
یا اپنے ہدیہ کا اثر اور شکر بیان کیا تو اس جمعہ کے ہدیہ نہونے سے کسی نے بددعا کی اور نہ کوئی ہدیہ لینے کو گھر گیا جس سے معلوم ہوا کہ نہ کوئی گھر جاوے
ورنہ عدم وصول پر بددعا کرے ہاں وصول سے ترقی میت کو ہوتی ہے بہرحال یہ قصہ مولف کے دعویٰ کا ہادم ہے اور اہل سنت کو کچھ مضر نہیں اول تو
خواب و روایات حکم شرع کا ثابت نہیں ہوتا اور پھر اس رویا کی تاویل حسن ہو سکتی ہے اور اگر بلا تاویل ہو جب بھی کچھ حرج نہیں مگر مولف کو بجز افسوس و حسرت
کے کیا حاصل ہوا یہاں مولف متن اور حاشیہ میں کہتا ہے کہ اپنے بال بچوں کو کھلا دیتے تھے حاشیہ میں شبہہ کیا اور اپنا علم ظاہر کیا اور غلط فہمی کا اظہار
فرمایا مگر اسی شکل میں ثواب طعام صدقہ کا نہیں ہوتا بلکہ اس فعل کا ثواب پہونچتا ہے خاتم الکتاب ناروا ذکر مولف کو اپنے اشکال شک پوچھنے چاہئیں
کہ عیدین و شب برات کا لحہ آیا عوض اللہ الحمد **قولہ لمعہ ثالثہ الخ اقول** پانسو چھ سو برس کی کتاب ہو اگر کوئی وجہ اعتبار کی نہیں یہ تو مولف کی

عباس رضی اللہ عنہ یقول اذا کان یوم عید او یوم جمعۃ و یوم عاشورا او لیلۃ النصف من شعبان تاتی ارواح الاموات و یقومون علی ابواب بیوتہم فیقولون
هل من احد یذکرنا هل من احد یترحم علینا هل من احد یذکر غربتنا یا من سکنتم بیوتنا و یا من سعدتم بما شقینا و یا من اتسعتم فی اوسع قصورنا و نحن فی ضیق
قبورنا و یا من استذللتم ایتامنا و یا من نکحتم نساءنا هل من احد یتفکر فی غربتنا و فقرنا کتبنا مطویۃ و کتبکم منشورۃ واضح ہو کہ یہ کتاب خزانۃ الروایات
ہندی کتاب ہے جس نسخہ سے یہ عاجز نقل کر رہا ہے وہ چار سو برس کے قریب کا لکھا ہوا ہے دیکھیے تصنیف کب ہوئی ہوگی صاحب کشف الظنون نے
اسکے مصنف کا حال یہ لکھا ہے کہ یہ قاضی جگن ہندوستان کے حنفی المذاہب اور ساکن گجرات تھے تمام عمر فتوی دینے اور لکھنے مین گذاری انتہی
کلامہ پس معتبر ہونا اسکا ظاہر ہوگیا اور نیز ہم بیان کرچکے ہین بیان فاتحہ جمعرات مین کہ مولوی اسحق صاحب نے ماۃ مسائل میں اربعین مسائل اربعین مین
اس خزانۃ الروایات کی سند پکڑی ہے پس معتمد علیہ ہونا اس کتاب کا اور پورا ہونا معلوم ہوچکا اب ترجمہ اسکی روایت کا معلوم کرو کہتا ہے صاحب خزانۃ الروایۃ
کہ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جب ہوتا ہے دن عید کا یا جمعہ یا عاشورا محرم کا یا شب برات تو آتی ہین روحین موتی کی اور کھڑی ہوتی ہین بیچ
دروازہ پر اور کہتی ہین کہ ہے کوئی ہمارا جو ہمکو یاد کرے اور ہمپر رحم کرے ہماری غربت کو یاد کرے تم ہمارے گھرون مین رہتے ہو ہمارے مال سے چین کرتے ہو تم کھلے
کشادہ مکانون مین بیٹھے ہو ہم تنگ قبرون مین پڑے ہین ہمارے یتیم جو ہین انکو تمنے ذلیل کر رکھا ہے اور ہماری بیبیون کو تمنے نکاح مین کر لیا ہے تم
مین کوئی ہے جو فکر کرے دھیان کرے ہماری غربت اور محتاجی کا ہمارے نامہ اعمال لپٹ چکے تمہارے نامہ اعمال کھلے ہوئے ہین انتہی - اور واضح ہو
کہ جس طرح یہ روایت خزانۃ الروایات مین ہے اسی طرح دقائق الاخبار مین بھی ہے اور دقائق الاخبار تصنیف ہے امام غزالی کی طرف اور تفسیر کریمہ تنزل الملئکۃ
والروح مین مفسرین کے چند اقوال ہین بعضون نے کہا روح ایک فرشتہ ہے اور بعضون نے کہا کہ جبریل ہین اور بعضون نے کہا کہ روح حضرت عیسی ہین جو فرشتون
کے ساتھ اترتے ہین اور بعضون نے کہا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہین اور دقائق الاخبار مین ہے کہ بعضون نے کہا اولاد بنی آدم مراد ہین عبارت اوسکی یہ ہے

کم علمی کی بات ہے غیر معتبر کتب قرون سالفہ مین بھی تھی اور مولوی محمد اسحق صاحب کی نقل پر وابستہ دہر ہر روایت اوسکی معتبر ہوجاتی کوئی حجت
نہین پہلے ذکر اسکا ہوچکا اور مومن کی قبر مین فسحت مدابصرہ تک ہوتی ہے اور روح و ریحان جنت کی آتی ہے اور نور ہوتا ہے یہ سب احادیث مین آیا
ہے اور دنیا کے گھرون کا حال سبکو معلوم ہے پس باوجود اسکے ارواح کا یہ کہنا کہ تم کھلے کشادہ گھرون مین اور ہم تنگ قبرون مین خلاف صحاح کے ہوا اور
صحیح حدیث مین ہے کہ مومن کو حکم ہوتا ہے نم کنومۃ العروس اور اس روایت مین کرنیکا رونا ذکر ہے اور اعمال نامہ اور روح جنت سے انس مومن کا
صحاح مین مذکور ہے اور اس مین غربت و وحشت کا اظہار ہے پس مولف ناواقف صحاح کی خلاف اس حدیث کی توثیق مین کس قدر سرگرم ہے کہ
کچھ پیش و پس کی ہوش نہین اور پہلی روایات مین جو کچھ بحث ہوچکی ہے وہ سب یہان بھی ہے اور جو عقیدہ کے باب مین یہ حدیث ہے سبحان اللہ کیا
عمدہ طرز توثیق ہے کہ بیشرمی محض ہے **قولہ** اور تفسیر کریمہ تنزل الملئکۃ الخ **اقول** مولف اقوال باردہ کی نقل سے اپنا دل سرد کرتا ہے دیکھیے کیا
عجب استدلال ہے کہ دعوی تو نزول ارواح کا عیدین و شب براۃ و عشرہ محرم کا اور دلیل شب قدر کی اور پھر غرض تو اثبات اسکا کہ طلبگار صدقہ و خیرات
کے آتے ہیں اور دلیل مین یہ کہ زیارت اولاد کیواسطے نزول ہوتا ہے کیا عمدہ استدلال ہے پھر جب مولف کو تنبہ ہوا کہ اسکو دعوی سے لگاؤ نہین تو حاشیہ
مین عذر کیا عجیب جمع کیا کہ شاید اس رات مین زیارت کیواسطے ہی آتے ہونگے سبحان اللہ تو پھر اسکا بیان الا محضۃ [illegible] ہوا اس سے کیا نفع نہ
معہذا ایسے ضعیف اقوال پر مدار اعمال و عقاید مولف کا کہ جسکو محدث و فقیہ قبول نہیں کرتے محض سخن پروری ہے ورنہ پہلی عجالہ نافعہ سے نقل

ويقال يوم الاقربا من اموات المومنين يقولون ربنا اتحفنا بالنزول الى منازلنا حتى نرى ولدنا وعيالنا الخ يرون فى ليلة القدر انتہی اب

وتم ہوش سے سُننا چاہئے کہ باپ کو اولاد صالح کی دعا سے نفع پہونچتا ہے صحیح مسلم کی حدیث ہے ولد صالح یدعو لہ اس حدیث مین تم لوگون کو اشارہ

ہے کہ تم جنکی اولاد ہو اونکے حق مین دعا کرو فاتحہ درود پڑھو دوسری حدیث بیہقی کی ہے ما المیت فی القبر الا کالغریق المتغوث ینتظر دعوۃ تلحقہ من اب

او ام او اخ او صدیق فاذا لحقتہ کان احب الیہ من الدنیا وما فیہا۔ اس حدیث مین اشارہ ہوگیا مان باپ کو کہ وہ اپنی اولاد کو دعائے خیر سے یاد رکھین اور

بہائی بہائی کو اور دوست دوست کو اسواسطے کہ اس حدیث مین ارشاد ہوگیا کہ مردہ ان سب کی طرف امیدوار ٹکٹکی لگائے رہتا ہے غرض دونون

حدیثون کے مضمون سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ بیٹے بیٹون اور اقربا کو چاہئے کہ اپنے دوست اور اقربا کو یاد رکھین مگر آدمیون کا حال یہ ہے کہ دنیا کے

دہندے مین پہنسکر اپنے عزیزون کو بالکل بہول جاتے ہین مردون کی یاد تو کہان بہلا اگر تیوہارون کو جیسے عید بقرعید شب برات محرم مین بھی

مردون کو بھیجین تو غنیمت ہے کیونکہ تیوہارون مین کھانے کی کثرت ہوتی ہے طرح طرح کی چیزین پکتی ہین دوست آشناؤن مین تحفہ ہدیہ بھیجا جاتا ہے

تو مرے ہوئے زندہ آدمیون کو تحفہ ہدیہ بھیجین حالانکہ زندہ آدمی خود بھی پکوا کر کہا سکتے ہین اور میت تو بالکل عاجز ہے بیکس ایک غار تنگ

میں پڑے ہین اور اعمال داخل منقطع ہو چکا اب پھر نہین سکتے انکو ذرا بھی یاد نکرین کسقدر غفلت کی بات ہے اسوجہ کوئی عالم ہوکر لوگون کو

ایسے کام سے روکے مسند منقطع ہونے کا اپنی گردن پر لیتا ہے یا اللہ یاد رہے وقتوں عالم فاضل تھے کہ خیرات وحسنات کی رغبت دلاتے تھے مصنف

تحفۃ الزوجات کا لکہنا ہے کہ مین ابتدائے بلوغ سے فتاوی اور کتب فقہ اور مسائل مین کوشش کرتا رہا اور جب استفتا پیش ہوتے تھے جب تک جواب

صحیح نہین نکالتا تھا چین نہین آتا تھا اور دن مین کسی وقت خالی مباحثہ ومطالعہ کتب سے نہین رہتا تھا اور مشکلین حل کیا کرتا تھا تمام عمر فتوی دیتے

گذاری ہے اور بےشمار فتوی دیتا رہا وہ سب مسائل اس کتاب مین لکہدیتا ہون انتہی کلامہ دیکھو یہ شخص ہندوستان کا قاضی سیکڑون برس کا عالم فقیہ گذرا

ہے ہندوستان مین فتوی جاری کرنے والا اپنا فتوی اس کتاب مین لکہتا ہے اور روایت کرتا ہے کہ تیوہارون مین روحین آتی ہین چنانچہ روایت

اوپر بیان کی گئی معلوم ہوا کہ یہ جو قدیم الایام سے عیدین وغیرہ تیوہارون مین دستور فاتحہ کا چلا آتا ہے ایسے ہی بزرگون کا حکم دیا ہوا اور جائز کہا ہوا

حدیثون سے استنباط کیا ہوا ہے جاہلون کا ایجاد کیا ہوا نہین جاہل کسی قاعدہ دینی اور شرعی کا موجد نہین ہو سکتا ورنہ کوئی جاہل کا اتباع

کرے ایسے بہت رسوم صالحہ اہل اسلام مین علماء صلحاء کی تلقین فرمائے ہوئی ہین ازانجملہ یہ بات کہ ہم اکثر دیکھتے ہین کہ عیدین وغیرہ مین جو فاتحہ دیتے ہین

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا جدا انکا لیتے ہین یہ مسئلہ بھی امام ربانی مجدد الف ثانی کے کلام مین موجود ہے مانعین اس امام کے معتقد ہین وہ

ہو چکا کہ طبقہ رابعہ کی کوئی حدیث قابل عمل نہین چہ جائیکہ عقاید مین معتبر ہون غرض مؤلف کی کوئی کل درست نہین **قولہ** اب گوش ہوش سے

سننا چاہئے الخ **اقول** ولد صالح کی دعا وصدقہ کا نفع مسلم ہے اور ایصال ثواب اموات کو مستحسن مگر یہ دعا مؤلف کا کہ ایام مقررہ مین ارواح

آتی ہین اور اسکو اس سے کچھ مدد نہین ملتی ہر روز ثواب پہونچانا اور ایام معین کو اور شب برات کو بھی درست ہے مگر مقید کرنا اور زیادہ موکد وموجب ثواب کا ہونا غیر

مسلم ہے بہرحال اصل مدعا مؤلف کا کوئی ثبوت نہین لہذا مؤلف زار زار رو کر افسوس اپنی کم علمی پر کرتا ہی ہوگا کہ کوئی روایت مثبت مدعی کی نہین اور

خزانہ کی روایت خود مخدوش سنا چاہی اوسکی جو مصنف نے توثیق شرح کر دی کہ عوام کو اس سے ہی کچھ طمانیت ہوجاوے اور خواص تو جان چکے کہ یہ روایت

ہر گز قابل اعتبار نہین اور قبح اوسکا واضح ہو گیا ہے افسوس کئے جاوے **قولہ** ازانجملہ یہ بات الخ **اقول** مؤلف کیون اپنے کلام کو طول لاحاصل دیتا ہے

اپنے مکتوبات کی جلد ثالث میں لکھتے ہیں۔ باید کہ ہرگاہ صدقہ بہ نیت بنیت کند اول باید کہ بنیت آنسرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام ہدیہ خدا سازد

بعد ازان تصدق کند کہ حقوق آنسرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام فوق حقوق دیگران است ونیز برین تقدیر احتمال قبول صدقہ است بطفیل آن سرور

علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتحیات انتہی سبحان اللہ تک کیا ایسے علمائے دیندار تھے کہ کیا کیا ہدایت کے طریقے تعلیم فرماتے تھے اور ایک اب پیدا ہوئے

ہین کہ بالکل اعمال ممدوحہ قدیمی اور خیرات مستمرہ سلف کو بند کرتے جاتے ہین۔ نعوذ باللہ منہا اور جو مولوی اسحٰق صاحب نے مائۃ مسائل میں تحریر فرمایا

ہے کہ آمدن ارواح مومنین در شبہا از احادیث صحیحہ مرفوعۃ الاسناد ثابت نگشتہ اور مسائل اربعین میں ان حدیثوں کو لکھ بعض علما محدثین نے ان کو

ضعیف ہم فرمودہ اند بیان غرابت آن آوردہ اند انتہی کلامہ میں کہتا ہوں کہ اس فاضل کے کلام سے بس اسیقدر ثابت ہوا کہ یہ حدیثین صحیح

الاسناد نہین بعض محدثوں نے انکو ضعیف بھی کہا ہے سو اصول حدیث میں یہ مقرر ہوچکا ہے کہ حدیث صحیح نہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ حدیث

جھوٹ بنائی ہوئی موضوع ہو چنانچہ ملا علی قاری اور صاحب مجمع البحار اپنے رسائل موضوعات حدیث میں لکھتے ہین۔ قال الزرکشی بین قولنا لم یصح

وقولنا موضوع بون واضح فان الوضع اثبات الکذب وقولنا لم یصح لا یلزم منہ اثبات العدم وانما ہو اخبار عن عدم الثبوت یعنی صحیح نہونے سے یہ ضرور ثابت ہوجاتا

کہ ضعیف ہے پس حدیث ضعیف کا ہم سے حکم سنو تفسیر روح البیان کی دوسری جلد مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲۲۶ میں ہے۔ وان کانت ضعیفۃ

الاسانید فقد اتفق المحدثون علی ان الحدیث الضعیف یجوز العمل بہ فی الترغیب والترہیب یعنی اگر حدیثین ضعیف ہین تو اتفاق کیا ہے کل

اہل حدیث نے کہ حدیث ضعیف پر عمل جائز ہے جس مقام میں رغبت دلاتے ہوں نیک کام پر یا ڈراتے ہوں برے کام سے اور نقل کیا اس

کلام کو صاحب روح البیان نے امام نووی اور طیبی اور امام فخر الدین رازی وغیرہم سے اور اسی طرح منقول ہے فتح المبین شرح اربعین علامہ ابن حجر سے

امام ربانی نے یہ فرمایا کہ مطلقاً جب صدقہ کرو تو فخر عالم کو ہدیہ دیا کرو کیونکہ آپ کا حق اقدم ہے اور یہ حکم عام ہے اور ایمان کی بات ہے اس میں کوئی مذہب

اس میں نہ عید نہ شب براۃ نہ محرم پس مولف کو اس سے کیا نفع ہے مولف کا مدعی اس سے ثابت نہین پھر کیون تطویل کرتا ہے **قولہ** اور یہ جو مولوی محمد اسحاق نے

اقول مولوی اسحٰق صاحب نے ان روایات کو ضعاف ہی فرمایا ہے وضع نہین فرمایا گو بعض روایات جسکا ابھی ذکر ہوا متروک معلوم ہوتے ہیں

مگر یہ بحث مولف کی بالکل لغو ہے کیونکہ وضع کی تحقیق بدون اقرار واضع کے دشوار ہے و بعد اقرار کے بھی قطع نہین ہوتا مگر طریق علم اس کا خلاف قوی

مسلم ہے جیسے ہوتا ہے سو اب ثابت کیا گیا کہ صحاح کے خلاف ان روایات کا مضمون ہے اور یہ دلیل متروک و متہم ہونیکی ہے اور پھر بعد اسکے یہ مسئلہ عقیدہ

کا ہے اس میں مشہور و متواتر صحاح کی حاجت ہے چنانچہ لکھا گیا اور مولف خود مقر ہے کہ اعتقادیات میں روایات ضعاف معتبر نہین بلکہ بندہ کہتا ہے کہ

احاد صحاح بھی معتبر نہین چنانچہ فن اصول میں مبرہن ہے پس یہ روایات ہرگز معتبر نہین **قولہ** پس حدیث ضعیف کا الخ **اقول** مولف نے

حدیث ضعیف کا حکم کیا سنایا وہ خود ناواقف ہے روح البیان اور فتح المبین و اصول سید شریف وغیرہ کی عبارات جمع کردی مگر مطلب نہ

سمجھا اوچھا علم ایسا ہی خراب کرتا ہے ان سبکا یہ مدعا ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف پر عمل درست ہے دیکھو ترغیب ترہیب یا فضائل اعمال

کے لفظ اسی عبارات میں منقول ہین بھلا اب کوئی مولف سے پوچھے کہ لیلۃ الجمعہ اور شب برات و عیدین کے صدقہ میں کونسی فضیلت و ثواب

عظیم مذکور ہے جس پر عمل کرنا جائز ہوا ذرا آنکھ کھولو ہوش کرو ان عبارات منقولہ اشعۃ اللمعات و خزانۃ الروایات و دستور القضاۃ میں کسی میں کچھ بھی

فضیلت و ثواب مذکور نہین فقط ارواح کا آنا اور حسرت ناک بات کرنا اور طلب صدقہ کرنا ہے پس یہ فضائل اعمال کس طرح ہوئے ہان اعلام احکام

اگر یہ فضیلت وارد ہوئی عند اللہ صحیح ہین تو حق ان احادیث کا ادا ہوگیا اور ثواب موعود ملگیا اور اگر یہ حدیثین عند اللہ صحیح نہین تو ہم عضو پر جنبہ اجابہ وعاطرتے
سے انبیاء رہم نہین ہوتا کیونکہ اوسنے دعا پڑہی ہے کچہہ اور گناہ تو نہین کیا وہ مطلق دعا کا مانگنا شرع مین ثابت ہے اور ایسے حدیث ضعیف میں ...
حضرت سے روایت کیا گیا ہے کہ آپنے فرمایا جس شخص کو میری طرف سے کوئی حدیث پہونچی اوسنے اوسپر عمل کیا تو اوسکو ثواب ملیگا اگرچہ نہ کہا ہو میں نے
حدیث معرض ہو چنانچہ یہ مضمون شامی شارح در مختار نے علامہ ابن حجر سے نقل کیا ہے یعمل بالحدیث الضعیف فی فضائل الاعمال ان کان
فی الشریعۃ لہ اصل ... من العمل والاثم مترتب علی العمل بمفسدۃ تحلیل وتحریم وانضیاع حق الغیر وفی حدیث ضعیف من بلغہ ثواب
علی عمل فعملہ حصل لہ اجرہ وان لم یکن ثقۃ اور اسیطرح شاہ ولی اللہ صاحب نے ماہ رجب مین ہزاری روزہ اور اسکی رات مین جاگنے کا حکم دیا ہے وہ بہی
اسی قاعدہ پر ہے یعنی اگرچہ تخصیص ان دونو کی ضعیف حدیث سے ثابت ہوئی لیکن مطلق روزہ رکہنا اور شب کو عبادت کرنا دونون شرع مین ثابت ہیں
اسی طرح چہہ رکعت اوابین کو قطب الدین خان صاحب نے جو لکہا ہے وہ بہی اسی قاعدہ سے یعنی اگرچہ یہ حدیث بہت ضعیف اور منکر ہے لیکن اگر
کوئی اس تعین زمان اور تخصیص رکعات پر موافق اس حدیث ضعیف کے عمل کریگا تو کچہہ برائی نہوگی کیونکہ مطلق نفل کا پڑہنا ہر وقت جائز ہے اور
ایک یہ مسئلہ سمجہنا چاہئے کہ فقہا رحمہم اللہ اوس عمل کو جو حدیث ضعیف سے ثابت ہو مستحسن لکہا کرتے ہیں چنانچہ اسیطرح صلوۃ الرغائب کو
حدیث منکر ہونیکے مستحب اور مندوبات مین فقہا لکہتے ہیں اور اسی طرح گردن کا مسح وضو مین ضعیف حدیث سے ثابت ہوا ہے وہ بہی مستحب ہے
اور ماہ رجب کے روزہ کو فتاوی عالمگیری مین مرغوبات ومندوبات کے ذیل مین لکہا ہے جب یہ قواعد اور فوائد ذہن نشین ہونگے تو اب ہم اس قاعدہ
مقررہ فقہا ومحدثین کو مسئلہ متنازع فیہ یعنی ردہون کے آنے مین جاری کرکے دکہاتے ہین اور اول کلمۃ کہ ہمارے ... مسئلہ ...
لکہا ہے وہ جواب مطلب نہین خواہ مخواہ تطویل کی کہ اوسکے مدعی سے کچہہ مناسبت نہین **قولہ** اور یہان یہ ... سمجہنا الخ **اقول** یہ عبارت کمال
غایت فہمی وجہل امر الکلام ہے تا یا قاعدہ غلط ہے کسی نے یہ نہین کہا محض اجتہاد والے رنا صواب موافق کا ہے کہ ... فعل ... فخر عالم علیہ السلام
نے کبہی کیا اور کبہی ترک کیا یا رغبت اوسکی دلائی ہو چنانچہ حدادی یہ لکہتے ہین فعلہ مرۃ وترکہ اخری ... اور مستحب بہی حکمون میں الاسکام ہے تو اس کا
ثبوت بہی حدیث صحیح یا حسن لعینہ یا لغیرہ سے ہوتا ہے ضعیف سے ہرگز کوئی حکم ثابت نہین ہوتا جبتک کہ وہ ضعف اوسکا منجبر ہو جاوے پس استحباب
ان امور کا جو ثابت ہواہے تو آپکے فعل وترک سے یا رغبت دلانے سے ہوا ہے اور روایات ضعیفہ کہ ان ابواب مین ہین وہ تعدد طرق سے
حسن لغیرہ ہوگئی ہین مولف ناواقف نے یہ سمجہہ لیا کہ یہ استحباب ضعیف حدیث کے سبب سے ہواہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ کیا علم واصول ...
قال الدر المختار رواہ ابن حبان وغیرہ من طرق قال فی رد المختار ای یقوی بعضہا بعضا فارتقی الی مرتبۃ الحسن اقول لکن ہذا اذا کانت
لسوء ضبط الراوی الصدوق الامین او لارسالہ او تدلیس او جہالۃ الحال اما لو کان لفسق الراوی او کذبہ فلا تؤثر فیہ موافقۃ مثلہ ولا یرتقی بذلک
الی الحسن انتہی پس جسقدر نظائر مولف نے لکہی ہین اور جسقدر کتب فقہ مین وارد ہین سب احادیث حسن لغیرہ سے ثابت ہوئی ہین اور
استحباب اونکا ترغیب کے سبب سے ہے یا فعل وترک کی وجہ سے نہ ضعیف حدیث کے سبب سے جیسا مولف نے اوندہا سمجہا تعجب کرتے ہون کہ کوئی
ایسا آنکہہ بند کرکے تمام دنیا کے خلاف دین مین قول لکہے اور شرم نکرے **قولہ** اب ہم اس قاعدہ مقررہ فقہا الخ **اقول** ہرگز جاری نہین ہوسکتا
ہرگاہ کہ محدثین نے اسکی تضعیف کردی بلکہ بعض روایت کے اوپر قول ... ہو رفیقا خیال ہے توجیہ تک اوسکو سند صحیح سے ثابت نکیا جاوے

رحمہم اللہ جائز ہو بلکہ دانہ ہائے نخود کے شمار کو واقعہ قصہ حدیث سے زیادہ تر مشارکت ہے بہ نسبت تسبیح کے کیونکہ تسبیح مین قیود زائدہ بہت
ہین کما لا یخفی قولہ یہ امر پڑھنا قرآن کا ہے جو لوگ قران خوانی کو منع کرتے ہین وہ ایک علما کی عبارتین پیش کرتے ہین اوسکو نہایت محکم جانکر
اپنی کتابون مین درج کرتے ہین سند اول یہ ہے کہ سفر السعادۃ کی عبارت سیف السنۃ کے صفحہ ۹۰ مین نقل کی ہے اسطرح کہ عادت
نبود کہ برای میت جمع شوند و قرآن خوانند و ختمات خوانند نہ بر گور و نہ غیر آن و این مجموع بدعت است انتہی مین کہتا ہون حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کے جنازون کی نماز بذات خود پڑھتے تھے یہ نماز نجات کیواسطے کافی ہوتی تھی فتح القدیر مین ابن حبان اور حاکم سے
روایت کی گئی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کوئی تم مین مرجایا کے مجھکو ضرور خبر کیا کرو فان صلوتی علیہ رحمۃ بیشک میرا نماز
پڑھنا اوسپر رحمت ہے اور قران شریف سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وصل علیہم ان صلوتک سکن لہم تفسیر ابن کثیر
ابن عباس سے یہ کی ہے کہ دعا کر ان لوگون پر بیشک تیری دعا انکے لئے رحمت ہے اور امام رازی نے اپنی تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ روح محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم بہت قوی نورانی روشن تھی جب آپ ملائے خیر انکے لئے کرتے تھے آپکی قوت روحانی سے اونکی روحون پر فیضان ہوتا تھا
اور حیات جاتی تھی اس پرتو نورانی سے انکی روحیں اور ظلمت [illegible] کر نورانیت آجاتی تھی انتہی کلامہ ظاہر ہے کہ نماز پڑھنا مین دعا ہوتی ہے
چہلم اونکو نہین محض رفع شکایت برادری کو آتے ہین تو غرض اصل حاضری ہی ہے اور تعزیت اور اجتماع الی اہل البیت اور [illegible]
شاہبہ نخود کا بھی حاصل ہوتا ہے کہ انکے یہان بعد بھی دستور جمع ہونے برادری کا روز سیوم ہے درینصورت وجہ بدعت الا بہت معلوم ہوتی [illegible]
تقسیم نخود کی درج مین الوی عقل اوسکا انکار نہین کرسکتا قولہ تیسرا الخ اقول کیا صدق و دیانت مولف کا ہے کہ لکھتا ہے کہ قران کو
منع کرتے ہین جیسا اوپر کہا کہ تخصیص کلمہ کو بدعت ضلالۃ لکھتے ہین حالانکہ جواب مین صحیح ہے کہ ایصال ثواب مستحسن ہے منع کرنا علمار کا ہیئت مروجہ
تو ایصال ثواب کو مگر بحمد اللہ یہ منع اونکا حدیث و فقہ سے ثابت ہوگیا قولہ سند اول یہ الخ اقول یہ روایت سفر السعادۃ مشابہ حدیث
جریر کی ہے پس فرق الفاظ کا ہی ہے اور اس حدیث کو تمام فقہا نے قبول فرمایا دیکھو کہ حدیث جریر مین دو امر کا ذکر ہے اجتماع الی اہل المیت و
صنعۃ الطعام جس سے معلوم ہوا کہ دونون امر کو صحابہ شنیع جانتے تھے اور ہر ہر امر کو بدعت و معصیت فرماتے تھے نہ کہ مجموعہ من حیث المجموع و
مگر مجموعہ کی کراہت اس سے لازم ہے دلیل اوسکی یہ ہے کہ شرح منیہ اور فتح القدیر مین اتخاذ ضیافت کو اس حدیث سے قبیح لکھا ہے پس ضیافت
کیواسطے حاضر ہونا اجتماع للضیافت ہے نہ کہ اجتماع للمیت اور اجتماع الی اہل المیت خود تعزیت یا [illegible] قوم ہوتا ہے جیسا کہ وقت موت
اور دفن کے ہوتا ہے پس اس روایت فتح سے کہ کہتا ہے دیکرہ اتخاذ الضیافۃ من اہل المیت وہی بدعۃ مستقبحۃ لما روی الامام احمد و ابن
ماجہ باسناد صحیح الخ صاف ظاہر ہے کہ مجموعہ مراد نہین بلکہ ہر ہر واحد مکروہ ہے اور تکرار التعزیت باجتماع یا انفراد بھی بدعت ہے چنانچہ درمختار وغیرہ
مین مصرح ہے پس اسکو بھی سفر السعادۃ کہتا ہے کہ اجتماع عادت صحابہ کی نہتی تو مولف کا اسکو رد کرنا حدیث کا رد کرنا ہے اور افعال صحابہ پر
طعن کرنا ہے معاذ اللہ اور نہین سمجھتا کہ ایصال ثواب کیواسطے جمع ہونا یہ رسم مروجہ بھی اجتماع الی اہل المیت ہی ہے جو کہ حدیث مین موجود ہے جسکو
وہ قران خیر و ثواب کے حریص اور نفع رسانی مسلم کی حیات و ممات مشغوف اس کام کو برا جانکر ترک کرین تو کسی دوسرے کو کرنا اگر بدعت نہوگا تو کیا ہوگا
اور مولف کا یہ کہنا کہ آپکی صلوۃ نجات کو کافی ہی پھر ختم قرآن و کلمہ کی حاجت نہ تھی محض خیال خام ہے یہ لاریب کہ آپکی نماز نور و رحمت تھی مگر یہ

تو حضرت نے بھی واسطے میت کے قبر پر کیا پس جواز کے واسطے ایک اشارہ عند الفقہا کافی ہے اور بالفرض اگر عہد نبوی میں نیا ہو جسکے
کے سبب ختم قرآن کو بدعت کہیں مثل قول سفر السعادت کے اسکا مضائقہ نہیں لیکن وہ حسنہ ہے ناجائز اور مکروہ تو کہنا اوسکا ہرگز صحیح
نہیں اسلیئے کہ بہتیرے نیک کام حضرت کے بعد کئے گئے اور بالاتفاق جائز رکھے گئے اوسکا نام علماء دین نے بدعت حسنہ رکھا ہے چنانچہ
ہم اول تحقیق کر چکے ہیں اور اس مسئلہ میں بھی جزئی خاص پیش کرتے ہیں فتاوی قنیہ میں ہے وضع الید علی القبر بدعۃ والقراءۃ [illegible]
اور امام حجۃ الاسلام غزالی نے احیاء العلوم میں فرمایا ہے لا باس بقراءۃ القرآن علی القبور اور اسکے آگے امام نے ایک قصہ عجیب لکھا ہے کہ علی
بن موسی کہتے ہیں کہ میں امام احمد بن حنبل کے ساتھ تھا ایک جنازہ پر بعد دفن کے ایک اندھا قرآن پڑھنے لگا امام احمد نے فرمایا او آدمی یہ
بدعت ہے جب ہم مقبرہ سے نکلے محمد بن قدامہ نے امام احمد سے پوچھا تم مبشر بن اسمعیل حلبی کو کیسا جانتے ہو فرمایا وہ ثقہ ہیں ثقہ
اوس نے پوچھا تم نے اوس سے کچھ علم سیکھا ہے امام نے فرمایا ہاں جب معلوم ہوا اقرار اونکے سے کہ وہ استاد ہیں امام احمد کے تب محمد بن قدامہ
بولا کہ خبر دی مجھکو مبشر بن اسمعیل نے اونکو خبر پہنچی عبد الرحمن سے کہ جب اونکے باپ علاء بن لجلاج کا انتقال ہوا وصیت فرمائی کہ جب
دفن کیا جاؤں میرے سرہانے قبر کے پانچ آیت اور آمن الرسول پڑھو اور یہ کہا کہ میں نے ابن عمر کو سنا ہے وہ وصیت کرتے تھے [illegible]
اوسوقت امام احمد نے فرمایا کہ مقبرہ میں جاؤ اور اوس اندھے کو کہدو کہ قرآن پڑھتا رہے اور فتاوی عالمگیریہ میں ہے قراءۃ القرآن [illegible]

اگر مولف نے ذکر جہر بیان کیا ہے نہ ایصال ثواب اوسکا او جہر سے یہ دو کلمہ [illegible] ثواب کا [illegible]
خیال رہے اور مولف کے استدلال کی خوبی معلوم رہی کہ ایصال ثواب کی روایت [illegible]
دفن مردہ کیواسطے جمع ہوتے ہیں ذکر و کلمہ پڑھتے رہا کریں اور اوس کا ثواب میت کو پہونچا [illegible]
کیا کریں تو آپ معصیت ولغو کلام سے محفوظ رہیں اور مردہ کو لا الہ [illegible] یہ دو کلمہ پہونچ جاوے [illegible]
موافق کام ہو وہ تو بدعت پر رغبت دلاکر لاتا ہے **قولہ** اور بالفرض اگر عہد نبوی میں الخ **اقول** [illegible] مخصوص میں ختم کرنا ہے
ضلالت ہے نہ بدعت حسنہ اور یہ ضلالت بوجہ اجتماع کے ہے نہ بوجہ ختم قرآن کے [illegible] ہرگز نہیں کیونکہ
علی القبر کو بدعت حسنہ کہتا ہے نہ اجتماع مخصوص ممنوع من الحدیث کو جسکو سفر السعادۃ نے [illegible] علی ہذا قول احیاء العلوم کا [illegible]
اس روایت کے اطلاق سے حجت لاؤ کہ مطلقا قبر پر قرآن پڑھنا جائز ہے خواہ [illegible] واسطے جمع ہوں یا نہوں تو بھی غلط ہے کیونکہ اطلاق [illegible]
معتبر ہوتا ہے کہ نفس حکم قید کی موجود نہو چونکہ یہاں قید کا منع ہونا نص سے ثابت ہوگیا تو اب یہ روایت مطلق نرہیگی اور مقید ممنوع [illegible]
اور یہ جو قصہ عجب مولف نے لکہا ہے اسکا بھی مدعا یہی ہے کہ قرآن قبر پر پڑھنا درست ہے نہ کہ باجتماع مخصوص پڑھنا اگر عقل و فہم ہو تو
خفا نہیں علی ہذا روایت عالمگیریہ اور فتح القدیر اور باقی مسائل کا جواب ہے مگر مولف کو کچھ تمیز نہیں کہ اثبات کس چیز کا کرتا ہوں اور رد [illegible]
رہا ہوں سبحان اللہ اور فتح القدیر میں جو اجلاس القارئین کا لفظ شبہ ڈالے تو اوسکا بھی حال سنو کہ مراد حدیث جریر اور سفر السعادۃ سے اجتماع
قوم کی کراہت ہے کہ الی اہل میت ہو اور یہ چند قرا نے قرآن قبر پر جو پڑھا ہے تو اوس اجتماع سے جدا ہے کیونکہ وہ اجتماع قوم کا اہل میت کے
سبب سے ہے اور یہ [illegible] میت کیواسطے نہیں تاکہ تکرار تعزیت یا خلاف حدیث [illegible] لازم آوے جیسا سیوم مخصوص میں ہے لہذا اسکو اس [illegible]

...بعت اعتداء الكرة ومشائخنا رحمهم الله اخذوا بقوله وهل ينتفع والمختار انه ينتفع كذا في المضمرات اور فتح القدير مين ہے واختلف في اجلاس القراء ين
ليقرؤا عند القبر والمختار عدم الكراهة اور مولوی اسحق صاحب نے مائة مسائل کے جواب سوال ہشتاد و سوم مین لکہا ہے حافظان را برا ے
تلاوت قرآن نشاندن نزد قبر درین مسئله علما را اختلاف است مختار این است که جائز است الی آخره پس اگرچہ صاحب سفر السعادة نے
...جوانی کو بدعت لکہا لیکن کلام امام محمد اور امام احمد بن حنبل اور کتب فقہا اور مولوی اسحق صاحب سے خوب ثابت ہوگیا کہ قبر پر قرآن پڑہنا
مکروہ نہین نہ جمع ہوکر نہ الگ الگ اور میت کو اوس سے نفع ہوتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم قرآن کو جمع ہوکر نہ کرنا لازم نہ...
اس سبب سے کہ آپ بہت افکار جہاد وغیرہ اور اصلاح امت اور تعلیم تو مسلمانون مین مصروف رہتے تھے اور فرصت کم پاتے تھے اور یہ بھی
...ایام عام صرف نماز جنازہ پڑھنا ہمارے ختمات قرآن اور اجتماعات اذکار سے بہایت افضل و اکمل ہوتا تھا اور بعد آپکے اسکے رستے اور منہج
...پر معتبر ومنع کردیا اور اونکے پیچھے تمام امت میت رائج ہوگیا چنانچہ عنقریب بیان آتا ہے اس یہ روایتین تو ہمنے قبر پر قرآن پڑہنے کی بیان کین
...ثابت ہین اگرچہ بعض علما اونکو بھی مکروہ کہتے ہین مگر صاحب فتح جواز کو راجح کہتا ہے معلوم ہوا کہ صاحب سفر السعادة نے ... نزدیک مطلق جمع
...عند القرات بدعت ہے تو وہ تو یہ کہتا ہے کہ صحابہ کا تعامل نہ تہا اور جس نے اجتماع کو مطلق بدعت کہا تو غایت الامر یہ ہوا کہ جو صراحتہ منصوص ... نہ
...ہوا تو اتفاقا بدعت دنیا حت ہوا اور جو سفر السعادة نے دوسری فرد بھی وہ مختلف فیہ ہوی ... اسکے نزدیک وہ بھی بدعت ہے اور
عند ... قبر پر جمع ہوکر قرآن پڑہنا بوجہ اللہ تعالی جائز کہا اور بعض دیگر علما نے جمع ہوکر قرآن پڑہنا بوجہ الله کی ... غیر ... کیا
... مگر بہرحال اجتماع مخصوص کی اہل میت تو سب کے نزدیک بدعت رہا تو بہرحال سیوم کا پڑھنا قرآن اور ختم کا تو سبکے نزدیک بدعت ہوگیا
...محل بحث ہے اور جسکو علما سنت منع کرتے ہین اور مولف جائز کہتا ہے تو دوسری شق مختلف فیہ ہوی سفر السعادة نے اوسکو منع کیا اور بعض علما
...سنت کہا مگر بہرحال اجتماع مخصوص سیوم کا جسکی بحث ہے وہ کسی روایت سے جائز نہین ہوتا کیونکہ اوس مین اجتماع الی اہل میت ہے اگرچہ
...ن وکلمہ بھی پڑہتے ہون پس روایات منقولہ مولف کی سفر السعادة کے اصل مطلب کی کوئی خلاف نہین گو ایک شق خاص مین ... اور سفر السعادة
...خلاف ہوا اور وہ خلاف بھی مولف کو کچھ مفید نہین مگر فہم مولف کا قاصر ہے افسوس ہے کہ مولف کہین مطلب نہین سمجھتا اور اپنے کوتاہ فہم پر علما پر طعن
...جاہل جانتا ہے سب اہل علم غور کرین پس واضح ہوگیا کہ قرآن وکلمہ کا ثواب پہونچانا بلا قید سنت اور اجتماع مخصوص سیوم کا بدعت اور
سفر السعادة کا قول صحیح اور موافق حدیث جریر کے اور روایات منقولہ مولف کے ہے الا فی شق واحد کہ وہ خلاف مولف کو ہرگز مفید نہین اور توجیہات
...مولف کی سب ناہی غلط خلاف واقعہ کے ہین فقط **قولہ** اور آنحضرت کے ختم قرآن کرنے سے الخ **اقول** مولف نے اول تو فہم مراد سفر السعادة
...مین غلطی کی ہے وہ کہتا ہے قرآن خوانند وختمات خوانند ختمات سے مراد اذکار ہین مولف ختم قرآن کا سمجھا تو کہتا ہے آنحضرت علیہ السلام کے ختم
قرآن نکرنے سے منع لازم نہین آتا اور یہ محض غلط ہے بلکہ جن لوگون کے نزدیک قرآن وذکر کا ثواب پہونچتا ہے اونہون نے قرآن کا وصول ثواب
احادیث صحیحہ سے ... پایا ہے پس پہلا قرآن اور کم زیادہ خود ثابت ہوگیا ختم ہی کرنا ثابت ہوگیا ضرور ہے اور جو لوگ انکار کرتے ہین جیسے شافعی اونکے
نزدیک اب بھی ثابت نہین پس عذر جہاد کا بالکل لغو ہے مگر مولف کو اس عذر ختم کے لکہنے سے شرم نہ آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رات دن تو جہاد مین مصروف نہ تھے اور نہ اعدا وآلات جہاد اس درجہ کو تھے کہ ختم قرآن کی جو دو تین گھنٹہ مین پندرہ بیس آدمی کرسکتے ہین گنجایش...

اب سوائے قبر کے اور جگہ اگر جمع ہوکر پڑہین اوسکا کیا حکم ہے اوسکو ہم مانعین کی دوسری سند مین بیان کرینگے **سند دوسری مانعین** اپنے
رسائل مین نصاب الاحتساب کی عبارت نقل کرتے ہین ان ختم القران جہرًا بالجماعة ویسمی بالفارسیة سیپارہ خواندن مکروہ انتہی جو بیان
یہ ہے کہ نماز کے اندر قراءت امام کا سننا اور اوسوقت چپ ہوجانا تو بالاتفاق فرض ہے لیکن اگر خارج نماز کے کسی مقام پر قرآن پڑھا جاوے
تو اوسکے استماع مین اور سامعین کے خاموش ہوجانے مین اختلاف ہے بعضے اوسمین بہی فرض کہتے ہین اور بعضے مستحب جو علماء فرض
کہتے ہین اون کے نزدیک کچہہ مضائقہ نہین جو لوگ جمع ہوکر قران پڑہین بلند آواز سے اور جو فرض کہتے ہین اونکے نزدیک نہین جائز فتاوی قاضیخان
میں یکرہ للقوم ان یقرؤا القران جملة لتضمنہا ترک الاستماع والانصات المامور بہا کذا فی فتاوی ابی الفضل الکرمانی وقیل لا باس بہ کذا فی
...مین الائمہ الدیاسی وعن نجم الائمة الحکیمی - یہ دونون روایتین جواز اور عدم جواز کی حلبی نے شرح منیہ مین اور دوسرے فقہا نے بہی
ذکر کی ہین ان روایتون سے دو فائدے پیدا ہوئے ایک تو یہ کہ جو لوگ علماء سلف مین منع کرتے ہین اونہون نے یہ دلیل فہم نہین...
...علی یہ بداہتہ ساقط ہے اور غزوہ موتہ کی جب خبر آپکو ملی اور زید بن حارثہ اور عبد اللہ بن رواحہ اور جعفر طیار کی شہادت معلوم ہوئی
...مسجد مین حزین بیٹھے رہے اور جماعات صحابہ حاضر تھی دو ساعت مین ختم قران ہوسکتا تہا علی ہذا خبر شہداء بیر معونہ وغیرہ مین...
...یہ بہی غلط ہے کہ جسکو کوئی عاقل بہی قبول نکریگا الغرض ثواب قران شریف کا آپکے زمانہ مین تہا مگر اجتماع مخصوص نہتہا مولوی کا فہم...
اور بعیر الفصار بہی پڑہتے تہے اور اب تک جاری ہے اور جس کا انکار سفر السعادة کو ہے اعنی اجتماع الی یا اہل میت وہ کار سے ہرگز ثابت نہین
مگر تامل و فہم درکار ہے **قولہ سند دوسری الخ اقول** نصاب الاحتساب مین قران بجماعت کو جہر سے پڑہنا مکروہ لکہا ہے اور یہ امر عدم
قران مین مشاہد ہے مولف بہی اس کراہت کو قبول کرتا ہے اور کراہت تحریمیہ مراد ہے اور یہی راجح ہے واسطے کہ اسکو مدلل بیان...
اور دلیل مسئلہ کی بیان کرنا وجہ ترجیح کی ہوتی ہے دوسری یہ کہ اوسکے مقابل کو قیل کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور ایسے موقع مین...
مسئلہ کو جزما بیان کرین اور اوس کے مقابل کو صیغہ مجہول سے بیان کرین تو اوس مین ضعف ہوتا ہے اور یہ قواعد سب اہل علم پر...
ہین بسبب شہرہ و بداہتہ کے نقل سند کی حاجت نہین اور دوسری روایت ضعیف پر بہی کراہت تنزیہ ثابت ہے کیونکہ لا باس کا...
اطلاق کراہت تنزیہ پر بہی آتا ہے قال فی رد المحتار وکلمة لا باس غالب استعمالہا فیما ترکہ اولی انتہی بہرحال علی الراجح جہر آپڑہنا مکروہ تحریمیہ ہے
اور علی المرجوح کراہت تنزیہ ہوئی کہ دوسرے امر بدعت سے ملکر موجب قوت منع کی ہرحال ہوجاویگی **قولہ** ایک تو یہ کہ جو لوگ الخ **اقول**
سبحان اللہ کیا فہم عالی مولف کا ہے کہ اگر سلف کوئی دلیل بیان نکرین اور خلف دلیل بیان کرین تو وہ دلیل معتبر نہو سب اہل علم جانتے ہین
ایک شے کی تین تین اور چار چار اور زیادہ دلائل ہوتی ہین اگر کسی نے ایک حجت بیان کی تو دیگر حجج کا مرتفع ہونا کہانسے لازم آگیا بلکہ اگر اولین
کو ایک حجت جواز یا حرمت کی معلوم ہو اور متاخرین کو زیادہ دلائل پر اطلاع ہوجاوے تو کون محذور ہے خود مولف نے نمبر چہارم مین ابن...
کے طعن کے رفع مین وہ دلائل لکہی ہین کہ پہلے کسی نے نہین لکہی تہی اپنے گہر کی مولف کو خبر نہین سب تہوڑی عقل والے بہی جانتے ہین
یہ دعوی عدم جواز اجتماع کا صحیح اور حدیث جریر سے بعمومہ ثابت ہے پس اگر نصاب الاحتساب مین ذکر نہوا تو نہو یہ تو دلیل مشاہد ابن ماجہ وغیرہ
مین آنکہون سے نظر آتی ہے اسکا رفع کسطرح ممکن ہے اور حدیث صحیح ہے اگر صاحب نصاب الاحتساب کو اور دیگر علماء کو یہ معلوم نہوا یا انہون...

زمانہ کے مانعین قائم کرتے ہین کہ حضرت کے وقت مین جو جمع ہوکر قران نہین پڑھا گیا اسواسطے منع ہے بلکہ یہ دلیل بیان کی ہے کہ جب
... کر پڑھینگے تو قران شریف کو سُننا جو فرض ہے وہ ترک ہوگا دوسرا فائدہ یہ کہ جن عالمون نے منع کیا اونہون نے جہر سے پڑھنے
... یا ہے چنانچہ نصاب الاحتساب کی عبارت مین جسکو مانعین سند لاتے ہین لفظ جہر صریح موجود ہے پھر یہ صاحب علی العموم ختم قران
... مین منع کرتے ہین بھی فرماتے ہین کہ پکار پکار کر پڑھتے ہین تاکہ بالاتفاق جائز ہو اور اگر آہستہ پڑھینگے بعضون کے نزدیک جائز ہوگا اور بعضون
... نہین چنانچہ صاحب خزانۃ الروایات نے کتاب فیدہ مستفید سے یہ فیصلہ نقل کیا ہے بدین عبارت مسئلہ خواندن قران باتفاق
... چنان خوانند کہ یکدیگر بشنوند اور مولوی اسحق صاحب سوال ہشتاد و دوم کے جواب مین خاص مائہ مسائل مین لکھتے ہین
... برای قرائت قران نشاندن تا وقتیکہ مسئلہ علمارا اختلاف است مختار ہمین است کہ جائز است بشرطیکہ آواز بلند جمع
... قرائت نکنند ما ہمی خلاصہ یہ کہ جمع ہوکر آہستہ اگر قران پڑھین خواہ قبر پر خواہ غیر قبر پر کسیکے نزدیک منع نہین وہ جو جمع ہوکر پڑھنا
... حدیث صحیح مین وارد ہے مسلم نے روایت کیا ہے کہ جب گھر مین آدمی جمع ہوتے ہین اس لئے کہ تلاوت کرین کلام اللہ کی اور پڑھین
... آپس مین تو ترتیب ہے اونکے دلون مین آرام و قرار و طمانیت اور سب طرف سے لے لیتی ہے اونکو رحمت اور گرد اونکے پھرتے ہین فرشتے پھر یہ
... شاہد امر کا انکار تو محض جنون ہوگا کہ ایسی موجود دلالت موجود دلیل کیون نہوویگی لاحول ولا قوۃ الا باللہ کیا عمدہ فائدہ مولف کو ملا نہین
... فائدہ ملا کہ دوسری علت کراہت کی حاصل ہوگئی اور ہمکو ظہور خوبی فہم مولف کا فائدہ حاصل ہوا۔ دوسرا فائدہ بھی لغو ہے کیونکہ بصورت خفیہ
... پڑھنے کے کراہت رفع ہوجاویگی مگر اجتماع مخصوص کا نیاحت ہونا اور تشبہ ہنود کا مثلاً کہان چلا جاویگا سو یہ فائدہ بھی نتیجہ ذہن مولف کا
... ایک علت کی رفع سے تمام علل کا رفع ہوجایا کرے اور خزانۃ الروایات کا فیصلہ اوس قراءۃ جماعت مین ہے کہ وہ اجتماع بدعت نہو
... جمعہ کو جامع مسجد مین لوگ پڑھتے ہین اوسکو فیصلہ کرتے ہے اور ایسا ہی مولانا اسحقؒ نے اجتماع جائز مین یہ فرمایا سو ہمکو بھی کچھ عذر نہین کہ
... مباح ہے اوسمین آہستہ پڑھنا چاہئے اور مجمع بدعت مین اگر آہستہ پڑھینگے تو یہ کراہت رفع ہوجاویگی اگرچہ دیگر وجوہ منع کے سبب سے وہ منع
... گے مولف کو یہ گمان ہوا ہے کہ صاحب نصاب الاحتساب نے ایک ہی وجہ کراہت سیوم کی لکھی ہے نہیں اوس نے بہت سی وجہ لکھی
... ہاں یہ بھی لکھی ہے مولف ذرا ہوش کرکے بات کرے اس تحریر سے بھی اتنا تو واضح ہوگیا کہ حدیث جریر سے دو کراہت سیوم کی مستفاد ہوئی
... الی اہل میت اور صنعۃ الطعام چنانچہ محقق ہوا تیسرے عوام کے نزدیک اسکو دکا ضروری ہونا جس مین تغیر حکم شرع کا اباحت سے تاکد کیطرف
... تشبہ کفار ہنود پانچوین یہ جہر خوانی اور سوائے اسکے بھی ہین صاحب فہم کو تو واضح ہین مگر سقیم العقل پر مخفی ہین **قوله** خلاصہ یہ کہ الخ
اقول لاریب جمع ہوکر قران آہستہ پڑھنا درست مگر وہ جمع ہونا مباح ہونا چاہئے سو حدیث مسلم مین جو ذکر ہے وہ ان کی واسطے اجتماع کا کہ ...
... واجب کہ تذکیر و تذکار و وعظ ہی ذکر ہوا ہے اسپر اجتماع مکروہ کو قیاس نہین کرسکتے یہ کوتاہی فہم کی ہے اور قاضی ثناء اللہ کی روایت
... کی جو مولف کو مفید نہین سابقاً گذرا کہ یہ اجتماع بوجہ اللہ تعالی ہے نہ اجتماع الی اہل میت اور سیوم مروجہ دوسری قسم ممنوع مین
... ہے نہ اول مین بار بار اعادہ تفتیش کا ضرور نہین اور زیان کی روایت مین انصار کا اختلاف قبر کیطرف مفید اجتماع کو ہرگز نہین
... کا قبر پر قران پڑھنا معلوم ہوتا ہے اور نہ جانا مجتمع ہوکر جانا اور پڑھنا جو اس مین ہی مولف کی کچھ دلیل نہین بعض زیارۃ علی القبر مین

اسقدر فضیلت عظمی ہوئی علاوہ برین قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ تذکرہ الموتے والقبور مین لکھتے ہین حافظ شمس الدین ابن عبد الواحد گفتہ
از قدیم در ہر شہر مسلمانان جمع میشوند و برای اموات قرآن مے خوانند پس اجماع شدہ انتہی۔ اور کتب عربیہ مین اسکی عبارت یون ہے یجتمعون
ویقرؤن القرآن لموتاہم من غیر نکیر فکان ذلک اجماعًا۔ عربی عبارتون مین من غیر نکیر کا لفظ صاف بول رہا ہے کہ پہلے اس مین کوئی شخص
انکار نہ کرتا تہا اور علی قاری اور سیوطی اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی سب لکھتے ہین عن سفیان قال کان الانصار اذا مات لہم المیت اختلفوا الی
قبرہ ویقرؤن القرآن۔ اور علامہ عینی شرح ہدایہ کے باب الحج عن الغیر مین لکھتے ہین ان المسلمین یجتمعون فی کل عصر وزمان ویقرؤن
القرآن ویہدون ثوابہ لموتاہم وعلی ہذا اہل الصلاح والدیانۃ من کل مذہب من المالکیۃ والشافعیۃ وغیرہم ولا ینکر ذلک منکر فکان اجماعا
انتہی پس ان روایات سے یہ معلوم ہوگیا کہ مذاہب اربعہ اہل سنت والجماعت کے تمام علماء دیندار محقق اور صلحاء ہر شہر مین قدیم سے جمع
ہوکر قرآن اموات کے واسطے پڑہتے رہے ہین اور کوئی اونپر انکار نہین کرتا تہا اور مراد یہ ہے کہ کوئی بڑا عالم محقق جسکی سند پکڑی جاوے
اور اوسکا انکار انکار شمار کیا جاوے ایسا شخص کوئی نہین منع کرتا تہا اور کم درجہ کے علماء مین اگر کسی نے انکار کیا وہ رد کیا گیا اوسکے قول پر
عمل نہین ہوتا تہا عمل امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی پر رہا ہے مال اتفاق والاجماع کہ پڑہنا قرآن کا مجتمع ہوکر قبر پر اور مکانات پر ہمیشہ
جاری ہے چوتھا امر مجتمع ہونا عزیزون اور دوست آشناؤن کا واسطے پڑہنے کلمہ اور قرآن کے سو وجہ اسکی یہہ ہے کہ ایک لاکھ کلمہ وارث
میت تو پڑہہ نہین سکتا اور اگر کوئی ہمت بھی کریگا تو مدتون مین تمام ہوگا یہان میت کا ابہی کام تمام ہوا چاہتا ہے اسکے حق مین جلدی چاہیئے
پس لابد ہوا کہ دوست آشنا ایسی حالت مین ورثاء میت کی مدد کرین اور اونکے ساتھ ملکر جلد انجام کار فرماوین اللہ تعالی نے فرمایا ہے
تعاونوا علی البر والتقوی یعنی آپس مین مدد کرو نیک کام اور تقوی پر اور یہی ہے کہ جب وارثان میت نے یہ جلسہ ذکر کا منعقد کیا تو جسقدر
مومنین طالب حسنات ہین سب کو اوسمین شریک ہونا موافق حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے موجب خیر و سعادت ہوگا فرمایا رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا یعنی جب گذرو جنت کے باغ اور سبزہ زار مین تو وہان چرو۔ چرنے سے مراد یہ کہ خوب انکا
ثواب پیٹ بھر کے حاصل کرو۔ لوگون نے پوچھا کہ بہشت کے باغات اور سبزہ زار کیا ہین آپ نے فرمایا حلق الذکر یعنی جہان جماعتیں
ذکر کرنے والون کی حلقہ مارے بیٹھی ہین روایت کیا اسکو ترمذی نے کذا فی المشکوۃ۔ اب ہم پوچھتے ہین کہ اس جلسہ مین جو قرآن اور کلمہ

اوپر خلاف بیان ہوچکا اور اجتماع غیر مرسوم مین بھی قرأت کا حال لکھا گیا مگر بہرحال مولف کے اجتماع مخصوص کو غیر مفید محض ہے علی ہذا
روایت عینی شرح ہدایہ سے حال اجتماع مختلف فیہ کا دریافت ہوا نہ محدث عنہ متفق الکراہت کا پس مولف کی ترکی تمام ہوئی اور حسن فہم
مولف کا آشکارا ہوگیا کہ ایک نوع جائز سے دوسری نوع بدعت پر استدلال لاتا ہے اور یہ خبر نہین کہ ہر نوع دوسری نوع کی مبائن ہوتی
کیا خوب ہوتا جو تہذیب منطق ہی مولف پڑھ لیتا تو ایسی خطائی الدین کرکے خلق کو گمراہ نہ کرتا **قولہ** چوتھا امر جمع ہونا عزیزون کا الخ **اقول**
اس اجتماع کا حال تو ابہی روشن ہوچکا کہ صحابہ کے وقت سے ممنوع چلا آتا ہے اور مطلق اجتماع جس مین کوئی محظور شرعی نہ ہو اور نہ خود اور تعیین غیر
نہ ہو خود جائز ہے سو وہ سیوم مروجہ کے خلاف ہے مگر یہ مولف کا کہنا کہ یہان میت کا کام ابہی تمام ہوا جاتا ہے بڑی بیشرمی کی بات ہے کیونکہ اگر دعا
میت کا خیال ہے تو قبل دفن اسقدر کلمہ ہوسکتا ہے اوسوقت میت کا خیال نہین ہوتا اب تیسرے روز جب خوب کام تمام ہولیا تو ہوش آئی

پوچھا جاتا ہے یہ ذکر اللہ ہے یا نہیں؟ اگر کہتے ہو کہ نہیں تو کیا کل بکواس اور فسانہ عجائب کہ ارشاد ہوگا؟ اور اگر کہو کہ ہاں یہ مجلس مجلس ذکر ہے
تو ہم کہیں گے کہ موافق ارشاد مخبر صادق کے یہ مجلس باغ اور سبزہ زار جنت ہے پھر اس میں چرنے سے کیوں منع کرتے ہو رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں
اقول ... اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تعاونوا علی البر ولا تعاونوا ... کس قدر مقابلہ اللہ اور رسول کا ہے دیکھو ایک وہ لوگ تھے
کہ کسی امر مکروہ کو دیکھتے تھے اور اوس میں کچھ خیر اور بہتری ہوتی تھی تو اوس خیر کی باعث مکروہ سے چشم پوشی کرتے تھے عیدگاہ میں بعد نماز عید
نفل پڑھنا ممنوع ہے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص کو یہی نفل پڑھتے دیکھا اوسکو آپ نے منع نہ فرمایا لوگوں نے عرض کی یا امیر
المومنین آپ اس آدمی کو منع نہیں فرماتے آپ نے جواب دیا کہ مجھکو خوف آتا ہے کہ ان لوگوں میں شریک ہو جاؤں جنکو اللہ تعالیٰ نے جھڑکا ہے
ارأیت الذی ینہی عبداً اذا صلی یعنی تو نے دیکھا اوسکو جو منع کرتا ہے بندہ کو جب وہ نماز پڑھے انتہی - یہ قصہ حضرت علیؓ کا درمختار میں اور دوسری
کتب فقہ میں موجود ہے اپنے پیچھے [illegible] وہ [illegible] کا تھا کہ حضرت علیؓ نے یہ خیال فرمایا اگرچہ بہ حیثیت کراہت کی اس نماز میں [illegible] ہے کہ بعد
عید عیدگاہ میں خلاف طریقہ سنت نماز پڑھتا ہے لیکن پھر بھی یہ فعل خیر تو ہے اللہ تعالیٰ کی یاد کر رہا ہے اللہ کی حضوری میں ہے منع
فرمایا اور منع کرنے میں خوف الٰہی کیا اور کیوں نکرتے وہی لوگ ڈرا کرتے ہیں اللہ سے جنکے دلوں میں خوف الٰہی ہوتا ہے ایک یہ دورہ آخری ہے کہ تعمیم
ہم کو ایسے خیال میں مکروہ جانکر کلمہ ادا قرآن سے منع کیے بھی خدا سے نہیں ڈرتے - **پانچوان امر** معین کرنا روز تیسرا اور منع ہو کہ معین کرلینا کسی روز کا

اس یوقت تو فقط کشتی اور لغو کلام میں صرف رہے مگر ذکر [illegible] فقط نہ تھا شاید موافق کی عجیب بات ہے باقی رہی معاونت مومن کی اور حلق الذکر
کی [illegible] صحیح ہے ذکر اللہ تعالیٰ اوسیوقت مقبول ہے کہ حسب قاعدہ شرع کے ہو نہ بطور بدعت و معصیت کے پس جو ذاکر مرتکب بدعت و معصیت کے
ہوگا اوسکی شرکت بھی ممنوع ہوویگی چنانچہ پہلے بھی جواب اس مغالطہ کا ہو چکا ہے کہ منع کرنا بوجہ بدعت کے ہے نہ بوجہ ذکر کے **قولہ** ایک وہ لوگ
تھے کہ کسی مکروہ کو الخ **اقول** حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مجمع البحرین میں خلاف اسکے منقول ہے یہ عبارت اوسکی ہے ان رجلا یوم العید
اراد ان یصلی قبل صلوٰۃ العید فنہاہ علی فقال الرجل یا امیر المومنین انی اعلم ان اللہ لا یعذب علی الصلوٰۃ فقال علی وانی اعلم ان اللہ لا یثیب
علی فعل حتی یفعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او یحث علیہ فیکون صلوتک عبثا والعبث حرام الخ اس سے معلوم ہوا کہ امر خیر جو خلاف مشروع
طرز کی ہو اوس سے منع کرنا چاہیے اور یہ جو درمختار میں منقول ہوا وہ دوسرا امر ہے اس واقعہ میں نماز پڑھتے کو حالت نماز میں اسواسطے منع نکیا
تھا کہ موافق اس آیت کے ہونیکی مشابہت تھی ارأیت الذی ینہی الآیۃ نہ بوجہ خیر ہونیکے - یہ مولف کی محض کم فہمی ہے اور مجمع البحرین کی روایت
میں ارادہ نماز کا کرتا تھا اسواسطے اوسکو منع کر دیا سو ہرگز معارضہ نہیں فہم درکار ہے بُرے کام سے منع کرنا ضرور ہے اگرچہ مختلط بخیر ہو ہاں بعض
صورتوں میں جو مسئلہ مجتہد فیہا ہو تو اوس میں ہی عوام کو منع نہیں کیا کرتے کہ عوام کا مذہب معین نہیں ہوتا اوسکا شبہہ بھی نکرنا چاہیے مولف نے
نہیں سنا اور کہاں سے سنتے نہ خود پڑھا نہ علماء کی صحبت و محبت نصیب ہوئی بخاری میں ہے کہ حضرت عمرؓ اور ابن عباسؓ بعد عصر کے نوافل پڑھنے
والوں کو مارا کرتے تھے کہ اوسوقت نوافل مکروہ ہیں حضرت علی کا عدم منع بدون حقیقت سمجھے ترجمہ درمختار سے یاد کر لیا ہے بس مولوی ہو گئے اگر علماء
عوام کو بدعات سے منع نکریں تو مداہن فی الدین ہو وینگے اور بحکم حدیث شیطان اخرس ہو وینگے اور دین میں فساد ہوگا سو یہ مولف کو ہی مبارک
رہے اہل سنت کا کام تو نہی عن المنکر کا ہے **قولہ** پانچواں امر معین کرنا الخ **اقول** وعظ و درس فرض ہے اوسکے واسطے اہتمام کرنا ضروریات

واسطے کسی مصلحت کے شرع شریف میں وارد ہے شقیق رحمۃ اللہ علیہ جو کبار تابعین مقبولین سے ہیں اور شاگرد عبد اللہ ابن مسعودؓ صحابی کے روایت
کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود وعظ فرماتے تھے ہر جمعرات کے دن جب لوگون نے کہا روزمرہ وعظ فرمایا کیجیے جواب دیا کہ مجکو پسند نہیں آتا کہ تم تنگ ہو جاؤ ملالت
روزگار کہ جس طرح پر میں کہتا ہوں اسیطرح رسول صلی اللہ علیہ سلم بھی ہمکو وعظ فرماتے تھے یہ روایت مسلم اور بخاری کی مشکوۃ میں موجود ہے
اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے دن جمعرات کا مقرر کر لیا تھا وعظ کیواسطے اور یہ اونکے بیان سے سمجھا جاتا ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے بھی دن مقرر کر رکھا تھا حالانکہ کلام اللہ سے وعظ کے لئے کوئی قید کسی دن کی معلوم نہیں ہوتی کیونکہ قرآن شریف
مین وارد ہوا ہے وذکر فان الذکری تنفع المومنین اس میں قید دن کی نہیں پس ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے جو دن
معین کیا تھا تو کچھ مصلحت اوس وقت کی تھی کہ دن جمعرات کا مقرر کیا تھا ہمارے اسوقت مین اکثر علما نے جمعہ کا دن معین کر رکھا ہے کیونکہ اس
زمانہ مین یہ مصلحت ہے کہ جمعہ کی نماز کو ہر طرف سے آدمی اطراف و قریات و مواضع سے خواندہ ناخواندہ جمع ہوتے ہیں ایسے مجمع میں وعظ کہنے سے
فائدہ عام ہوتا ہے جمعرات مین یہ نفع متصور نہیں جب یہ بات معلوم ہوگئی تو جاننا چاہیے کہ ایصال ثواب و صدقے کے لیے علی الدوام جائز اور
شرع سے ثابت الاصل جسطرح وعظ کرنا علی الدوام جائز لیکن تیسرا دن مخصوص کیا گیا واسطے مصلحت کے جسطرح جمعرات کو واسطے وعظ
کے خاص کیا ابن مسعود صحابی نے رضی اللہ عنہ اور یہان مصلحت تعیین مین یہ ہے کہ تعیین مفید ہے وارثان میت کو اور نیز جمیع قرآن و
کلمہ پڑھنے والون کو وارثون کے لئے اسطرح مفید ہے کہ تعیین اور تقرر کی قید میں خوب خیال چڑھا رہتا ہے دل پر کہ یہ کام کرنا ضرور ہی ہے پس نہیں
فوت ہوتا اون سے یہ کام اور جو لوگ معین نہیں کرتے اون کا کام کبھی کا کبھی ہوتا ہے بلکہ بہتیرے آدمیون سے فوت ہو جاتا ہے جو لوگ جمعرات
کی تعیین مین روٹی فاتحہ اموات کی نیت سے کھلا دیتے ہیں وہ تو کھلا دیتے ہیں اور جنہون نے تخصیص کو بدعت کہا اون کو ہفتہ کے
ہفتے بلکہ مہینے گذر جاتے ہیں روٹی گھر سے نہیں نکالتے اور نافع ہونا اس تعیین تاریخ کا دوسرے آدمیون کا اسوجہ سے ہے کہ اگر دن غیر مقرر رہتا تو
کوئی کسی دن پڑھنے آتا اور کوئی کسی دن کام اسلوب کے ساتھ اور جلد نہوتا دن مقرر ہونے سے عین ایک میعاد پر سب جمع ہو جاتے ہیں اور خوش
انجامی سے کام تمام ہو جاتا ہے اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اگر تمکو جلدی ایصال ثواب اور امداد میت کی منظور ہے تو دفن سے اگلے دن کیون
نہیں ختم کرا لیتے جواب اوسکا یہ ہے کہ اگر ہم دوسرا دن مقرر کر لیتے اور پھر بھی تم اعتراض کرتے کہ دوسرا دن کیون مقرر کیا علاوہ ازین مصلحت اوس مین

دین سے ہے وہ تیسرا چوتھا دن مقرر کرنا رفع ملال کیواسطے مناسب ہے پس اگر اوس مین بھی ایسی تعیین ہو کہ جہان تخلف نہو تو وہ بھی بدعت ہو جاتی
کا اور یہ فعل خود صحابہ کا بلکہ فخر عالم کا ہے سو جس شے کو وہان معین کر دیا وہ معین ہو گیا اور سنت ہو گیا اگر اوسکو بھی کوئی واجب جاننے لگے تو وہ بھی
تغیر حکم شرع سے بدعت ہو جاویگا پس اوسپر قیاس کرکے کسی مسلح مطلق کو معین کرنا درست نہیں کیونکہ وہان تو فعل شارع سے مستحب ہو گیا
تھا اب جس شے کو اطلاق پر شارع چھوڑ گئے اوسکے اطلاق کو مقید کرنا خود تغیر ہو ویگا چنانچہ خود مولف مقر ہو چکا ہے خصوصاً جس امر کو
شارع نے بدعت و داخل نیاحت کیا اگر کوئی سنت امر پر قیاس کرکے جائز رکھے گا تو سخت مبتدع مقابل شارع کا ہو ویگا کہ شارع تو اوسکو
منع کر گئے اور یہ اوسکو سنت امر پر قیاس کرکے جائز رکھے معاذ اللہ اور مولف کس قدر رکیک توجیہ ایک امر ممنوع کے جواز کی واسطے لایا ہے کہ
دور از عقل ہے کہ تقرر یوم ثالث مین تکان رفع ہوگا اور واہیات تقریر اور اتنا نہیں سوجتا کہ حاضرین جنازہ نے کونسے پہاڑ ڈھائے مارے تھے

یہ دیکھی گئی کہ بروز دفن برادری کے آدمی اور دوست آشنا دیر تک تجہیز تکفین مین رہتے ہین ہم دیکھتے ہین کسی میت کی قبر کنی اور غسل و تکفین وغیرہ
مین ایک ایک پہر اور بعض جگہ دو دو پہر کم و بیش لگجاتے ہین اگر دوسرے دن بھی یہہ گھڑی یا پہر بھر کی محنت واسطے ختم قرآن اور کلمہ طیبہ کے ہوا کی
تو ہوتو پے درپے آنا سب کو دشوار ہوتا اسلئے ایک دن بیچ مین آسایش دیکر تیسرا دن معین کیا گیا دوسری مصلحت یہہ ہے کہ وارثان میت کی
تعزیت کیواسطے شرع شریف مین تین روز مقرر کئے گئے ہین چنانچہ فتاوی عالمگیری مین ہے ولا باس لاہل المصیبۃ ان یجلسوا فی البیت
او فی مسجد ثلثۃ ایام والناس یاتونہم ویعزونہم یعنی کچھہ مضائقہ نہین مصیبت زدون کو بیٹھنا گھر مین یا مسجد مین تین روز تک اور لوگ آوین
اور جاوین انکے پاس اور تعزیت یعنی تسلی اور تشفی دیوین گے اہل ماتم کو انتہی پس تیسرے دن کے معین کرنے مین یہہ بھی مصلحت سمجھی گئی
کہ ان ایام مین آمد و رفت اہل تعزیت کی رہتی ہے لوگون کے بلانے اور جمع کرنے مین چندان دقت نہو گی اجماع مومنین بہولیت سے ممکن
ہوگا اور یہہ بھی ہے کہ قرب و جوار کے مواضع و قصبات سے جو انکے اعزا یا دوست آشنا رشتہ والے ہین بعد وصول خبر وفات وہ بھی اکثر شریک
ہو اور فاتحہ و ختم قرآن و کلمہ طیبہ کے ہوجاوین گے پس تعین تیسرے روز کی بھی اس مصلحت پر ہے اور جو کچھہ اوس مین پڑھا جاتا ہے کلمہ اور
قرآن اوس کا بیان بہت وضاحت سے اوپر ہوچکا اور یہہ تعیین کچھہ ہماری مقرر کی ہوئی نہین بلکہ قدیم الایام سے علماء دین اور مفتیان
شرع متین کی قرار دی ہوئی ہے اور مختصر دلیل اسپر یہہ ہے کہ ملا علی قاری اور سیوطی اور علامہ عینی وغیرہم کے کلام سے ہم ثابت کرچکے ہین
کہ حرمین شریفین کے علماء اور صلحاء کل شہرون مین کل زمانون مین جمع ہوکر ختم قرآن کرتے رہے ہین اسپر اجماع امت ہے پس اس بنا پر ہم کہتے
ہین کہ کل شہرون مین اور ملکون مین ہندوستان تو بڑا ملک ہے اس مین بہت شہر ہین پس ضرور ہے کہ یہان کے علماء و صلحا نے بھی جمع
ہوکر پڑھنے کا طریقہ اپنے ملک ہندوستان مین بلاشبہہ جاری کیا ہوگا ہم جو خوب تلاش کرتے ہین اور فکر کرتے ہین تو ہندوستان کے دور دور
شہرون مین یہی طریقہ قدیم الایام سے جاری دیکھتے ہین اور ہم اپنے آبا و اجداد سے اور ہمارے آبا و اجداد اپنے آبا و اجداد سے اسی طرح سنتے اور
دیکھتے آئے ہین سیکڑون برس کی کتابون مین اونکا ذکر ہے پس یہہ لابد قرارداد علماء راشدین اور صلحاء قدیم کا ہے البتہ اسوقت عوام اس مجمع سیوم
مین بعض باتین خلاف شرع کرنے لگے اوسوقت ایکساں وجہ خاص کے سبب علماء اسکو منع کرنے لگے چنانچہ شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام شرح

قبر کنی کی تھی جو تکان ہوگیا وہ تو بیٹھے حقہ بجاتے اور دل بکنے مین مشغول رہتے ہین جیسا اپنی بیٹھکون مین ہر روز کرتے ہین اور کاروبار تجہیز تکفین کا
کرنیوالے دو چار آدمی ہوتے ہین باقی سب آرام سے بیٹھے رہتے ہین پھر یہہ کہ اس پہر دوپہر کی حاضری مین اگر پڑھا کرین کیون رفع تکان کی غرض
ہو اور کیون حرج ہو الغرض ایسی خرافات کہانیون سے حکم شرعی کا مقابلہ کس بدحواس کا کام ہے ایسی تقریر قابل التفات کے نہین ہندوستان
مین خاص یہہ رسم سیوم کی ہے اور کسی ولایت مین کوئی جانتا بھی نہین سویہ ہنود کے تیجے کو دیکھکر وضع ہوا ہے اب اسکی اصلاح مین ہزخرفات
سنیے جاو لغو سبکیہ مردود ہوچکا فقط **قوله** چنانچہ شیخ عبد الحق کا کلام الخ **اقول** مولف کی آنکھ کہان ہین شیخ عبد الحق صاف لکھتے ہین
کہ این اجتماع مخصوص سیوم الخ پس جیسا شیخ نے صرف مال ستانی اور تکلفات کو حرام و بدعت کہا ہے ایسا ہی اجتماع روز سیوم کو حرام و بدعت
کہا ہے مولف کو اسقدر غفلت وحق پوشی کہ صاف تین امر کا ذکر کرکے اونکو شیخ نے حرام و بدعت کہا ہے اور مولف دو کا ذکر کرتا ہے تیسرے کو
ہضم کر گیا حالانکہ مولف کا یہہ مسئلہ نحو میر مین پڑھا ہوگا اور شیخ نے سفر السعادۃ کی روایت کو بھی قبول کرلیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ شیخ کے

سفر اسعادتین صاف اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اما این اجتماع مخصوص روز سیوم وارتکاب تکلفات دیگر وصرف اموال بے وصیت از حق یتامیٰ بدعت است و حرام انتہی کلامہ اہل انصاف دیکھین کہ اس کلام شیخ سے جو صاحب سیف السنۃ وغیرہ قرآن اور کلمہ پڑھنے کا اجتماع روز سیوم میں نکالتے ہین کیسی منتفی ہے اس سے تو یتیمون کا حق ضائع کرنا اور تکلفات کی ممانعت پائی گئی اور اس عبارت سے ہیچ وجہ سے اجتماع کی عبارت بدعت ہونے ختم قرآن مین تھی اوسکا جواب ہم بیان امر غیر سے مین دے چکے ہین البتہ تکلفات ہونے مین ممنوع ہین چنانچہ بعض آدمیون نے بعض شہرون مین سنت سے تکلفات ایجاد کئے تھے جنکا ذکر نصاب الاحتساب مین ہے یقطعون اوراق الاشجار ویتخذون منہ سیئا علی صورۃ الاشجار ویزینون بہا حول القبر ویلبسون القبر ثیاب الحریر واذا کان المیت من اہل الملک یلبس فی ذلک یحضرون الحیاء المصورۃ بتماثیل ذوات الارواح کالبازی ونحوہ وانہ مکروہ ویبسطون الفرش ویقوم الشاعر فی مدح المیت بما لم یفعلہ وانہ کذب ویحضرون المصحف فی المقابر ویضعونہا فی المجلس ولا یقرؤن وینتظرون حضور الصدر فان خرج المصحف واخذ الناس فی القراءۃ ثم حضر الصدر یغضب علیہم وہل ہذا الا من الامارۃ بالسوء انتہی کلامہ وفی حاشیۃ خزانۃ الروایات الناس یملئون الریحان والورد فی الاطباق ویملئون ماء الورد فی القماقم یعنی درختون کے پتون کو سطح تراشتے ہین کہ صورت عین درختون کی اوس سے پیدا ہو جاتی ہے اور گرد قبر کے اُن پتون کے سجاتے ہین اور قبر پر ریشمین غلاف ڈالتے ہین اگر وہ میت پہنتا تھا اپنی زندگی مین ریشم اور لاتے ہین انگیٹھیان جسمین بازوغیرہ جانورون کی تصویرین ہوتی ہین اور بچھاتے ہین فرش یعنی تکلفی اور ڈوم بہاٹ کھڑا ہو کر اوس مردہ کی جھوٹی تعریفین کرتا ہے اور سجاتے ہین کود پر قرآن کو اور رکھ دیتے ہین پڑھتے نہین جبتک رئیس مجلس نہ آجاوے اور اگر اوس سے پہلے قرآن کو پڑھنے لگین تو وہ خفا ہوتا ہے یہ نفس امارہ کی شامت ہے یہ نصاب الاحتساب کے چھپے ہوئے فقرے ہین اور خزانۃ الروایات کے حاشیہ مین ہے کہ تیار کرتے ہین آدمی پہول پھلواری اور گلاب سے پہول طباقون مین اور عرق گلاب بھرتے ہین قمقمون مین انتہی اب خیال کرنیکا مقام ہے کہ ورثا میت تو مصیبت زدہ ہوتے ہین اون کو سرور کا سامان ایام مصیبت مین کرنا اور بعض امور محرم اور مکروہ سے زینت دینا کون عاقل گوارا کریگا چنانچہ مفتیان دین نے اوسکو منع کیا اور تمام عالم نے اوسکو مان لیا اب یہ پیچھے یہ باتین کوئی نہین کرتا البتہ ایک یوم معین مین جمع ہو کر کلمہ کلام پڑھتے ہین اب جو بعضے علما تشدد کرتے ہین محض تعیین یوم کے سبب سے کلمہ اور قرآن کو بھی مکروہ کہدیتے ہین یہ صحیح نہین اور دلیل اونکی وہ ہین ایک یہ کہ نماز مین معین کر لینا کسی سورۃ کا مکروہ ہے تو ایصال ثواب کے واسطے بھی تیسرا دن خاص کرنا مکروہ ہے جواب اوسکا یہ ہے کہ اگر ہم اس امر کو قیاس کرتے ہین وقت سے علما اس اجتماع سیوم کو حرام و بدعت کہتے رہے ہین اب مولف کی چرب زبانی و کذب بیانی خود ظاہر ہو گئی کہ وہ اپنے اجداد سے سنتا چلا آیا ہے اور تکلفات کی ممانعت بھی مقر ہے جسکو مولف نصاب الاحتساب سے نقل کرتا ہے اور بے سوا ایک صفحہ سیاہ کیا مگر اجتماع روز سیوم کا نام بھی نہین لیتا اب ناظرین غور سے دیکھین کہ مولف کی یہ جرأت ہے کہ عبارت نقل کرکے بھی کلمات کو ہضم کر کے ترجمہ مین اوسکا نام تک نہین لیتا ع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد • اور صاف ظاہر ہے کہ شیخ نے تین امر کو ذکر کرکے ہر سہ کو بدعت لکھا ہے پس اس سے اجتماع مخصوص روز سیوم کا بدعت ہونا ثابت ہوگیا **قولہ** ایک یہ کہ نماز مین الخ **اقول** مولف ہر روز فہم مطالب مین ناتمام سمجھتا ہے یا خلاف مراد تجویز کر لیتا ہے یہ دلیل بھی ناتمام نقل کی ہے اصل یہ ہے کہ بحکم آیات واحادیث مجمع علیہ تمام اُمت کا ہے کہ کبھی حدیث

تو تم کہا کرتے ہو قیاس کرنا مجتہد کا کام ہے اور خود اپنے مطلب کے لئے قیاس کرتے ہو تو جائز ہے خیر یہ ہٹ دھرمی تمھاری تمکو مبارک ہم اس سے قطع نظر کر کے کہتے ہیں کہ تعیین یوم فاتحہ وغیرہ کو قیاس نماز پر کرنا صحیح نہیں اور یہ مثل بھی تام نہیں اسلئے کہ امام شافعیؒ کے نزدیک تو تعین سورۃ مکروہ نہیں پس یہ کراہت اہل سنت میں اجماعی نہوئی اور حنفیہ کے نزدیک جو مکروہ ہے تو امام طحاوی اور اسبیجابی وغیرہ محققین کے کلام سے اوسکی کراہت دو سبب سے ہے یا تو یہ کہ پڑھنے والا اوسکو یہ اعتقاد کرے کہ اسی ایک سورت کا پڑھنا واجب ہے دوسری صورت پڑھونگا تو اوس میں نماز نہوگی یا ہوگی تو مکروہ ہوگی دوسرا سبب یہ کہ جاہل لوگ ایسی ایک سورت کو سب پڑھتے دیکھینگے مبادا وہ لوگ یہ اعتقاد کرین کہ نماز مین یہی ایک سورت واجب ہے

حدود شرعیہ سے تغیر کرنا نہیں چاہیے اور کسی وصف و حکم کو تبدل کمی و زیادتی وغیرہا سے دینا نہیں چاہیے مطلق و مقید کو ضرور و غیر ضروری اور مباح کو مباح اپنے حالات شرعیہ پر رکھنا واجب ہے ورنہ تعدی حد اللہ اور احداث بدعت میں گرفتار ہو جاویگا پس بنا علیہ یہ قاعدہ کلیہ مقرر ہو گیا کہ مباح اپنے اندازہ سے متجاوز نہو علماً و عملاً اور مطلق اپنی حالت اطلاق سے متغیر نہو علماً و عملاً اور مقید اپنے اندازہ سے نہ بڑھے علماً و عملاً اور اسپر بہتسی احادیث دال ہیں چونکہ یہ قاعدہ مسلمہ سب کا ہے اسکے دلائل کلیہ لکھنے کی حاجت نہیں مگر قدر حاجت لکھتا ہون کہ ناقص کو تنبیہ ہو دیکھو مسلم نے روایت کیا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم لاتختصوا لیلۃ الجمعۃ بقیام من بین اللیالی ولا تخصوا یوم الجمعۃ بصیام من بین الایام الا ان یکون فی صوم یصومہ احدکم الحدیث چونکہ شارع علیہ السلام نے فضائل جمعہ اور صلوٰۃ جمعہ کے بہت فرمائے تھے تو خدشہ تھا کہ کوئی اپنی رائے سے زیادہ تاکہ عمدہ عبادات ہیں اس میں نکر بیٹھے خود آپنے ہی فرمادی کہ جسقدر امور جمعہ اور شب جمعہ میں ہمنے فرمادیے ہیں وہی اس میں افضل و سنت ہیں اگر کوئی اسپر کوئی قیاس و اضافہ کریگا وہ مقبول نہوگا پس اس حدیث میں یہ ارشاد ہوا کہ تم جمعہ اور شب جمعہ کو صوم و صلوٰۃ کے واسطے خاص مت کرو کیونکہ صوم و صلوٰۃ نوافل مطلق اوقات مین یکسان ہیں خصوصیت کسی وقت کی بدون ہمارے حکم کے درست نہیں پس مطلق کو مقید کرنے سے منع فرمادیا جیسا کہ جس جس امور کو واسطے جمعہ کے مخصوص کیا ہے مثلاً صلوٰۃ جمعہ مع اوازمہا اوسکے اطلاق کو بھی منع فرمادیا ہے کہ صلوٰۃ جمعہ اور دنون میں نہیں ہوسکتی لہذا صاف واضح ہو گیا کہ یوم و شب جمعہ کو مقید کرنا جس میں وہ مطلق ہیں اور مطلق بنانا جس میں وہ مقید ہیں دونون ممنوع ہیں پس اس حدیث مین یہ حکم ہو گیا کہ ہمارے ارشاد کے موافق سب کام کرو اپنی رائے سے تبدیل و تغیر مت کرو مگر ہان جسکو خود شارع مستثنے کردیوین کہ وہ دوسری حدیث سے ثابت ہو جاوے تو وہ خود شارع کا ہی حکم ہے وہ تبدل و تغیر نہین اور قولہ علیہ السلام لاتختصوا یہ بھی مطلق وارد ہوا ہے تخصیص خواہ اعتقاد و علم میں ہو خواہ عمل مین دونون ناجائز ہوویگی سو یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ تخصیص فعلی اگر منصوص مطلق میں واقع ہوویگی وہ بھی بدعت ہے اور داخل نہی کی ہے علی ہذا مطلق کرنا مقید کا عام ہے کہ علماً ہو یا عملاً ہو دونو منہی عنہ ہیں چونکہ یہ قاعدہ اس حدیث سے بوضاحت مستنبط تھا تو امام نووی شرح اس حدیث مین فرماتے ہین کہ احتج بہ العلماء علی کراہۃ ہذہ الصلوٰۃ المبتدعۃ التی تسمی الرغائب قاتل اللہ واضعہا ومخترعہا فانہا بدعۃ منکرۃ من البدع التی ہی الضلالۃ والجہالۃ اب دیکھو کہ نماز جو خیر موضوع اور عمدہ عبادات ہے اور سب اوقات مشروعہ مین افضل القربات ہے بسبب تخصیص کے بدعت منکرہ ہو گئی کیونکہ اطلاق مشروع نرہا قید وقت وغیرہ کی لگ کر مخصوص ہو گیا تو اس قید کی وجہ سے سارا مقید بدعت بنگیا اور امام محمد غزالی نے جو احیاء العلوم مین اوسکی فضیلت لکھی ہے حالانکہ یہ کلیہ قاعدہ اونکا بھی مسلم ہے تو اوسکی وجہ یہ ہوئی کہ اونکو حدیث اس صلوٰۃ کی فضل مین ملی اونھون نے اوسکو صحیح جانکر عمل کیا اور یہ سمجھے کہ خود شارع نے اوسکو استثنا

دوسری نہین یہ مصنف مین فتح القدیر اور شامی اور برہان وغیرہ مین ہین اور مین کہتا ہون کہ قوی وجہ کراہت کی وہی سبب اول ہے یعنی واجب جاننا
تعین سورہ کا چنانچہ حدیث صحیح سے اسکی تصدیق پائی جاتی ہے صحیحین مین ہے کہ ایک آدمی امام تہا وہ ہر رکعت مین قل ہو اللہ ضرور پڑھا کرتا
بخاری کی روایت مین ہے کہ مقتدی لوگ اوس سے او کچھ اوس نے جواب دیا کہ مین تو اس سورت کو نہین چھوڑتا تمہارا جی چاہے سو پڑھو تو
پیچھے ہمارا انجام کار یہ مرافعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک گیا آپ نے اوس سے پوچھا کہ تو کیون نہین مانتا انکی بات اور کیون التزام کرتا ہے تو اس
سورہ کا ہر رکعت مین اوس نے کہا کہ مجھکو پیاری لگتی ہے سورہ آپنے ارشاد فرمایا محبت اسکی داخل کرے گی تجھکو جنت مین تو جو اس سورت کو التزاماً رکھتا ہو
فرماتا ہے یہ اور معتقد نہین اعتقاد صحت سے اسکا موضوع ہونا تحقیق کر دیا سو فی الحقیقت امام محمد غزالی نے اس کلیہ کا خلاف نہین کیا بلکہ تصحیح حدیث
مین غلطی ہوی اور یہ غلطی علماء سے خالی نہین اور تنقیح صحت حدیث ہر ایک کا فن بھی نہین اس باب مین قول محدثین کا ہی معتبر ہوتا ہے سو یہ خدشہ بھی
رفع ہو گیا پس بنا علی ہذہ القاعدہ شارح منیہ نے صلوٰۃ الرغائب کے بدعت ہونے مین چند دلائل لکھے ہین انکا بیان اونکا نقل کرنا مناسب ہے
بقولہ منہا تعلیما بالجماعۃ وہی نافلۃ ولم یرد بہ الشرع۔ جماعت کو شارع نے خاص فرائض کے ساتھ کیا ہے سو نوافل مین قید جماعت کی غیر مشروع
ہوی مگر جسکی اجازت شرع سے ثابت ہو گئی جیسے تراویح و استسقا و کسوف اور بلا تداعی نوافل مطلقہ مین تو جماعت جائز ہوگی باقی اپنی اصل
پر رہی تو دیکھو جماعت یہان منقول نہین بلکہ فرائض کے ساتھ مخصوص تھی سو نفل مین جماعت کا کرنا تخصیص شارع کا توڑنا ہے والہذا اسمہ
یرد بہ الشرع کہا اور اسکا ہی نام بدعت ہے پھر کہا ومنہا تخصیص سورۃ الاخلاص والقدر ولم یرد بہ الشرع شارع علیہ السلام نے فرمایا لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ
الکتاب وسورۃ تو کسی سورت کو خاص نہین کیا بلکہ مطلق سورہ کا حکم فرمایا تہا سو کسی صلوٰۃ مین کسی سورۃ کو مخصوص کرنا اطلاق شارع کے خلاف ہے
مگر جہان تخصیص وارد ہو گئی جیسا سورہ جمعہ اور سورہ منافقون صلوٰۃ جمعہ مین مثلاً اسواسطے کہا کہ لم یرد بہ الشرع اور یہی بدعت ہے ومنہا تخصیص لیلۃ
الجمعۃ دون غیرہا وقد ورد النہی عنہ اسکا حاصل بھی ظاہر ہے تکرار مین تطویل ہے ومنہا ان العامۃ یعتقدونہا سنۃ اسکی وجہ بھی یہی ہے کہ عوام مستحب
ومندوب کے سبب عوام کے اعتقاد مین فساد ہو اوسکا ایسی طرح کرنا ممنوع ہے کہ اوسکو تغیر حکم شرع کا لازم ہو جاوے عند العوام اور دفع فتنہ عوام کا
حتی الامکان واجب ہے ومنہا ان الصحابۃ والتابعین ومن بعدہم من المجتہدین لم ینقلوا ہم یہ خود روشن ہے کہ جسکی اصل قرون ثلثہ سے ثابت
نہو وہ خود بدعت ومردود ہوویگا سو یہ تعینات وتقیدات خلاف اون قرون کے کرنا خود باطل ہوا اب غور درکار ہے کہ اس صلوٰۃ کے امتناع
پر شارح منیہ نے اس قاعدہ کلیہ سے کہ عدم تجاوز حدود شرعیہ کا ہے یہ چند قواعد استخراج کئے ہین کہ یہ قواعد مثل انواع کے ہین ماتحت
جنس کلی کے اور ان سب سے صدہا جزئیات کا حکم حاصل ہوتا ہے ایک یہ کہ شارع نے جسکا اہتمام وتداعی کے ساتھ حکم فرمادیا وہ تو اسطرح
ہووے اور جسکو مطلق فرمایا اوس مین تداعی کا اضافہ نہونا چاہیے ورنہ تبدیل حکم شرعی وبدعت ہو جاوے گا دوسرے یہ کہ جس شے کو کسی خصوصیت
کے ساتھ فرمایا وہان تو وہ تخصیص مشروع ہوویگی ورنہ تخصیص بدعت ہی ہوویگی تیسرے یہ کہ جہان کسی زمانہ کو مقرر کر دیا ہے وہان تو قید
زمانہ کی مشروع ہے ورنہ بدعت ہے چوتھے یہ کہ اگر اوسکی تداعی یا دوام سے عوام کو فساد عقیدہ حاصل ہو تو اوسکا ترک کرنا لازم ہے اگر وہ
امر استحباب کے درجہ مین ہو سنت موکدہ اور واجب کے پانچوین یہ کہ جس شے کی اصل قرون ثلثہ سے نہ ملے وہ بدعت ہے اور ان سب جگہ علماء
علما یہ حکم ہے اور شے اگرچہ فی نفسہ جائز ہو مگر ان قیود و وجوہ سے بدعت ہو جاتی ہے پس یہ پانچ قاعدہ کلیہ شرعیہ ہین کہ شارح منیہ نے

تصریح کی ہے اما اذا الازمہا لسہولتہا علیہ فلا یکرہ بل یکون حسنا کذا فی البرہان پس موافق اس تعلیل کے تعین سوم مکروہ نہ ٹھیرا باقی رہا
دوسرا سبب کہ مبادا دوسرے آدمی جاہل اسکو دیکھکر یہ اعتقاد کرلین کہ ایصال ثواب تیسرے دن ہی ہوتا ہے نہ پہلے اس سے نہ پیچھے
اوس سے سو یہ بات بھی یہان مفقود ہے اسلئے کہ یہ لوگ فرض و واجب سنت و مباح کی حقیقت اور کنہ کو نہین سمجھتے اونکا تو کچھ علاج
ہی نہین وہ تو نماز روزہ مین بھی امور مستحبہ کو فرض فرض کو افضل و اولی مکروہ کو مفسد اور حرام مباح کو واجب جو چاہتے ہین کہتے ہین کچھ
ہرگز تمیز نہین رہا ایسے اشد اجہل العوام سے قطع نظر کرکے یہ دیکھنا چاہئے کہ جو لوگ عوام اس درجہ کے ہین کہ اونکو فرضیت اور اباحت مین

تغیر حکم شرع کا لازم آیا کہ مستحب واجب ہوا یا سبل واجب ہوا وہ سب یہ کہ ایک سورۃ کے تقرر سے عوام جانین گے کہ یہ سورۃ سنت ہے فعل ہے
یا ایہا مراس بات کا ہو وہ یکا من القاری والسامع اور یہ بھی تغیر حکم شرع کا ہے تو اسجگہ طحاوی اور اسبیجابی نے یہ کہا تھا کہ کراہت تحریمہ
جب ہو کہ اس سورۃ مین اعتقاد وجوب کا کرے اور ترک کو مکروہ جانے اور سہولت یا تبرک کے واسطے پڑھے تو مکروہ نہین بشرطیکہ کبھی اور سورۃ کو
بھی پڑھا کرے اس سے بھی یہی واضح ہوا کہ اعتقاد وجوب تو مکروہ تحریمہ ہی ہے اور دوام بلا اعتقاد وجوب کے بھی مکروہ ہے جبلا مکروہ اجب
کسان کرنیکی وجہ سے اور جو احیانا ترک کردیوے جسسے دوام نرہا تو کچھ حرج نہین پس اس صورت مین قید وجوب اعتقاد کی لغو ہوگئی
کیونکہ جب دوام مطلق مکروہ ہے تو پھر قید اعتقاد سے کیا نفع نکلا اسی واسطے فتح القدیر نے اعتراض کیا اور کہا والحق ان المداومۃ مطلقا
مکروہۃ سواء رآہ حتما اولا انتہی پس سب علماء کا اتفاق اسپر ہوا کہ دوام بلا اعتقاد وجوب کے بھی موجب کراہت کا ہے اعنی ہدایہ اور
فتح القدیر اور طحاوی اور اسبیجابی وغیرہم کا مگر مولف کہتا ہے کہ مین کہتا ہون کہ قوی وجہ کراہت کی سبب اول ہے الخ غور کی جگہہ ہے
کہ جس علت کو تمام کمل علماء فقہاء قبول کرین مولف اوسکو ضعیف بتلاوے بھلا اس نخوت کا کیا ٹھکانا ہے اور ایسے محقق فقیہ سے پڑھکر
اس فخر کی کوئی نہایت ہے خیر اب مولف کا استدلال ترجیح سنو کہ ایک صحابی نے جو قل ہو اللہ کا التزام ہر رکعت مین کیا تہا تو صحابہ نے اون کو
اسواسطے منع کیا تہا کہ یہ فعل فخر عالم کا نہین تہا اسکو خلاف حکم شرع کے جانا تہا جب انہون نے نمانا آپکی خدمت مین شکایت ہوئی آپ نے
بھی صحابی کو نرو کا کہ کیون منع کرتے ہو یہ بھی اسواسطے ہوا کہ آپ کے قواعد فعل کے خلاف تہا اونکو بلا کر پوچھا تو اونہون نے اپنی سبب اس
سورۃ سے غرض کی تو آپنے حب صفۃ الرحمن کے سبب سے بشارت تو دیدی مگر یہ کہ اس فعل کو تو کیا کرو یہ ہرگز حدیث مین نہین آیا فقط حب قل
ہو اللہ کے سبب سے کہ صفت حق تعالی کی ہے بشارت جنت کی فرمائی مولف نے اجازت دوام تکرار قل ہو اللہ کی اپنے ذہن سے تراش لیا
بھلا اس شغل کا جواز کسطرح نکلا ایک صحابی نے اور ایک رکعت کے واسطے قبل وصول صف کے نیت کرکے رکوع مین شریک ہو کر دو قدم
چلکر رکوع کی حالت مین صف کی برابر ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زادک اللہ حرصا ولا تعد دیکھو کہ یہ فعل مکروہ تہا مگر
آپ نے مدح فرمادی کہ حرص امر خیر کی تھی اور گئے لا تعد ایک روایت مین یہ فعل اقصر یعنی سے ہے کہ پھر کچھ کام مت کرنا دوسری روایت مین
باب افعال سے ہے کہ اعادہ صلوۃ مت کر اس دوسری روایت مین باوجود یکہ یہ فعل مذموم تہا کہ طریقہ متقین اور خشوع کے خلاف تہا مگر آپنے
صراحۃ منع نہین فرمایا اور مدح بھی کردی پس ایسی ہی نظیر یہ قل ہو اللہ کی حدیث ہے کہ یہ طرز تعظیم اور فعل آپکے خلاف تہا اسکے صراحۃ منع کی
ضرورت نہوئی اشارۃ منع فرمادیا تہا مگر اس حب کی وجہ سے بشارت بھی ہوگئی پس مولف کے حسن فہم کو دیکھو کہ کیا اجتہاد کیا کہ اپنے شکم

شبہ بالکسر ہے جسکے معنی مانند پس تشبہ کے معنی مانند کسی کے ہوجانا جب معنی تشبہ کے معلوم ہوئے اب ان مصنفونکی زبان زوری کیجنی
چاہیے کہ سیوم کرنے والے کس بات مین مانند ہنود کی ہوجاتے ہین ہم قرآن پڑھتے ہین وہ قرآن نہین پڑھتے ہین اور ہم کلمہ طیبہ پڑھتے ہین
مشرکین وہ کلمہ نہین پڑھتے سبحان اللہ کیا عقل سلیم ہے کہ کلمہ قاطع الکفر کا پڑھنا مشابہ رسم اہل الکفر کے قرار دیتے ہین ہمارے احباب اور
برادری جمع ہوکر کلمہ پڑھتے ہین اونکی برادری جمع ہوکر کچھ نہین پڑھتی فقط وارث میت کے داڑھی کان اوسکی کھلوا دیتے ہین اور قلم سیاہی کتاب وغیرہ
سے ہاتھ لگوا کر سوگ رفع کراتے ہین اور کچھ اونکے یہان اگر پڑھتا ہے تو فقط ایک طرف کوئی برہمن پنڈت پڑھتا ہے وارثان میت اور بھائی برادری
اور دوست آشنا کچھ نہین پڑھتے اور وہ لوگ تیسرے دن میت کی ہڈیان جلی ہوئی چنکر لاتے ہین پھر گنگا وغیرہ مین بہاتے ہین ہمارے یہان ان
مین سے کچھ بھی نہین کرتے پھر کس بات مین مانند ہنود کے ہوگئے اور کیا تشبہ پیدا ہوگیا اور اگر کوئی مشابہت اسکا نام رکھے کہ اونکے یہان تیسرے
دن رسوم کفر ہوتی ہین تمھارے یہان رسم اسلام یعنی کلمہ و قرآن ہوتا ہے تو انصاف کرنا چاہیے کہ یہ تو بہت کیا ہوئی یہ تو مخالفت ہوتی یعنی
ہم وہ کام کرتے ہین جو مخالف کفار ہے کافر وہ کام کرتے ہین جو مخالف اسلام ہے وہ اپنے کام کرتے ہین ہم اپنے مثلاً مغرب کے وقت اور عشا اور
صبح صادق کے وقت ہم لوگون نے اذان کہی اور نماز پڑھی انھون نے ان تین وقتون مین ناقوس اپنی سنکھ بجایا پوجا کیا اب کوئی بیہودہ کہنے
لگے کہ ان وقتون مین تمنے اپنے طور کی عبادت کی اونھون نے اپنے طور کی پس اتحاد اوقات سے تشبہ پیدا ہوگیا تو سبحان اللہ اوسکی
اور ہم عقلی پر تعجب رہین گے اور اسیطرح جب حاجی لوگ بیت اللہ زادہا اللہ شرفا سے واپس ہوتے وقت آب زمزم لاوین تو کوئی یاوہ گو کہنے لگے
کیا ہے لہذا کچھ لکھتا ہون اول یہ کہ مولف حدیث من تشبہ بقوم فہو منہم مین تشبہ بجمیع اجزائہ من کل الوجوہ سمجھا ہے کہ سب اجزا و ہیئت مشابہ
ہوجاوے تو اوسوقت تشبہ محظور ہے ورنہ درست ہے اسی وجہ سے لکھنا ہے کہ کس بات مین تشبہ ہنود کی ہوگئی اور بدون معنی حدیث سمجھے
تشبہ کے سیکھے سمجھے صفحہ سیاہ کیا پس سنو کہ حدیث مین لفظ تشبہ کا مطلق آیا ہے کہ کوئی قید کل یا بعض کی قلیل یا کثیر کی نہین اور قاعدہ
مسلمہ ہے کہ مطلق جس فرد مین پایا جاوے حکم مطلق کا اوسپر جاری ہوتا ہے اور کوئی قید اوسکے ساتھ لگانی درست نہین ہر ہر فرد مین حکم
ثابت ہوگا المطلق یجری علی اطلاقہ کہا گیا ہے لہذا مطلق تشبہ کی کوئی فرد ہو مصداق حدیث کا ہوجاویگا اگرچہ ایک جزو مرکب مین پایا
جاوے سب مرکب مجموعہ مکروہ ہوجاویگا کہ لفظ حدیث کے صاف دلالت اسپر کرتے ہین نظیر اوسکی سنو کہ ہدایہ مین ہے اذا قرء الامام من المصحف
فسدت صلوٰۃ عند ابی حنیفۃ وقالا ہی تامۃ الا انہ یکرہ لانہ تشبہ اہل الکتاب انتہی قال فی النہایۃ فانہم یصلون ہکذا فیکرہ للتشبہ لانا نہینا
عن التشبہ بہم فیما لنا بد منہ انتہی ایضا ہدایہ مین ہے ویکرہ ان یقوم الامام فی الطاق لانہ یشبہ صنیع اہل الکتاب انتہی پس دو روایت
حدیث کو دیکھو کہ تمام ارکان صلوٰۃ و جماعت مین ایک جزو قرآن کھولکر پڑھنا اور مکان مرتفع پر کھڑا ہونا مشابہ اہل کتاب کے تھا تو ساری نماز
مکروہ ہوگئی اور مثل مولف کے کسی محشی نے نلکھا کہ اسقدر اجزا مین ایک جزو کی مشابہت سے کراہت نہین ہوتی تمام فقہاء عالم کے
بھول گئے ایک مولف کو سوجھی معاذ اللہ تو مولف کہتا ہے کس بات مین مانند ہوگیا اگر کہین کہ دیگر ارکان صلوٰۃ ہی تو یہود کی صلوٰۃ مین تھے
تو سنو کہ سب ارکان اونکی صلوٰۃ مین نہین از انجملہ ایک رکوع ہی نہین ہوتا مہذا جو جزو ہمکو مامور ہے اوس مین تشبہ کا اعتبار ہی نہین
پس سنو کہ مولف اقرار کرتا ہے کہ سیوم پانچ جزو سے مرکب ہے کلمہ قرآن نخود ان تین مین تشبہ نہین اور اجتماع قوم میت کیواسطے اور تخصیص

یہ تشبیہ ہنود کا ہوگیا وہ بھی اپنی عبادتگاہ سے واپس ہوتے ہوئے گنگا کا پانی لاتے ہیں تم پانی زمزم شریف کا لاتے تو سمجھنا چاہیے کہ یہ
خرافات بیہودہ تشبیہیں نکالنی ان بدحواسون کی سخت بدعقلی کی دلیل ہے [illegible] تماشا یہ ہے کہ فقط تیسرے دن کی مشارکت میں بھی تشابہت
ہنود کی نہیں تفصیل اس کی یہ ہے کہ ہندوؤں میں بعض قومیں مثل سراوگی بالکل سیوم یعنی تیجے کے قائل نہیں سو اونکے ساتھ تو کچھ بھی
مشابہت نہوئی اونکے یہان تیجا عبادت فقط اس امر سے ہے کہ تیسرے دن کاروبار کرتے لگین سوگ میت کا دفع کرین سو نہ پینے کے
کپڑے اور رفع سوگ کے لئے شرع میں بھی تین دن معین ہیں اور بعض قومیں ہنود مثل [illegible] اگروال جو سیوم کو مانتے ہیں وہ اموات
کے لئے ثواب رسانی کے کام کرتے ہیں اگر اہل اسلام کو مشابہت لازم آئی تو اونکے ساتھ لازم آئی ہوگی [illegible] سے دیکھئے تو اونکے ساتھ بھی مشابہت
نہیں ہونکہ ان لوگوں کے تو اموات ہی متعلق گریش کو کہتے ہیں [illegible] تیسرے دن تیجا [illegible] لوگ جب کرنے میں کہ گرہ سامنے ہنوا اور اگر جلت
کی یا جو بیچ پچہتر ہیں سامنے آجاتے ہیں تو سونا تک [illegible] نہیں جاتی تیجا نہیں ہوتا کبھی چار دن میں کبھی پانچ دن میں کیا
اسی واسطے مسلمان تیسرے دن سے آگے نہیں بڑھاتے [illegible] کچھ بحث نہیں [illegible] حکم تشبیہ کا بباعث لازم آنے مشارکت یوم کے
بھی ہٹ گیا اور یہ مسئلہ شرعی ہے کہ جب ہمارے اور کفار کے درمیان کسی امر میں تفاوت اور امتیاز پیدا ہو جاتا ہے تو حکم تشبیہ باطل
ہو جاتا ہے حدیث و فقہ پڑھنے والوں کو یہ بات یاد ہوگی کہ یہود و نصاری صوم عاشورا رکھتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو بھی
[illegible] بھی رکھو اور مشابہت یہود و نصاری سے جو لازم آتی تھی اوسکی تخفیف میں اسقدر کافی ہوگیا کہ آپنے ایک روزہ اول اور آخر

سیوم کی ان روزون میں تشبیہ ہنود کے ساتھ ہے مولف ہی مقر ہے کہ سراوگی تیسرے روز جمع ہو کر سوگ کھلواتے ہین اور تیجی یہی ہے جہان ہنود
روز سیوم جمع ہوتے ہیں اور یہ شعار اونکا ہے تو دو جزو میں تشبیہ ہوا پس مجموعہ سیوم کا بدعت ہوگیا اور تشبہ ہنود کا ثابت ہوگیا حدیث صحیح
و صحیح جزئیات و فقہ سے بھی یہ قاعدہ [illegible] اتحاد وقت مغرب وغیرہ کا تو سنو کہ وقت شارع کا فرض کیا ہوا ہے اور فرائض و واجبات [illegible] میں
تشبہ کا اعتبار نہیں ہوتا اور حدیث میں اس کا اشارہ ہے کیونکہ تشبہ باب تفعل کی ماضی ہے اور بعد موصول کے واقع ہے اول تو باب
تفعل میں اخذ بتکلف ہوتا ہے وضعا جس سے معلوم ہوا کہ مرتکب نے بتکلف امر تشبہ کر لیا ہے شرع یا طبع کی طرف سے الزام نہیں تھا دوسرے
فعل حدوث پر دلالت کرتا ہے یعنی اول شارع کا الزام اسپر نہ تھا خود مرتکب محدث ہوا یہ تشبہ کے لفظ سے شارع نے وضع و [illegible]
[illegible] کو اور امور طبیعیہ کو خارج کر دیا ہے گویا حکما اس میں تشبہ نہیں ہوتا پس اب دیکھو کہ مکی عقل پر قہقہہ لگا علی ہذا پانی زمزم کا
لانا اور گنگا کا مشابہ نہیں کیونکہ پانی لانا عادی طبعی امر ہے اور شعار بھی نہیں ہان اگر اوس ہیئت و شعارات لاویگا تو مشابہت حاصل
ہو جاویگی اور حرام ہوگا اب سوچو کہ تیجہ سیوم ہنود کے تیجے سے بوجہ کامل مشابہ ہے اور فرق بعض وجوہ کا مخل تشبیہ کو نہیں زید کو اسد سے
تشبیہ دیتے ہیں وجہ شبہ فقط شجاعت ایک امر ہوتا ہے باقی سرتاپا کوئی مشابہت نہیں ہوتی پس کسی نے نہیں کہا کہ بالکل مشابہت
من کل الوجوہ ہو تو تشبیہ ہوویگی ورنہ نہیں تو یہ قول مولف کا شرع اور عقل اور عرف سب کے خلاف ہے اب تماشا دیکھو کہ باعتراف مولف
سراوگی کے یہان تیسرے روز قوم جمع ہو کر دوکان کھلواتے ہیں اور وہ سیوم نہیں عجب کلام ہے تیسرے روز کا نام سیوم ہے عرف
ہنود میں تیجا اور مسلمانان میں دونون کے ایک معنی ہیں علی ہذا القیاس سیوم ترک کرتے ہیں مگر گاہ نحوست کے دن کے سبب تاخیر بھی کر دیتے ہیں

رکھنے کی طرف اشارہ فرمایا کہ اگر مین باقی رہا اگلے سال حکم دونگا ایک روزہ اوسکے اول ایک روزہ اوسکے بعد کو رواہ البیہقی - اب یکھیے صوم
روزہ عاشورا جسکو یہود و نصاری رکھتے ہین اوس مین فعل مین مسلمان شریک اوسکے رہے لیکن ایک روزہ اول اور ایک روزہ بعد اوس مین ملانے
سے حکم تشبہ باطل ہوگیا بالفرض اگر تیسرے دن کی مشابہت بھی ہوتی ہنود سے تو ہمارے یہان جو کام اسلامی اوس مین منضم ہونے کے
سبب بالکل مشابہت کا حکم باطل ہوجاتا چہ جائے این امر کہ بالکل تیسرے دن مین ہی مشارکت نہین پائی جاتی ہمکو معلوم نہین ان مسلمانون
کا کیسا تفقہ اور کیسا فہم و ذکا ہے کہ ہرگز نظر تدبر نگاہی وہ سوشکافی علل احکام مین نہین فرماتے مفتی قاطع السنتہ یعنی صاحب سیف السنہ
اور ان کے یار اور معاصرین سب کے سب اس مسئلہ مین بے سمجھے بوجھے حکم تشبہ لگا رہے ہین اور حدیث نبوی من تشبہ بقوم
فہو منہم کو نہایت درجہ مہمل پڑھ رہے ہین فما لہولاء القوم لایکادون یفقہون حدیثا یہ لوگ نہ تشبہ کے معنے لغوی جانتے نہ اصطلاحی شرعی
اسلئے کہ لغوی معنی تشبہ کے ہین مانند ہوجانا اب تم دیکھ چکے اور سن چکے کہ ہنود کا تیجا مشتمل کن امور پر ہے اور اہل اسلام کا شامل کن
امور پر کیونکر مانند ہو دونون فریق کا رسوم یکدیگر مین کہان ہے اب معنی شرعی سنئے صاحب بحرالرائق شرح جامع صغیر قاضی خان سے
نقل کرتا ہے کہ کفار کے ساتھ تشبہ ہر بات مین مکروہ نہین فانا کل ونشرب کما یفعلون یعنی اس لئے کہ ہم بھی اوسی طرح کہاتے پیتے
ہین جسطرح وہ کہاتے پیتے ہین اور درمختار مین قید لگائی ہے کہ اگر ارادہ کرے آدمی اونکے ساتھ مشابہت کا اور جس چیز مین مشابہت کرے

تو سیوم تو موجود مگر مشابہت نہین کیا عجب تقریر پر معنی مولف کی ہے ماشاء اللہ تعالی یہ خبط عقل اثر اوس گستاخ کلام کا ہے کہ علماء سنت کو بدخواہی کی نسبت
مولف کرتا ہے اب دوسری خطاء فہم مولف کی سنو کہ حکم کلی لکہتا ہے کہ اگر فعل مسلم و کفار مین کچھ امتیاز ہو جاوے تو تشبہ نہین رہتا اور فی الواقع
یہ بھی فرع پہلی ہی خطاء کی ہے مولف صوم عاشورا کی نظیر دیتا ہے کہ نہم کے صوم سے تشبہ دفع ہوگیا کیا عجب حکم ہے کہ قبل و بعد کی کچھ ضرورت
یہ دو نظیر مسئلہ ہدایہ کی جو مسلم سب فقہاء کے ہین اسمین تو ما بہ الامتیاز سب کچھ موجود ہے فقط ارتفاع و امتیاز مکان ایک مسئلہ مین اور نظر
مصحف دوسرے مین تشابہہ کا امر ہے پس کیون مکروہ ہوگیا سو کہہ روایات اور دیگر روایات اس تقریر مولف کو رد کرتی ہین اور حدیث نے
بھی اس فہم مولف کو باطل کردیا کہ مطلق تشبہ کو کہ احداث کسی متکلف کا ہے محظور فرمایا پس خلط سنت سے وہ امر محدث جائز نہین
ہوسکتا بلکہ مجموعہ مکروہ ہوجاویگا اور نظیر صوم کی سو معلوم ہوچکا کہ اس باب سے نہین مولف کی کم فہمی ہے صوم عاشورا حقتعالی کا فرض
کردہ تہا اور فرض مین تشبہ معتبر نہین ہوتا کیونکہ کسی متکلف کا احداث نہین بلکہ من اللہ تعالی اسکا الزام ہوا ہے پس اس حدیث کے
مدلول ہی خارج ہوچکا ہے اسواسطے اب تنہا روزہ عاشورا کا کسیکے نزدیک مکروہ نہین ہے اور اول آخر روزہ فخر عالم علیہ السلام نے لگا دیا
اسوجہ سے ہی کہ البعد من التشبہ ہوجاوے اسیواسطے لکہا ہے کہ جو عبادت ملتین مین مشترک ہو اوس مین تشبہ نہین ہوتا کیونکہ شعار
نہین رہا معہذا التغیر وصفی اوس مین کردیتے ہین تاکہ البعد عن التشبہ ہوجاوے اسکیا پس مولف محض بیخبر قواعد شرعیہ سے ہے فقط
دعوی ہی دعوی ہے علم و فہم سے ہرگز بہرہ نہین اور علماء نکتہ دان تفقہ کو جاہل بتلاتا ہے اور پھر وہ ہی اپنی تحقیق شروع کی کہ لغت مین
معنی تشبہ کی مانند ہوجانا ہے یعنی من کل الوجوہ مماثل ہوجاوے اسکی تردید اوپر ہوچکی اور پھر معنی تشبہ کے شرعا لکہتا ہے اور یہ تیسری
خطاء فہمی ہے بحرالرائق کی عبارت سے جسکو درمختار نے اور شامی اور طحطاوی نے نقل کیا ہے یہ مستفاد ہوا کہ تشبہ ہر چیز مین حرام و مکروہ

وہ شرع مین مذموم بھی ہوا وسوقت تشبہ مکروہ ہے عبارت اوسکی یہہ ہے ۔ ان قصدہ فان التشبہ بہم لایکرہ فی کل شیٔ بل فی المذموم وفیما
یقصد بہ التشبہ اوسیلم رکھا، اس حکم کو شامی سنے اب دیکھئے کہ سیوم مین نہ مسلمانون کی غرض قصد مشابہت وارادۂ موافقت ہنود ہے اور نہ
یہہ ہے روز پڑھنا قران وکلمہ کا حدیث وقران سے ممنوع ومذموم ہے اور مولوی اسمٰعیل صاحب کی تحریر سے بھی رسالہ اثبات رفع یدین مین معلوم
ہوتا ہے کہ انھون نے مشابہت کے مکروہ ہونے مین قصد کو معتبر رکھا ہے یعنی جب اونپر یہہ اعتراض کیا گیا کہ ان ملکون مین رفع یدین کرنے مین
تشبہ روافض کے ساتھ لازم آتا ہے اوسکے جواب مین لکھتے ہین لانحری التشبہ الفرق بعنا لتہ بل تتفقت الموافقۃ یعنی ہم رفع یدین مین ارادہ
تشبہ فرقون گمراہ کا ہمین کرتے بلکہ اتفاقًا موافقت لازم آجاتی ہے انتہی اور ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین انا ممنوعون من التشبہ

نہین بلکہ فعل مذموم ہین نہ محمود ہین اور بقصد تشبہ کے ارتکاب کرنے ہین نہ بلا قصد تشبہ کے نواب ہست مولف نے ثابت کیا کہ سیوم مروجہ مذموم نہین
اور تشبہ کا کوئی نہین کر اب خطا مولف کی سنو کہ دوسری روایت ہدایہ کی جو منقول ہوئی ہین اوس مین تو قران دیکھکر پڑھنا ہے یہ مکروہ ہو گیا
ہین دیکھکر پڑھنا مذموم نہین بلکہ محمود ہے عمدہ عبادت ہے علی ہذا اختیار امام کے مقدم کی محمود ہے نہ مذموم علی ہذا خود صوم عاشورا مین غور کرے
بلکہ صوم محمود ہے نہ مذموم ایسا ہی ہے للکر سہو لگیا پھر بزعم موافت کیون بتسم سوم ہم مشابہت کو رفع کیا اور آگ کا مصلی کے مواجہ ہونا موجب
تشبہ مجوس کا ہے حالانکہ قصد مسلم کا تشبہ بالمجوس ہرگز نہین وراشتمال صاحب مرد ہے حالانکہ قصد تشبہ یہود کا مسلم کو ہرگز نہین ہوتا علی
ہذا بہت مسائل ہین مگر مولف کو خبر نہین معہذا مولف کو کہان گنجایش کلام کی ہے کہ سیوم تو خود امر مذموم ہے اور اجتماع لی اہل المیت کہ جسکا
بدعت سے نیاحت ہونا ثابت ہو گیا پھر ہنود کا فعل اور تعیین مطلق پھر بھی مذموم نہین عجب ہے اور قران وکلمہ پڑھنا گو فی حد ذاتہ عبادت ہے
کرنا اوس مین تشبہ اور نہ اوسپر حکم کراہت کا بلکہ مجموعہ پر حکم کراہت کا ہے پس قیاس مولف کا بالکل لغو وبے محل ہے اور قول بحر الرائق کا فانا نا کل
شہر بالخ سو یہہ اوسکی وضاحت ہو چکی کہ امور طبیعہ مین تشبہ معتبر نہین جیسا نہایہ شرح ہدایہ مین قید لگائی قولہ فیما لنا منہ بد الخ کیونکہ یہ امور
اقتضا طبع سے ہین احداث متکلف کا نہین او عبادات بھی یا التزام شرع ہین نہ بتکلف بدعت اور قول بحر الرائق کا کہ امر مذموم مین تشبہ
مراد ہے سو سابق معلوم ہو چکا کہ قران دیکھکر پڑھنا امر مذموم نہین اور حدیث مین مطلق تشبہ ہے مگر اوسکی وجہ سنو کہ یہ ہی کہ جو امر محدث کسی
متصف کا بدون اذن شارع کے ہو گا وہ مذموم ہی ہو گا اگرچہ بظاہر مستحسن معلوم ہوتا ہو کیونکہ سب بدعات ایسی ہی ہین پس یہ مراد بحر کی ہے پس
قران دیکھکر پڑھنا فی حد ذاتہ محمود ہے لیکن صلوٰۃ مین مذموم ہے مگر مولف اپنی کوتہ فہمی سے مذموم فی اصل وضعہ سمجھ گیا اس فہم پر تو معصیت
مین تشبہ ہونا چاہئے ورنہ کہین بھی نہین ہو گا یا اور تمام مسائل منہدم ہو جاوینگے اسکا اصل امر محمود کہ بالزام شرع ہے یا تقاضائے طبع سے
مباز شرع ہے اوسکو شرع نے خارج اس حدیث وحکم سے فرمادیا ہے خلاف اجتماع مخصوص مذموم کے کہ اولًا خود ممنوع شرعی اب تشابہ او سپر زیادہ ہو گیا
پس بحر کی عبارت کو مولف ہرگز نہین سمجھا اور دیگر علما کو کم فہم بتلاتا ہے تماشا ہے اور مولوی اسمٰعیل صاحب کے فقرہ بل اتفقت الموافقۃ کے معنی
بھی یہی ہین کہ یہہ فعل دراصل مسنون تھا بعد مین روافض نے بھی ایک حرکت ایجاد کی کہ موافق اوسکے ہو گئی تو یہ امر الزام شارع کا ہے ترک
نہین ہو سکتا اور تشبہ معتبر نہین اور یہی معنی علی قاری کی عبارت کے ہین انا ممنوعون من التشبہ بالکفرۃ واہل البدعۃ المنکرۃ فی شعارہم الخ
کیونکہ جو شعار اون کا ہو گا خواہ فی حد ذاتہ حسن ہی ہو وہ اون کا فعل ہو گیا اور تشبہ نا جائز ہوا جیسا صلوٰۃ قران دیکھکر پڑھنا کہ شعار اونکا ہی

بالکفرۃ واہل البدعۃ المنکرۃ فی شعارہم لا منہیون عن کل بدعۃ ولو کانت مباحۃ سواء کانت من افعال اہل السنۃ او من افعال الکفرۃ
واہل البدعۃ یعنی ہمکو مشابہت کافرون اور بدعتیون کے ساتھ اوس بات مین منع ہے جو اونکے دین کا خاص تمغہ اور نجیۃ علامت اون کے
فریق کی ہے اور نہیں منع مشابہت ہر مباح بدعتون مین اگرچہ وہ بدعتین افعال اہل سنت و الجماعت سے ہون یا کافرون سے یا اہل بدعت
سے انتہی۔ اب خیال کرنیکا مقام ہے کہ تشبہ جو حدیث مین منع ہے اوسکے یہ معنی ہین شرعا پھر ہمکو قوم ہنود سے کسی بات مین مشابہت نہین
اور فی ھذہ الاحسن ہے مگر صلوۃ مین جھکر پڑھنا ہماری ملت مین مذموم ہے اور جو متفق دونون ملت کا ہوگا وہ شعار ہوگا ماموراس است مین بھی ہوگا
نا مولف کو فہم ہی نہو تو کیا کرے ظاہری لفظ دیکھ لیتا ہے اور حکم خلاف شرع لکھتا ہے اور جو بدعت مباحہ ہوویگی اور افعال اہل سنت سے
ہوویگی وہ خود مامور شرعی اور سنت ہی جیسا کہ بحث بدعت مین گذرا غرض عبارت قاری و بحر اور مولوی اسمعیل کی بہ سب یکدگر روایات متفق
ہین مگر فہم مولف کا مخالف حق سے کر رہا ہے اور رسوم جو شعار مذموم ہنود کا ہے نہ اوس مین کوئی امر محمود ہے اور نہ اونکی اجازت بلکہ ممانعت
شرعیہ اوسمین ثابت ہو چکی اوسکو اباحت سے کیا علاقہ ہے فہم سلیم خدا تعالی دیوے تو سب کچھ ہو ورنہ ضلوا واضلوا کا مضمون ہوتا ہے اب یہی بحث
اسکی کہ بحر مین تشبہ حرام اوسکو لکھا ہے کہ بقصد تشابہ ہووے سو اول تو کہا جاتا ہے کہ حدیث مین مطلق تشبہ کہا ہے تخصیص حدیث کی بالا قید
درست نہین اور سب محققین نے مطلق تشبہ لکھا ہے پس قول بحر کا حدیث کے معارض نہین ہو سکتا حدیث این ہے کہ غیروا الشیب ولا تشبہوا بالیہود الخ
لطفوا افنیتکم ولا تشبہوا بالیہود الخ اور ظاہر ہے کہ شیب مین اور تلطفوا افنیہ مین کسی نے قصد تشابہ یہود کا نہین کیا تھا بلکہ طبقی اور عادی امر تھا صوم
عاشورا مین کسی نے تشبہ یہود کا کیا تھا بزعم مولف بلکہ باذن شارع کے تھا مگر اسکی توجیہ بھی کرتا ہون کہ مراد بحر کی یہ ہے کہ تشبہ کے لفظ مین اخذ تکلف
ہے سو قصد اور فعل مکلف کا اس مین ہونا چاہیے پس اسکی یہ صورت ہے اگر کسی نے کوئی کام نادانستہ کیا اور پھر اوسکو خبر ہوئی تو ازالہ کرے ورنہ اب بعد
علم کے متشبہ ہوگا پہلے متشبہ نہ تھا اور اپنے فعل مین عاصی بھی نہین تھا اب قصدا جو کرتا ہے تو تشبہ ہوا علی ہذا جو امر ایسا ہے کہ اوسکا ازالہ کر سکتا ہو
مگر قصدا ازالہ نکیا جیسا ریش کا خضاب تو ترک خضاب قصدا کرتا ہے کیونکہ ازالہ پر قادر ہے اور نہین کرتا بہر حال سب جگہ معصیت کیواسطے فعل مکلف
کا ضرور ہے تو معنی یہ ہوئے کہ قصد اوس فعل متشبہ بہ کا کرے نہ یہ کہ اس فعل کو کفار کے تشبہ کی نیت سے کرے پس دونون مین فرق زمین
آسمان کا ہے اگر عقل ہو اور جو تسلیم کرین کہ یہ دوسرے معنی ہی ہین تو چونکہ تشبہ کو شارع نے کفر فرمایا بقولہ فہو منہم اور کفر بدون قصد قلب کے نہین
ہوتا لہذا یہ قید اضافہ کی کہ کافر جبہی ہوگا کہ دل مین نیت تشبہ کفار کی کرے ورنہ کافر نہوگا گو عاصی ہوگا سو یہ بھی حق ہے ملا علی قاری شرح فقہ
اکبر مین لکھتے ہین ولو شبہ نفسہ بالیہود والنصاری صورۃ او سیرۃ علی طریق المزاح والہزل ای ولو علی ہذا المنوال کفر فی الخلاصۃ من وضع
قلنسوۃ المجوس علی راسہ قال بعضہم یکفر الخ غرضکہ بقصد تشبہ کفار کا کیا اگرچہ ہزلا ہو تو قصد و نیت تشبہ کفار سے لاریب کافر ہوگا اور معصیت
ہونیکو قصد فعل کا چاہیے کہ جسمین مشابہت ہوئی گو بقصد تشابہ نہو بلکہ جو خبر بھی نہو کہ یہ شعار کفار کا ہے اور پھر خبر ہو اور بعد خبر کے ازالہ نکرے
تاہم عاصی ہوویگا بہر حال احادیث کثیرہ سے ثابت ہے کہ بلا قصد بھی تشبہ ممنوع حاصل ہوتا ہے اور بحر کے بھی یہی معنی ہین گو مولف
اپنے فہم سے قاصر و عاجز ہو کر عبارت بحر کو مخالف حدیث کے بتاتا ہے پس الحمد للہ کہ دلائل واضحات نص و فقہ سے بدعت و کراہت سوم
مروجہ کی ثابت ہوئی اور سوم کے تشبہ کو مولف خود قبول کر چکا گو اپنی کم علمی سے اوسکو حد تشابہ سے نکالتا ہے مگر یہ فہم اوسکا باطل ہو گیا

نذران پڑھنے مین جو عوذن پر کلمہ پڑھتے ہین یہانتک کہ تیسرے دن کی تعیین مین بھی شرکت نہین کیونکہ اونکی تعیین بدلتی رہتی ہے بباعث پیش آنے
ر ہ مذکور کیے پس تشبہ بغوی و شرعی کسی طرح کا ہمکو اونکے ساتھ نہین ہوا الحمد للہ علی ذلک **قولہ خامسہ فاتحہ چہلم و بستم و دہم و تیجہ و قبرستان**
و مساجد پہلے دستور تہا کہ مٹی کا گھڑا جسکو فارسی مین سبو اور عربی مین جرہ کہتے ہین میت کی طرف سے مساجد مین بہیجا کرتے تہے نہ فقط ایک گھڑا
بلکہ چند گھڑے علاوہ ان گھڑون کے جنسے غسل میت ہوتا ہے بہیجتے تہے وجہ اوسکی یہ ہے کہ جب سعد بن عبادہ کی والدہ گذرگئین انہون نے پوچہا یا
رسول اللہ کونسا صدقہ بہتر ہے آپنے فرمایا پانی تب اونہون نے ایک کنوا یعنی ایک چاہ تیار کرایا اور کہا ہذہ لام سعد یعنی یہ چاہ سعد کی والدہ کا ہے
اسکو ثواب پہونچے یہ مشکوۃ میں مذکور ہے پھر ہر کوئی تو کنوا یعنی چاہ کھدوانے اور بنانے کا مقدور نہین رکہتا اسلئے مسلمانون مین یہ قاعدہ ٹھہر گیا
تہا کہ کورے گھڑے مسجد مین بہیجا کرتے تہے کہ حضرت نے پانی کو اچہا صدقہ فرمایا ہے اگر کنوا نہ بنایا ہمارا گھڑا بھرا ہوا مسجد مین رہیگا کوئی اوس سے

اب اگر انصاف ہو تو یہی دو اصل بالکل تمام رسالہ مولف کے قلع و قمع کو کافی و وافی ہین مگر چونکہ ہر ہر بحث پر مولف کج فہمی سے بحث کرتا ہے لہذا اوسپر
ناظرین کو کر دینا ضرور ہوا کہ کم علمی اور کوتہ فہمی مولف کی اور جہل مرکب اور دعوی بیجا اوسکا سب پر روشن ہو جاوے کہ کس حوصلہ پر کتاب لکہی
بے چمندل خلق اللہ تعالی یا سامری ہی **قولہ** خامسہ الخ **اقول** گھڑے مسجد مین پہلے دیا کرتے تہے وہ متروک ہوگئے تو مولف کو افسوس ہے
یہ بدعت کیون موقوف ہوگئی اصل اوسکی یہ تہی کہ ہندو ہر روز گھڑا او جگہ جہان مردہ کو جلاتے ہین رکہکر چلے آتے ہین مسلمانون نے بھی اسکو
ایجاد شروع کیا کہ مسجد مین پانی کا گھڑا رکہکر بہیجدیا کرین چونکہ اس مین کوئی شبہ نہین کہ مسجد مین گھڑا لوٹا بوریا چراغ وغیرہ سب دینا موجب اجر ہے
بعید رسم دینا کہ جس مین تشبہ لازم آوے اور خاص گھڑا ہی ضروری جانکر دینا اگرچہ ضرورت اوسکی مسجد مین نہو یہ بدعت تہا اور ملانکو بھی دقت
ہوتی تہی کہ گھڑون کو فروخت کرتا پھرتا تہا تو یہ رسم کچہہ ترک ہوگئی ہے مگر چہلم کا گھڑا اب بھی اکثر عوام مین ہے خیر یہ تو ہوا مگر جولانی طبع مولف کی
قابل دید ہے کہ حدیث مین تو صدقہ پانی کا آیا ہے کہ پانی کو صدقہ جاریہ کرے یہ معنی کہ چاہ کہود کر پانی نکالکر اوس پانی کا صدقہ کرے مولف اس سے
درخت اور ٹھیکرے کا صدقہ سمجہہ گیا پانی سے گھڑا ایسا مولف کا ہی فہم عالی ہے پانی اور مٹی دو ضدین ہین اسکو اس سے کیا علاقہ یہ مقرر کہ گھڑا دینا بلکہ
مٹی ملا ڈہیلہ بھی دینا موجب ثواب کا ہے مگر پانی کے صدقہ سے گھڑے کا صدقہ کیسے نکالا چاہ کا گھڑا تو مقصود نہ تہا پانی کی ذات سے مقصود اور
پانی ہی کا صدقہ مراد ہے ہان اگر فرماتے کہ صہریج بنوادے تو مضائقہ نہ تہا کہ صہریج میں کوئی پانی بہرتا ہے گھڑے مین بھی کوئی بہر دیگا اور جو
حوض
کچہہ مناسبت ظرف کے بہہ استخراج ہے کہ ماکو اعانت ملیگی تو پھر اپر کیا حصر ہے کل کو مولف ذکر اچلنی ہی کا ہی حکم دیگا کہ صدقہ کرو اور مسجد مین
ڈال آؤ اور ٹوکرا ٹیلون کا بھی کہ اس سے گھڑے بنکر اعانت پانی کی ہو ویگی او مولف حدیث سعد سے استخراج کرنا دلیل بیان کریگا۔ یہ سمجہا کہ پانی کا
صدقہ گھڑے کی صورت مین پانی گھڑے مین بھر نیوالے کی طرف سے ہوگا نہ گھڑے الیکی طرف سے غرض ایسی ایسی تقریرات واہیہ اور استخراجات قبیحہ
کام مولف کا ہے اگر ایسا احیار اس بدعت کا مقصود تہا سیدہا کہہ دیتا کہ مسجد مین گھڑے کام آتے ہین نہ یہ کہ چاہ کو اصل بناکر اپنی خوبی فہم ظاہر
کرتا اور پھر یہ کہ فقط اصل نکل آنا تو جواز کے لئے کافی نہین اوسکے سب عوارض بھی رفع ہونے ضرور ہین کہ تشبہ نہو اور تعیین عملی نہو اور اوسکو موکد و واجب
جانتا نہو اور فخر دریا رنہو ورنہ اگر یہی مولف کا علم و فہم ہے تو دھوتی کفار کی اصل تہمد ہے اور من کل الوجوہ مشابہت بھی نہین حسب زعم مولف کے
یہ سنت ہوا اور حضرت عثمانؓ سے منقول ہے کہ ایک طفل کے چہرہ پر سیاہ ٹیکا نظر بد کیواسطے لگوایا تہا سو تلک کی اصل نکل آئی تو یہ بھی

پیاسا پانی پیئے گا کوئی وضو و غسل وغیرہ کے خرچ میں لاویگا ثواب ہوگا یہ اصل ہے گھڑا بھیجنے کی اور **چالیس روز تک کھانا بھیجنے کی** یہ
وجہ ہے کہ فقہاء نے لکھا ہے یستحب ان یتصدق عن المیت الی ثلثۃ ایام یعنی مستحب ہے کہ صدقہ دیا جاوے میت کی طرف سے تین دن اور
بعضوں نے لکھا ہے الی سبعۃ ایام یعنی سات دن تک اور بعضوں نے اربعین یعنی چالیس دن لکھے ہیں یہ روایتیں خزانۃ الروایات اور شرح برزخ
وغیرہ میں ملینگی غرضکہ ان روایات کے سبب آدمی چالیس دن تک برابر کسی محتاج کو میت کی طرف سے دیتے ہیں باقی رہا چہلم وغیرہ تو صورت
اوس کی یہ ہے کہ جو صاحب اسکو منع کرتے ہیں اون کی چند دلیلیں ہیں اول اُن کا حال معلوم کرنا چاہئے بعد ازان وجہ جواز سننی چاہئے

جاری کرے اور سوت کا بُننا گو کہ ثابت ہے سوز نار سوت کی اصل بھی نکل آئی پھول سونگھنے درست ہیں پھولوں کے سہرہ کی اصل نکلی علی ہذا
صدہا مسائل کی اصل نکلتی ہے اور مولف سبکو جائز کہیگا اگرچہ کفر ہی ہو لاحول ولا قوۃ الا باللہ مولف کو اپنی کم فہمی کا نہ کچھ ہے نہ رسم جاہلیت کا
اندیشہ نہ ریا دفع بدنامی کی وجہ سے کرینکا خدشہ نہ منع تعیین بالرای کا کھٹکا نہ تشبیہ کفار کا خطرہ نہ اپنی عاقبت و ایمان اور ضلال خلق کی کچھ
پرواہ اپنی مقصد زوری کرنی خواہ کچھ ہو فقط **قولہ** چالیس روز تک الخ **اقول** ابتداء موت کیوقت صدقہ خیرات عمدہ امر ہے ایصال ثواب
کا انکار نہیں بارہا ذکر ہو چکا ہفتہ تک چلہ تک دو ماہ تک کم زیادہ حسب مقدور خالصاً لوجہ اللہ تعالی کرو کہ جس میں کوئی امر خلاف شرع
نہو جبکہ مولف خواہ مخواہ اہل سنت کو مانع صدقہ کہتا ہے اور وہ ہرگز صدقہ کو منع نہیں کرتے اوسکو منع کرتے ہیں جو شرعاً ممنوع ہے یعنی تشبہ
بکفار جس میں لازم آجاوے اور مولف بھی اوسکو قبول کرتا ہے یا تعیین بالرای کہ تغییر حد شرع ہے اور اوسکو بھی مولف قبول کرتا ہے پس اگر کسی نے
طعام للفقراء خالصاً لوجہ اللہ تعالی کیا اور ان دو امر میں سے ایک یا دونوں اوس میں پائے گئے تو ثواب پہونچیگا مگر اس فعل سے گنہگار ہوگا اور مجموعہ
اوسکا مکروہ ہو ویگا اس امر کو ہر ناظر خوب محفوظ رکھے کہ مولف کو اسی کوتہ نظری نے خراب کیا ہے کہ بدون سمجھے لڑنے کو آمادہ ہوا ہے یا تخصیص طعام
اسکو بھی مولف مانتا ہے کہ تغییر حکم شرع کا ہے پس اس قسم کی ہی چالیس روز کی روٹی کا اگرچہ گھر میں گوشت روٹی کھاوین مگر مردہ کو دو روٹی گھی سے
شکر ڈالکر مسجد میں ہی خاصکر دیوین کسی بیوہ قریب کو نہ کسی حاجتمند کو نہ اور عمدہ کھانا اس میں غالب ہے کہ رسم محض ہو اور شاید ایصال ثواب بھی ہو سو خوب مجموعہ
ہوتا ہے نہ مخلوط یا رسم ضروری جاننا کہ خواہ مخواہ کرے اگرچہ مقدور نہو اور یہ بھی مولف جائز نہیں لکھتا کیونکہ وہ خالصاً لوجہ اللہ ایصال کیواسطے شکم پوری
کرتا ہے نہ رسوم کیواسطے یہ وہ طعام ہے جسکو بزازیہ وغیرہ لکھتے ہیں اور بدعت مستقبحہ کہتے ہیں یا فخر ریا سے کرنا یا شرم برادری کا اور اسکو بھی مولف نصائح میں
منع کرتا ہے اور یہ سب جگہہ حرام ہے غمی ہو یا شادی اور کھانا اُسکا درست نہیں سو فی الواقع مولف اصول میں مخالف نہیں مگر اپنی کج فہمی اور کم علمی سے
اور نفس سخن پروری ہی مخالفت جزئیات میں کرکے اوراق سیاہ کرتا ہے اور ادعای بے سود کرکے اپنی حقیقت علما پر ظاہر کرتا ہے اور فی الواقع یہ سب نزاع
کم فہمی اور نفسانیت سے ہے خوب محقق ہے کہ چہلم رسم کے کرنے میں ایصال ثواب مقصود نہیں گو کوئی تاویلات کرے اور پھر فرق ہے چالیس روز تک صدقہ
کرنے میں اور چالیسویں روز چہلم کرنے میں کما لا یخفی چونکہ مولف نے یہاں مجمل چھوڑ گیا اسطرف سے بھی اوس پر کچھہ تعرض نہیں کیا جاتا ایصال ثواب کو کوئی منع
نہیں کرتا اور تعینات لاریب بدعت ہیں **قولہ** اونکی چند دلیلیں ہیں الخ **اقول** دلیلیں مانعین بدعت کی وہی ہیں جو کلیات احادیث و فقہ
سے ثابت ہولیں اور دیگر روایات جزئیہ فروع ہیں نہ اونکی ضرورت ہے نہ اونپر کوئی امر موقوف ہے مگر مولف اپنی کم فہمی سے اونکو ہی بنا منع جانتا
رہا ہے سو یہ سخت خطا ہے ان روایات کی بحث میں مولف اپنا وقت ضائع کرتا ہے اور ہمکو بھی اوسکی ان روایات کے جواب دینے کی ضرورت نہیں مگر چونکہ

دلیل اول عبارت شرح منہاج نووی شافعی کی ہے جو سیف السنۃ کے صفحہ ۱۴۸ میں ہے الاجتماع علی المقبرۃ فی الیوم الثالث وتقسیم الورد
والعود واطعام الطعام فی الایام المخصوصۃ کالثالث والخامس والتاسع والعاشر والعشرین والاربعین والشہر السادس والسنۃ بدعۃ ممنوعۃ۔
[illegible] اسکا یہ ہے کہ شرح منہاج میں دو امر کا ذکر ہے ایک تو جمع ہونا تیسرے دن مردہ کی قبر پر اور وہاں جاکر گلاب کے پھول اور عود یعنی اگر کی بتیاں وغیرہ
[illegible] مجلس پر تقسیم کرنا سو اسکا ذکر تو بیان سوم میں گذر چکا نصاب الاحتساب کا کہ لوگوں نے نہایت تکلفات بیہودہ ایجاد کئے تھے اور وہ تکلفات
[illegible] کرتے تھے کہ ورثہ پر بس ممنوع ہونا اسکا صحیح ہے چنانچہ ہم خود اوسکی ممانعت پر تصریح کر چکے اور بعد ممانعت علماء کے بعض [illegible] ویسی رسمیں

[illegible] اپنا علم جتلاتا ہے تو ہمکو بھی اظہار اوسکی کم فہمی کا کرنا پڑا۔ **قولہ دلیل اول ۱۱ اقول** شارح منہاج میں تینوں چیزوں کا ذکر ہے قبر پر تیسرے
[illegible] جمع ہونا اور عود اور ورد کی تقسیم مطلقاً قبر پر ہو یا غیر قبر پر کسی روز ہو اور کھانا کھلانا ایام مخصوصہ میں اور ہر سہ کو وہ بدعت کہتا ہے اور اصل یہ
ہے کہ حدیث جریر میں اجتماع الی اہل المیت کو منع فرمایا ہے اور اسمیں کوئی تعین یوم کی نہیں اور نہ تعیین قبر کی پس مطلق جمع ہونا بدعت ہے اور قبر
[illegible] سیوم جمع ہونا بھی فرد اس اجتماع کی ہے تو ہر چند مطلق اجتماع تو ممنوع ہے مگر ہر شخص اپنے ملک کی رسم کو منع کرتا ہے صراحۃً تو شارح منہاج کی بلاد
میں اجتماع علی القبر یوم ثالث ہوتا تہا اوسنے اوسکی تصریح کی حالانکہ یہ قید واقعی ہے نہ احترازی کیونکہ حدیث جریر میں عموماً اسکو منع لکھا ہے مگر مولف
[illegible] کی کم فہمی سے قید کو احترازی سمجھ گیا ہے اور حدیث جریر کو ذہن مولف میں خدا نخواستہ پوری نہیں جو مطلع ہوتا اور ہمارے ملک میں اجتماع
سیوم ہے مگر قبر پر نہیں پس منہاج کی قید سے اسکا جواز نہیں ہوتا جیسا مولف کو دہوکا ہوا ہے ہاں بعد ختم کے دستور تہا کہ شرفا مکان
[illegible] پر بیٹہتے تھے اب یہ ترک ہو گیا ہے اطراف قوم میں اب بھی جاری ہے بہرحال اجتماع خواہ روز سیوم ہو یا اس دوسرے قبر پر ہو یا غیر قبر پر حدیث
[illegible] سے ممنوع ہے اور ہمارے ملک میں روز سیوم کی قید ہے اور شارح منہاج کے یہاں قبر کی بھی قید تھی سو سب ممنوع ہیں اور یہ قید شرح منہاج کی احترازی
نہیں اور تقسیم عود و ورد بھی ہر روز بدعت ہے اس میں بھی کوئی قید یوم و قبر کی نہیں اسی واسطے شارح منہاج مطلق کہتا ہے یہ مولف کی
[illegible] فہمی ہے کہ دونوں کو جمع کر کے ایک بنا لیا ہے۔ نہیں بلکہ یہ مستقل رسم ہے ہمارے ملک میں اب بھی اکثر جگہ یہ ہے کہ بعد ختم کے مثلاً گلاب یا کیوڑہ میں
[illegible] یا سب حاضرین کے سامنے پیش کرتے ہیں یہاں گلاب کا قطرہ تقسیم ہوتا ہے وہاں عود اور ورد تقسیم ہوتا تہا پس اسمیں قید قبر کی اور سیوم کی کچھ نہیں مطلقاً
بدعت ہے اور اسکی اصل وہ ہے کہ حضرت ام حبیبہ کو جو خبر اپنے والد ابو سفیان کی موت کی پہونچی تو انہوں نے خوشبو اپنے عارض کو لگائی اور فرمایا
مجھکو حاجت اسکی نہ تھی مگر میں نے سنا کہ فخر عالم فرماتے تھے کہ نہیں حلال کسی عورت مومنہ کو کہ سوگ کرے تین روز سے زیادہ مگر زوج پر دس روز
چار ماہ سو اصل خوشبو کی یہ تھی رفتہ رفتہ تقسیم تک نوبت پہونچی اور بدعت ہو گئی کہ سب حاضرین برادری سوگی بن گئے اگر بعض بلاد میں قبر پر جاکر تقسیم
ہوتا ہو تو یہ بھی داخل اوس میں ہی ہوا بہرحال تقسیم ورد مطلقاً بدعت ہے خواہ روز سیوم ہو یا اور کسی دن خواہ قبر پر ہو خواہ غیر قبر پر تو یہ شارح منہاج نے
[illegible] بیان کیا ہے اپنی بلاد کی رسم پر اور اگر قیود روز اور قبر کی زائد بھی ہو دیں تو احترازی نہیں تاکہ بلا قیود [illegible] سے اگر یہ مباح ہے تو اصل معصیت
کیواسطے مباح ہے اگرچہ اباحت مستنبط ہے پس اوسکو خواہ مخواہ مقید قبر اور یوم ثالث سے کرنا کم فہمی مولف کی ہے بلکہ یہ مستقل بدعت ہے اور
ہر حال مذموم پس بحث عطف کی مولف نے جو لکہی بالکل لغو غلط ہے متعلقات معطوف علیہ کے معطوف میں ہونے خواہ مخواہ کوئی قاعدہ نہیں

اگر قرآن ہی مولف پڑہا ہوا ہوتا تو ایسی بات نکلتا۔ ہدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوۃ الخ یؤمنون میں بالغیب کی قید ہے

زیادکی تعیین چھوڑ دیں اب یہ رسم کہین نہین دوسری بات شارح منہاج سے نکلی کہ کھانا کھلانا تیسرے دن اور پانچوین اور نوین دسوین بیسوین
و چالیسوین دن چھٹے مہینے برسوین دن بدعت منع ہے سو ظاہر یہ ہے کہ کھانا ان ایام مین قبر مقبرہ پر جاکر کھلاتے تھے تقسیم الورد اور اطعام کا معمول
ہونا خلط الاجتماع پر دلیل ظاہر ہے اسباب پر کہ قبر پر جمع ہوتے تھے اور وہان تقسیم خوشبو کرتے تھے اور وہان یہ کھانا ایام مخصوصہ مین
کھلاتے تھے اور علاوہ قرینہ عبارت کے خود فتاوی بزازیہ مین تصریح ہے کہ قبر پر کھانا لیجانیکی - ویکرہ نقل الطعام الی القبر فی المواسم انتہی موسم
جمع ہے موسم کی اور موسم لغت مین کہتے ہین ایک چیز کے وقت کو اور جمع ہونیکی جگہہ کو کذا فی المنتخب وغیرہ پس معنی یہ ہوئے کہ مکروہ ہے
کھانا لیجانا قبر مردہ پر ایام مقررہ مین اس سے صاف معلوم ہوا کہ تیسرے نوین دسوین دن اور چھماہی اور برسی اور ایام عید و شبرات وغیرہ مین
جو ایام واسطے فاتحہ اموات کے معین ہین اہل اسلام مین بعضے آدمیون نے بعض شہرون مین کھانا قبر پر لیجانا اور وہین جگہہ جاکر کھلانا رسم کر لیا
تھا اوسکو اہل علم نے منع کیا اور نصاب الاحتساب سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہے کہ لکھا ہے ویشربون الشربۃ عند القبور وقی الحدیث الاکل
فی المقابر یقسی القلب یعنی پیتے ہین شربت قبرون کے پاس حالانکہ حدیث مین آیا ہے کہ کھانا قبرستان مین سخت کر دیتا ہے دل کو۔

اور لفظ یون مین اور یوتون مین نہین ایسا ہی صد ہا مسئلہ موجود ہین مگر ایک مشکل ہوگئی کہ خوشبو کی اصل حدیث ام حبیبہ سے مولف نے ثابت کی
اور ہرگاہ کہ جاوہ سے گھر ثابت ہوگیا تو یہ تو بعینہ وہی ہے پس اب شرح منہاج پر جا ہے ضعف روایت کا حکم دیکر یا یہ کہ اوکو حدیث نہین پہونچی
یا یہ کہ وہ شافعی ہے اس رسم کو بھی مولف جاوہ کر دیوے استغفر اللہ اور اطعام مخصوصہ بھی مطلق ہے اوس مین بھی کوئی قید قبر وغیرہ کی
نہین بلکہ قید دن کی بھی نہین اور یہ وہ طعام ہے کہ حدیث جریر مین فرمایا وصنعہم الطعام الخ پس یہ طعام بھی مطلقاً ممنوع ہے خواہ کہین
ہو خواہ کبھی ہو شارح منہاج نے ایام کی قید لگائی اپنے ملک کی عادت پر اور بزازیہ نے قید علی القبر لگائی اپنے بلاد کی عرف پر پس ہر حال
طعام مکروہ ہے مطلقاً بنص مگر جو فقرا کیواسطے ہو بطور صدقہ تو نفس طعام مباح ہے فقرا کو اگرچہ یہ تعیین یوم کی بدعت ہو جس مین بہت کچھ بحث
ہوچکی ہے پس شارح منہاج الطعام لطعام کو مکروہ کہتا ہے اس طعام کو مکروہ نہین کہتا تو یہ بعموم سب مسائل کو شامل ہوگیا پس مولف کا علی
القبر اضافہ اپنے فہم سے کرنا ثمرہ کم فہمی کا ہے ورنہ مسئلہ صاف ہے اور اسکی شرح کرنا بزازیہ کی روایت سے اوسوقت ضرورت تھی جو مطلق کے معنی
مین کچھ تردد ہوتا ہر گاہ کہ حدیث جریر نے مطلقاً سب کو منع کر دیا تو مطلق منع ہوگیا اور عجائب یہ ہے کہ بزازیہ مین خود اس طعام ایام مخصوصہ کو
مکروہ لکھا ہے چنانچہ دوسری دلیل مین مولف نقل کرتا ہے اور نقل طعام کو بزازیہ مین دوسرا مسئلہ بنایا ہے قولہ ویکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم
الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی المقابر فی المواسم الخ پس اس عبارت مین صاف معلوم ہے کہ نقل طعام دوسرا مسئلہ ہے
مگر مولف کو تمیز نہین اور صدقہ کا کھانا ہر مستحق کو حلال ہے مگر یہ تعیین مکروہ ہے اور فقیر کو بھی بوجہ اعانت امر مکروہ کے اسکی اجابت نچاہیے
کہ مکروہ ہے جیسا وعوۃ المتباریین مین نہی قبول ضیافت کی وارد ہوئی ہے پس مولف کی یہ سب توجیہات محض نا واقفیت قواعد دین سے ہے
اور شرح منہاج سے کراہت چہلم دہم وغیرہ کی خود ظاہر ہے الغرض استدلال مانع بدعت کا تو اس روایت منہاج سے یہ تہا کہ ایام مخصوصہ کی ضیافت
کو بدعت ممنوعہ لکھا ہے سو اگر یہ طعام بوجہ رسم کے ہے تو ایک وجہ بدعت کی رسم ہوئی اور یہ چہلم ہمارے ملک کا بھی رسم ہی ہوتا ہے ایصال
ثواب مقصود نہین ہوتا اور دوسری وجہ اس مین تعیین وقت کی ہے کہ اسکو بھی شارع نے منع کیا ہے تو دو وجہ بدعت ہونیکی پائی گئین

کھانا دینے سے وجہ ممنوع اور مکروہ ہونیکی مخالفت حدیث شریف کی بیان کی ہے کہ احادیث شریف کی بیان کی ہے کہ احادیث سے قرون پر کھانا
لیجانا منع ہے یہ نہیں لکھا کہ یہ کھانا باعث خاص کر لینے دن کے مکروہ ہے اور ظاہر ہے کہ ان ملکوں مین جو فاتحہ دسوین بیسوین چالیسوین
وغیرہ کی کرتے ہین مقابر پر نہین کرتے تو وہ جائز ہوئی **دوسری دلیل** فتاوی بزازیہ کی عبارت ہے جو کہ سنتی شرح منیۃ المصلی مین منقول
ہے ویکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی المقابر فی المواسم واتخاذ الدعوۃ لقراءۃ القرآن وجمع الصلحاء
والقراء للختم او لقراءۃ سورۃ الانعام او الاخلاص اس عبارت سے تین مسئلے پیدا ہوتے ایک یہ کہ مکروہ ہے کھانا تیار کرنا میت کا پہلے دن
اور تیسرے دن اور ہفتہ کے بعد یعنی آٹھوین دن جواب مسکایہ ہے کہ اسمین دسوین بیسوین چالیسوین کا نام بھی نہین پھر یہ عبارت کسطرح
چہلم وغیرہ کی ممانعت پر دلیل ہو سکتی ہے اور اگر اجتہاد کر کے قیاس تم ہی کرو کہ جیسا بزازیہ مین ان ایام کو منع کیا ہے ویسا ان ایام کو منع کرتے ہین تو
اسکو بھی ہم رد کرتے ہین دو وجہ سے ایک وجہ یہ کہ خود شارح منیۃ المصلی نے عبارت بزازیہ کی نقل کر کے اسکو رد کیا ہے اور اسکو ہم نے [illegible]
[illegible] مسلم نہین کہا اور یہ لکھا ہے ولا یخلو عن نظر لانہ لا دلیل علی الکراہۃ [illegible] یعنی مکروہ ہونا اس کا [illegible] کہا یہ خالی بحث سے نہین اسواسطے کہ
کوئی دلیل کراہت پر نہین الی آخرہ پس جبکہ خود شارح منیۃ المصلی نے کراہت کو مسلم نہین رکھا ہم بھی مسلم نہین رکھتے معلوم نہین ہوتا [illegible]

[illegible] رحمہ اللہ تعالی ایصال ثواب کا طعام ہے تو تعیین وقت کی وجہ سے بدعت ہے گو طعام مین جواز ہو مگر بہرحال تعیین وقت منع اور بدعت رہا
بہرحال پھر ہمارے ملک مین بھی اگر کسی کی نیت ایصال ثواب کی ہی ہو دیگی تاہم یہ وجہ تعیین وقت کی بدعت ہونیکی ہر حال موجود ہو گی
[illegible] چہلم ہمارے ملک مین بھی دونون وجہ موجود ہین اور مولف اسکو ہرگز نہ سمجھا اور فہم مطلب مین یہ غلطی کی کہ جو اس کو مطلق [illegible]
[illegible] نیت حدیث جریر سے ممنوع تھا مقید بیوم ثالث اور علی القبر کیا اور خلاف حدیث کے بنایا اور اس فیہ کو اسرار [illegible] ٹھیرایا حالانکہ واقعی
[illegible] تقسیم الورد کو بھی مقید کیا حالانکہ وہ مطلقاً بدعت ہے اور اطعام طعام کو جو حدیث جریر سے ممنوع مطلقاً ہو گیا تھا مقید علی القبر کیا اور خلاف
حدیث دفعتہ بنا دیا اور تعیین وقت جو ممنوع تھا اور سلف سے محض انکار کیا اور تین مسئلوں کو [illegible] بنا دیا اور [illegible] سند اس کو بالکل نہ سمجھا اور
[illegible] کی بحث سمجھی لکھدی پس اب حسن علم و فہم مولف کا سب پر روشن ہو جاویگا گو کچھ بھی تو مس اس فہم کتاب کا نہین اور تکبر دعوی
[illegible] نہایت ہی نہین **قولہ** یہ نہین لکھا کہ یہ کھانا باعث الخ **اقول** مولف کی چشم فہم حق مین بند ہے شارح منہاج نے تو یہ لکھا ہے
کہ اطعام مخصوص مین اطعام بدعت ہے نہ یہ لکھا کہ قرون پر لیجانیکی وجہ سے بدعت ہے نہ یہ لکھا کہ تعیین یوم کے سبب سے بدعت ہے مولف
دوسری روایت سے قبر پر لیجانا ثابت کرتاہے حالانکہ وہ دوسرا مسئلہ ہے چنانچہ بزازیہ سے واضح ہے ایسا ہی تعیین یوم کی بدعت پہلے محقق
ہو چکی اور مولف بھی تخصیص کی بدعت ہونیکا معترف ہو لیا ہے پس ہوش کرے تو سب کچھ لکھا ہے اور خواب غفلت مین رہے تو اسکے
[illegible] کچھ بھی نہین لکھا اور مقابر پر لیجانا دوسری بدعت ہے ایک کو دوسرے سے کیا علاقہ ہے تامل درکار ہے اگر ہمارے بلاد مین قبور پر
نہین جاتے تو تعیین یوم کی ہی بدعت کراہت کو کافی ہے چہ جائیکہ دوسری وجہ بھی موجود ہوں **قولہ** دوسری دلیل الخ **اقول**
مولف کے فہم پر آفرین ہے عبارت بزازیہ مین یوم اول و ثالث و بعد اسبوع کے طعام کو مکروہ صاف کہا ہے غرض یہ ہے کہ ایام معینہ کر کے
طعام پکانا درست نہین جب ان ایام مین درست نہین تو دسوین بیسوین چہلم مین بھی درست نہین وہی تعیین یوم ان ایام مین ہے

یہ عبارت بزازیہ کی شرح منیہ سے نقل فرمائی تو ایک سطر کے بعد شرح منیہ مین اوسپر اعتراض لکھا تھا کیون نقل نفرمایا — دوسری وجہ ترک استدلال فقیر
کی یہ ہے کہ اگر طعام ایام مخصوصہ کی کراہیت موافق کلام بزازیہ کے مسلم بھی رکھین تو وہ کراہت خاص اوس کھلانے کے لئے ہو سکتی ہے جسکو
وارثان میت بعض ملکون مین فخریہ طور پر کرتے ہین اور جسطرح شادی عروسی وغیرہ مین شان اور فخر کے ساتھ کھانا کھلانے کا دستور ہے اوسیطرح
میت کا کھانا تکلف اور زینت سے اغنیا اور امیرون اور عزیز قریبون کنبہ والون کو کھلاتے ہین جیسا کہ محدث دہلوی اور فقیہ شامی کے کلام سے
عنقریب بدلیل تیسری مین نقل کیا جاویگا لیکن اوسکی ممانعت بھی ایسی ہے کہ اس عبارت سے سمجھ لو جو فتاوی عالمگیری کی جلد خامس

اونکے وقتون مین اول و ثالث کو پکتا تھا ہمارے عرف مین دسوین بیسوین کو مثلاً پس ایسے جزئیات سے استدلال مین خاص نام مدلول کا بیان
ہونا ہے جو یہان مولف طالب ہے یہ نہایت فہم مولف کا ہے ایک جزئیہ سے دوسری جزئیہ پر اشتراک کلیہ و علت کی وجہ سے دلیل لائیجاتی ہے
یعنی کہ دونون جزئیہ ایک کلیہ مین درج ہین مثلاً نبیذ سے بھنگ کی حرمت پر بوجہ سکر کے مولف صاحب کا فہم قاصر ہے ایسیوجہ رد مولف کے
اس قیاس کا دوسرا ایک یہ کہ شرح منیہ نے اوسکو نہین مانا سو پہلے ہم لکھ چکے کہ ردالمحتار نے شرح منیہ کا قول بوجہ معقول رد کر دیا ہے تو بزازیہ کا قول
درست رہا اور قیاس بھی صحیح رہا اسکی بحث پہلے بھی ہو چکی ہے دوسری وجہ اوسکے رد کی یہ کہ غرض اس طعام سے طعام فخر ہی نکالا ہے مولف
تاویل مولف کی بالکل غلط ہے کیونکہ مطلق کو مقید کرنا بلا قرینہ تو یہ بلاوجہ درست نہین طعام فخر کا مطلقاً حرام ہے یہان میت کے طعام
مین اسکا ذکر کرنا تخصیصاً کیا محل تھا حالانکہ جیسا فخر کا کھانا یہان مکروہ ہے بلا فخر بھی برادری کو کھلانا مکروہ ہے بروایت جریر پس قید فخر کا لغو
ہے اور مولف جو دلیل اسکی بیان کرتا ہے کہ بزازیہ نے خود کہا ہے وان اتخذ طعاما للفقراء الخ یہ دلیل محض مغالطہ مولف کا ہے کیونکہ یہ روایت اگر
پہلے روایت سے متصل ہوتی تو مضائقہ نہین تھا یہان بزازیہ مین پہلی روایت تو کتاب الجنائز کی ہے اور یہ دوسری روایت بزازیہ کی
الاستحسان کی ہے اسواسطے کہ شارح منیہ پہلی روایت کو نقل کر کے کہتا ہے کہ بزازیہ کی کتاب الاستحسان مین یہ دوسری روایت منقول
ہے اگر کتاب الجنائز مین ہوتی تو کیون دوسرے باب سے اسکو نقل کرتا تھوڑی ہی نقل درکار ہے پس کسطرح استثنا درست ہوگا عجیب فہم مولف
کا ہے ایک روایت مشرق مین دوسری مغرب مین اور استثنا جائز ہو نہین بلکہ یہ روایت جدی ہے اور وہ جدی بہر حال اس روایت بزازیہ
کتاب الاستحسان سے کوئی قرینہ فخر کا درست نہین ہو سکتا یہ محض کم فہمی مولف کی ہے ہان یہ بات لاریب ہے کہ یہ حرمت طعام برادری کی طعام
کی ہے اور تعین وقت کا مسئلہ یوم اول و ثالث سے اور بعد الاسبوع سے نکالا گیا ہے پس اگر یہ طعام برادری کا ہے تو قطعاً مکروہ ہے دو وجہ سے
ایک صنعۃ طعام من اہل المیت جیسا حدیث جریر سے معلوم ہوا دوسرے تعیین یوم کہ تقیید اطلاق سے مستفاد ہوا اور اگر خالص نیت
فقرا کیواسطے ان ایام مین ہو تو کراہت تعیین وقت کے سبب سے لازم ہوویگی گو طعام کا ثواب پہونچے بہر حال تعیین وقت مکروہ ہوا جیسا
اوپر ذکر ہو چکا مگر یہان مولف کے علم و فہم مین کلام ہے کہ کہان رکھا رہتا ہے **قولہ** فتاوی عالمگیریہ جلد خامس الخ **اقول** اس روایت
غرض مولف کی یہ ہے کہ کچھ ایسی شدید کراہت طعام میت مین بھی نہین جا ہے کھالیوے مگر یہ سراسر کم فہمی مولف کی ہے اول تو حدیث جریر مین جس
سے اوسکو شمار کیا ہے اور نیاحت حرام شدید ہے تو یہ طعام بھی سخت مکروہ تحریمہ ہوا پھر بزازیہ و فتح القدیر اسکو بدعت مستقبحہ کہتے ہین اور
حدیث لا تقبلوا دعوۃ المتبارین فخر کے کھانے کو حرام فرما رہی ہے کہ مولف بھی اوسکو قبول کرتا ہے پس فخر کے طعام میت کو لا باس کسطرح نہین

باب الہدایا والضیافات مین لکھا ہے لایباح اتخاذ الضیافة ثلثة ایام فی ایام المصیبة واذا اتخذ لاباس بالاکل منہ بعض علماء اس مین تشدد
زیادہ کرتے ہین بعض ہم اور صاحب بزازیہ نے جو منع کیا ہے اوسی طرح کے کھانیکو منع کیا ہے کہ جو شادی کی طرح ہو دلیل اوسکی خود کلام مصنف
بزازیہ ہے جو شرح منیة المصلی مین اسی مقام پر مرقوم ہے وان اتخذوا طعاما للفقراء کان حسنا یعنی اگر غریب محتاجون کے لیے کھانا تیار
کرین اچھی بات ہے اگر صاحب بزازیہ کے نزدیک کراہت طعام مذکورہ بباعث تعیین ایام ہوتی تو یون لکھتا ان اتخذوا الطعام فی غیر ہذہ
الایام کان حسنا پس صاف معلوم ہوگیا کہ صاحب بزازیہ کے نزدیک کراہت بباعث تخصیص ایام نہین بلکہ اس لیے کہ وہ لوگ غریبون
کو نہین کھلاتے تھے اپنے دوست آشنا اغنیاء کو کھلاتے تھے اسواسطے کہا صاحب بزازیہ نے کہ اگر کھانا تیار کرین واسطے غریبون
کے اچھی بات ہے اب مرد منصف کو چاہیے کہ خدا سے ڈر کر اس دلیل پر نظر کرے اور ان ضدی سخن پروری سے تائب ہو وما علینا
الا البلاغ • دوسرا مسئلہ مجملہ تین مسئلون کے عبارت بزازیہ سے یہ معلوم ہوا کہ کھانا میت کی تیجہ کا مکروہ ہے یہ بات ہمپر حجت نہین اسلیے کہ اسکو
ہم خود مکروہ کہتے ہین اور یہان ان ملکون مین یہ رسم بھی نہین تیسرا مسئلہ یہ نکالا کہ ایون حافظون کو ختم قرآن کے واسطے جمع کرنا مکروہ ہے سو
تحقیق اسکی یہ ہے کہ اگر اہل اسلام جمع ہو کر قرآن پڑھین برائی خدا و میت کو بخشدین اوسکا حکم ائمہ مجتہدین اور علماء محققین اور اجماع مومنین
سے اور مولوی اسحاق صاحب کے کلام سے ہم ثابت کر چکے کہ وہ ہرگز مکروہ نہین پس بالضرور مراد صاحب بزازیہ کی یہ ہے کہ موافق رسم بعض
ملکون کے اگر حافظون کو مزدوری دیکر قرآن پڑھوا دین یہ البتہ مکروہ ہے اسکی تصدیق کتب فقہ مین موجود ہے شامی نے باب الاجارہ مین لکھا ہے

سو انکی محض غلط فہمی ہے اور عالمگیریہ کی تمام روایات یہ ہین کہ حمل الطعام الی اہل المیت والاکل معہم فی الیوم الاول جائز وبعدہ یکرہ کذا فی

التاتارخانیہ ولا یباح اتخاذ الضیافة ثلثة ایام فی ایام المصیبة واذا اتخذ لاباس بالاکل منہ کذا فی خزانة المفتین وان اتخذ طعاما للفقراء
کان حسنا انتہی پہلی روایت مین ضیافت اہل میت کی بعد ایکدن کے مکروہ لکھی ہے اور پھر خزانہ کی روایت لایا ہے جس سے مراد یہ ہے
کہ ہرچند تین روز تک اونکو کھانا دینا مکروہ ہے مگر جو کوئی دیوے تو اہل میت کو کھانا درست ہے قرینہ اسکا یہ ہے کہ یہان ثلثة ایام کہتا ہے
جسکے معنے تین روز تک ہے نہ تیسرے روز پس پہلے کہا کہ ایک روز کے بعد ضیافت مکروہ ہے پھر بیان یہ کہا کہ اگرچہ طعام دینا مکروہ ہے
مگر اہل میت کھا دین تو حرام نہین اور جو مراد اوس سے یہ ہو کہ اہل میت کی ضیافت کو کھانا لاباس مین ہے جیسا مولف نے جزم کر لیا ہے
تو اگر فخر کا کھانا ہے تو کسطرح مباح ہوگا یہ تو حرام ثابت ہوگیا ہے بحدیث لا تقبلوا دعوة المتباریین جسکو مولف بھی قبول کرتا ہے اور جو اہل
میت کا بلا فخر ہے تو جریر کی حدیث سے تحریم ہو چکی بہرحال فخر کا کھانا اور لاباس سے خفت کراہت کا ہونا مولف کا ہی فہم عالی ہے اور بس پس
صاف معلوم ہوا کہ عالمگیریہ کی روایت سے فخر کا کھانا ہرگز مراد نہین ہے اور روایت بزازیہ واقعہ کتاب الاستحسان سے استشہاد روایت کتاب
الجنائز کا ہرگز نہین ہو سکتا فقط مولف کی خوبی علم کی ہے پس اس روایت کتاب الاستحسان مین وقت کا ذکر نہین مطلق ہے وان اتخذوا
للفقراء کان حسنا پس اس مین کوئی تعیین وقت نہین کہ جواز تعیین طعام فقراء کا معلوم ہو ہان پہلی روایت سے تعیین کا بدعت ہونا معلوم
ہوگیا اب مولف کو چاہیے کہ ہماری تحریر کو سوچکر انصاف کرکے ہٹ دھرمی سے باز آوے اور شرم کرے اور روایات کتب کو غور سے سوچا کرے
یا کسی عالم سے تحقیق کر لیا کرے اپنی عقل خام و فہم ناکام پر معتمد نہوا کرے اب سنو کہ روایت بزازیہ مین چار مسئلے ہین مولف کو تین نظر آئے

قال تاج الشریعۃ فی شرح الہدایہ ان قرا القران بالاجرۃ لایستحق الثواب لا للمیت ولا للقاری وعن شیخ الاسلام ان القاری اذا قرا القران لاجل
المال فلا ثواب لہ فای شی یہدیہ الی المیت انتہی کلام الشامی ملخصا یہ جاشکرومنے یہ چھاونیون او بعض شہرون مین قران اسطرح پڑہواتے ہین کہ بعد بیسکے تین قران یا چار قران کے
حساب سے ہر یکسیپارہ کا روزمرہ بطور اکرادس کا ٹھیکہ کردیتے ہین اسطرح قران شریف میت کیواسطے پڑہوانا منع ہے اور صفحہ ۷ سیف السنۃ
مین جو عبارتین طریقہ محمدیہ اور قرطبی کی نقل کی ہین اون مین بھی مراد یہی مزدوری کے طور پر قران پڑھنا ہے اسلئے کہ اوسوقت مین بعض ملکون
مین یہی دستور تہا اور خود طریقہ محمدیہ کی عبارت سیف السنۃ مین ہے والماخوذ منہا حرام للآخذ وہو عاص بالتلاوۃ والذکر لاجل الدنیا اور
بعض علماء سلف نے جو فقیر قران پڑہوانیکی اُجرت جائز رکہی ہے اونہون نے قبر پر آنے جانیکی محنت اور اسقدر پابند ہوکر بیٹھنے کی اُجرت کیلئے
جائز کیا ہے اُجرت قران کی نہین وہ گویا ہدیہ ہے قاریونکی طرف سے پس فتاوی بزازیہ کی عبارت سے کراہت ان باتونکی ثابت ہوئی یعنی
قران مزدوری دیکر ختم کرانا مردہ کی قبر پر کھانا لیجانا پہلے تیسرے آٹھوین دن ضیافت اغنیاء واحبار کیلئے کھانا پکانا مکروہ ہے اور جسطرح ہمارے
ملکون مین رائج ہے کہ طعام دسوین اور بیسوین اور چالیسوین کے حق مین جو نماالصلاۃ اللہ پکاکر مصلیون اور ملانون کو اپنے گھر بلاکر کھلاتے ہین
ہرگز ہرگز کراہت یا حرمت اوسکی عبارت بزازیہ سے نہین ثابت ہوتی بلکہ استحسان اور عمدگی ظاہر ہوگئی ہے کیونکہ اونہونے لکہدیا اون تخذ
الطعام للفقراء کان حسنا اور صاحب سیف السنۃ اور اونکے والد بزرگوار نے یہ فقرہ چونکہ حضرت کے مخالف مطلب تہا نقل نکیا انتقدوا لصوت

اول یہ کہ جسپر بحث ہے دوسرا نقل طعام الی المقابر وہ خود بدعت ہے پہلی دلیل مین ذکر ہولیا اوسکی دلالت بھی قبول کرتا ہے تیسرا مسئلہ
اتخاذ الدعوۃ لقراء القران یہ بھی گذر چکا اور سوم کی کراہت اس سے ثابت ہولی اور چہلم کی شب کو بھی قرات پڑہوا لیتے ہین اوسکی کراہت
بھی اس سے صاف نکلی چوتھا مسئلہ جمع القراء والصلحاء للختم اسکو مولف نے تیسرا مسئلہ کہا ہے یہان مولف کو سخت مصیبت پیش آئی کہ
مجمع سوم اور چہلم کا ہاتھ سے چلا تو اوسکو ناچار رائے ناقص سے یہ ٹہرایا کہ اُجرت پر قران پڑہوانا مراد ہے سبحان اللہ جیسا مولف اور اوسکی
برادری اجرت پر قران و کلمہ پڑہتے ہین یعنی نخود یا شیرینی و حلوا پر یا ضیافت پر تو بزازیہ کے وقت کے صلحاء کو بھی ایسا ہی گمان کیا یہ سوچکر
شرم نہ آئی کہ جو اُجرت پر قران پڑہنے آویگا صالح کہان ہوگا دوسرے بزازیہ مطلق کہتا ہے مولف نے کس قرینہ سے مقید کیا خواہ مخواہ بھلا
یہان کیا قرینہ ہے پہلی روایت مین تو کتاب الاستحسان سے کھینچکر دوسری روایت لایا تہا مگر ہان یہان بھی قرینہ ہے کہ آخر بزازیہ کی کتاب
الاجارہ مین تو یہ مسئلہ لکھا ہے سبحان اللہ پس یہ صفحہ اُجرت قران کے باب سے سیاہ کرنا کوتہ فہمی مولف کی ہے معہذا اتمام اعراس اور ضیافات
اموات مین حلوا شیرینی ہوتا ہے بنانیوالا حافظون اور سب حاضرین کی نیت سے کرتا ہے اور جلنے والے حافظ پنج آیت خوان وغیرہ آتے
بیٹے جاتی ہین المعروف کالمشروط پس قران کی اُجرت کا طعام کھانا اور لینا ثابت ہوگیا قلیل کثیر کچھ پکی شیرینی نکمین کا فرق مولف خود ہی اوٹہا دیا ہے اوسکو یاد نہین ہاشم
سوال مین لکھ چکا ہی ذرا غور کرو مبتدین بعض علماء کا فتوی قبر پر آنے جانیکی مزدوری کے حیلہ سے نقل کرتا ہی کہ جیز سوم کی کھانے اور حلوے فاتحہ و ختم کا کھانے لیتے کا
حیلہ نکل آوے اور پہلے مولوی عبد الخالق کی نصیحت مین اسکو خود ہی منع لکھ آیا ہے یہان وہ منسوخ ہوگیا افسوس کہ مولف کو اپنا لکھا ہوا
یاد نہین رہتا تو وجہ بجز اسکے فہم و علم سے تو کوئی بات لکھتا ہی نہین اناپ شناپ جو چاہا دوسرون کا قول لکھدیا پھر بھولگیا پس باقی کلام کا
جواب نہ دینا ہی بہتر لکن لب او فہم مولف کا بالکل خلاف کتاب کے ہے اور حقیقت مسئلہ اور طعام کی اول تحریر ہولی مولف کی خوش فہمی کا

بعضو اتم سرکاری بزبان ہندکرلی **تیسری دلیل** مانعین کی دربابِ چہلم وغیرہ یہ عبارت ہے کہ سیف السنۃ کے صفحہ ۱۵ مین مرقوم ہے
کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے مقالۃ الوصیۃ یعنی وصیت نامہ مین فرمایا ہے و دیگر از عادات شنیعہ ما مردم اسراف است در ماتمہا و چہلم و ششماہی و فاتحہ
سالینہ الی آخرہ۔ مین کہتا ہون اگر یہ لوگ عاقل ہوتے شاہ ولی اللہ کے کلام کو کبھی پیش نکرتے اسلئے کہ اس مین چہلم وغیرہ کے کھانے کھلانے کو
نہین منع کیا اس مین تو اسراف کو انکو عادات شنیعہ سے لکہا ہے اسراف کہتے ہین بیجا اندازہ خرچ کرنے کو اور قرآن شریف مین ہے ولا تسرفوا
انہ لا یحب المسرفین۔ اسراف کو کون دوست رکھتا ہے شاہ ولی اللہ صاحب کا منشا و غرض کیہ نہین ہے کہ منع کرنا اسراف کا ہے چنانچہ اوس کی
تائید اونہون نے بیان کی ہے اور ہم بھی اوسکو برا کہتے ہین اور اسراف لوگون مین طرح طرح کے مختلف مقامون مین پیدا ہوگئے تھے علامہ
شامی نے ضیافت اموات کی شناعت مین لکہا ہے تحصیل عند ذلک غالب من المنکرات الکثیرۃ کایقاد الشموع والقنادیل التی توجد فی
الافراح وکدق الطبول والغناء بالاصوات الحسان واجتماع النساء والمردان واخذ الاجرۃ علی الذکر وقراءۃ القرآن الی آخرہ دیکہیے اس سے معلوم
ہوتا ہے کہ موتے کی کہانون مین قندیل اور شمعین روشن کیجاتی تہین اسطرح کہ محفل شادی مین بھی ہون اور طبلے بجتے ہین اور گانا خوش
آوازی سے ہوتا ہے عورتین اور بے ریش لڑکے آتے ہین جو کچھ قرآن پڑہتے ہین اوسکی مزدوری لیتے ہین یہ عبارت شامی نے باب الجنائز مین
لکھی ہے معلوم ہوا کہ بعض جگہ ایسے اسرافات بھی جاری ہوگئے تھے اور اسی طرح جو خاص اپنے احباب و برادران اغنیا مین حصص بطور تورہ بندی تقسیم
کرتے تھے غریبون کو نہین کھلاتے وہ بھی فی الجملہ اسراف اور خودنمائی مین داخل ہے چنانچہ شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت جو مولوی اسحق صاحب
نے مسائل اربعین کے سوال سی و ششم مین جامع البرکات سے نقل کی ہے و آنکہ بعد از سالے و ششماہی یا چہل روز دراین دیار میپزند و درمیان
برادران بخش میکنند آنرا بہاجی گویند چیزے داخل اعتبار نیست بہتر آن است کہ نخورند انتہی۔ واضح ہو کہ شرح میلان میں جو گذرا کہ ششماہی و
سالیانہ وغیرہ کا کھانا مکروہ ہے اوسمین ایک یہ بھی سبب ہے کہ جو مستحق اوس کہانیکے ہین انکو نہین کھلاتے اور کھانا اسطرح کا تقسیم کرنا اور اوسمین
اظہار مقصود ہے تعداد اغلاط مولف نہین کی اہل فہم خود جان سکتے ہین **قولہ** تیسری دلیل مانعین کی دربابِ چہلم الخ **اقول** مولف شاہ
ولی اللہ صاحب کی عبارت کو بھی نہین سمجھا افسوس کہ فارسی عبارت کو بھی خوب نہین سمجھتا تمام عبارت وصیت نامہ کی یہ ہے از عادات
شنیعہ ما مردم اسراف است در ماتمہا و چہلم و ششماہی و فاتحہ سالینہ اینہمہ را در عرب اول وجود نبود مصلحت آن ست کہ غیر تعزیت وارثان میت
تا سہ روز و اطعام ایشان یکشبانروز رسمی نباشد الخ۔ اب دیکھو اگر مولف کو فہم ہوتا تو جان لیتا کہ شاہ صاحب خود رسوم کو اور چہلم وغیرہ کو اسراف
مین داخل کرتے ہین اور وجہ منع کی عرب اول مین نہونا انکا فرماتے ہین پس جب عرب اول مین نہ تھا تو خود ذات ان رسوم کی ممنوع ہوئی نہ یہ کہ
انکو کر کے پھر اسراف ان مین نکرے و صاف فرماتے ہین کہ بجز تعزیت و اطعام مسنون رسمی نباشد ان سب کو رسوم مین داخل کیا اور اسراف ٹہرایا
پس بدعت اور ممنوع ہوگیا ادنی شعور والا بھی جان سکتا ہے اور یہ عبارت شامی کی وہ ہے جس مین اعتراض سے منہ کا رد کر دیا ہے مولف
نے اوس اعتراض کو غنیمت سے اختیار کیا۔ ہے اور شاہ صاحب کو یہ بھی محقق تھا کہ چہلم وغیرہ سب رسوم بطور رسم ہی کرتے ہین ایصال ثواب مقصود
نہین اسیواسطے اسراف اور رسوم مین داخل کیا ہے اگر محض ایصال ہو اور وقت کی قید ہو تو کراہت و بدعت تعین وقت کی ہو دیگی اور تمام
اسرافات شادی اور غمی کے بیشک حرام ہین مگر اسکی حرمت سے جواز رسم وغیرہ رسوم کا ہرگز ثابت نہین ہوتا کیونکہ چہلم وغیرہ رسم ہر حال ممنوع ہے

طرح طرح کی زینتیں کرتے ہیں جس طرح شادی عروسی کے کھانے میں دستور ہے اور احباب کی ضیافت خوشی خوشی کرتے ہیں ایسے کھانیکو فقہا منع کرتے ہیں فتح القدیر شرح ہدایہ میں ہے ویکرہ اتخاذ الضیافۃ من اہل البیت لانہ شرع فی السرور لا فی الشرور یعنی الحزن وہی بدعۃ مستقبحۃ فی آخرہ اور حاشیہ خزانۃ الروایات میں ہے ولا ضیافۃ فی بیوت الموتی وہم فی الہموم یعنی احباب کی ضیافت تکلف اور زینت کے ساتھ اہل بیت سے لینا اور کھانا مکروہ ہے کیونکہ یہ بات سرور میں جائز ہے موت میں سرور کہان یہان تو شرور یعنی غم ہین اور موتی کے گھرون میں ضیافت کیسی جس حال میں کہ وہ فکر دن میں پڑے ہین واضح ہو کہ جس فقیہ کے کلام میں ممانعت ہے وہ ایسی قسم کے کھانیکی ممانعت ہے دلیل اسکی یہی ہے کہ صریح بزازیہ وغیرہ میں موجود ہے وان اتخذوا الطعام للفقراء کان حسنا۔ اور جولوگ انقضا ان کے ساتھ ان فاتحات کو جائز رکھتے ہین وہ سب شرط کرتے ہین کہ اغنیا کو کھلا دینا ثواب مین معتبر نہین چنانچہ تحفۃ النصائح میں ہے سے سازی طعام مُردہ چون روز سیوم سنجم چہلم + بایدو ہی اور درویش رادر رہ نیا شد حیۃ ♦ **چوتھی دلیل** منع چہلم وغیرہ پر قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول جو وصیت نامہ میں فرماتے ہیں بعد مردن من رسوم دنیوی مثل دہم وبستم چہلم وششماہی و برسینی ہیچ نکنند کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ از سہ روز ماتم کردن جائز نداشتہ اند الی آخرہ منع ہوکہ کھانا للہ کھلانا امور دین سے ہے اور قاضی صاحب نے رسوم دنیوی کو منع فرمایا ہے دیکھو عورتیں جمع ہوکر ان ایام میں رونا پیٹنا کرتی ہین اور یہ رسم ایک طرح سے نہیں کہتے خود قاضی صاحب کی دلیل اپنے منھ بول رہی ہے یعنی منع چہلم وغیرہ کی دلیل یہ فرماتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن سے زیادہ ماتم کرنا جائز نہین فرمایا پس اس سے یہ ثابت ہوا کہ چھماہی برسی چہلم وغیرہ میں ماتم نکریں مولوی اسمعیل صاحب نے بھی تذکیر الاخوان میں لکھا ہے جو عورت ماتم پرسی کو آتی ہے وہ بھی اوران کے پیٹنے چلانے میں شریک ہوتی ہے پھر کسی کے یہان تین دن کسی کے سات دن کسی کے دس کسی کے چالیس دن کسیکی چھ مہینے تک کسیکے برس روز تک کسیکے کئی برس تک یہی بات جاری رہتی ہے جسقدر دنون جسقدر یہ نوحہ زیادہ ہو اوسیقدر

اور چہلم وغیرہ بوجہ ایصال بھی بدعت نہین سے خالی ہین پس ان روایات کا تکرار دوبارہ ہرگز مفید مولف کے مدعی کو نہین اور پہلے سب کا جواب ہو لیا اور معلوم ہوچکا کہ روایت کتاب استحسان بزازیہ کی مطلق ہے اوس میں کسی وقت معین کا ذکر ایصال ثواب کے استحسان میں نہین اور وقت کا ذکر دوسری روایت کتاب الجنائز میں تھا اوسکا وقت جو نہین ہوسکتا کہ دونون میں ہر طرح مباینہ ہے اگر ایصال میں تعین ہوگا وہ بھی بدعت ہوگا اس روایت کے استدلال کو اور خطاء فہم مولف کو سب جان سکتے ہین **قولہ** چوتھی دلیل الخ **اقول** واسے بر فہم مولف قاضی صاحب نصنف لکھتے ہین کہ رسوم دنیوی مثل دہم وبستم الخ کھولکر رسوم دنیوی ہین انکو داخل کرتے ہین مولف کچھ اور ہی سمجھ گئے اس سے ہی معلوم ہوا کہ دہم وغیرہ رسوم دنیا بھی اور قاضی صاحب انکو رسوم دُنیا جانتے تھے ایصال لوجہ اللہ نہین نہایہی مدعی ہے مستدل کا کہ یہ رسوم دنیا ہین مت کرو باقی ایصال لوجہ اللہ تعالی سواوسکو بلا قید کرو قید تعین پہلے نصوص سے ثابت ہوگیا کہ بدعت ہے اور قاضی صاحب کی دلیل منھ سے بول رہی ہے کہ ایصال کو بھی چہلم دہم کیطرح مت کرو کیونکہ لکھتے ہین وازمال حلال صدقہ بفقراء باخفا مدد فرمایند اگر ایصال کو بطور دہم وغیرہ جائز فرماتے تو وصیت اخفا کی کیون کرتے مگر فہم مولف ہو تو سب کچھ ہے آپ مولف اسکو نقل کرتا ہے اور نہین بوجھتا اور صدقہ خیرات کو تو کوئی بھی منع نہین کرتا یا دہم وغیرہ رسوم کو منع کرتے ہین یا ایصال کے تعین کو منع کرتے ہین ہر حال قید دہم وغیرہ بدعت ہے اسکا ثبوت کسی وجہ سے مولف

امور ہین ان لوگون کی تعریف ہو اور اگر نہو تو طعن کرتے ہین کہ فلان کے ہان میت کی کچھہ قدر نہوئی اور مرد جو جانتے ہین تو صرف دستور
رواج کے موافق اون لوگون کے دکھلانے کو کچھہ فاتحہ وغیرہ پڑہتے ہین اور اوس فاتحہ سے مردہ کیواسطے ثواب منظور نہین ہوتا یہ عبارت
تلخیص تذکرۃ الاخوان کی ہے پس قاضی صاحب کا اشارہ ان امور کی طرف ہے ورنہ خود اسی وصیت نامہ مین فرماتے ہین وازکلمہ ودرود
وختم قرآن چہ مستفید روا زمال حلال صدقہ بفقرا باخفا امداد فرمایند انتہی۔ اس سے ظاہر ہوگیا کہ ختم کلمہ قرآن وغیرہ سے قاضی صاحب کے
نزدیک درست ہے اور صدقہ کو جو پوشیدہ فرمایا واسطے کہ اپنے ورثا مین کچھہ طریق نمود و نمایش وغیرہ کا دیکھا ہوگا جیسا کہ ہم اوپر لکھچکے
مین اس واسطے اخفا کا حکم دیا ورنہ صدقہ ظاہر کرنا شرع مین درست ہے اللہ تعالی نے فرمایا ان تبدوا الصدقات فنعما ہی شاہ
عبد القادر صاحب نے اس روایت کا ترجمہ اسطرح کیا ہے اگر کھلی دو خیرات کیا اچھی بات ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب نے اسکا فارسی ترجمہ
یہ کیا ہے اگر آشکارا کنید خیرات را پس نیکو چیز است اور ظاہر کرکے دینے مین ایک نفع اور بھی ہے تاکہ اور آدمیون کو ہدایت ہووے
وہ بھی صدقہ کرین **پانچوین دلیل** منع چہلم وغیرہ کے لیے یہ ہے کہ مسائل اربعین مین لکھا ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے طعام المیت
یمیت القلب طعام المریض بمرض القلب ودر نوادر ہشام آمدہ کہ مکروہ است اجابت کردن طعامیکہ بجہت روح مردہ کردہ باشد یعنی

نہین کرسکتا اور تذکرۃ الاخوان سے بھی معلوم ہوگیا کہ یہ سب امور رسمی ہین اور ایصال ثواب مقصود نہین اور قاضی صاحب اور شاہ
ولی اللہ صاحب کی تحریر سے بھی واضح ہولیا اور اب تمام عرف عوام کا ظاہر ہے مگر مولف کی چشم حق بین او تحقیق دان نہین **قولہ**
پانچوین دلیل منع چہلم الخ **اقول** مولف کی دیانت کو سب عقلا غور فرماوین کہ خزانہ اور دستور القضاۃ کی روایت ارواح کے آنے کے باب مین
کہ اطلاقات نصوص کی مخالف اور بے سند تھی مولف نے موید اپنی بدعت کی دیکھکر سر پر رکھی نہ صحابی راوی کو پوچھا نہ سند کی تحقیق کی نہ مضامین
خلاف نصوص کی پرواہ ہوئی چنانچہ مفصل ذکر پہلے ہوچکا ہے اور یہ حدیث اربعین مین جو کہ نوادر الفتاوی سے نقل ہوئی تو بزعم خود خلاف
اپنے مراد کے جانکر سند کا مطالبہ اور صحابی راوی کا نام اور کتاب حدیث کا نشان دریافت ہوتا ہے پس ایمانداری مولف کی اس سے
معلوم ہوگئی اگر فقط کسی فقیہ کا نقل کرنا کافی جانتا تہا تو یہان کیون تامل ہوا اور جو سند کی ضرورت ہے اور حق بھی یہی ہے تو پہلی روایات
مین کیون کوتاہی ہوئی اور جو خلاف صحاح کے ہونیکی وجہ ہے تو وہ احادیث صحیح صحاح کی مخالف ہین چنانچہ بیان ہوا اور یہ کسی حدیث
صحیح کے خلاف نہین کیونکہ مسلم او بخاری اور موطا مین صریح ہے کہ زکوۃ اور صدقات اوساخ الناس ہوتے ہین اسیواسطے بنی
ہاشم کو بسبب اونکے فضل کے اور اغنیا کو بسبب اونکی عدم حاجت کے حرام اور مکروہ ہوئی اور فقرا کو بسبب حاجت وضرورت کے
درست رہی کہ الضرورات تبیح المحظورات کہا گیا ہے اور صدقات مین جو صدقہ دفع وازالہ مرض کیواسطے ہووے وہ ممرض قلب ہے اور جو
ایصال ثواب میت اور ازالہ اوسکی تقصیرات کی ہووے وہ ممیت قلب ہے اس حدیث سے یہ معلوم ہوا اسو یہ بھی امر معقول ہے کہ غسالہ مرض
مین مرض کا اثر قلب آکل پر ہووے گا اور غسالہ معاصی میت مین موت کا اثر ہووے گا جب مطلق صدقہ مین غسالہ تہا یہان بھی وہی ہے پس
ایسے طعام کی فقرا غیر بنی ہاشم کو اجازت ہے مگر علما کو گو مکروہ نہین مگر لائق بھی نہین کہ اونکا قلب لطیف رہنا مناسب ہے بوجہ شرافت علم
کے کہ فکر علم مین تکدر نہو جیسا نظافت ظاہری علما کو زیادہ لائق ہے پس اس سے نہ صدقہ کرنا منع ہوا اور نہ صدقہ کے کھانے کی حرمت نکلی

میت کا کھانا دل کو مردہ کر دیتا ہے اور مریض کا کھانا دل کو بیمار کر دیتا ہے اور خزانۃ الروایات میں آیا ہے کہ مکروہ ہے قبول کرنا اس کھانیکا جو
روح میت کیواسطے کیا ہووے انتہی کلامہ ہم کہتے ہین کہ اگر اس حدیث کو صحیح رکھوگے تو دوسری حدیثین جو ترغیب خیرات مین میت کی
طرف سے آئی ہین اور باجماع امت وہ مقبول ہین اونکا کیا جواب دوگے اور اس حدیث کی اسناد بھی معلوم نہین نہ صحابی کا نام کہ کس صحابی
نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اور نہ مابعد صحابی کے اور راویون کا حال معلوم کہ پھر صحابی سے کون راویون نے اسکو روایت
کیا اور نہ کتاب حدیث کا نام مرقوم کہ صحاح ستہ مین یا کسی اور کتاب حدیث مین یہ حدیث موجود ہے اور قطع نظر ان امور کے جو اس بلسان کو
ہرگز سمجھ نہین اس لئے اس حدیث مین لفظ دیمہ و لبستم پہلے کہان ہیں آئین تو حاصل حدیث کا ہے کہ طعام المیت یعنی کھانا میت کا
یا قید تاریخ مار دیتا ہے اگر ہم کہتے ہین جب اس کہانے سے دلکو مردہ کر دیا تو اوسکو کون کھاوے گا وہ منع ٹھہرا اور حیثیت منع ٹھہرا تو وہ حکم
کا میت کی طرف سے تمام حدیثون اور فقہ کی کتابون مین ہے اور خود مانعین بھی لکھتے ہین کہ اگر یا قیہ بار لیکا تو جائز ہے پس اس
مگر مولف اپنی کم فہمی سے حیران ہوا اور اس حدیث کو خلاف احادیث ترغیب صدقہ کی سمجھ گیا اور نہ توجیہ اسکے کہ میت و مریض قلب ہوا
طعام کو بھی حرام سمجھ لیا ہے پس اسکو رد کرنے لگا حالانکہ یہ حرکت ہرگز حلال نہین کہ اگر کسی جاہل کے فہم مین کوئی حدیث نہ آوے
تو خود بخود اسکا معارض سمجھکر رد کرنے لگے فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون پس ظاہر ہو گیا کہ واقف کا یہ نقض و اعتراض کہ اس حدیث
سے تو مطلق صدقہ کی ممانعت ثابت ہوئی تو کون آدمی بیدا ایسے جاوینگے کہ انکا دل مارا جاویگا محض کم فہمی ہے کہ قر کلام کو نہیں
ایسی شوخ چشمی حدیث مین کرتا ہے اور یہ بھی معلوم ہو لیا کہ یہ حدیث نوادر الفتاوی کی ہے اور مولف خود لکھ چکا کہ حدیث ضعیف پر
بھی عمل کرنا جائز ہے مگر میان آگے گستاخ کلامی شروع ہوئی اور یہ بھی روایت نوادر ہشام کے یہ ہین کہ یہ طعام مردہ کہ انسے ہے کیا جاوے
اوسکی اجابت کرنا مکروہ ہے کیونکہ وہ طعام مکروہ ہے کہ روایت جریرین اوسکو نیاحت کہا ہے پس حاصل سند اول یہ ہے کہ اطعمۃ
و چہلم وغیرہ سب سمی ہوتے ہین صدقہ مراد نہین ہوتا لہذا اوسکی اجابت مکروہ ہے اور مالعین بدعت ان رسوم کو اسی واسطے منع کرتے
ہین کہ صدقہ مقصود نہین ہوتا مگر مولف نہ مراد کو سمجھے نہ فہم روایت سے کام اپنی زٹل مار جاتا ہے اور بعین کی عبارت مین جو تصرف
مولف نے کیا وہ اب لکھا جاویگا الغرض صدقہ کا غسالہ اوساخ کا ہونا ثابت ہوا اور فقراء کو اوس کا کھانا حلال ہے اگر علماء کو اوس سے
استراز اولی ہے خصوصا جو صدقہ مریض اور میت کیواسطے ہو کیونکہ اس مین تکدر ہوتا ہے اور تکدر کرنے والے کراہت و حرمت کی نہین شرعا
جیسا شکم سیر کھانا زیادہ سونا زیادہ کلام کرنا موجب تکدر قلب کا ہے مگر حرام نہین ایسا ہی یہ طعام صدقہ ہے پس علماء کو حرام نہین مگر احتراز
اولی ہے یہ مفہوم حدیث کا ہوا اب سنو کہ طعام میت وہ ہے کہ میت کیواسطے پکایا جاوے اگر بطور رسم کے ہے تو لاریب مکروہ ہے اور اگر صدقہ
کی نیت سے ہے اور تعین وقت اوسمین کیا گیا تو بوجہ اس کراہت کے اوس مین کراہت ہووے گی اور اگر دونون بات نہون تو اوس
صدقہ مین کراہت تو نہین مگر صدقہ کے وسخ کا اثر تاہم ہوتا ہے پس اس صدقہ کی نسبت یہ مضمون ہے جو حدیث نوادر مین وارد ہے اسی واسطے
مشائخ صوفیہ اس قسم کے صدقات کو نہین تناول فرماتے اگرچہ محل زکوۃ و صدقہ کے ہوتے ہین اسکے بعد سنو کہ مولف نے عجیب کاریگری
کی ہے کہ اصل عبارت اربعین کی یہ تھی در نوادر الفتاوی آوردہ کہ اجابت کردن طعام یکہ از بہر مردہ ساختہ باشند مکروہ ہست سہ روز

طعام کیواسطے اون آدمی پیدا کئے جاوین گے جنکو وہ کھانا میت کا کھلا کر دل اونکا دیا جاوے چھٹی دلیل منع کی یہ کہ مسائل
اربعین میں لکھا ہے در نوادر الفتاوی آوردہ کہ اجابت کردن طعامیکہ از بہر مردہ ساختہ باشند مکروہ است سہ روزہ و ہفتہ و ماہیانہ و سالیانہ
و آن طعام علماء و فضلاء را مکروہ است انتہی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ تیجہ اور چہلم وغیرہ کا کھانا مکروہ علماء و فضلاء کے واسطے ہے
اونکو مکروہ نہیں اگر سبکو مکروہ ہوتا تو عالموں کا نام لینا کیا ضرور تھا خیر اگر یہ لوگ اسیقدر لکھتے ہیں کچھ مضائقہ نہیں اور واسطے کہ علماء
فضلاء تو خود اس بلا سے ہیں کم ملتے ہیں اکثر ادنی آدمی کھاتے ہیں اگر اوروں کو جائز ہوا یہ بھی غنیمت ہے اور عجب یہی ہے اس مسئلہ
میں بڑی شہرت مولوی اسمعیل صاحب کو ہے کہ وہ رئیس المانعین ہیں ان تعینات کو مکروہ و حرام کہتے ہیں سو درست اونکی یہ ہے کہ اونکے
نزدیک محض باعث ممانعت کا یہ تعینات ہیں اونکے ہم عصروں میں یہ معلوم ہوا تھا کہ یہ لوگ صرف ... نہیں کرتے بلکہ لوگوں کے دکھانے کو
کرتے ہیں اور ریا کرتے ہیں چنانچہ صراط مستقیم مطبوعہ میرٹھ کے صفحہ ۷۰ میں لکھتے ہیں در تقسیم طعام یوم و چہلم بسبب خوف طعون مردم
و ... دست و کشادگی نیست انتہی اور صفحہ ۷۴ میں ہے و نہ پندارند کہ نفع رسانیدن باموات باطعام و فاتحہ خوانی خوب نیست چہ این معنی بہتر
و افضل غرض آن است کہ قید برسم نباشد بے تعیین تاریخ و روز و جنس و قسم طعام ہر وقت و ہر قدر کہ جب امر جمیل بود بعمل آرد ہرگاہ
ایصال نفع بہ میت منظور دارد موقوف بر طعام نگذارد اگر میسر باشد بہتر است والا صرف ثواب فاتحہ و اخلاص بہترین ثواب ہا است
او ... ماہیانہ و سالیانہ و آن طعام مر علماء و فضلاء را مکروہ است قال علیہ السلام طعام المیت یمیت القلب طعام المریض یمرض
القلب و در نوادر ہشام آمدہ کہ مکروہ است اجابت کردن طعامیکہ جہت روح مردہ کردہ باشند انتہی اب غور کرو کہ یہانتک نوادر الفتاوی
کی روایت ختم ہو چکی مولف نے حدیث کو اور نوادر ہشام کی عبارت کو کہ آخر اس روایت نوادر کا تھا جدا کر کے ایک ... دلیل پنجم بنایا اور
اس عبارت کو دلیل ششم ٹھہرایا اور یہ محض خطاء فہم کی ہے ورنہ یہ سب نوادر الفتاوی کی ہی عبارت تھی سو خیر جو اونسے کیا اپنی
کم فہمی سے اسکو ضرر نہیں پس اس نقص اور کم فہمی مولف کا جواب تو ہو چکا اب اس ششم میں باقی سنو **قولہ** دلیل ششم منع کی یہ کہ مسائل
اربعین الخ **اقول** اس عام کی شرح تو پہلی دلیل میں گذری اور نوادر الفتاوی کا مطلب اب سنو وہ کہتا ہے کہ جس طعام میت میں محض
رسم اور تعیین ہو اور جس طعام میت میں کہ ایصال ثواب صدقہ اور تعیین ہو ان دونوں طعام کی اجابت کرنا مکروہ ہے چنانچہ فخر کے طعام کی اور
طعام فساق کی اجابت مکروہ لکھی ہے سو اس میں بھی کراہت تعیین کے سبب اجابت مکروہ ہے سبکو پھر کہا وآن طعام مر علماء و فضلاء را
مکروہ است یعنی اگرچہ سبکو مکروہ اوسکی اجابت ہے مگر علماء و فضلاء کو خصوصاً مکروہ ہے کیونکہ حدیث میں جب طعام میت و مریض کو میت
دل قلب فرمایا ہے تو علماء کو خصوصاً ایسے اطعمہ سے پرہیز کرنا چاہیے کہ علم و فضل کی شان کے خلاف ہے کہ اوسکو استعمال کریں مگر مولف
صاحب فہم مرادت سے بعید یہ سمجھ گئے کہ خاص علماء کو مکروہ ہے اور اونکو درست ہے اور یہ خطاء فاحش محض غفلت الفاظ سے ہے دیکھو کہ
عوام کو تو کہا کہ اجابت کردن این طعام مکروہ است یعنی فعل مکروہ کی ہے اور علماء کو کہا کہ طعام مکروہ ہے یعنی اگر
اس قسم کا کھانا ہے بھی کوئی دیدے تو نہ لیوین کہ اوس طعام سے دل مردہ ہوتا ہے صدقہ نافلہ میں تکدر ہے مگر خاص میت اور مریض کے
صدقہ میں زیادہ تدنس ہے اور تعیین کی کراہت ہے تو عوام کو اجابت مکروہ ہوئی معہذا اگر وہ طعام صدقہ ہی ہے تو کھانا درست ہے

در تعیین تاریخ و روز قسم و وضع طعام ضیق پیش می آید انسان را خواه نخواه انچه کردن دشوار می بود سر انجام آن ضرور می افتد الی آخرہ اس عبارت سے صاف ظاہر ہوگیا کہ سیوم اور چہلم وغیرہ کا کھانا تعین ایام کے سبب منع نہیں جیسا کہ بعض علما فی زمانناخیال کرتے ہین بلکہ دس مین حضرت مولوی اسمٰعیل اور سید احمد صاحب کے نزدیک یہہ ہے کہ انسان کے پاس کچھ ہووے یا نہووے پابندی تواریخ ایام سے خواہ مخواہ اوسکو کرنا پڑتا ہے جسمین تنگی اور مصیبت پیش آتی ہے پھر اگر یہی بات کسیکو پیش آوے اوسکے حق مین ہم بھی منع کرینگے ای بھائی تو اپنے مقدور کے موافق کردے جو حوصلے سے زیادہ نام آوری کے طور پر جسکا سنبھالنا تجھکو مشکل ہو اوس طرح مت کر خالصاً للہ جسقدر تیرے پاس موجود ہے اوسیقدر کردے اور جو کچھ بھی نہین تو خالی فاتحہ پڑھ دے **سوال** تعین ایام کی حاجت کیا ہے؟ **جواب** صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دلون مین خود شوق تھا کسب خیرات و حسنات کا وہ اپنے ولولۂ عشق دلی سے امور صالحہ کرتے تھے اونکو کسی تاکید کی حاجت تھی نہ تعین کی

اور علماء کو خود صدقہ بھی اولی نہ تھا اب جو یہ معصیت اوسکے ساتھ ہوئی تو اجابت تو مکروہ ہی ہے اوس طعام کا کھانا بھی نہین چاہیے یہ مراد تھی تو اد انتقادی کی مگر مولف کے فہم نے وفا نہ کی اور عوام کو اجابت جائز کہنے لگا سبحان اللہ اب پھر کہتا ہون کہ سب علماء شاہ ولی اللہ سے لیکر بلکہ بزازیہ کیوقت سے یہہ کہہ رہے ہین کہ بعد اموات کے جو طعام کرتے ہین رسم کا کھانا ہے اور مکروہ ہے اور اب بھی دہم چہلم طعام رسم کے ہین اور مکروہ ہین اور اگر صدقہ خالص اور بلا تعین وقت کے ہو تو ہر گونہ درست مگر صدقہ کی وجہ سے علماء کو لائق نہین اور جو کراہت تعین کی اوسکے ساتھ ہو جاویگی تو اگرچہ طعام صدقہ ہے اور ثواب پہونچیگا مگر اس فعل تعین کی وجہ سے مکروہ ہوگا اور اجابت بھی مکروہ ہوگی مگر افسوس کہ مولف نہین سمجھتا اور یہی مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فرماتے ہین اور یہی واقعی امر ہے **قولہ** اس عبارت سے صاف ظاہر ہوگیا الخ **اقول** یہہ ہر روز صاف ظاہر تہا مگر مولف کے فہم مین تکدر تہا اب بھی ذہن مولف کا صاف نہین ہوا کہ یہ جانتا ہے کہ مانعین بدعت تعین یوم کے سبب طعام کو مکروہ کہتے ہین نہین بلکہ اس فعل تعین کو ہر حال مکروہ کہتے ہین بسبب نصوص کے اور طعام اہل میت کو اگر ضیافت برادری ہے تو مکروہ کہتے ہین جو صدقہ لوجہ اللہ تعالی ہے اوسکو جائز بتلاتے ہین مولف نہین سمجھتا حالانکہ بار بار کھولکر کہا جاتا ہے اجابت طعام دیگر ہے اور خود طعام شئے دیگر ہے در خانہ اگر کس است حرفے ہم بس است بس اب خاتمہ کلام کا مولف نے حق بات کہکر کر دیا مگر ہنوز فہم سے دور ہے کہ تعین کی خرابی اوس کے دل سے نہین نکلی حق تعالی اوسکو ہدایت کرے **قولہ** سوال تعین ایام کی کیا حاجت ہے جواب الخ **اقول** کلیات نصوص اور جزئیات و کلیات فقہ سے ثابت ہو لیا کہ یہ تعین اوقات کا بدعت ہے اور تغیر کرنا حکم شرع کا ہے اور مولف بھی اسکو قبول کر چکا ہے اور بعض ان رسوم مروجہ مین تشبہ کفار کا بھی ہوتا ہے اور یہہ بھی مولف کے نزدیک مسلم ہے کہ تشبہ کفار کا ممنوع ہے تو ہر گاہ کہ شرع سے ضلالت اور مکروہ ہونا انکا ثابت ہو لیا اب انکی جواز و اباحت کی کوئی صورت نہین ہو سکتی اور ہرگز کسی عالم کو اجازت نہین کہ اوسکو جائز رکھے اور ہرگز کسی عالم نے ان تعینات کو جاری نہین کیا بلکہ ہر روز ممانعت کرتے چلے آئے ہین بزازیہ اور منہاج اور فتح القدیر اور دیگر کتب سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تعینات کو منع کرتے رہے چنانچہ روایات ان کتب کی اس رسالہ مین ہی مکتوب ہین مگر مولف کو فہم نہو تو کیا علاج کیا جاوے اور بوجہ بے رغبتی عوام کے خیرات سے ہرگز بدعت کا اجرا یا اجازت مکروہات شرعیہ کی درست نہین مولف اپنی بدعت کے جواز کے لئے علماء کو بدنام کرتا ہے اور مولف محض نابلد قواعد شرعیہ سے ہے ایجاد بدعت کا ہرگز ہرگز رخصت دلانی امر مستحب کیواسطے حلال نہین خود فخر عالم علیہ السلام اس سے تحذیر فرما چکے ہین بقولہ و ایاکم و محدثات الامور اور دیگر بہت احادیث جو بدعت کی

تک وہ سڑا کیا جسطرح گارہ لیسنے کا نات کا سڑایا جاتا ہے پھر خشک ہونا شروع ہوا تو چالیس برس مین وہ خشک ہوا جسطرح وہ ٹھیکرا مٹی
کا بجانے سے ٹن ٹن بجتا ہے بجنے لگا اسی طرح آدمی کی پیدایش مین بھی چالیس دن وہ نطفہ رہتا ہے اور پھر چالیس دن خون بستہ پھر چالیس
دن گوشت کے ٹکڑے ہو بیان کیجاتی ہین غرضیکہ اس سے معلوم ہوا کہ چالیس دن مین حال بدلجاتا ہے اسی غرض سے صوفیہ کرام نے عدد چلہ
کو ریاضتون مین مقرر کیا کہ اتنے دنون کی ریاضت مین حالت نفس کی بدلجاویگی اور حدیث مین آیا کہ جو چالیس دن اخلاص اللہ تعالی
کے ساتھ رکھیگا اوسکے دل سے چشمے رحمت کے پھوٹ کر زبان سے جاری ہونگے یہ حدیث تفسیر عزیزی مین ہے اور نقل کیا امام غزالی نے
احیاء العلوم مین کہ جو کوئی چالیس دن تکبیر اولی امام کے ساتھ پاویگا اللہ تعالی اوسکو دو باتون سے بری کردیگا ایک نفاق سے دوسرے
عذاب نار سے اور حضرت موسی کو بھی اللہ تعالی نے وعدہ فرمایا تھا کہ چالیس رات اعتکاف کرو اوس وقت ہم تمکو شریعت یعنی توریت عنایت
کرینگے یعنی اتنے دنون مین حالات نفس و قلب وغیرہ بدلجاوینگے قال تعالی واذ وعدنا موسی اربعین لیلۃ - اور بیہقی نے انس رضی
سے حدیث بابت ارواح انبیاء علیہم السلام کے یہ روایت کی ہے ان الانبیاء لایترکون فی قبورہم بعد اربعین لیلۃ ولکنہم یصلون بین
یدی اللہ حتی ینفخ فی الصور یعنی اس حدیث کے زرقانی نے یہ لکھی ہین کہ چالیس روز تک اوس جسد مدفون فی القبر سے روح بہت پیوستہ
رہتی ہے بعد اون وہ روح قرب الہی مین عبادت کرتی رہتی ہے اور متشکل بشکل جسد ہوکر جہان چاہتی ہے جاتی ہے انتہی اور یہ جو عوام
مین مشہور ہے کہ چالیس دن تک ہر کسی کی روح کو گھر سے علاقہ رہتا ہے یہ حدیث شاید کہین آئی ہوگی ارواح انبیاء کی یہ نسبت تو وہ حدیث بیہقی
کی دیکھی عام ارواح کی نسبت نظر سے نہین گذری لیکن ہم لوگ بہ نسبت علماء سابقین کے کم مایہ اور سامان کتب کام کا قلیل ہے ہماری نظر کا
منتہا دلیل اسکی نہین ہے کہ درحقیقت یہ حدیث آئی نہین البتہ ہمنے دقائق الاخبار مین جو امام غزالی کی طرف منسوب ہے یہ حدیث تو دیکھی ہے
ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اذا مات المومن یدور روحہ حول دارہ شہرا یعنی جب مرجاتا ہے مومن پھرتی ہے
روح اوسکی گھر کے گرد ایک مہینے وینظر الی ما خلفہ من مالہ کیف یقسم مالہ وکیف یودی دینہ یعنی دیکھتی ہے وہ روح کس طرح تقسیم ہوتا ہے
مال اوس کا کس طرح ادا کیا جاتا ہے قرض اوسکا فاذا اتم شہرا ینظر الی جسدہ ویدور حول قبرہ سنۃ فینظر من یدعو لہ ومن یحزن علیہ جب مہینہ
پورا ہوتا ہے دیکھتی ہے اپنے بدن کو اور پھرتی ہے گرد قبر کے ایک برس تک دیکھتی ہے کون میرے لئے دعا کرتا ہے کسکو میرا غم ہے فاذا تمت
سنۃ رفعت روحہ الی حیث تجتمع فیہ الارواح الی یوم ینفخ فی الصور یعنی جب پورا برس ہوجاتا ہے اوٹھائی جاتی ہے روح جسجگہ دوسری
روحین جمع ہین وہ وہان رہتی ہے قیامت تک انتہی لیکن یہ یاد رہے کہ روحین انبیاء اور مومنین کی کسی جگہ رہین لیکن قبر سے سبکو ایسا
علاقہ رہتا ہے گویا وہ اوسی قبر کے پاس موجود ہین یہ اتفاق ہے اہل سنت والجماعت کا گفتگو مسلسل کہین سے کہین پہونچی کلام اس مین تھا

یہ ہے کہ اگر کوئی عمل صالح کرتا ہو اور اوس مین اوسکو اندیشہ ریاء کا ہو تو تاہم ترک نکرے کہ اگر کچھ ریاء سے ہوجاویگا تو وہ بھی خالی نفع سے
نہوگا [illegible] نہین سمجھا اور یہ تجویز اپنے دل سے کرلیا کہ مراد یہ ہے کہ عمل ریاء سے بھی کرلیا کرے تو فائدہ سے خالی نہین معاذ اللہ - الریاء شرک
وارد ہے اسکی اجازت مولف ہی کا کام ہے نہ ابو اللیث کا اور فرق ہے اسمین کہ خالصاً لوجہ اللہ شروع کرے اور ریاء کا اندیشہ و خطرہ
ڈالکر شیطان ترک کرانا چاہے تو اوسکو کئے جاوے نچھوڑے اور اس مین کہ ریاء سے ہی شروع کرے سو فقیہ نے قسم اول کو کہا ہے کہ خدشہ

[illegible] اہل سلام داخل ہیں لکھتے ہین اور یہ بزرگ اس فرقہ کے مسلم الثبوت علماء مین ہین تفسیر پارہ عم والقمر اذا اتسق کی تفسیر مین لکھتے ہین بطور خلاصہ
کے الفاظ بعینہ نقل کرتا ہون اول حالتی کہ بمجرد جدا شدن روح از بدن خواہد شد فی الجملہ اثر حیات سابقہ والفت تعلق بدن و دیگر معہودات
[illegible] باقی است و آنوقت گویا برزخ است کہ چیزے از ان طرف و چیزے از ینطرف مدد زندگان بمردگان درین حالت زودتر
[illegible] منتظر لحوق مدد از ین طرف می باشد صدقات و ادعیہ و فاتحہ درینوقت بسیار بکار او می آید ازین است کہ طوائف بنی آدم تا یک
سال علی الخصوص تا یک چلہ بعد موت درین نوع امداد کوشش تمام می نمایند انتہی جسکا دل چاہے تفسیر عزیزی فارسی نکالکر دیکھ لے مضمون
[illegible] مضامین زائد اوسمین ہونگے اب باب انصاف جنبہ داری کو برطرف کرکے خیال فرماوین کہ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے
امر مروجہ کی امداد واسطے اموات وغیرہ کے لئے کیا علت صحیح شرعی پیدا کی [illegible] باہم [illegible] اوسیر ہوتا ہے کچھ [illegible] زندون کی مدد
[illegible] جلد پہونچتی ہے پھر اس علت صحیح پر ترتیب کیا حکم کا اسی سبب سے یہ بات ہے کہ آدمی اپنی اموات کو ایک برس تک اور چلہ
[illegible] کرتے ہین دیکھیے [illegible] تک کی امداد مین [illegible] سب مروجہ اہل اسلام یعنی سیوم دہم بستم چہلم ششماہی سالینہ سب
[illegible] شاہ صاحب نے اس رواج اسلامی کو رد نہین کیا بلکہ اسکی تصدیق فرمائی یعنی اپنے مدعا پر اس امر مروجہ کو دلیل لائے پس بطور
[illegible] شاہ صاحب [illegible] مین مقرر رواج کو [illegible] رد کرنا اوسکو کسی وجہ سے [illegible] یہ ہے کہ یہ فعل [illegible] طوائف بنی آدم مین
[illegible] صحیح ہے لمعہ سادسہ در نصائح در باب اموات نصیحت جب کسیکا کوئی عزیز قریب مرجاوے تو چاہئے کہ صبر کرے اوسکی موت
[illegible] ثواب ہے طبرانی اور ابن مندہ نے ایک حدیث طویل روایت کی ہے جسمین یہہ بھی بیان ہے کہ ملک الموت نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ مین آدمی کی روح قبض کرتا ہون جب اوسکے لواحق رونے لگتے ہین مین دروازہ پر کھڑا ہوجاتا ہون اور
[illegible] ہوتے ہیں اور کہتا ہون [illegible] رونیوالو قسم اللہ تعالی کی [illegible] اس آدمی پر ظلم نہین کیا ہے وقت سے پہلے جلدی نہین کی اور روح
قبض کرنے مین کچھ ہماری خطا نہین اگر تم اللہ تعالی کے حکم پر راضی رہو تو ثواب پاؤگے اور برا مانوگے تو گنہگار ہوجاؤگے اور ہمکو تمہاری طرف
[illegible] بار بار آنا ہے ہوشیار رہو الی آخرہ نصیحت آدمی کو چاہئے کہ اپنی موت کو ہمیشہ یاد رکھے ایک حدیث مین آیا ہے کہ لوگون نے پوچھا یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم شہیدون کے درجہ مین کوئی اور بھی ہوگا فرمایا ہان جو کوئی موت کو بیس مرتبہ ہر روز یاد کیا کریگا نصیحت آدمی کو چاہئے کہ
موت کے لئے تیار رہے اور اپنا وصیت نامہ لکھکر ساتھ رکھے جس کسی کا قرض ذمہ پر ہو اور کچھ نماز روزہ حج زکوۃ اوسکے ذمہ ہو یا قسم توڑنے
کا کفارہ ذمہ پر ہو وہ سب اوس کاغذ مین لکھدے اسلئے کہ کیا خبر ہے موت اوسکی کسوقت آجاوے اور مرتے وقت زبان سے وصیت نکلے یا
نکلے اوس کاغذ کو وارثان میت دیکھکے تعمیل کردینگے نصیحت جب کوئی آدمی مرجاوے اور کوئی شخص اوسکا عزیز قریب اپنے خاص مال سے

زیادہ کچھ حاجت نہین مگر ہان اس تقریر شمل مین اتنا غور کرنا ضرور ہے کہ جو کچھ مولف نے اس عبارت [illegible] مین لکھا ہے یہ ہے کہ مدد
زندون کو تبدل حال [illegible] مین ایک مناسبت ہے پس اس مین یہ دیکھنا ضرور ہے کہ ایصال ثواب بعد تبدل حال کے یا وقت تبدل حال
کے مناسب ہے یا اوس زمانہ تعلق میت مین پس ہر عاقل کہیگا کہ جسوقت میت کو علاقہ اس طرف ہے اوسوقت امداد صدقہ سے چاہئے اور
[illegible] تبدیل ہونیکا دن ہے تو چندان مفید ہوویگا گو فائدہ سے خالی نہین علی ہذا سال کے تعلق کا جواب ہے اور تفسیر [illegible] سال اور

اوسکے لئے فاتحہ کرے اس مین کسی فقیہہ و محدث کو کلام نہین اور خاص میت کا مال اگر اس کام مین صرف کرنے لگین تو اوسمین یہ شرط ہے کہ اوسکے
وارثون مین کوئی نابالغ لڑکی یا لڑکا نہو اسلئے کہ ترکہ بعد مرنے مورث کے ملک وارثون کا ہوجاتا ہے پس اگر وارث بالغ ہین تو وہ مال خاص اونکا
ہوگیا اگر کوئی وارث اونمین غائب نہین سب موجود ہین یا کوئی غائب تھا اور اوسنے اجازت دیدی تو اس صورت مین اونکو اختیار ہے
جسقدر چاہین میت کے لئے صرف کردین اور اگر سب نابالغ ہین تو ترکہ میت سب اونکی ملک ہوگیا اوسکا صرف کردینا میت کے ایصال
ثواب مین جائز نہین نہ کپڑا نہ کھانا نہ روپیہ نہ پیسہ فقط تجہیز تکفین مین جو اوٹھے وہی دستور ہی اور بس اور اگر بعضے وارث نابالغ ہین تب بھی
نابالغون کا حصہ کل اشیا ترکہ مین مشترک ہے اوسکا صرف کرنا بھی ایصال ثواب کیلئے جائز نہین فتاوی عالمگیریہ کی جلد خامس مین ہے
وان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا اذا کانت الورثۃ بالغین فان کان فی الورثۃ صغیر لم یتخذوا ذلک من الترکۃ کذا فی التاتارخانیۃ۔ اور یہ حکم کچھ
طعام فاتحہ کیواسطے ہی خاص نہین بلکہ اس قسم سے ترکہ کی چیز لباس یا طعام یا نقد نہ مسجد مین دیجاوے نہ کسی مدرسہ مین نہ کسی فقیر کو نہ ملا
کو ہان البتہ اگر موافق قاعدہ شریعت کے تقسیم واقع ہوجاوے اور صغیر وارث کو اوسکا حصہ دیکر وارث بالغین اپنے حصہ سے خرچ کردین یا عورت اپنے
مہر کے دعوی مین وارث ہوکر اپنے حصہ مملوکہ سے صرف کردے یہ جائز ہے خواہ مدارس و مساجد مین دین خواہ فاتحہ کرین اور مساکین کو کھلا دین
یہ مسئلہ بہت ضروری اہتمام سے یاد رکھنے کا ہے **نصیحت** جب کوئی وارث اپنے مورث کی طرف سے کھانا کھلاوے تو نمود اور بڑائی ظاہر کرنیکی نیت سے
حدیث شریف مین آیا ہے من سمع سمع اللہ بہ یعنی جو کوئی سنواوے لوگون کو اپنی تعریف سخاوت اور فیاضی کی یعنی اپنی شہرت اور فخر چاہے اللہ تعالی
اوس آدمی کو ذلیل کریگا سبکے سامنے پس اس صورت مین مردہ کو ثواب پہنچا تو کیا ممکن وہ شخص خود عذاب الہی مین گرفتار ہوگا وہی مثل ہوجاویگی
محنت برباد گناہ لازم اور کھانیوالون کو بھی چاہیے اگر یہ معلوم کرین کہ یہ کسی کے مقابلہ مین کھانا فخریہ کرتا ہے فلان شخص نے کیسا کھانا کیا تھا مین اوس سے
بڑھکے کرتا ہون تو ایسی دعوت نہ قبول کرین خواہ وہ کھانا غمی اور ماتم کا ہووے یا شادی اور خوشی کا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہین
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دو آدمی ایسے ہون کہ ایک کی ضد مین دوسرا بڑائی حاصل کرنیکو کھانا زیادہ کرے اگر وہ دعوت کرین تو نہ
قبول کیجاوے اونکی دعوت اور نہ کھایا جاوے اون کا کھانا کذا فی المشکوۃ **نصیحت** یہ بھی خیال رکھنا چاہیے کہ قرضدار آدمی کو صدقات کا کرنا
خواہ اپنے لئے کرے خواہ میت کے لئے شرع مین مستحسن نہین صاحب مجمع البحار لفظ ظہر کی تحقیق مین لکھتے ہین خیر الصدقۃ ما کان عن ظہر غنی پھر
دو سطر کے بعد لکھتے ہین ولا صدقۃ کاملۃ عن ظہر غنی وہو رد علیہ ای الشی المتصدق بہ غیر مقبول لان قضاء الدین واجب پس معلوم ہوا کہ یہ
طریقہ اچھا نہین علی الخصوص جبکہ قرض سود دیکر بہم پہنچاوے یہ نہایت قبیح و شنیع ہے ایسا آدمی محض الحمد اور سورتین پڑھکر بخشدیا کرے

چہل یوم کی محض بیکار ہین انکی کوئی دلیل عقلی بھی مولف کو نملی اور جو کچھ مجموعہ روایت چہلم حضرت حمزہؓ مین نقل کی ہے وہ باطل لا اصل لہ ہے
در سلف کا اتباع اور عدم اعتراض جب ہی واجب ہے کہ حسب قواعد شرعیہ کے ہو اگر کسی سلف سے ایجاد بدعت کا ہوا ہو وہ ہر روز قابل رد کے
ہے چنانچہ صلوۃ رغائب کا رد کرنا اور دیگر امور بدعیہ کا خود کتب مین درج ہے کہ علماء خلف نے زمانہ سلف کے ایجادات کو رد کیا ہے علماء سلف تو
بری ہین ایسی حرکات سے عوام اوس زمانہ کے ایجاد کے باعث فتنہ ہوئے ہین سو علماء خلف کو ہر روز اوسکو رد کرنا لازم رہا اور اب بھی یہی دستور
ہے اور شاہ عبد العزیز صاحب کے کلام سے بھی سال بھر تک ایصال معلوم ہوتا ہے اسکا کوئی منکر نہین تعینات ایام مین کلام ہے سو وہ بدعت ہے

نصیحت اگر وارثان میت بشروط مذکورہ کھانا کھلاوین تو مناسب یہ ہے کہ غریب رشتہ دارون اور ہمسایون اور اہل محلہ کو مقدم رکھین فتاوی باب
زکوۃ مین لکھتے ہین لا تقبل صدقۃ الرجل وقرابتہ محاویج حتی یبدء بہم فیسد حاجتہم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مثل مشہور اول خویش بعدہ درویش
اسی حدیث کا ترجمہ ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قصبات کے شرفا مین جو رواج ہے کہ برادری کے آدمی بھی کھانا میت کا فاتحہ چہلم و بستم وغیرہ مین
کھاتے ہین وجہ بھی شاید اسی روایت پر مبنی ہوگا کہ رشتہ دار اور ہمسایہ و اہل محلہ مقدم ہین دوسرے یہ ہوتا ہے یہ تو ظاہر ہے کہ قصبات کے شرفا مین
[illegible] اور وسعت کم ہے اکثر لوگ غریب ہین وہ آدمی [illegible] واجب [illegible] کان [illegible] اہل و عیال سے فارغ ہو کبھی ان کے
[illegible] فاضل [illegible] ایسے آدمی کم ہین بہت [illegible] ہین [illegible] پس شریعت [illegible] داخل فقرا
ہین [illegible] علیہ [illegible] کو کھلانا بہ نیت [illegible] کو چھوڑ کر کے [illegible] حق ہمسائگی [illegible] قرابت [illegible]
موقع پر بھی صرف ہو جاوے پس اگر یہی نیت اب بھی ہے تو کچھ مضائقہ نہین [illegible] نیت سے کھاوین کہ آن [illegible]
انکو کھلاوین تو کل یہ ہمکو کھلاوینگے اس صورت مین ثواب [illegible] یہ کہاں ہے کہ ثواب کہان فاسکن ہذا ترا اردنا
[illegible] فی ہذا الباب واللہ ہو الہادی الی الصدق والصواب **نور چہارم** [illegible] لمعہ اولی اثبات محفل مولد النبی صلی اللہ

اور بس الشکر للہ تعالی کہ باذنہ تعالی انوار برہان ثالث [illegible] نور ثالث کا [illegible] کر دیا اور الطف [illegible] مندرجہ
اس کا سب پر واضح ہو گیا **قولہ** نور چہارم میت [illegible] لمعہ اولی اثبات محفل مولد [illegible] **اقول** یہ نور اصل مقصود تالیف اس رسالہ
[illegible] ہے [illegible] خاص اور مطلوب اصلی مولف کا یہی نور ہے پہلے دو نور اسکی ہی تمہید اور اسکی ہی تحقیق کے واسطے تھے اور نور ثالث مین بھی اسی کا اثبات
[illegible] نہایت مایہ علم و عمل و سرمایہ تمام عمر وہی غایت مقصود [illegible] کا یہی ہے چونکہ مولف نے اپنے نزدیک کوئی تحقیق نہین کہ اس مین لکھی
ہو کوئی اعتراض نہین جو اوس مین اسکا جواب [illegible] لکھا اور فتوی جو ورقہ چوتھا تو اوسکو تو مولف نے [illegible] رسالہ مین نقل کر دیا ہے مگر دوسرا
فتوی جسکو مولف نے چوبیس صفحہ تمام رکھا ہے اسمین درج نہین کیا مگر اوسکی عبارات پر جواب اعتراض ہین لہذا مناسب یہ جانا کہ اول اون
فتاوی کو بھی نقل کر دیا جاوے تا ناظر اوسکو دیکھکر اعتراض و جواب مولف کا خوب سمجھ لیوے اور پھر اسکی رد کی کیفیت مطلع ہو بسم اللہ الرحمن الرحیم
سوال مجلس میلاد شریف بکدام طریق جائز است و بکدام صورت ناجائز بلا ردی دریابہ بیان باید کرد **جواب** ذکر ولادت شریف پیغمبر ما
صلی اللہ علیہ وسلم بروایات صحیحہ در اوقاتیکہ از وظائف واجبہ خالی باشد بکیفیاتیکہ خلاف طریقہ صحابہ و اہل قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر نباشد و عقائد یکہ توہم
شرک و بدعت را دران گنجائش نباشد و بآدابیکہ مخالف سیرت صحابہ کہ از مصداق ما انا علیہ و اصحابی اند نبود در مجالسیکہ خالی باشد از
منکرات شرعیہ باعث خیر و موجب برکت است بشرطیکہ بصدق نیت و اخلاص باشد و در عقیدہ [illegible] جملہ اذکار [illegible] مندوبہ غیر مقید بوقت من
الاوقات باشد پس کسی را از اہل اسلام نمیدانم کہ این چنین ذکر را غیر مشروع و یا بدعت پندارد [illegible] اللہ تعالی اعلم [illegible] بعض اوقات التزام
بعض امر مستحب چنان کردہ میشود کہ عملا بصورت واجب می نماید و با اینہمہ اگر اعتقاد فاعلش بوجوب آن نیست در حق او بدعت نخواہد شد لیکن
ہرگاہ کہ این چنین امر بوجہ اصرار و تکرار بار بار باعث لزوم در اعتقاد عوام می گردد پس اکنون ترک آن مستحب است یہ جائیکہ اکثر عوام و بعض
علمار علوم الدنیا کہ از حقیقت سنت و بدعت حظی وافر ندارند آن مستحب را مثل واجب عمل آرند بلکہ تارکش را در اعتقاد خود بدتر از ان شمارند کہ

تارک جماعت صلوٰة باشد و بس و پیش لوم و مذموم شرعی دانند درین وقت لازم است کہ این مستحب را ترک کنند و بجای آن بدیگر وظیفہ مستحبہ عملی
از اعمال شرعیہ مندوبہ مثل صلوٰة و سلام بر نبی علیہ السلام و تسبیح و تقدیس و تہلیل وغیرہ از نوافل صلوٰة و صوم و اذکار بخلوت مشغول شوند چنانچہ
در حدیث صحیحین وغیرہ از عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہ از اجلہ صحابہ ملازم صحبت و خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در حضر و سفر و پیشوا آئمہ
قرا صحابہ کبار اند و مذہب حنفیہ استدلال بقول و فعل او شان اکثر است مرویست لا یجعل احدکم للشیطان شیئًا من صلوتہ یری ان حقا علیہ
ان لا ینصرف الا عن یمینہ لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیرا ینصرف عن یسارہ متفق علیہ اوردہ فی المشکوٰة فی باب الدعا فی التشہد
قال صاحب المجمع فی صفحہ ۲۴۴ و استنبط منہ ان المندوب ینقلب مکروہا اذا خیف ان یرفع عن رتبتہ قال الطیبی شارح المشکوٰة فی شرح الحدیث
المذکور فیہ ان من اصر علی امر مندوب و جعل عزما و لم یعمل بالرخصة فقد اصاب منہ الشیطان من الاضلال فکیف من اصر علی بدعة او منکر انتہی
یعنی فعل مستحب را واجب دانستن بدعت سیئہ است و اگر از بجا آوردن مستحب در عقیدہ عوام وجوب متصور گردد ترک آن مستحب است و اینہمہ در صورتیکہ
کدام تقیید غیر مشروع یعنی قیدیکہ از طرف شارع مقید بآن نباشد زائد کردہ نشود و اگر زاید کردہ شود یعنی مطلق را مقید کردہ آید یا مقید را مطلق
کنند یا چیزیکہ بالای حدیکہ در شرع ثابت نگشتہ افزون نمایند گو زیادہ فی نفسہ مستحب باشد یا مباح این ہم از بدعات است چنانچہ در مشکوٰة
فی باب العطاس آوردہ عن نافع ان رجلا عطس الی جنب ابن عمر قال الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ قال ابن عمر و انا اقول الحمد للہ
والسلام علی رسول اللہ لیس ہکذا علمنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علمنا ان نقول الحمد للہ علی کل حال رواہ الترمذی پس گو صلوٰة و سلام
علی رسول اللہ منجملہ مستحبات مقصودہ و اعمال فاضلہ ہست لیکن چونکہ با وظیفہ عطس نباید کرد عبد اللہ بن عمر بر آن انکار کرد پس انعقاد مجلس
میلاد باین ہیئت کذائیہ متعارفہ یعنی حاضر آمدن خیرہ و ارتکاب تکلفات از فرش و بساط چراغ و قنادیل وغیرہ آلات روشنی زائد علی الحاجة
و اجتماع صغار و کبار بلکہ زنان ہمسایہ و خواندن اشعار بسرود و تغنی و روایتہای بے اصل موضوعہ و مبالغہ در جہر وقت خواندن صلوٰة و تسلیم تداعی
ہر کس و ناکس بلباسہای غیر مشروع و عطر ریشہای محلوقہ و با اینہمہ منکرات آن را مجلس رسول نام نہادن بلکہ محفل نزول روح پر فتوح حضرت
علیہ السلام پنداشتن مشابہت حرکات ناشایستہ فسقہ فسقہ کہ تمثال روضہ و قبہ حضرت حسنین رضی اللہ تعالی عنہما ساختن و آن را
مہبط ارواح امامین مرحومین تصور کردن و زیارت تعزیہ را زیارت حضرت حسنین قرار دادن و مثل مرثیہ خوانان جوابی و سلامی مقرر نمودن
مستبعد از طریقہ سنت سنیہ است و بکید شیطان معتبر بودن اما ذکر خالص احوال برکت اشتمال آنحضرت علیہ السلام بر طریق مشروع
و درود فرستادن بروح پاک آنحضرت و دریافتن صفات و کمالات آن سرور کائنات موجب کثرت برکت و فراوان رحمت و مثمر خیرات
دارین و منتج رفعت درجات نشاتین است رزقنا اللہ تعالی و جمیع المومنین ببرکت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم و صحبہ اجمعین آمین
و قیام عند ذکر لولادت ثبوت آن بزمانہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین و ائمہ مجتہدین اصلا نشدہ و در زمان حیوٰة آن سرور علیہ السلام صحابہ
برای آنحضرت قیام نمیکردند بوجہ آنکہ حضرت را خوش نمی آمد چنانچہ در ترمذی مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۱۲ وارد است عن انس قال لم یکن شخص
احب الیہم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و کانوا اذا راوہ لم یقوموا لما یعلمون من کراہتہ لذلک و قال ہذا حدیث حسن غریب و بعد وفات
آنحضرت وجود قیام وقت ذکر ولادت شریفہ بقرون ثلثہ ثابت نیست پس قیام کردن وقت ذکر ولادت شریف امر محدث است لا اصل لہ

در سیرت شامی آورده جرت عادة کثیر من المحبین اذا سمعوا ذکر وضعه علیه السلام ان یقوموا لتعظیما وہذا القیام بدعة لا اصل لہا انتہی ونیز باید
دانست کہ آنانکہ قیام می نمایند برای تعظیم سید المرسلین نمی کنند بلکہ از لوازمات و شعار مجلس معہودہ محدثہ است چہ اگر برای تعظیم آنحضرت
میکردند موقوف بذکر ولادت نبودے بلکہ ہرگاہ کہ ذکر تشریف آوردن حضرت در مسجد ویا در کدام مجلس ویا کہ وقت قدم شریف حضرت از سفر
خوردہ مع وغیرہ مقامات آمدے قیام می کردند چہ زمان نبوت افضل تر از زمان ولادت بود علاوہ ازین قیام وقت ذکر ولادت ہم مطلقًا
معمول نیست بلکہ مفید است بانکہ مجلسے باشد کہ آن مجلس معمولہ باشد ولوازمات وہیئت مجلس آن مرعی و محفوظ باشند آنوقت قیام
ضروری است والا اصلًا واعظ بر منبر نشستہ در مجلس وعظ ذکر ولادت شریف بیان کند کسی را از سامعین خیال قیام ہم بخاطر نخواہد گذشت
چہ جای قیام پس ہویدا است کہ قیام بنابر اعظام خیر الانام نیست بلکہ از شعار ولوازم مجلس است فقط واہتمام مجلس ایں تر از اہتمام نماز جماعت
بلکہ نماز جماعت را بعض ایشان نفس صلوۃ را ہم گذارند لیکن حضور مجلس مع کو بدا واجب تر از نماز دانسته اند خواہشات نفسانیہ سرزدمی شوند
معاذ اللہ تعالی وحضور صبیان ونسوان وفساق تارک صوم وصلوۃ وتماشا گاہ از کثرت قنادیل وغیرہ آلات روشنی وفروش نفیسہ وگلدستہ
ہائے عجیبہ ساختن وتلاش خوانندہ خوش آواز کہ امرد حسین باشد وغزلہا واشعار سرودہ ونغمہ خواندن این چنین مجالس در زمان صحابہ تابعین
وائمہ مجتہدین کجا ہے یافتہ نشدہ حاشا وکلا بلکہ این چنین مجالس صادق می آید الذین اتخذوا دینہم لعبا ولہوا وغرتہم الحیوۃ الدنیا نعوذ باللہ من
شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا اللہم اجعلنا من التوابین ومن المتطہرین الذین لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون بحرمۃ النبی المجید وآلہ الامجد
بیدک الخیر وانت علی کل شیٔ قدیر اللہم ارنا الحق حقا والباطل باطلا امین حررہ احمد علی سہارنپوری **استفتا** دیہ استفتا
از مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سے درباب عدم جواز قیام مجلس میلاد شریف کے کیا گیا اوسکی نقل بعینہ معہ سوال کے کیجاتی ہے
سوال مجلس مولود مین وقت ذکر پیدایش حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعظیما کھڑے ہونیکا رواج اسوقت مین جو ہو رہا ہے اس کھڑے
ہونیکو واجب سمجھنا درست ہے یا نہین اور اگر واجب نہین ہے تو واجب کا فتوی دینے والا گنہگار ہے یا نہین اگر ہے تو کس درجہ کا ہے؟ **الجواب**
وقت ذکر میلاد کے کھڑا ہونا قرون ثلثہ مین کہین ثابت نہین ہوتا جناب فخر عالم علیہ السلام کی میلاد وحالات ان قرون مین بطریق وعظ
وتدریس ومذاکرہ وتحدیث ہزار ہا بار ہوتا تھا مگر کسی روایت مین ثابت نہین کہ بوقت ذکر ولادت کے کوئی کبھی کھڑا ہوا ہو یا نہین فخر عالم
علیہ السلام نے اسکا استحباب یا ادب کچھ کسیطرح ارشاد فرمایا ہو یہ بات کہ خود جناب علیہ الصلوۃ والسلام کیواسطے کوئی کھڑا ہوا خارج بحث ہے
اور اسکا قیاس اوسپر محض جہالت ہے کلام اسمین ہے کہ آپکی ذکر ولادت پر جیسا معمول سفہاء زمانہ کا ہے کہین ثابت ہو وے سو یہ ہرگز ثابت
نہین ہو سکتا پس اولا تو یہی حجت اسکی بدعت غیر اصل ہونیکو کافی ہے اور جب اوسپر اسقدر غلو ہے کہ عوام جہال اوسکو واجب جاننے لگین
اور تارک پر ملامت کرین تو خواہ مخواہ منکر اور بدعت سیئہ ہو جاویگا یہ ایک امر محدث ہے اگر کسی امر ثابت جائز کو بھی عوام واجب سمجھنے لگین تو وہ

بھی ناجائز منکر ہو جاتا ہے عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ لا یجعل احدکم للشیطان شیئا من صلوتہ یری ان حقا علیہ ان لا ینصرف

الا عن یمینہ لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیرا ینصرف عن یسارہ متفق علیہ قال العلی القاری فی شرح المشکوۃ فی شرح ہذا الحدیث

من اصر علی امر مندوب وجعلہ عزما ولم یعمل بالرخصۃ فقد اصاب منہ الشیطان من الاضلال فکیف من اصر علی بدعۃ ومنکر انتہی اور فتاوی عالمگیریہ

ہیں ہے وما یفعل عقیب الصلوٰۃ مکروہ لان الجہال یعتقدونہا سنۃ او واجبۃ وکل مباح یودی الیہ فمکروہ انتہی پس اولاً تو یہی ثابت ہو گیا کہ قیام کا
ثبوت نہیں کسی نص حدیث یا اثر صحابی سے قولاً و تقریراً و فعلاً ہرگز نہیں ہوسکتا تو یہ امر محدث ہے ثانیاً اگر فرضاً کچھ ہو بھی جاوے تو واجب سنت مستحب تو کسی طرح نہیں
ہوسکتا کیونکہ واجب عمل کے لئے نص قطعی الثبوت ظنی الدلالۃ سے ثابت ہو یا ظنی الثبوت قطعی الدلالۃ سے ثابت ہو اور یہاں قیام کے باب میں کوئی ضعیف سند
نہیں قوی تو کیا ضعیف ہو سنت اوس حکم کو کہتے ہیں کہ مواظبت علیہ السلام کی یا خلفاء راشدین کی اوس پر ثابت ہو وے اور قیام کے باب میں جب کچھ ثبوت ہی نہیں
اور فعل ہی سکا ایک بار بھی نہیں تو سنت تو کیا مستحب بھی نہیں ہوسکتا نہایت الامر اگر کوئی جزئی کرے تو جواز و اباحت تک نوبت آویگی مگر مباح کو سنت
یا واجب جاننے سے پھر بدعت و منکر ہو جاویگا جیسا کہ قول ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ اور [illegible] عالمگیریہ سے واضح ہو گیا
بہرحال اس قیام کو واجب کہنا حرام ہے اور کہنے والا فاسق مرتکب کبیرہ کا ہے کیونکہ جس فعل کو شارع نے منع فرمایا ہو وے اوسکو واجب کہتا ہے تو محض
مخالفت شریعت غراء کی ہے قال اللہ تعالیٰ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولیٰ ونصلہ جہنم وساءت
مصیرا الآیۃ الحاصل قیام وقت ذکر ولادت کی یا یہ وجہ ہے کہ بعض لوگ کسی روایت موضوعہ کو سند جواز کرتے ہیں یا کسی قول یا فعل کسی بزرگ
سے تمسک ہوتے ہیں سو معلوم ہو چکا کہ موضوعات اور اقوال افعال بزرگان سے ندب و جواز ثابت نہیں ہوتا جب تک کوئی دلیل شرعی نہو
اور ایسی صورت میں ہرگز ندب وغیرہ کا ثبوت نہیں اور جو بزعم خود وہ ثابت جانتے ہیں تو تاہم اس صورت واجب ماننے کے بدعت ہو جاویگا یا یہ
وجہ ہے کہ روح پاک علیہ السلام کی عالم ارواح سے عالم شہادۃ میں تشریف لاتی ہیں اوسکی تعظیم کو قیام ہے سو یہ بھی محض حماقت ہے کیونکہ اس وجہ میں قیام
کرنا وقت وقوع ولادت شریفہ کے ہونا چاہئے اب ہر روز کونسی ولادت مکرر ہوتی ہے پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے ہے کہ سانگ کنھیا کی
ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یا مثل روافض کے کہ نقل شہادت اہل بیت ہر سال بناتے ہیں معاذ اللہ سانگ آپکی ولادت کا ٹھہرا اور یہ
حرکت قبیحہ قابل لوم و حرام و فسق ہے بلکہ یہ لوگ اون قوم سے بڑھکر ہوئے وہ تو تاریخ معین پر کرتے ہیں انکے یہاں کوئی قید ہی نہیں جب چاہیں یہ
خرافات فرضی بناتے ہیں اور اس امر کی شرع میں کہیں نظیر نہیں کہ کوئی امر فرضی ٹھہرا کر حقیقت کا معاملہ اوسکے ساتھ کیا جاوے بلکہ یہ شرع میں حرام ہے
لہذا اس وجہ سے یہ قیام حرام ہوا اور موجب لقا یا کفر یا فساق کا ٹھہرا یا یہ وجہ ہے کہ ان مبتدعین کے زعم فاسد میں روح پر فتوح اس مجلس پر اشرار و
اور غیر مشروعات اور مجمع فساق و فجار و محضر بدعات و شرور میں تشریف لاتی ہے معاذ اللہ تو اگر یہ عقیدہ ہے کہ آپ عالم غیب ہیں تو یہ عقیدہ خود شرک
ہے قرآن میں ہے وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ہو الآیۃ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء الآیۃ پس ایسا عقیدہ تو
خود شرک ہو گیا اور جو علم غیب آپ کو نہیں کہ دوسری دلیل سے تشریف آوری کی ہے تو خوب سمجھ لو کہ باب عقاید میں نص قطعی واجب ہے احاد سے تو
ہر عقیدہ کا ثبوت ہرگز نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ ضعاف و موضوعات سے تو باب تشریف آوری میں کونسی روایت قطعی ہے جس پر یہ عقیدہ کیا جاوے تو
پس یہ عقیدہ محض اختراع ہوا و کید شیطان کا اسی صورت میں یہ قیام بزعم گناہ کبیرہ ہووے گا الحاصل یہ قیام صورت اولیٰ میں بدعت و منکر
اور دوسری صورت میں حرام و فسق اور تیسری صورت میں کفر و شرک چوتھی صورت میں اختراع ہوا و کبیرہ ہوتا ہے پس کسی وجہ سے مشروع نہ ہوا اور
اوسکو واجب کہنا صریح مخالفت شارع کی کرکے کیا تو فاسق ہوتا ہے نجانا اللہ تعالیٰ منہ واللہ تعالیٰ اعلم اور ضمن تقریر سے اہل فہم کو یہ بھی واضح ہو گیا
کہ خود یہ مجلس میلاد ہمارے زمانہ کی بدعت و منکر ہے اور شرعاً کوئی صورت جواز اوسکی نہیں ہوسکتی واللہ الہادی الی سبیل الرشاد فقط العبد الراجی رحمتہ

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ اب بعد نقل ہر دو فتوی کے ناظرین بغور سے ملاحظہ فرماویں کہ مولوی احمد علی صاحب مرحوم نے اصل ذکر مولود کو مستحسن فرمایا ہی کلام قیود میں ہے کہ ان قیود کی ضم سے مجموعہ مکروہ و بدعت ہو جاتا ہے اور فتوی مولوی رشید احمد صاحب میں بھی مجلس مولود مروجہ کو بدعت و منکر لکھا ہے ابدا اسکا خیال رہے کہ جو روایت مولف انتصار ہو لوگی لکھیگا وہ ہرگز مانعین کا جواب اور مولف کے مقصود کو نافع ہووگی اور جو ان قیود کے اثبات میں کچھ نقل کریگا تو وہ البتہ قابل التفات ہووگی لیکن مولف کی عادت اول رسالہ سے یہانتک خوب معلوم و محقق ہو چکی ہے کہ وہ سوال سائل کو غور کرتا ہے کہ کس چیز کا وہ سائل ہے اور نہ مجیب کے جواب میں غوض کرتا ہے کہ کیا حاصل جواب ہے اور نہ جواب روایات و عبارات علما کو فکر سے سمجھتا ہے کہ کیا مراد اوسکی ہے اور نہ یہ تامل کرتا ہے کہ مجھکو کس شے کا اثبات مقصود ہے اس روایت و عبارت سے وہ کو مناسبت ہی یا نہیں کیا اثبات کرنا چاہئے تہا اور کیا ثابت کرتا ہوں اور یہ نہایت کم فہمی کی بات ہے لہذا ناظرین غور فرماویں کہ قیود کے اثبات میں جو کچھ لکھیگا وہ تو قابل غور و کلام ہے ہووے گا اوسکو دیکھ لیا جاویگا ورنہ اصل ذکر مولود کو کوئی مانع نہیں اسکے جواب کی راقم کو ضرورت نہیں گو اوسکی خطا نہی پر کلام میں بیکی غرض یہ امر مد نظر ہے اور قبل شروع کلام مولف کی بندہ راقم یہ عبارت شرح منیہ کی جسکی نقل پہلے بھی بحث سیوم میں ہو چکی ہے نقل کرتا ہے کہ اوسکو نہایت مناسبت اس محفل مولود سے ہے اور اوس کراہت اس مجلس کی واضح ہو جاتی ہے لکھ دیتا ہے وہ بھی مویدان فتاوی مندرجہ بالا کی ہے صلوۃ الرغائب ایک نماز نفل ہے کہ بعد چار سو برس کے حادث ہوئی اور ایسا ہی صلوۃ شب برات اوسکی کراہت میں شارح منیہ بعد بیان مسئلہ نوافل جو فیہ نے لکھی ہے وبعد ذلک قال الصلوۃ خیر موضوع مالم یلزم منہا ارتکاب کراہۃ اعلم ان النفل بالجماعۃ علی سبیل التداعی مکروہ علی ما تقدم ما عدا التراویح وصلوۃ الکسوف وصلوۃ الاستسقاء فعلم ان کلا من صلوۃ الرغائب لیلۃ اول جمعۃ من رجب وصلوۃ البراءۃ لیلۃ النصف من شعبان وصلوۃ لیلۃ القدر لیلۃ السابع والعشرین من رمضان بالجماعۃ بدعۃ مکروہۃ وقال ابو الفرج ابن الجوزی وابو بکر الطرطوسی صلوۃ الرغائب موضوعۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکذب علیہ قد ذکروا لکراہتہا وجوہا منہا فعلہا بالجماعۃ وہی نافلۃ ولم یرد بہ الشرع ومنہا تخصیص سورۃ الاخلاص والقدر ولم یرد بہ الشرع ومنہا تخصیص لیلۃ الجمعۃ دون غیرہا وقد ورد النہی عن تخصیص یوم الجمعۃ بصیام ولیلتہ بالقیام ومنہا ان العامۃ یعتقدونہا انہا سنۃ من سنن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیکون فعلہا سببا لکذبہم علیہ علیہ السلام بل کثیر من العوام ببلاد الروم یعتقدونہا فرضا وکثیر منہم یترکون الفرائض ولا یترکونہا وہو المصیبۃ العظمی ومنہا ان فعلہا یغری قاصد وضع الاحادیث بالوضع والافتراء علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومنہا ان الاشتغال بعدد السور مما یخل بالخشوع والتدبر وہو مخالف السنۃ ومنہا ان فی صلوۃ الرغائب مخالفۃ السنۃ فی تعجیل الفطر ومنہا ان سجدتیہا مکروہتان اذ لم یشرع التقرب بسجدۃ منفردۃ بلا رکوع غیر سجدۃ التلاوۃ عند ابی حنیفۃ ومالک وعند غیرہما غیرہا وغیر سجدۃ الشکر ومنہا ان الصحابۃ والتابعین ومن بعدہم من الائمۃ المجتہدین لم ینقل عنہم ہاتان الصلوتان فلو کانتا مشروعتین لما فاتتا عن السلف وانما حدثتا بعد الاربعمائۃ ولیس لاحد ان یستدل علی شرعیتہما بما روی عنہ علیہ السلام انہ قال الصلوۃ خیر موضوع فان ذلک مخصوص بصلوۃ لا تخالف الشرع بوجہ من الوجوہ وقد صح النہی عن الصلوۃ فی الاوقات المکروہۃ انتہی۔ پس غور کرنا چاہئے کہ نفس ذکر مولود مندوب و مستحسن ہے مگر صلوۃ نفل اوس سے اعلی اور افضل ہے کہ عمدہ عبادات اور افضل القربات اور خیر موضوع ہے مگر با اینہمہ بوجہ تداعی و اہتمام کے کہ یہ اسمیں مشروع نہیں بدعت لکھتے ہیں یہاں ذکر مولود میں بھی گو مندوب ہی مگر تداعی و اہتمام اوسکا کہیں سلف سے ثابت نہیں بدعت ہو دیگا البتہ وعظ و درس میں تداعی ثابت ہے کیونکہ وہ فرض ہے جیسا فرائض صلوات میں

علیہ وآلہ وسلم قال اللہ تعالیٰ ورفعنا لک ذکرک یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تحقیق بلند کیا ہمنے ذکر تیرا یعنی ہمنے تمکو نبی بنایا اور مشہور کیا زمین اور آسمان میں اور پھیلا دیا ذکر تمہارا دنیا کے انتہا کناروں تک اور تمہارا ذکر دلوں میں محبوب مطلوب کردیا امام رازی نے بیچ مطالب لکھا بعد اسکے یہ لکھا کان اللہ تعالیٰ یقول املاء العالم من اتباعک کلہم یثنون علیک ویصلون علیک یعنی یہ جو اللہ تعالیٰ نے رفعنا لک ذکرک فرمایا اس کے یہ معنی ہیں گویا اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے کہ ہم بھر دینگے عالم کو تمہارے فرمانبرداروں سے وہ سب تمہاری تعریف کیا کرینگے اور درود پڑھا

تداعی ضروری ہے اور تعیین سور کا اس صلوٰۃ میں بدون ورود نص کے بدعت لکھا ہے سو مولود میں بھی تعیین ہیئات مباحہ کا جو معلوم ہیں بدعت ہوویگا گو فی حد ذاتہ وہ امور مباح یا مستحب ہوں مگر تعیین اون کا ذکر مولود کے ساتھ کہ بغیر اونکے مولود نہو بدعت ہوویگا جیسا کہ تعیین سورۂ اخلاص کی اور تعیین وقت کی اس صلوٰۃ میں مکروہ ہے بسبب تعیین وقت کے شارع کی طرف سے پس شہر ربیع الاول کی کوئی تاریخ مقرر کرنا التزاماً یہاں بھی مکروہ ہوویگا اور علیٰ ہذا کوئی امر مکروہ جیسا روشنی زائد از قدر حاجت مثلاً اور سب ممنوع امر کا منضموم ہونا اس مجلس میں ممنوع ہوویگا اور جیسا عوام کا اس صلوٰۃ کو سنت اعتقاد کر لینا باعث کراہت کا ہوا ہے ویسا ہی اس مولود کی مجلس کو ضروری جاننا عوام کا موجب کراہت کا ہوا اور جسطرح وضع احادیث کی اعزاز اس صلوٰۃ میں ہے اوسیطرح وضع روایات مجلس مولود کے یہاں اعزاز حاصل موجود ہے اور جیسا کہ رفع خشوع بسبب عدد سور کے اس صلوٰۃ میں موجود ہے شب بیداری مجلس سے صلوٰۃ فجر میں بسبب کاہلی نوم کے رفع خشوع چند گونہ زاید موجود ہے اور جسطرح اس صلوٰۃ میں تعجیل صلوٰۃ فجر سے سنت وقت کی فوت ہوتی ہے اس مجلس میں اکثر حاضرین کی خود صلوٰۃ فجر ہی فوت ہوجاتی ہے اور اس صلوٰۃ میں جسطرح بسبب سجدہ خارج صلوٰۃ کے جو مکروہ ہے کراہت حاصل ہوئی اس مجلس مولود میں بسبب بساط غیر مشروع اور لباس ممنوع اور اسراف روشنی کے کراہت موجود ہے اور دیگر امور جو اس مجلس میں زائد ہیں اور فتوی مولانا احمد علی صاحب سے معلوم ہوتے ہیں زائد رہے اور جیسا کہ شارح منیہ نے سلف صالح میں اس صلوٰۃ کا نہونا علت کراہت کی قرار دی ہے حالانکہ نفس صلوٰۃ نوافل بکثرت اون قرون میں موجود تھا ایسا ہی اس مجلس کی ہیئت کذائیہ کا اون قرون میں نہ پایا جانا اگرچہ نفس ذکر ولادت تھا باعث بدعت وکراہت کا ہونا ظاہر ہوگیا پس اہل علم وفہم ودین غور سے ملاحظہ کریں کہ یہ مجلس مولود مروجہ اس صلوٰۃ کے ساتھ بالکل مطابق ہے مع شئے زاید فی وجوہ المنع پس کون عاقل متدین اسکو مستحسن کہدیگا ہاں نفس ذکر ولادت مستحب ہے اور اوس میں کلام نہیں پس حاصل یہ ہوا کہ نفس ذکر مستحب اور قیود اوسکی ممنوع اور مجموعہ مقید بھی ممنوع اب مولف کے اقوال کو دیکھنا چاہیئے کہ نزاع تو قیود اور مقید میں ہے اور مولف صاحب فہم نفس ذکر کا اثبات کرتا ہے **قولہ** قال اللہ تعالیٰ ورفعنا الخ **اقول** راست ہے کہ ذکر فخر عالم علیہ السلام کا ایسا مرتبہ بلند ہے کہ نہ کسیکا ہوا نہو جسقدر توصیف آپکی کریں تھوڑی ہے مگر اس ذکر مبارک کا پاک مکان اور پاکیزہ ہیئت میں اور الواث بدعات ومنکرات سے اوسکا صاف کرنا اور حضور فساق مبتدعین سے اوسکا منزہ رکھنا بھی رفعۃ شان ذکر کو لائق وواجب ہے پس اس آیت میں بیان رفعت شان صاحب المعراج ہے یہ بدیہۃ ظاہر ہے کہ اوس میں کوئی تکدر غیر مشروع کا نہو کہ جس سے سب قیود مروجہ کا کہ خلاف امر حق تعالیٰ اور مخالف امر ورضا صاحب ذکر رفیع کے ہیں اس ذکر کے ساتھ ہونا ممنوع ومحظور ہونا محقق ہوگیا پس یہ آیت اول دلیل بالتعیین ہیئت مجلس کی ہے کہ جسکو مولف نے سمجھا ہی نہیں لہذا جو لوگ کہ اس ذکر میں اون امور مبتدعہ اور منکرہ کو ضم کرتے ہیں جسمیں نزاع ہے تو وہ خلاف حکم اس آیت کے پستی اور ذلت اس ذکر کی کرنیوالے ہوئے اور ضد حکم حق تعالیٰ کے عامل بنے اب غور طلب ہے کہ مولف کو مقصود اثبات قیود ذکر مولد کا ہے اور آیت اونکی حرمت ثابت کرتی ہے آیت سے

رہیں گے انتہی ما فی التفسیر الکبیر خیال کرنا چاہیے کہ یہ معنی بخوبی صادق آتی ہیں محفل میلاد شریف پر بیشک یہ محفل قدس منزل مضمون آیۃ رفعنا لک ذکرک میں داخل ہے اسلئے کہ اس محفل میں کثرت ہوتی ہے درود شریف کی اسقدر کہ نہیں ہوتی کسی اور مجالس وعظ و تدریس میں اور بیان ہوتا ہے حضرت کے نور کا اور ظہور معجزات و کرامات کا جو وقت ولادت اور رضاع اور قبل نبوت اور بعد نبوت ظاہر ہوئی اور بیان ہوتا ہے حلیہ شریف کا یہ بھی ثنا و صفت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پس مضمون یثنون علیک ویصلون علیک خوب صادق آیا اسپر اور آواز بلند اور پاکیزہ سے بمقام بلند مثل ممبر یا چوکی پر بیٹھکر پڑھنے سے ایک اور ہی شان رفعت ورفعنا لک ذکرک کی ظاہر ہوتی ہے اور جو کچھ روایات معجزات و فضائل حضرت سید الکائنات بیان کئے جاتے ہیں وہ روائتیں ہیں کہ اونکو صحابہ نے مجالس تابعین میں اور تابعین نے مجالس تبع تابعین میں بیان فرمایا اسی طرح طبقہ بعد طبقہ ذکر ہوتا ہوا ہم تک پہونچا اگر یہ قصہ اور ذکر ممنوع ہوتا تو اول طبقہ میں زبان اس سے بند کر لیتے نہ ہم تک وہ فضائل پہونچتے نہ ہم مجالس اور محافل میں ان سوانح اور مناقب کو بنحوائے آیت کریمہ ورفعنا لک ذکرک آفاق میں منتشر اور مشتہر کرتے

ہونی مخصوص ذکر کی کہ خالی از شوائب نامرضیات ہو مفہوم ہوتی ہے اور مولف کسقدر غافل ہے کہ نامرضیات کا اثبات اس سے کرتا ہے کہ اس وقت کو کچھ بھی فہم ہوتا **قولہ** خیال کرنا چاہیے الخ **اقول** مولف کو بالکل ہوش نہیں کہ کیسے اگر کثرت درود شریف اور ذکر خیر اس میں ہے تو تلوث بدعت و مکروہات اور حضور اعداء اللہ بھی تو یہاں موجود ہے ابھی معلوم ہوا کہ عمدہ عبادت تلوث مکروہات سے مکروہ و بدعت ٹھہرائی گئی اور مودائے آیت سے پاکیزہ کرنا اس ذکر کا تلوث و نجاسات ظاہریہ و باطنیہ سے محقق ہو لیا اب فقط کثرت درود و ذکر خیر سے کسطرح با وصف ان تدنسات ملعونہ کے یہ مجلس داخل مفہوم آیت کے ہو سکتی ہے بلکہ قطعاً و یقیناً اس آیت سے یہ محفل خارج ہے بوجہ ان قیود غیر مشروعہ کے اگرچہ اس میں خیرات و مبرات بھی ہوں ہاں اگر یہ سب قیود و امور غیر مشروعہ رفع ہو جاویں تو بیشک داخل آیت کی ہے اور اسکو کوئی منع نہیں کرتا سو مولف کے حسن فہم پر آفرین ہے کہ ثبوت نفس ذکر کا کرتا ہے اور کلام قیود غیر مشروعہ میں ہو رہی ہے سبحان اللہ علی ہذا منبر عالی پر بیٹھنے سے رفعت نہیں ہوتی بلکہ منارہ پر چڑھ جانے سے بھی کچھ نہیں ہوتا البتہ محفل ذکر کو نظیف خباثات ظاہریہ و باطنیہ سے کرنے سے رفعت ہو جاتی ہے ردالمحتار میں مولد مروجہ کو لکھتا ہے واقبح منہ النذر بقراءۃ المولد فی المنائر مع اشتمالہ علی الغناء واللعب وایہاب ثواب ذلک الی حضرۃ المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم انتہی دیکھو منارہ پر پڑھنا مولود کا مفید رفعت کو نہوا بلکہ اقبح ہو گیا اسواسطے کہ مشتمل لعب و غناء پر تھا پس مولف کا مولود کیونکر رفعت میں داخل ہے کہ مبتدعین و فجار کی وہاں توقیر ہوتی ہے اور قنادیل و تبذیر سے وہ محفل مظلم ہوتی ہے اور دونوں امر کی مذمت منصوص میں موجود ہے وہ کون عاقل ہے کہ موجب رسول اللہ کی پڑھے اور عصیان اور امر رسول اللہ سے اس مجلس کو مظلم بناوے اور پھر اسکو داخل آیت مذکورہ کے تصور کرے اگر اسکو استہزاء کہا جاوے تو بجا ہے اور ایسے فعل کے مجوز کو جاہل کہنا سزا ہے **قولہ** روایات معجزات الخ **اقول** روایات احوال فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ نے جو کچھ بطریق درس و تذاکرہ کے تعلیم فرمائے اور اسیطرح آج تک چلے آتے ہیں نہ انھوں نے مجلس مولود کا ہے کی اور نہ اونسے اس ہیئت کذائیہ کا ثبوت ہوا چنانچہ خود مولف آگے اقرار کریگا کہ یہ مجلس چھ سو کے آخر میں ہوئی پس کلام اس ہیئت میں ہے نہ ذکر احوال فخر عالم میں اور اس ہیئت کا ممنوع اور بدعت ہونا بھی ہمکو صحابہ سے ہی منقول ہو کر معلوم ہوا ہے اب مولف کی عقل ناتمام کو دیکھنا ہے کہ جواز درس ذکر فخر عالم کو بہمن ثابت کرتا ہے اور مانعین کی مراد سے بالکل بیخبر ہے کہ وہ ان ہی امور کی

خلاصہ یہ کہ یہ ذکر ثابت الاصل ہے عہد صحابہ مین تقاضا کر کے وصف حضرت کا سنتے تھے اور اوس مین دل لگاتے تھے ترمذی نے شمائل مین
روایت کی ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین نے سوال کیا ہند ابن ابی ہالہ سے وکان وصافا عن حلیۃ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم یعنی وہ بہت وصف کیا کرتا تہا حلیہ شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وانا اشتہی ان یصف لی شیئا اتعلق بہ اور مین چاہتا تہا کہ وہ مجکو وصف سناوے کچھ صورت مبارک کا اور دل لگاؤن مین اوس سے الی آخرہ۔ اب دیکھئے یہ حضرت امام حسن نواسہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت وفات حضرت سات برس کے تھے اتنی عمر والا اپنے نانا کی صورت بہولا نہین کرتا حالانکہ یہ صاحبزادہ رضی اللہ عنہ تو کمال فہمین
اور ذہین اور قوی الحفظ تہے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث حفظ کر کے روایت فرماتے تھے چنانچہ صحاح ستہ کے چند محدثین نے فقہ
و ترکی حدیث ان سے روایت فرمائی ہے اور اسماء الرجال مین اونکو صحابہ مین شمار کیا ہے پس ظاہر ہے کہ ایسا صاحب حفظ ایسے پیارے
نانا جان کی صورت جو ہر دم گود مین رکھتے تھے کندہے پر چڑہا لیتے تھے نہین بہولے تھے بلکہ مزا لینے کے لئے کہ تذکرہ حضرت کا سوجب سرور تسکین
ہو اور خوب سنکر دل مین اچہی طرح منضبط کرین اس لئے ہند ابن ابی ہالہ سے سوال کیا کہ سناؤ مجکو وصف شکل مبارک کا پس بیان
کیا ہند ابن ابی ہالہ نے وہ حدیث طویل ہے شمائل مین مذکور ہے اور ہند ابن ابی ہالہ کی نسبت جو یہ لفظ آیا کان وصافا عن حلیۃ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لفظ وصافا صیغہ مبالغہ کا ہے اور مبالغہ کثرت سے ہوتا ہے معلوم ہوا کہ وہ کثرت سے بیان فرماتے تھے صفت حلیہ شریفہ
اور اسیطرح دارمی وغیرہ محدثین ابو عبیدہ سے کہ وہ تابعی ہے مقبول ہین المحدثین روایت کرتے ہین کہ ابو عبیدہ نے پوچہا مسماۃ ربیع صحابیہ سے
سے کہ وصف سنا مجکو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ بولی لورایتہ اقلت الشمس طالعۃ اور اسی طرح بیہقی نے روایت کی کہ ابو اسحاق جو ایک تابعی
جلیل القدر ہے اوسنے ایک عورت صحابیہ سے پوچہا کہ بیان کر مجھسے کہ کیسے تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قالت کالبدر لیلۃ القمر لم ار قبلہ
ولا بعدہ مثلہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ غرض اس قسم کی بہت روایتین موجود ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ اور تابعین مین بہت تذکرہ رہا کرتا
کا رہتا تہا عہد صحابہ مین اور اس زمانہ مین بس اسیقدر فرق ہو کہ اوسوقت مین مختصر طور پر روایتین بیان ہوتی تہین اب تفصیل اور تطویل سے ہوتی ہین
جسطرح علم حدیث کا حال ہے حضرت شاہ ولی اللہ انتباہ مین لکہتے ہین کہ صدر اول مین حدیث لکہنے کا دستور نہ تہا یعنی صحابہ مین حدیث کا تذکرہ
اور یادگاری زبانی ہوتی تہی بعد اونکے حدیثین لکہی جانے لگین اور ایک صدی کے بعد ہیت اہتمام کتابت کا ہوا پہر دوسری صدی کے بعد پوری
طرح پر کامل تصنیفین ہونے لگین انتہی غرض کیا یہ جو کتب احادیث مین اب ہے کہ ایک قسم کی حدیثون کا باب الگ نماز کی جسقدر حدیثین ہین وہ محدثون نے

ممانعت کرتے ہین کہ جسکی ممانعت منصوص ہے **قولہ** خلاصہ یہ ہے کہ ذکر ثابت الاصل ہے الی قولہ غرض اس قسم کی بہت روایتین ہین کہ جس سے معلوم ہوتا
ہے کہ ذکر آپکا صحابہ وتابعین مین بہت رہتا تہا فقط **اقول** اصل ذکر اور کثرت اس ذکر کا کسیکو انکار نہین من احب شیئا اکثر ذکرہ ثابت ہے مگر
مولف کی مراد کا اس مین کہین نام ونشان نہین کیونکہ نفس ذکر کا کوئی مانع نہین قیود مین کلام ہے نہ ذکر مین یہ مولف کی فقط کم فہمی ہے ہان ان
روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ طبقہ عاشق فخر عالم کا تہا بار بار ذکر آپ کا کرتے تھے اور ظاہر ہے کہ عاشق خلاف امر ورضا محبوب کے ہرگز نہین کرتا تو جو کچھ
اونکا ذکر تہا وہ عین محبت تھی اور جسکو اونہون نے اس ذکر مین خلط نکیا بلکہ اوسکی ذم فرمائی وہ ممنوع تہا پس اوس طبقہ کی متروکات ومذمومات جملہ شنیع ہوئی سو قیود
مروجہ مجلس ہماری وقت کی مذموم ہوئی مگر مولف کو فہم نہین **قولہ** عہد صحابہ مین اور اس زمانہ مین الخ **اقول** یہ شرح وبسط روایات کی اور تالیف ہونا

ایک جگہ جمع کردین اور زکوۃ کی ایک جگہ یہہ بات پہلے نہ تھی پس اسی طرح وہ جو روایتین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ شریف کی بابت اور وقائع میلاد
و رضاع وغیرہ کی بابت صحاح مین منتشر متفرق تھین ایک وقت وہ آیا کہ محدثین کے دل مین آیا اونکو ایک جگہ جمع کر دیجیے تب محدثین نے اونکو جمع
کیا وہ رسالے بنگئے سیکڑون رسائل بلاد بلاد مین تصنیف ہو گئے از انجملہ مولد شریف حافظ شمس الدین محدث دمشقی کا ہے مورد الصادی فی
مولد الہادی اور لکہا محمد بن عثمان لولوی دمشقی نے الدر المنتظم فی مولد النبی الاعظم اور لکہا امام القرا والمحدثین ابن جزری نے عرف التعریف
فی مولد الشریف اور لکہا مجد الدین صاحب قاموس نے نفحات العنبریة فی مولد خیر البریة سب کا نام لکہنا طول کو پہونچاتا ہے غرضکہ علامہ سخاوی اور
ابن حجر وغیرہ محدثین ہر کسی نے شرکت کی اس بحر مین اور جمع کر دیا اس قسم کی روایات کا ایک الفاظ پاکیزہ اور ترکیب نفیس مین نظما و نثرا پہر یہ سعادت
عجب اور پہر یہ جانے لگے وہ رسائل محافل مین پہر فارسی زبانون مین فارسی زبان مین اور بلاد روم مین ترکی زبان مین اور ہندوستان کی
زبان مین ترجمہ ہو کر پہر یہ جانے لگے اور چند روز بعد اوسکے موجب ضرورت وسرور تہا اس مین بعض سامان سرور مثل زینت مجلس و استعمال خوشبو
و اطعام طعام و شیرینی و اجتماع اخوان و خلان بہی داخل اور شامل ہو گئے ان امور کے شامل ہونیکو علمائے دین نے جائز رکہا اور وہ جو
فتوی مجتمع و جمع چوبیس صفحہ کے مطبع ہاشمی مین مطبوع ہوئے ہین اوسکے صفحہ تیسرے پر ایک عالم محدث نے ان امور زوائد کے منع پر دلیل

متن و سندات کا اور جمع ہونا جوامع و رسائل مین سب حق ہے مگر مولف کی غرض کسی سے حاصل نہین ہوتی **قولہ** اور یہہ ذکر پاک اسکے موجب
سند و سرور تہا الخ **اقول** یہ مولف بہی اقرار کرتا ہے کہ یہ سامان سرور قرون ثلثہ مین نہین ہوئے بلکہ چہہ سو کے آخر مین ہوئے پس اگر یہ
وہی شیء منیہ کا جو صلوۃ رغائب میں ہے [illegible] کیا جاوے کہ ائمہ مجتہدین تک کبہی اسکا وجود نہوا اور یہہ علامت بدعت ہونے اوسکی ہے
بدعت کافی ہے مگر ہم اوس سے درگذر کرکے کہتے ہین کہ ان سامان سرور کا ادخال اس ذکر مبارک مین اگر کسی نص سے ثابت تہا تو مولف
کو پیش کرنا اوسکا واجب تہا کہ محل اثبات ہے اور اگر محض قیاس ہے تو قیاس خلاف نصوص کے مردود ہوتا ہے پس ہرگاہ کہ بموجب تقریر بالا
متفق ہو لیا کہ قیود و تعیین خلاف ما ورد بہ الشرع کے بدعت ہوتی ہے تو تجویز بعض علماء دین کی تجویز بزعم مولف خلاف نص کے ہرگز معتبر نہین ہو سکتی
و لہذا بالضرور اپنے حسن ظن سے ہم کہتے ہین کہ اوس وقت مین یہ امور مباحہ اتفاقا سرزد ہوتے تھے اور اباحت کے درجہ سے نہ بڑہتے تھے اور
عوام کے اعتقاد کے فساد تک نوبت نہ پہونچی تہی لہذا اوس وقت مین علماء نے انکار نہین کیا تہا مگر اسوقت مین وہ امر نہین رہا معاملہ قلب
ہو گیا یہ سب بدعت و مکروہ ہو گیا چنانچہ شرح منیہ کی روایت ہم نقل کر چکے ہین اور شرح منیہ کے قول سے جملہ علماء مقرہین اور جو امور منکر اسوقت
مین پیدا ہو گئے مثلا اسراف روشنی و لباس ممنوع وغیرہ وہ اوس وقت مین مطلقا نہ تہا پس مولف کو کوئی حجت باقی نہین محض سخن طرازی ہے
اور بس **قولہ** اور وہ جو چند فتوی مجتمع و مرتب چوبیس صفحہ الخ **اقول** اول مولف نے قرآن کی آیت لکہی اور پہر روایات بیان حلیہ کی لکہی
اور پہر بیان تدوین رسائل حالات و پہر تراجم کا لکہا اور پہر تراجم اوسکے زبانہائے مختلفہ مین ہونا لکہا تو چونکہ یہ سب امور متفق علیہا تھے اور اس سے
کچہہ بہی مدعا مولف کا ثابت نہوتا تہا تو ناچار فعل ملک اربل کا اپنے مدعا کے واسطے نقل کیا کہ امور سرور اس ذکر مین داخل ہوئی اور معلوم
ہے کہ ایسے افعال سے کوئی حکم کسطرح ثابت ہو جاوے چنانچہ اوسکے قول مین اس احقر نے لکہدیا ہے تو اول تو یہہ قول خود مولف کے نزدیک بہی
قابل حجت نہ تہا مگر گیا کرے جب کوئی دلیل نہو تو ایسے ہی اقوال ساقطہ سے نفس پروری ہو دیگی پہر بعد اوسکے یہ مولف نے سوچا کہ مولانا

قایم کیا ہے عن نافع ان رجلا عطس الی جنب ابن عمر فقال الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ قال ابن عمر وانا اقول الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ

ولیس ہکذا علمنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علمنا ان نقول الحمد للہ علی کل حال رواہ الترمذی یہہ حدیث مشکوۃ کے باب العطاس مین ہے

اور غرض اس محدث کی اس حدیث سے یہ ہے کہ السلام علی رسول اللہ ایک امر مستحب ہے لیکن چونکہ وظیفہ عطاس پر برخلاف منقول اوس شخص نے

یہ کلمہ زیادہ کر دیا اسلیئے عبد اللہ ابن عمر نے اوسپر انکار کیا بنا بر علیہ مولد شریف مین بھی جو چیزین زایدہ ہین وہ بدعتین قابل انکار ہین **جواب**

اوسکا یہہ ہے کہ مشکوۃ المصابیح مین یہہ حدیث مذکور نقل کر کے لکھا ہے ہذا حدیث غریب شیخ محدث دہلوی نے مقدمہ مین لکھا ہے

احمد علی صاحب اس احتمال صدور کو اپنے جواب مین باطل فرما چکے ہین مباحات کا ضم تو یکطرف وہ تو خود ضم مستحب کو بھی بغیر اذن شرع کے بدعت

بنا چکے تو مولف کو اوسکے جواب کی فکر ہوئی کیونکہ جبتک وہ قول رد نہ ہو لیوے تو مجلس مولود مولف کی ہرگز درست نہین ہو سکتی لہذا مولف نے

اوسکا جواب لکھنا شروع کیا ہے اور حاشیہ پر مولوی صاحب کی نسبت شرکت مجلس مروجہ اور قیام کی تہمت اور تکذیب اسکی کہ بے اذن کا

فتوی ہے اور شہادت حافظ عبد الکریم خان کی لکہتا ہے اسکا جواب بجز اسکے نہین دیتا ہون کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین مولانا مرحوم ہمیشہ

اس مجلس کو بدعت فرماتے رہے اور مولانا کا مُہری دستخطی یہ فتوی موجود ہے پس بندہ اسکے کذب اتہام مندرجہ حاشیہ سے اعراض کر کے اول

یہ کہتا ہے ناظرین بغور سنین کہ سابقا کلیہ شرعیہ ممہد ہو چکا ہے کہ مطلق کو مقید کرنا بدعت ہے اور شارح منیہ نے بھی صلوۃ رغائب مین اس کلیہ کو

مسلم کر کے اس کلیہ سے کراہت و بدعت ہونا صلوۃ رغائب کا ثابت کیا ہے اب بندہ یہان کچھ اور بھی مطلب لکھتا ہے بخاری مین ہے کہ حضرت

ابن عمر نے مسجد مین لوگون کو صلوۃ ضحی پڑھتے دیکھکر فرمایا کہ یہ بدعت ہے حالانکہ صلوۃ ضحی سنت مستحب ہے اور مسجد مین جانا بھی مستحب ہے مگر چونکہ

باین اجتماع اس صلوۃ کا مسجد مین پڑھنا نہ تہا تو اوسکو بدعت فرمایا اور اوسپر انکار کیا اور حضرت عبد اللہ ابن مغفل صحابی نے جہر بسم اللہ کو فاتحہ کے

ساتھ نماز مین بدعت منکر فرمایا حالانکہ بسم اللہ ذکر ہے اور جہر بذکر ممنوع نہین مگر چونکہ یہان جہر منقول نہ تہا اوسکو بدعت فرمایا یہ حدیث ترمذی وغیرہ

کتب احادیث مین مذکور ہے امام صاحب کے نزدیک عید الفطر مین تکبیر بجہر راہ مصلی مین بدعت ہے اسواسطے کہ یہان اونکے نزدیک تکبیر خفیہ ثابت

ہوئی ہے سو جہر غیر مورد شرع مین بدعت ہوا حالانکہ جہر بالتکبیر والذکر مستحسن ہے اور بحر الرائق مین کہتا ہے لان ذکر اللہ اذا قصد بہ التخصیص بوقت

دون وقت او بشیء دون شیء لم یکن مشروعا مالم یرد بہ الشرع عالمگیریہ کہتا ہے یکرہ للانسان ان یختص لنفسہ مکانا فی المسجد یصلی غرض ان سب سے

یہی ثابت ہے کہ کسی اطلاق شارع کو قید زمان و مکان و ہیئت سے مقید کرنا بدعت ہے بدون اذن شارع کے پس اس کلیہ سے جو مسئلہ تمام امت

کا ہے اور ان احادیث اور روایات فقہاء مجتہدین سے خوب محقق ہوا کہ کسی حکم کا کسیوجہ سے تبدیل تغیر نہین چاہیئے نہ کمی سے نہ زیادہ سے نہ تبدیل

وصف سے پس مولوی صاحب نے یہی حدیث صحیح ترمذی کی اس اثبات مین تحریر فرمائی تہی تو مولف نے اول تو بحث تنقید حدیث مین لکھی اور

پھر معنی حدیث مین کلام کی ماشاء اللہ تعالی یہہ سلیقہ اور یہہ بحث اگرچہ بندہ کی عادت شعر اشعار یا امثال کے لکھنے کی بوجہ اختصار کے نہین مگر

یہان بے ساختہ طبع نے یہہ شعر لکہا ؎ ظہور حشر نہ ہو کیون کہ کلچڑی کنجی ٭ حضور بلبل بستان کرے نواسنجی ٭ سبحان اللہ مولانا احمد علی صاحب مرحوم

محدث کی حدیث نقل کردہ اور اوس کی تنقید مین عبد السمیع کلام کرے قیامت آئی صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا وسد الامر الی غیر اہلہ فانتظر

الساعۃ رواہ البخاری خیر اب سب لوگ مولف کے علم کو بغور ملاحظہ فرماوین مولف کہتا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے مگر شرم نہین کرتا کہ خود ضعاف بلکہ

کیونکہ من اقسام الطعن فی الحدیث وہذا ہو المراد من قول صاحب المصابیح ہذا حدیث غریب اور بعضی حدیث غریب صحیح بھی ہوتی ہے اور
بعضی حسن بھی ہوتی ہے سو عادت ترمذی کی ہے کہ اوسکو کھول کر کہدیتا ہے کہ ہذا حدیث صحیح غریب یا حسن غریب اور حیث بیان کرے
لفظ حسن اور صحیح کا تو مراد اوس سے وہی مطعون ہونا اوس حدیث کا ہو گیا اور اس حدیث کو ترمذی نے بھی لکھا ہذا حدیث غریب پس حدیث
مطعون فیہ ضعیف ٹھیری او بالفرض والتقدیر اگر مطعون فیہ کو بھی مسلم رکھیں تو جاننا ہے یہ بات کہ حضرت عبد اللہ ابن عمر نے اوس شخص پر
انکار السلام علی رسول اللہ کہنے سے اسلئے کیا ہو گا کہ اس باب میں صیغہ نہی رسول اللہ علیہ وسلم سے وارد ہے درمختار کی کتاب الذبائح میں ہے
قال علیہ السلام موطنان لا اذکر فیہما عند العطاس وعند الذبح اور نہی رسول اللہ علیہ وسلم کے مقابل میں جو چیز ایجاد ہوگی اوسکو ہم بھی منع کرتے
ہیں کیونکہ وہ خلاف شرع ایجاد ہوئی اور جس مقام پر نہی شرعی وارد نہیں ہوتی وہاں زیادہ کرنا ایسی چیز کا جو مستحسن اور مباح ہوتی ہو فقہا منع
موضوعات سے حجت اپنی بدعت چہلم و فاتحہ وغیرہ پر لاتا ہے اور علامہ احمد علی صاحب کی منقولہ حدیث صحیح کو محض اپنے جہل سے ضعیف بتاتا ہے
حق تعالی سے نہیں شرماتا مولف وجہ ضعف کی کہتا ہے کہ ترمذی نے اوسکو غریب کہا ہے اور جہاں غریب مطلق بلا قید صحیح یا حسن کے وہ
ضعیف ہوتی ہے مگر یہ قول مولف کا محض غلط اور مطلق جہل فن حدیث سے ہے اسواسطے کہ غریب اصطلاح ترمذی وغیرہ جملہ محدثین میں وہ
ہے کہ اوسکی سند میں کسی جگہ راوی منفرد ہو جاوے چنانچہ خود مقدمہ شیخ میں جو مولف کی نظر میں ہے یہ لکھا ہے الحدیث الصحیح ان کان راویہ
واحدا یسمی غریبا الخ اگر چہ مولف دیکھ لیتا تو شاید سمجھ جاتا اور جو کچھ سلیقہ رکھتا تو خود علل ترمذی کو کسی عالم سے پڑھکر سمجھ لیتا مگر اوسکو
علم سے تو مساس بحث ہی نہیں پس یہ حدیث ترمذی کی موافق اصطلاح ترمذی کے غریب اور صحیح ہے کیونکہ مشکوۃ میں ترمذی سے لفظ نقل
کرتا ہے ترمذی نے اپنی کتاب میں اوسکو غریب کہا ہے اور خود وجہ غربت کی بیان کر دی ہے کہ زیاد بن الربیع منفرد ہے اور حالانکہ زیاد بن
الربیع بخاری کی رواۃ میں ہے پس بہرحال لفظ غریب کا دیکھکر آنکھہ بند کر کے مولف کا حکم ضعف کا کرنا کس قدر جرأت و سفاہت ہے دوسرے
یہ کہ تمام راوی اس حدیث کے ثقہ اور مقبول ہیں کوئی بھی ضعیف نہیں پس اسکو ضعیف اپنی رائے سے کہدینا جرح ثقات علما پر کرنا اور طعن
ضعف کا مقبولوں پر کرنا کسقدر بد دیانتی ہے تیسرے یہ کہ شیخ نے اپنے مقدمہ میں جو لکھا ہے والغریب قد یقع بمعنی الشاذ شذوذا ہو من اقسام
الطعن و ہذا ہو المراد من قول صاحب المصابیح الخ تو مولف اسکو نہ سمجھا اور جا بالغیب ضعف کا حکم دینے لگا اول تو خود شیخ بلفظ قد یقع لکھتا ہے
کہ جو قلت اطلاق پر دال ہے مولف نے اوسکو قاعدہ کلیہ سمجھ لیا دوسرے یہ اصطلاح مصابیح کی ہے نہ دیگر محدثین اور ترمذی کی پس مشکوۃ
اگرچہ مستخرج مصابیح سے ہے مگر صاحب مشکوۃ نے یہ لفظ غریب کا تو مصابیح سے نقل نہیں کیا یہ نہیں کہا قال محی السنۃ ہذا حدیث غریب جو مولف
اس اصطلاح پر حدیث کو ضعیف کہدے بلکہ صاحب مشکوۃ تو صاف کہتا ہے رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب جسکو اندھا آدمی بھی جان
جاوے کہ قال ترمذی ہے نہ صاحب مصابیح اور یہ اصطلاح مصابیح کی ہے نہ ترمذی کی اور یہ قاعدہ کہ اطلاق غریب کا ضعیف پر ہو وے ترمذی کا
قاعدہ نہیں غرض مولف کو خود مقدمہ شیخ کی بھی فہم نہوئی اور خواہ مخواہ حدیث کو ضعیف لکھدیا اور کچھ غیرت نہ آئی نہ رواۃ کو دیکھا نہ اصطلاح کو
سمجھا نہ مقدمہ شیخ کو خوب دیکھ لیا نہ خود ترمذی کو دیکھا الحاصل یہ حدیث ہرگز ضعیف نہیں اور حجت اس سے نہایت قوی ہے ۵
اگر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ ؛ سو ناظرین کو مولف کی تنقید کا حال تو واضح ہو لیا اور علم کا مایہ جہل مرکب ہے یہ بھی محقق ہو گیا

منع نہین فرمایا اسکی دو نظیرین لکھتا ہون باقی جس شخص کی نظر فتاوی پر ہوگی وہ اور بھی نظیرین نکال لیگا ایک یہ کہ سب جانتے ہین کہ صحاح ستہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا درود تعلیم فرمایا ہوا واسطے جلسۂ التحیات کے یہ ہے اللہم صل علی محمد الی آخرہ لیکن اگر کوئی آدمی آپ لفظ سیدنا زیادہ کرے واسطے ادب تعظیم کے یعنی یون کہے اللہم صل علی سیدنا محمد اسکو صاحب در مختار نے افضل اور مندوب لکھا ہے وندب السیادۃ لان زیادۃ الاخبار بالواقع عین سلوک الادب فہو افضل من ترکہ ۔ دوسری نظیر یہہ کہ عبارت زیارت مدینہ منورہ مین زادہا اللہ شرفا وتعظیما یون لکھتے ہین وکلما کان ادخل فی الادب والاجلال کان حسنا ۔ اس عبارت سے یہی معلوم ہوا کہ رعایت اوس بات کی کرنی کہ جو سلف سے منقول ہے وہی ہو دوسرا

کا علم مولف کا طاق مین رکھا ہے نہ سینہ مین اب بحث معنوی سنو مولف کہتا ہے کہ بالفرض اگر اس حدیث مطعون فیہ کو مسلم بھی رکھین تو جائز ہے کہ حضرت ابن عمر نے بسبب ہی سنہ حسن کہا ہے کیا خوب فہم مولف پر ہزار آفرین اول تو ترمذی مین دوسری حدیث اسکی ہے باب ما یقول العاطس اذا عطس عن ہلال بن یساف عن سالم بن عبید انہ کان مع القوم فی سفر فعطس رجل من القوم فقال السلام علیکم فقال علیک وعلی امک فکان الرجل وجد فی نفسہ فقال اما انی لم اقل الا ما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عطس رجل عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال السلام علیکم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی امک اذا عطس احدکم فلیقل الحمد للہ رب العالمین الحدیث تو اب مولف بتلاوے کہ وہان تو احتمال نہی ہی نہین ہے کا تنہا السلام علیکم کے لفظ مین کوئی نہی وارد تھی جو خود فخر عالم نے اعتراض کیا اور خود وظیفہ وہ محل کا تلقین فرمایا بصاف اوس حدیث کی تائید ہوگئی کہ جس حدیث مین جو ذکر وارد ہے وہی رہے اور اوس جگہ تبدل تغیر بیجا ہے جیسا تبدیل مین تغیر ہے تقیید مین بھی تغیر ہے دونون ناجائز ہوئے خواہ زیادہ سے ہو خواہ تبدیل سے ہو دوسرے یہ احتمال نکالنا مولف کا کہ جائز ہے کہ بسبب نہی کے یہہ اعتراض حضرت ابن عمر کا ہوا ہو اوس وقت درست ہو سکتا ہے کہ تقیید مطلق کا تو عمدہ شرع مین یہہ مخفی ہو ہاں کا کہ یہہ امر خود فخر عالم سے لیکر تمام مجتہدین تک مسلم رہا تو پہر ایسا ضعیف احتمال نکالنا کس عقل کا کام ہے علاوہ اسکے خود حدیث مین اس احتمال کو رفع فرما رہے ہین فرماتے ہین لیس ہکذا علمنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ کہ یون تعلیم یہان نہین فرمایا بلکہ یہہ تعلیم فرمایا ہے یہ نہین فرمایا کہ نہانا ان عن مثل فی ہذا الموطن جس سے ہر اہل علم دریافت کر لیتا ہے کہ وجہ اعتراض کی زیادہ بالرای تھی نہ کہ موہن کو حق مین کہان ہے جو سمجھتا اور دیکھتا اوسکو تو احتمال خلاف عقل فرض کر لیا اور موہنہ سے نکالدیا اور اپنا علم مشکوک ظاہر کر دینا ہی آتا ہے تیسرے یہ کہ مولوی صاحب نے یہی تو فرمایا ہے کہ حد مقرر شارع پر بدون اذن کے زیادہ بدعت ہے اور خوب واضح ہے کہ بدعت منہی عنہ ہے بقولہ علیہ السلام ایاکم ومحدثات الامور جب آپنے ایاکم کا لفظ فرمایا تو یہ نہایت درجہ کی نہی موکد ہے تو بہر حال بدعت بھی منہی ہوئی پس مولوی صاحب بھی یہان نہی کا اقرار فرماتے ہین مولف نے کیا خاک جوابدیا اور کیا مقصد حاصل کیا مولف خود کہتا ہے کہ نہی کے مقابل جو چیز ایجاد ہوئی ہم بھی اوسکو منع کرتے ہین تو بدعت بھی منہی ہے اگر کوئی بدعت کا ایجاد کریگا نہی کا مقابلہ یہان بھی موجود ہے نہایت الا امر یہہ ہے کہ جسکی صراحۃ نہی نہین بلکہ احادیث کی نہی کے ضمن مین ہے وہ بدعت ہے اور جسکی صراحۃ نہی ہے وہ منہی ہے پھر اس فرق سے کیا نفع مولف کو حاصل ہوتا ہے کل بدعۃ حرام تو نہی ہی رہی اور زیادہ علی وظیفۃ الشرع منہی عنہ اور بدعت ہوا مولف بھی اوسکو منع ہی کریگا تو اس جواب کا حاصل ہی کیا نکلا سوائے الفاظ کے کوئی معنی ہی اس کے ہین بلکہ اور تاکید ہوگئی کہ مولوی صاحب نے نہی دلالۃ فرمائی تہی مولف نے صراحۃ نہی کا اوس مین اقرار کر لیا آگے یہ کہ دلالۃ نہی کا اعتبار نہین اور بدعت کا ایجاد درست ہے یہ امر مولف تو کیا کوئی مسلمان ہی نہین کہیگا پس تو حاصل تقریر مولف کا یہہ ہوا کہ اگرچہ بدعات زیادہ وغیرہ کی حرام ہین مگر یہین

> ان ساتھ بھی زیادہ ہو یہ کچھ ضرور نہین بلکہ اپنی طرف سے جو کچھ حرکات و سکنات موٴدبانہ کریگا سب بہتر ہین اون تعظیمات مین ہر ایک مخیر ہے خلاصہ یہ کہ
> حدیث عطاس مین اوس شخص کا زائد کرنا لفظ السلام علی رسول اللہ مقابل نہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تہا اسلئے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے

نہی صریح ہے بدعت مت کہو پس یہ اصلاح موٴلف کی محض بے سود تطویل ہوئی اور پھر وہ بھی احتمال کے ساتھ اور تردد سے کہتا ہے کیونکہ لکھتا ہے
شاید نہی ہے کہ اسلئے انکار کیا ہوگا تو دوسرا احتمال بھی موٴلف کے نزدیک مسلم ہے اور دوسری حدیث اور خود اس حدیث کے لفظ اس احتمال موٴلف کو
رد کرتے ہین بہرحال زائد کرنا بھی تعمیہ کرنا ہی ہے پس وہ جو آپ نے قید مطلق کا حاصل ہوا اور اعتقاد اور عمل بلا اعتقاد اس تقیید کا دونون منکر ہوئی اسواسطے
شارع نے یہان ایک صیغہ مقرر فرما دیا تہا اب اسکی جگہ دوسرا صیغہ بولنا بھی بدعت اور منہی عنہ ہے خواہ اعتقاد اوسکا ہو خواہ بلا اعتقاد اور اوسپر زیادہ
بھی بدعت اور منہی ہے خواہ اعتقاد ہو یا نہو پس بزعم موٴلف کے فقط صیغہ سلام علی رسول اللہ کے زیادہ الحمد للہ پر بدعت نہین بلکہ منہی عنہ ہے مگر دیدہ
خود دیکہئے کہ ما احدث مما خالف الحق المشتمل من اختراع میہ یہ بدعت داخل ہے منہیات صریحہ بھی داخل ہین احداث کہ اسلئے قرن فخر عالم
مین تفصیل رضوان نہین سو ایسی جہل کی بات ہی موٴلف کا غرض یہ تھی کہ نہی صریح ہو تو زیادہ درست ہے اور یہ بالکل غلط محض ہے کیونکہ جس کی نہی
صراحۃ دلالۃ کسی طرح سے ہو وہ زیادہ درست ہے اور جسکی نہی دلالۃ ہو وہ زیادہ ہرگز جائز نہووےگی غرض کلیات سے تو موٴلف کو کچھ علاقہ فہم کا ہونا
نہین مگر جزئیات پر اوسکی ہی یہان وجہ یہ ہے اور سن رکہا ہوا اول زیادہ لفظ سیدنا کی صیغہ درود شریف مین مگر یہ نہ سمجھا کہ جہان
اجازت زیادہ یا تبدیل کی صراحۃ یا دلالۃ موجود ہے وہان نہی کہان ہو سکتی ہے وہ تو خود ما ورد به الشرع مین داخل ہے سو اجازۃ زیادہ لفظ سیدنا
آیۃ یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ الآیۃ مین موجود ہے کیونکہ معنی صلوۃ کے تعظیم کے ہین اور صلوا کے معنی عظموا لکہتے ہین اور دعا کی اگر نسبت ہو اوسکو بھی
تعظیم لازم ہے کیونکہ کسیکے واسطے دعا کیجاویگی اوسکی توقیر و تعظیم لازم ہوویگی تھوڑی سی عقل کی حاجت ہے سو ہرگاہ کہ تعظیم فخر عالم کی اپنے بندگان سے حق تعالی طلب
کرتا ہے تو جو لفظ دعا کہ تعظیم کے معنی دیوےگا وہ خود مطلوب ہوویگا جبتک کہ اوسکی نہی وارد نہو پس یہ نظیر موٴلف کی کسقدر بے علمی پر شاہد ہے اور جزئیہ
قول الفقہاء کل ما کان ادخل فی التعظیم الخ اور وہ بھی مناسب اس آیت کے اور نیت و توقروہ کے ہے کہ حق تعالی توقیر اپنے رسول علیہ الصلوۃ والسلام
کی طلب کرتے ہین پس توقیر مشروع جسقدر ہو مطلوب ہے اگرچہ درجہ فضیلت کا کسی حد سے حاصل ہو جاوے مگر زیادہ توقیر مشروع سے استحباب کا حاصل
ہوگا اور مطلوب شرع کا ہے ہان وہ اس درجہ کی توقیر و تعظیم ہو کہ شرع سے ممنوع ہو جاوے مثلاً رکوع و سجدہ یا جیسا کہ قیام کا امر تعظیم کا سو نہین
ہے البتہ یہ ممنوع ہوویگا بہرحال ہر دو نظیر موٴلف کی وہ ہین کہ نص قطعی سے مطلوب ہین منہی عنہ نہین اور مولوی صاحب نے نہی بدعت
کی ظلم لکہی تہی اور موٴلف زیادہ اپنی طرف سے کرنیکو کہتا ہے مگر معنی در بطن شاعر سمجھتا نہین زیادہ اپنی طرف سے بدون اذن شارع کے خلاف ورد
نص کے مزاحم ہے اور جو زیادہ موافق النصوص اور حسب اجازت نص کے ہو وہ اپنی طرف سے نہین ہو پس زیادہ سیدنا کی اور افعال و
اقوال ادخل فی التعظیم کی اپنی طرف سے نہین بلکہ باذن شارع ہے اور زیادۃ السلام علی رسول اللہ کی عطس کے جواب مین اپنی طرف سے ہے علی ہذا
دیگر مسائل مین اور جزئیات مین بھی ہے مگر موٴلف فہم کسکا مانگ لیوے جو سمجھے واہ سبحان اللہ کیا عمدہ جواب پایا کہ جسکا سر ہے نہ پاؤن طلب معنوی
سنت کا موٴلف اقرار کرتا ہے اور اپنے زعم مین رد کر رہا ہے آیۃ کے تفریع مقصود موٴلف کو شد **قولہ** خلاصہ یہ کہ حدیث عطاس الخ **اقول** پہلے
موٴلف اوسکو احتمال و تردد سے کہتا تہا یہان اوسکو یقین ہو گیا کہ نہی صریح کے مقابلہ کی وجہ سے حضرت ابن عمر کا تہا مگر اوپر واضح ہو لیا کہ یہان بدعت

اوسکو منع کیا اور مولد شریف مین جو بعض امور ملحقہ مین اونکی نہی شرع مین وارد نہین پس قیاس کرنا امور غیر منہیہ کو منہیہ پر صحیح نہین الحاصل محققان بالغ نظرنے ان امور ملحقہ کو محفل مولد شریف مین جائز رکھا اور وہ جو اعتراض شمول ان امور مین کرتے ہین کہ ان لوگون نے مطلق کو مقید کر دیا اسکا جواب سابقہ عمدہ اضافات متفرقہ مین بیان کرینگے خلاصہ یہ کہ ان امور مستحسنہ کا جواز کلام علماء ربانی مین موجود ہے از انجملہ عبارت ملا علی قاری کی جو اونکی کتاب مورد الروی فی مولد النبی میں ہے لکھی جاتی ہے واما ما یمنعہ من السماع واللہو وغیرہما فینبغی ان یقال ما کان من ذلک مباحا بحیث لا یعین

ہونیکی وجہ سے منع تہا او رنہی صریح بھی اگر ہو تو یہی حاصل ہوگا زیادہ بدون اذن شارع کے درست نہین اور نہی خواہ صریح ہو خواہ دلالۃً ہو بلکہ زیادہ ہے اس تغیر سے مولف کو کوئی نفع نہین بلا محض لغو تحریر کی ہے اور یہ سب لغو حرکت او خیال زیب و زینت کیواسطے کرتا ہے اسپر کوئی دلیل نہین لایا اس حدیث کی جو توجیہ کی وہ بھی خلاف مراد و لغت کے کچھ نافع نہوئی اور جو تضعیف حدیث کی کرتا تہا اوس سے بھی محروم بے نیل رہا اوسکی زیب و زینت بدعت محضہ رکہی سنو کہ زیب و زینت و شیرینی کی بحث شرح سوال مین ہو چکی ہے اوس سے معلوم ہو چکا کہ وہ سیئہ ہیں عند التحقیق اور بدعت منکرہ ہین اور جو محققان نابالغ نظر مولف کے مجوز منہیات شرعیہ کے ہین اگرچہ نہی دلالۃً ہی ہو وہ اوراون کا قول بمقابلہ نصوص اور روایات مجتہدین کے ہرگز معتبر نہین اور تفصیل منہیات کی جو مولود کی مجالس اونکو مشتمل ہے کچھہ شرح سوال مین لکہی اور کچھ مولف کے لمعات باطلات مین ذکر اسکا ہو جاویگا پس مولف کا یہ قول کہ امور ملحقہ کی نہی شرع مین وارد نہین کسقدر جہل شرع سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ بالفعل علماء تو کلیات النصوص و جزئیات مجتہدین سے منع کو ثابت کرتے ہین اور مولف سے بجز اسکے کہ علماء دین نے ترکہا محققان بالغ نظر نے درست جانا فلان فلان شریک ہوا فلان کرتے رہے اور کچھہ حجت نہین اور یہہ قول بعد ثبوت ہرگز حجت شرعیہ نہین ہو سکتا اپنا دل خوش کر لو مگر اہل علم کے نزدیک کوئی دلیل نہین اور طرفہ تماشا ہے کہ مولوی احمد علی صاحب نے نفس ذکر کو مندوب فرما کر کسی امر سے اوسکا مقید کرنا اور اوسکے اطلاق کو تخصیص لگانا حسب دلائل شرعیہ بدعت فرمایا ہے اور خود مولف بھی صفحہ ۸۰ مین بحث فاتحہ مین تقید شارع کو بدعت اور فاعل زجر و توبیخ کہہ آیا ہے اور پھر یہان بھول گیا اور راہ مخالفت کی چلا حالانکہ عقیدہ عوام کا یہان بھی تقییدات کی ہونیکا ہے الحاصل قیود محفل میلاد کے اثبات مین مولف حجت شرعیہ سے تو عاجز ہے ہاتھ پانون مار کر ناچار اقوال علماء پر قناعت کرتا ہے بے نیل مراد لوٹ آتا ہے کما لا یخفی **قولہ** خلاصہ یہ کہ ان امور مستحسنہ کا جواز الی قولہ از انجملہ اصل عبارت ملا علی الخ **اقول** مولف عاجز جب سب نصوص سے بدعت ہونا امور ملحقہ کا معلوم ہوا تو قول مورد الروی کا لایا کہ جس سے عوام کو دہوکا جواز امور ملحقہ کا ہو جاوے پس اس جواب و سکا یہ ہے کہ جب نصوص و اقوال مجتہدین سے بوجہ تقیید و تعیین کے بدعت سیئہ ہونا ان امور کا ثابت ہو گیا تو ہمقابلہ اوس کے علی قاری کا قول یا کسی کا قابل التعویل نہین سب فضول ہے مگر چونکہ مولف اس قول کے ذریعہ سے اضلال خلق اپنی کج فہمی سے کرنا چاہتا ہے تو اصل مطلب اسکا لکھنا مناسب ہوا پس سنو کہ امور ملحقہ ذکر مولود کے ساتھ دو قسم کے ہین یا وہ کہ اول سے ہی حرام و مکروہ شرعی ہین وہ تو خود ہر حال ممنوع ہین جیسا روشنی زائد از قدر حاجت کہ اسراف اور حرام ہے قال اللہ تعالیٰ ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین الآیہ۔ اور حضور امارد کا خصوصاً مجمع شباب و فسقہ مین اور لباس حسن کے ساتھ حرام ہے الامردان کان صبیحا فحکمہ حکم النساء وہو عورۃ من قرنہ الی قدمہ لا یحل النظر الیہ عن شہوۃ کذا فی عالمگیریہ و در مختار اور حضور فساق بلباس خلاف و ترک نہی عن المنکر کہ یہ سب حرام ہین اور دیگر امور پس ایسے امور کا ہونا تو ہر حال

لیوم فلا باس بالمحافظة وماکان حراما ہو مکروہ یا ممنوع اور اس عمل کو تخصیص ہوگئی ساتھ مہینۂ مبارک ربیع الاول کے ہرچند وہ تذکرہ روان اسا
قدیم سے یعنی وقت صحابہ سے چلا آتا تھا لیکن یہ سامان فرحت سرور کرنا اور اوسکو بھی مخصوص شہر ربیع الاول کے ساتھ اور اوس میں بھی خاص
اسی دن یعنی دن میلاد شریف کا معین کرنا بعد میں ہوا یعنی چھٹی صدی کے آخر میں اور اول یہ عمل ربیع الاول میں کرنا تخصیص اور تعین کے ساتھ

تخصیص کو منکر بناتا ہے اور حاضر ہونا اوس میں ممنوع ہے اور بعض امور وہ ہیں کہ اصل اونکی مباح ہے مگر بسبب کسی عارض کے کراہت اون پر
عارض ہوگئی جیسا شیرینی مباح تھی مگر بسبب تاکید کے یا عوام کے ضروری جاننے کے بدعت ہوئی اور بساط وقنادیل وغیرہ جائے بیٹھنے کا سبب اسی
تاکید واہتمام کے بدعت ہوگئی اور ملا علی قاری یہ کہتے ہیں کہ جو شے من کل الوجوہ اولا وآخرا مباح ہے وہ تو مباح ہے اور جو شے اوس مکروہ
ہو یا مباح تھی اور مکروہ ہوگئی وہ ممنوع ہے پس ہرگاہ کہ اس زمانہ کے سب قیود اب بدعت ومکروہ ہوگئی تو اس عبارت قاری سے اس طرح نکا
ثابت ہوتا ہے وہ تو مطلقاً مکروہ کہ خواہ اصلی ہو خواہ عارضی ممنوع فرماتے ہیں سو جو اشیاء اون کے وقت میں داخل ہوئی نہیں اس سے
معلوم ہوا کہ اوس وقت میں اباحت کے درجہ سے نہیں بڑھی تعیین اور دوام بھی اون کا نہ تھا بخلاف اس زمانہ کے کہ اب جملہ مباحات اصلیہ بھی
میں عوام کے نزدیک سنت مؤکدہ اور بدعت ہو چکی ہیں پس مولف کا استدلال اس عبارت سے محض مغلطہ ہے ہاں اگر عوام کا اونپر کراہت
مندوبہ ہو اور مجمع صحابہ کا ہو جیسا مولوی احمد علی صاحب نے تحریر فرمایا وہ جائز ومندوب ہوگا جیسا ملا علی قاری لکھتا ہے مگر مولف اپنی بدعت
کی حفاظت میں عبارت کو کم فہمی سے لیجاتا ہے خود ملا علی قاری حدیث ابن مسعود میں فرماتے ہیں من اصر علی امر مندوب وجعله عزما ولم يعمل بالرخصة
فقد اصاب منه الشيطان من الاضلال فكيف من اصر على بدعة ومنكرا انتهى بھلا جب قاری مندوب کے اصرار کو بدعت کہے مباحات کے اصرار کو
کیونکر بدعت نہ کہیں گے پس قاری کی عبارت دلیل واضح ہے کہ قول ماکان حراما ومکروہا سے عام ہے کہ کراہت اصلیہ ہو یا عارضیہ دونوں مکروہ ہیں
اور حقوق مباح کا اوس وقت تک درست ہے کہ اباحت کے درجہ میں رہے اور جہاں اصرار وتاکد کا درجہ ہوا مکروہ وبدعت وحظ شیطان بنا پس
اس زمانہ کی شیرینی اور روشنی سب علی نے مکروہ فرمادی اور یہ سب سامان سرور مولف کے بدعت ہوگئے اور یہ عبارت قاری کی شاہد
مانعین کی بنگئی سبحان اللہ کیا فہم مولف کا ہے اور کیا عمدہ دلائل پیش کرتا ہے کہ بابد وشاید **قولہ** اور اس عمل کو تخصیص الخ **اقول** اب
مولف نے دلیل ادخال سرور کی شروع کی ہے بعد نقل قول علی قاری کے اور ابتداء حال ادخال سرور کا بیان کرتا ہے پس سنو کہ زمانہ صحابہ
وتابعین وتبع تابعین اور چھ سو سال تک ذکر فخر عالم کی ولادت کا اور وقائع قبل ولادت کا اور بعد ولادت کے حالات اور شرح صدر ونبوت اور
بیان احکام وقصص وغیرہا کا تعلیم تعلم کی طرح ہوتا تھا جیسا درس تدریس علوم کا ہوتا ہے نہ اوس میں عقد مجلس تھا نہ اطعام طعام نہ کوئی امر جیسا
کہ خود فخر عالم کے وقت میں تعلیم ہوتی تھی بعد چھ سو کے سن چھ سو میں ملک مظفر نے جو محفل مولد میں ایجاد کیا یہ تھا کہ روز ولادت آپ کے مجمع علماء
وصلحاء کا ہوتا اور ذکر ولادت وغیرہ ومعجزات کا کر کے کھانا کھلا کر رخصت کرتا چنانچہ شیخ جلال الدین سیوطی اپنے رسالہ حسن المقصد فی عمل المولد

میں لکھتے ہیں عندی ان اصل المولد الذی هو اجتماع الناس وقراءة ما تيسر من القرآن ورواية الاخبار الواردة في مبدأ امر النبي عليه السلام
وما وقع في مولده من الآيات ثم يمد لهم سماطا ياكلونه وينصرفون من غير زيادة على ذلك من البدع الحسنة الخ پس اس ایجاد میں تعیین تاریخ اور اجتماع اور
اطعام طعام کی قید اس فرح کے ساتھ اضافہ ہوئی اور بظاہر مطلق ذکر کو مقید کیا گیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ زمان سیوطی تک یہ ہی رہا بلکہ بعد بھی ایسا ہی

شہر موصل میں ہوا کہ ایک شہر ہے ملک عراق میں وہان ایک متقی دیندار شیخ عمر موصلی روزگار سے تھے اونہوں نے یہ عمل ایجاد کیا یہ جو لوگوں میں مشہور ہے کہ سات سو برس سے مولد شریف نکلا ہے اوس کے یہ معنی کہ بعض خصوصیات کے ساتھ اتنے دنوں سے ہے ورنہ اصل تذکرہ مولد شریف تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے چلا آتا ہے اور بادشاہوں میں اول بادشاہ ابو سعید مظفر نے مولد شریف تخصیص تعیین کے ساتھ ربیع الاول میں کیا غرضکہ اس بادشاہ نے شیخ عمر مذکور کی پیروی اس فعل میں کی ہر سال ربیع الاول میں تین لاکھ اشرفی انکا خرچ

ہوتا رہا دراس سلطان مظفر اور ابن دحیہ کے حال میں مختلف اقوال ہیں کسی نے انکو عادل ثقہ کہا کسی نے فاسق کذاب لکھا مگر بندہ کو اس تحقیق سے کچھ کام نہیں اصل مطلب غرض یہ ہے کہ اوس وقت ایجاد میں علامہ فاکہانی اور اونکے ہم عصروں نے اسپر اعتراض کیا اور اسکو بدعت قرار دیا اور ثابت کردیا کہ اسکی اصل کہیں شرع میں نہیں کہ یوم حدوث نعمت کو ہر روز یوم سرور ٹھہرایا جاوے اور مطلق ذکر کو مقید کیا جاوے زمانہ اور ہیئت کے ساتھ کہ اسکی اصل کہیں کتاب و سنت سے نہیں بلکہ نہی اوس کا موجود ہے پس یہ بدعت ضلالہ ہوا اور دیگر جماعت نے اوسکو بدعت حسنہ قرار دیا ہر چند کہ یہ عاجز نحیف اس قول ان علماء کے بدعت حسنہ ہونیکی توجیہہ بسبب حسن ظن کے کرسکتا ہے اور آخر لمعہ میں لکہی جاویگی مگر ظاہر حال وہی ہے جو علامہ فاکہانی نے فرمایا ہے بندہ اسکی ہی تحقیق کرتا ہے الغرض اوس وقت ایجاد میں ہی علماء نے اسپر رد کیا اور پھر ہر طبقہ اور ہر زمانہ میں مانعین برابر رد کرتے رہے اور اسکو بدعت کہتے رہے آج تک کہ سات سو سال گذرے کسی نے کوئی آیت یا حدیث صحیح جواز میں پیش نکی مطلق ذکر ولادت کے فضائل بیان کرتے رہے مولف کہ بہت سے رسائل جمع کرنے کے بعد بعد رعونیکا مدعی ہے اوس نے بھی مطلق میں ایک آیت اور تین حدیث لکھکر بس آئین شائین بتلانے لگا اور خلاصہ دلیل مولف کا یہ ہے کہ تمام علماء کرتے رہے ہیں علاوہ اسکے یہ لکھا ہے اول جھوٹ دعوی کیا کہ علماء بالغ نظر نے ان قیود کو جائز فرمایا ہے پھر مولود اردو کی ایک عبارت نقل کی کہ جسکا حال معلوم ہوا کہ مولف کے مفید مطلب نہیں اب سلطان مظفر کا قصہ اپنے استدلال میں لایا ہے اور محض تطویل بے سود ہے اپنا ورق سیاہ کیا ہے کوئی مطلب کی بات نہیں خلاصہ دلیل اور حاصل غرض اس سے یہ ہے کہ صدہا علماء نے جیسا ہیئت موجودہ اس سلطان کو جائز و بدعت حسنہ کہا تو اجماع جواز پر ہوگیا گویا ایک حجت قطعیہ اجماع کی ہوگئی اور بہت خوش ہوئے کہ بڑی قطعی حجت مل گئی پس اب ناظرین پر اسکی بحث کی حقیقت معلوم ہوجاتی ہے بغور سنو کہ شریعت میں چار چیزیں ہیں جس سے جواز و حلت ثابت ہوتی ہے اول کتاب اللہ تعالی دوسرے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیسرے اجماع امت چوتھے قیاس صحیح مجتہدین کا سوائے اسکے کوئی دلیل شرعی ہرگز نہیں پس آیت اور حدیث سوان دونوں میں ہیئت اور تعیین اور اعادہ سرور کی کوئی دلیل نہیں ہاں نفس ذکر کی دلیل استحباب کی ہے مگر ان قیود کی دلیل کوئی نہیں بلکہ پہلے ثابت ہوچکا کہ قرآن و حدیث میں ممانعت تعیین قیود اور مشابہ کفار اور اختلاط فساق اور سب امور منکیر کی موجود ہے پس یہہ دو حجت شرعیہ تو ہرگز مثبت قیود مروجہ کے جواز کی نہیں بلکہ نافی و ناہی ہیں تیسرا اجماع امت وہ بھی ہرگز یہاں موجود نہیں جلال الدین سیوطی حسن المقصد میں لکہتے ہیں ولیس فیہ نص ولکن فیہ قیاس علی الاصلین پس ہرگاہ کہ خود سیوطی باین وسعت نظر انکار نص کا کرتا ہے تو کس کا حوصلہ ہے کہ نص جواز کی دیوے اور اس قول سیوطی سے جیسا قرآن حدیث سے نص جواز کا نہ ثابت ہوا اجماع کا بہی انکار لازم ہے کیونکہ وہ بھی حجت قطعیہ ہے اور خبر واحد حدیث سے اقوی و اقدم ہے جب اوس سے بہی انکار ہوا جب ہی تو قیاس پر جو ظنی ہے سہارا پکڑا اور نہ اجماع کے ہوتے کیا ضرورت قیاس کی تہی اور محل اجماع میں قیاس کیا ہے

نقل کیا گیا تھا اوسکے زمانہ میں ایک عالم ابو الخطاب بن دحیہ جو حضرت دحیہ کلبی صحابی کی نسل اور اولاد میں تھا جسکی بابت شرح علامہ زرقانی در
دوسری تواریخ عربی میں لکھتے ہیں کہ وہ علم حدیث میں بڑا مصر پختہ کار تھا علم نحو اور لغت اور تاریخ عرب میں کامل تھا بہت ملکوں میں پھر کے اوس نے
علم حاصل کیا تھا اکثر شہروں ملک اندلس میں اور مراکش اور افریقہ اور دیار مصر اور ملک شام و دیار شرقیہ عراق و خراسان و مازندران
وغیرہ میں خود علم حدیث حاصل کرتا اور دوسروں کو فائدہ دیتا پھر انجام کار سنہ چھ سو چار ہجری میں وہ شہر اربل میں آیا یہان سلطان ابو سعید

اس میں صاف سیوطی نے انکار وجود ہر حیثیت کا جواز ان قیود میں کر دیا اور حال اصلین کا بعد اتمام اس تقریر کے واضح ہو جاویگا اب اوسنو کہ یہ جو نفی
انکار وجود اجماع کا جواز ان قیود اور اس حیثیت میں کیا ہے اسواسطے کیا ہے کہ اجماع کی تعریف شرع میں یہ ہے کہ اتفاق مجتہدین صالحین
من امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی عصر واحد علی امر قولی او فعلی انتہی من یعد ما نوو الشرط انقراض الکل و خلافہ الواحد مانع کخلاف الاکثر انتہی
مانا پڑیگا بلکہ خود اوس وقت حدود مشہور میں فاکہانی اور اون کے توابع علما نے انکار کیا اور بدعت ہونا اوس کا ثابت کر دیا تو اجماع
اوس کا نہیں ہو سکتا ہے نہ تھا تو اجماع کے وجود کا ایک فرد کا بھی خلاف مانع ہے پھر ہر قرن میں علما خلاف کرتے رہے اور اوسکے بدعت
ہونیکے مقر رہے لہذا وجود اجماع کا ہرگز نہیں ہو سکتا اہل علم تو جانتے ہیں کہ جہلا ظاہری کثرت کو دیکھکر اجماع سمجھ بیٹھے ہیں جیسا مولف تحریر علی

پس شرعا یہ مسئلہ قیاسی رہا اور ظنی ٹھہر گیا اجماع شرعی ہرگز ممکن نہیں اور یہ سند اجماع کی بھی ضرور ہے علی المختار قال التوضیح و سند الاجماع خبر

واحد او القیاس عندنا او الجمہور علی انہ لا یجوز الاجماع الا عن سند من دلیل او امارۃ لان عدم السند یلزم منہ الخطاء اذ الحکم فی الدین بلا دلیل خطاء
انتہی ان تلویح پس یہان سند کیواسطے آیت و حدیث تو پہلے ہی سے مرتفع ہے اجماع کس شے پر ہو ان اگر ان دو اصل پر جواب ہو و سیوطی نے
احتجاج کی ہیں ہو جاتا تو ممکن تھا مگر نہیں ہے جیسے پہلے معلوم ہو لیا کہ کسی قرن میں اتفاق نہ ہو سکا اور پھر وہ دونوں اصل فاسد بھی ہیں
ہیں انکو علما نے قبول کیا بہر حال اجماع کا نہونا جواز اس ہیئت پر ثابت ہو گیا چوتھے حجت ظنی قیاس صحیح ہے اور وہی زعم مجوزین اس
ہیئت میں پائی جاتی ہے چنانچہ سیوطی خود اقرار کرتے ہیں اگرچہ بے علم لوگ کچھ کہیں لگاتے ہیں یہاں قیاس بھی صحیح نہیں اسواسطے کہ
منجملہ شرائط صحت قیاس کے یہ بھی شرط ہے کہ فرع میں کوئی نص مخالف حکم قیاس کے موجود نہو اگر ایسی نص موجود ہوویگی تو قیاس باطل

ہو جاویگا اور یہ بھی شرط ہے کہ قیاس فرع میں حکم نص کو متغیر نکرے یعنی مطلق کو مقید مثلا قال فی التوضیح ولا یصح القیاس ان کان فی الفرع

نص لانہ ان کان موافقا للنص فلا حاجۃ الیہ وان کان مخالفا فیبطل وان لا یغیر القیاس حکم النص فلا یصح شرطیۃ التملیک فی طعام الکفارۃ

قیاسا علی الکسوۃ لانہا تغیر حکم قولہ تعالی فکفارتہ اطعام عشرۃ مساکین وکذا شرط الایمان فی کفارۃ الیمین قیاسا علی کفارۃ القتل یخالف
اطلاق النص انتہی پس اب سنو کہ سابقا محقق ہو چکا کہ احادیث سے ثابت ہو لیا کہ مطلق کو مقید کرنا ممنوع ہے کہ تغیر حکم شرع کا ہے اور یہ
اجماع تمام امت کا ہے شرح منیہ سے بھی اسکو خوب وضح اسیواسطے لکھا تھا اور ذکر فخر عالم کا اور شکر آپ کے وجود کا نصوص میں مطلق وارد ہوا
ہے مثلا قولہ تعالی واما بنعمۃ ربک فحدث الآیۃ واشکروا نعمۃ اللہ الآیہ پس مطلق نصوص مذہب ذکر فخر عالم کو قیاس مقید کسی ہیئت میں
کر اس طرح درست ہوگا کہ یہ قیاس خلاف حکم نص کے ہے اور مغیر حکم نص کو ہے پس یہ قیاس ہرگز صحیح نہیں ہو سکتا اور حسب قاعدہ اصول
شرع کے یہ قیاس باطل ہے کہ مغیر اور مخالف حکم نص کے ہے پس معلوم ہو لیا کہ یہان کوئی قیاس بھی صحیح نہیں جیسا نہ حجت سابق نہیں تھی

صاحب قسطلانی وغیرہ نقل کرتے ہیں کلام حافظ ابو الخیر سخاوی سے ثم لا زال اہل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن الکبار یحتفلون فی شہر مولدہ ویعتنون بقراۃ مولدہ الکریم ویظہر علیہم من برکاتہ کل فضل عمیم اور ملا علی قاری کل ملکون میں مولد شریف کا ہونا ثابت کیا ہے جسکا جی چاہے اونکے رسالہ میں دیکھ لے وہ لکھتے ہیں یہ بات کہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً اور ملک مصر اور ملک اندلس اور ممالک مغربی و ملک روم و ملک عجم اور خاصہ ہندوستان

میں کمال باہتمام اور اہتمام سے ہوتی ہیں جنمیں مولد شریف کی اور یہ بھی لکھا ہے ومن تعظیم مشائخہم وعلمائہم ہذا المولد المعظم والمجلس المکرم لا یأباہ احد فی حضورہ رجاء ادراک نورہ [illegible] بہر حال جمیع مذکورین دیار وامصار مذکورہ [illegible] کی محفل اور مجلس کی تعظیم ان سب ملکوں کے مشائخ طریقت اور علماء شریعت مستعد کرتے ہیں کہ کوئی اوس میں حاضر ہونے سے انکار نہیں کرتا انتہی کلامہ پس مقبولیت او شہرت اور کثرت اس عمل [illegible] کلام ملا علی قاری اور سخاوی سے ظاہر ہوگئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ علماء ومشائخ میں کوئی انکار نہیں کرتا تھا [illegible] ظاہر ہوا کہ وہ جو کوئی ایک دو آدمی یا دو چار دس انکار کرتا یا وہ مخالفت بزرگان بلکہ الکھوان کے اور خلاف سواد اعظم سمجھکر ہر دورہ اور ہر عہد [illegible] علماء معاصرین میں غیر مقبول اور متروک العمل رہا چنانچہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً میں زمانہ قدیم سے اب تک اور ملک روم [illegible] ممالک مغربی وغیرہ تمام بلاد اسلامیہ میں ہمیشہ سے وقت تک اسی استحباب استحسان محفل مولد شریف پر عمل ہے سوائے [illegible] حضرت ہندوستان کے کہ [illegible] کے انکار پیدا ہو گئے اور زمانہ قدیم میں ہندوستان میں بھی علماء ہند کے مقبولین [illegible] شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور ملا محمد طاہر صاحب مجمع البحار استحباب عمل مولد کے قائل تھے اور نیز بعض قصص وحکایات

[illegible] کلام کا نہیں قرآن وحدیث سے کچھ ثبوت ہی نہیں پس سب آپکے علماء کا فتوی لا العبا [illegible] ہوگیا اور بدعت ہونا مقرر ہوگیا اور [illegible] ہونے سے [illegible] علماء کے کچھ جواز کی نہ ہوئی اگر کروڑوں علما بھی فتوی دیویں بمقابلہ نص کے ہرگز قابل اعتبار کے نہیں اگر [illegible] علم دقیق ہو تو ظاہر ہے پس قول ابطال ابن الجوزی کا کہ یحضر عندہ فی المولد اعیان العلماء والصوفیہ بمقابلہ نصوص کے ہرگز ملتفت نہیں [illegible] بلاد میں مشتہر [illegible] کا کوئی دلیل شرعی نہیں صلوۃ لیلۃ البراءۃ اور رغائب تمام دنیا میں شائع ہوئی اور بدعت ہی رہی پس اشتہار مر غیر مشروع کا موجب جواز کا نہیں ہوتا پس سخاوی کے اس قول میں کوئی حجت شرعیہ نہیں علی ہذا علی قاری کا لکھنا کہ تمام ملکوں میں یہ رائج ہے **قولہ** اس سے ظاہر ہوا کہ وہ جو کوئی الخ **اقول** جو ایک دو عالم موافق نصوص شرعیہ کے فرماوے اور اوسکی تمام دنیا مخالف ہو کر وہی بات خلاف نصوص اختیار کرے تو وہ ایک دو ہی عالم مظفر ومنصور اور عند اللہ مقبول ہونگے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال طائفۃ من امتی علی الحق منصورین لا یضرہم من خالفہم حتی یاتی امر اللہ طائفہ خود قطعہ شے کا ہونا ہے اور قلت پر دلالت کرتا ہے پس خود شاد نحر عالم ہے کہ جو موافق کتاب وسنت کے ہے وہ طائفہ قلیلہ اگرچہ رجل واحد بھی ہو وہ علی الحق اور اوسکے مخالف تمام دنیا بھی ہو تو مردود ہے اور یہاں خود مبرہن ہو لیا کہ یہ مجلس مروج ادلہ اربعہ شرعیہ کے خلاف ہے اور ادلہ اربعہ سے بدعت ہونا اسکا ثابت ہے فماذا بعد الحق الا الضلال اب مولف ممالک کی شمار کرکے اپنی کرم کہانی لکھی جاوے بندہ احقر پہلے عرض کر چکا کہ مولف کے پاس کوئی دلیل سوائے اسکے نہیں کہ تمام علماء کرتے رہے اور یہ بشرط ثبوت وتسلیم کوئی حجت شرعیہ نہیں حجت وہ ہے کہ ادلہ اربعہ سے پیدا ہووے اب مولف کا ایلیم ور دلیل اثبات اوسکے مدعا کی یہانتک نوبت پہونچی کہ ہمایون وغیرہ بادشاہان کی حکایات سے استناد کرنے لگا اور کفار فرنگ کی تعطیل کو

مین بھی اسکی بحث ہوگئی پس بموجب فرمودہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مستحسن ہونا عمل مولد شریف کا ثابت ہوگیا والحمد للہ علی ذلک

انکا خیال تھا ہے کہ حصول مدعا کے دو طریق ہین ایک تو اوس کا ثبوت دینا دوسرا یہ کہ جو اعتراضات مخالفین کے ہین اونکا رد کر دینا پس ثبوت تو کامل طور پر

اور اس کے بھی التزام کا حکم ہے لیکن جو اوس کے موافق ہے اگرچہ ایک ہی عالم ہو وہ سواد اعظم اور حق ہے اور جو اوسکے خلاف کہے اگرچہ تمام عالم ہو باطل ہے اور اس مسئلہ مین ادلہ اربعہ سے عدم جواز ان قیود کا ثابت ہوگیا لیس اصل ذکر ولادت وغیرہ فخر عالم کا مستحسن اور جملہ امور عارضہ بدعت ملا ملا مین اور کثرت قلت جماعت کا اعتبار نہین موافقت سنت و طریقہ صحابہ کی واجب التمسک ہے واللہ الہادی **قولہ** پس ثبوت تو کامل طور پر ہوا

اقول مولف وغیرہ مترجم کا تو نام و نشان نہین سو گو ثبوت کامل اس کے معنی ہین کہ ادلہ اربعہ سے اثبات مدعا ہو سو حمد اللہ تعالی کے حکمت کوئی ایک دلیل بھی امر متنازعہ فیہ مین مولف نے نہین لکھی ایک آیت اور تین حدیث اگر نقل کی ہین لکھی تھین سو وہ سب کے نزدیک مسند و سے اور قیود مروجہ کے باب مین مسئلہ بدعت ہونا مانعین ثابت کر رہے ہین مولف نے اوس مین سوائے قصہ کہانی کے کچھ بھی تو نہین لکھا اور پھر کہتا ہے کہ ثبوت کامل ہوگیا تو کچھ تو شرم کرکے آدمی بولے ہر شخص ادنی سے اس رسالہ کو دیکھے نہ معلوم کہ وہ کامل ثبوت شمع مولف مین ہے یا صندوق مین اس رسالہ مین تو یہان مور الردی کا قول مذکور ہے جسکے معنی بیان ہو چکے یہ ہین کہ سب امور زیادہ و محرم تو اوس مین منع ہین اور جو مباح و مندوب ہین عادت سے نکلکر مکروہ اور بدعت ہوگیا وہ بھی ممنوع ہے سو یہ عین مراد مانعین کی ہے اس مین کوئی ثبوت قیود مروجہ کا نہین اور تیسرا ابن جوزی کا قول کہ مولد مین اعیان علما حاضر ہوتے تھے اور سخاوی کا قول کہ ہر روز اہل اسلام شہر مین محفل مولد کرتے ہین اور چوتھا ملا علی قاری کا قول مولد مین حاضر ہونے سے کوئی انکار نہین کرتا اور چند ممالک کا نام لکھدیا کہ یہان ہوتا ہے اور حرمین مین ہوتا ہے اور ہمایون وغیرہ سلاطین کی حکایت کا اشارہ اور فرنگیون کی تعطیل کا حوالہ پس مولف نے یہ دلائل لکھی ہین جس کو اثبات کامل کہتا ہے تو سب کا جواب پہلے اجمالاً لکھا گیا یہ قطعاً محقق ہے کہ وہ اجماع شرعی کہ حجت قطعیہ دین کی ہے اوس ہیئت مجلس مولود پر کہ سلطان مظفر کے وقت مین ہوئی اور سیوطی کو اپنے رسالہ مین لکھتے ہین نہین پایا گیا کیونکہ باقرار مولف ہر زمان مین ایک دو عالم اوس کا منکر رہا ہے پس اجماع محال ہوا کہ ایک کا انفراد بھی مانع اجماع کا ہے پس جو کچھ امر جواز کا تھا وہ قول باکثر علماء کا بقول مولف تھا سو وہ ظنی بحکم قیاس کے ہے جیسا اصول مین مصرح ہے سو مقابلہ نص کے تعیین مطلق کا بدعت ہوتا ہے کب معتبر ہے ہرگز ہرگز نہین چنانچہ سب کتب اصول مین مشرح ہے ذرا علم چاہیے پس یہ سب اقوال بمخالفت و مقابلہ نص کے رد ہوگئے اور حجت حکایات سلاطین و تعطیل نصاری کی مردود ہوگئی تو مولف نے کونسا ثبوت کامل دیا ہے جسپر یہ کچھ نخرہ ہو رہا ہے سو یہ تو اوس ہیئت کا ذکر ہے کہ جلال الدین نے لکھی اور یہ ہیئت اس زمانہ کی سو یہ تو قطعاً بدعت اور ضلالت ہے اس مین تو نام و نشان بھی جواز کا نہین اور اگر ہم تسلیم کرین اور ان نقول کو معتبر بھی رکھین تاہم اس مین نفس محفل مولود کا ذکر ہے اس مین کہین بھی ذکر ہیئت مروجہ کا نہین کہ اثبات دعوی مولف کو مفید ہو مطلق سے مقید کا اثبات جواز کس عقیل کے نزدیک ہو سکتا ہے بہرحال مولف کی اس ابلہ فریبی کہ دو ورق کہانی کے سیاہ کرکے دعوی ثبوت کامل کا کرتا ہے بھلا عوام تو شاید دھوکا کھا جاوین مگر جسکو کچھ بھی علم ہوگا وہ کس طرح اسکی تصدیق کریگا ایک بھی دلیل شرعی نہین لکھی اور ثبوت کامل ہوگیا معاذ اللہ من ہذا التدلیس والتلبیس اور حقیقت حال یہ ہے کہ علامہ فاکہانی نے جو کچھ اس ہیئت محدثہ کو رد کیا کہ جسکو سیوطی نے حسن المقصد مین لکھا ہے سو تو ظاہر حال اوس کا دیکھکر اور مآل و انجام کو لحاظ فرما کر رد کیا ہے مگر ظن نیت

تشبہ بری بات مین مکروہ ہوتا ہے جو شرعاً قبیح ہووے چنانچہ در مختار اور بحر الرائق وغیرہ سے عبارتین ذکر فاتحہ سوم مین ہم نقل کر چکے اور یہی
جواب شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کیطرف سے بھی ہو سکتا ہے جو تشبہ بالنصاری کا اعتراض اونپر کیا ہے اور اونکی طرف سے دوسرا جواب یہ
بھی ہے کہ پہلے اہل اسلام مین تیراندازی تھی جب اہل اسلام کو کفار سے مقابلے واقع ہوئے اور اونکے پاس توپ بندوقین تھین اہل اسلام کے
مجاہدین وغزات مین بھی یہی آلات تجویز کئے گئے چنانچہ تیراندازی کو فقہاء لکھتے ہین وفی زماننا استغنی عنہ بالمدافع یعنی اب ہمارے زمانہ
مین اوسکی حاجت نہین بباعث توپون کے اور جسطرح قواعد سپاہیون اور رسالہ وغیرہ کے اونکے یہان تھے مسلمانون نے بھی اوسی طرح کر کے مقابلہ کیا
اسکو تشبہ نہین کہتے یہ آیت فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم کی تعمیل ہے اسیطرح ممالک مغربی وغیرہ مین کہ
قوم نصاری سے ملحق ہین جب وہ لوگ پیغمبر مسیح کی یوم ولادت مین احتشام و شوکت ظاہر کرنے غرض دکھلاتے تھے اور ضعفاء اہل اسلام
و ظاہری شوکت دیکھکر افسردہ خاطر اور خستہ دل ہوتے تھے تب ملوک مصر و اندلس و مغربی نے جو اہل اسلام تھے قوم نصاری سے بہت زیادہ رونق
جلال کے ساتھ اعلاء کلمۃ الحق اور اظہار شان اسلامی کے لئے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے روز میلاد ماہ ربیع الاول مین
… اور احتشام ظاہر کیا تاکہ شوکت اسلامی اونکے مقابل مین بخوبی ظاہر ہو اور طرح طرح کے معجزات کا پڑھنا شروع کیا تاکہ عمدہ طور پر
… کے جاہ و جلال اور جمال و کمال کل عالم پر بطرز مشہور و منتشر ہوئے یہ تشبہ نہین بلکہ درحقیقت پست کرنا ہے مخالفین کا اور فروغ
… شعائرین کا چنانچہ کلام حافظ ابوالخیر سخاوی مین تصریح ہے اس امر کی حیث قال و الملوک اندلس و المغرب فلہم فیہ یعنی فی ربیع الاول
… تلاوت قرآن کو دیکھکر پڑھنے کی مثال اور صوم عاشورا کی نظیر یاد کرلیوے کہ قرآن دیکھکر پڑھنا مذموم ہے نہ صوم اور بحر الرائق اور در مختار
… معنی بھی پہلے لکھے گئے ہین وہان دیکھ لیوے **قولہ** اور اون کی طرف سے دوسرا جواب الخ **اقول** مولف کو فہم سے علاقہ نہین کیا
… جیسا کہ جیسا توپ وغیرہ کے استعمال مین کہ آلات حرب نصاری کے ہین تشابہ نہین ایسے ہی عید ولادت مین نصاری کا تشبہ نہین
… اللہ کیسا کم فہم ہے سنو کہ اعداد آلات جہاد فرض ہے بقولہ تعالی واعدوا لہم ما استطعتم من قوۃ الآیہ پس جب ان لڑائی سے دفع کرنا
اون کا ممکن … کا اختیار کرنا فرض ہوگا اب تیر سے دفع نہین ہو سکتا تو بندوق توپ وغیرہ کا بنانا فرض ہوا اور تحقق ہو چکا کہ فرائض
مین تشبہ معتبر نہین ہوتا اور اس موقع پر مولف کا آیہ فمن اعتدی علیکم کا تلاوت کرنا بھی اونکے علم و فہم کی خبر دیتا ہے کہ اگر کفار مسلمانون کے
… فعل معصیت کرین تو مسلمان بھی اونکے ساتھ بفعل معصیت پیش آوین معاذ اللہ شرم کی بات ہے لکھنی مناسب نہین پھر اس پر قیاس جو مولف
… ہوا کہ گویہ تشبہ عید یوم ولادت کا ممنوع ہی ہو جب بھی اوجہ مذکورہ سے درست ہی تو نہ معلوم کہ کفار کے صغار کے واسطے مولف کیا
… کرکے گا تو یہ تو ہمیشہ سے احتشام کفار کو رہا ہے بسبب تمول کے اور ہر روز ضعفاء مسلمین بھی تھے مگر کبھی ایسا کوئی امر جائز نہوا کہ کراہت
… وتشابہ سے اوس انکسار مسلمین کو رفع کردیوے اور یہ جواب آج تک کسیکو سوجھا تھا اب کئی سو سال کے بعد مولف پیدا ہوا تو
اسکو سوجھا تو وجہ یہ ہے کہ ایسا علم جہل مرکب کسیکو نصیب نہوا تھا جیسا مولف کو ملا ہے کہ جسکی بدولت سب نصوص کو برہم کرنیکا قصد ہوا
یہود و نصاری کی شوکت اور اعیاد عاشورا و ولادت حضرت عیسی علیہ السلام کی قدیم تھی آج تو حادث نہین ہوئی حدیث مین ترک عید کو
رفع تشابہ کیواسطے حکم ہوا مولف اقامت عید کا حکم کرتے ہین باوجود تشبہ اور صحابہ نے فخر عالم سے عرض کیا کہ ہمارے واسطے بھی ایک ذات

نہ کرتے محفل میلاد شریف کی بناڈالتے تو یہہ بھی گمان ہوتا کہ اسی دلیل پر یہہ عمل مبنی ہوا ہے اُنھون نے یہہ عمل نصاریٰ سے سیکھا ہے حالانکہ یہہ
عمل اس کا امت سے دو سو برس پہلے بہ تخصیص وتعیین وز میلاد شریف ایجاد ہوچکا تہا اور علماء دین اوسکی اصل و نظیر شریعت سے نکالکا فتوی دے
چلے تھے پس نہ سمجھے بوجھے اس شیخ معظم مرحوم پر تشبہ نصاریٰ کا الزام لگانا سخت بیعقلی ہے خیر یہہ ذکر درمیان میں شیخ کا اتفاقی آگیا تہا
اب ہم رجوع کرین اصل کلام کیطرف اور بیان کرین واسطے ابطال وجہ تشبہ کے **وجہ تیسری** وہ یہہ ہے کہ نصاریٰ کا تہوار دن اور ہندون کا
جنم کنہیا سب جانتے ہین کہ وہ لوگ اوسی ایک تاریخ ان ایام جو کچہ کرنا ہے کرتے ہین اور اہل اسلام کے یہان یہہ بات نہین کہ خاص بارھوین تاریخ ربیع الاول ہی
کو اکسی یاد دلانا محفل سرور میلاد شریف منعقد کرین ربیع الاول کی کل تاریخون مین مولد شریف ہوتا ہے کسی نے کسیدن کیا کسی نے کسی دن بلکہ
علاوہ ربیع الاول کے اور مہینون مین بھی اہل اسلام مولد شریف کرتے ہین اور ہنود اور نصاریٰ ی مین نہین ہوتا گر اوسی ایک دن مین اور یہہ مثال
ہم اہل وہ ہیکہ ہین کہ صوم عاشورا مین ہم اور اہل کتاب شریک ہین لیکن ایک روزہ اول مین جو ہم رکہ لیتے ہین اسے ہین تشبہ اہل کتاب کا
جاتا رہتا ہے اور ہمارا فعل اونسے جدا گنا جاتا ہے فقہ اور حدیث کی کتابون سے معلوم کرو پس جب اسقدر مخالفت کرنے سے تشبہ باطل ہوگیا
حالانکہ ہم اونکے اصل فعل مین یعنی صوم عاشورا مین شریک ہین پہر کیا خیال کرتے ہو نصاریٰ کے بڑے دن اور کنہیا کے جنم مین کہ ہم اونکے اون
دونون دنون مین اونکے فعل کے شریک نہین اور ہم جو محفل میلاد شریف کرتے ہین اسکو آپ اور ترغیب ہذا اور اونکی رسوم وقواعد مقید از دن پر شیرینی
نہ کرو یا ہون مشابہت استغفر اللہ نعوذ باللہ من شر الوسواس الخناس یہہ چوتہا جواب سمجہو ابن جزری کی طرف سے خلاصہ یہہ کہ امام القراء
والمحدثین علامہ ابن جزری اور جمیع اہل سنت والجماعت کا مشرب نہایت صاف اور تشبہات کفریہ سے بالکل پاک ہے یان یہہ حضرات تیا
تشبیہات جنم کنہیا وغیرہ کی محفل پاک کی نسبت سید الکونین کے کہہ اپنی عاقبت بگڑ ہونیکا سامان کر رہی ہین اگرچہ مجھکو اکثر بستہ مین یہی کفیہ
سکوت ہے کیونکہ اگر وہ کافر ہوگئے تو اللہ بس ہے اونکی تعذیب کو مین کیون موخذ اپنا آلودہ کرون ہان البتہ بعض اہل علم تحریر فرماتے ہین کہ
ایسے تشبیہ دینے سے اور محفل ذکر پاک سید الابرار کو اس قسم کی اہانت اور استحقار کرنے سے آدمی کافر ہوجاتا ہے پس اہل اسلام کو بہت منزہ رہنا

قولہ وجہ تیسری وہ یہہ ہے کہ نصاریٰ الخ **اقول** یہہ تیسری وجہ عدم مخالفت تشبیہ کی مولف کی طبع زاد ہے اور معلوم ہوچکا کہ من کل الوجوہ
مماثلت مشابہت ممنوعہ مین ضرور نہین جیسا قیام مقتدی امام قاعد مین موجود ہے پس تجدید تاریخ کی ضرورت نہین نفس تہید تشابہ
کو کافی ہے اور صوم عاشورا کی شرکت بامر اللہ تعالیٰ ہے اور منفرد صوم عاشورا بھی مکروہ نہین ایک صوم اول آخر محض تعبید کیواسطے
مستحب ہے نہ رفع تشبیہ کیواسطے کیونکہ تشبیہ پہلے بھی نہین تہا جیسا ستہ شوال کا کہ بعد عید فطر کے تتابع سے متصل رکھنا حنفیہ کے
نزدیک علی المختار بلا کراہت جائز ہے اگرچہ تفریق مندوب ہے کیونکہ روز عید فطر مفرق آگیا ہے یہان تشبیہ نہین اگرچہ تعبید اعن التشبیہ
تفریق اولی ہے پس حدیث دانی اور فقہ خوانی مولف کی معلوم ہوئی خلاف اس مسئلہ عید ولادت کے کہ نفس عید مین بہر حال تشبیہ
موجود ہے ہان اطعام طعام تعبید نہین جائز ہے بلا تعین روز ولادت بھی اور غیر روز ولادت بھی اور تعین کا مسئلہ یہان بھی خیال
ہے استغفر اللہ من تسویل النفس الامارہ وتلبیس الابلیس مولف نے کیسا حق کو باطل سے مختلط کر کے مسلمین کو گمراہ کیا ایس کیا کہا جاوے
خود ناظرین غور کرین کہ کا مشرب پاک تشبیہات کفار سے ہے زیادہ زبان درازی کا جواب دینا ہمارا کام نہین کوئی علم کی بات

ایسے الفاظ خطرناک سے پرہیز کریں وما علینا الا البلاغ **لمعہ ثالثہ** اعتراض کرتے ہیں اگر تشبیہ کفار میں نہیں پھر بھی یہ محفل بدعت سیئہ
ہے کیونکہ قرون ثلثہ میں پائی نہیں گئی جواب مولوی اسمعیل صاحب اپنی تصنیفات تذکیر الاخوان وغیرہ میں لکھتے ہیں کہ جو عمل ایسا ہو کہ
نبوت میں محل صاحبہا الصلوۃ والسلام اور تین زمانہ مابعد یعنی صحابہ و تابعین و تبع تابعین میں وہ عمل بعینہ نہ پایا جاوے اور نہ اون
زمانوں میں اوسکی نظیر اور مثل پائی جاوے وہ عمل بدعت ہے اور جو کچھ مجتہدوں نے اپنے اجتہاد سے نکالا وہ سنت میں داخل ہو اہی
پس بنا بریں ہم کہتے ہیں کہ عمل مولد شریف بدعت نہیں اسکی اصل بھی پائی گئی اور اسکی نظیر اور مثل بھی اصل تو یہ ہے کہ مواہب اور اسکی شرح
میں قسطلانی اور زرقانی وطبرانی وغیرہ محدثوں سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے مدینہ میں واپس آچکے
تو بہت آپ اور بہت آدمی تھے حضرت کے چچا عباس نے اجازت لیکر یہ قصائد پڑھے ❊ من قبلها طبت في الظلال وفي ❊ مستودع حيث
يخصف الورق ❊ ثم هبطت البلاد لا بشر ❊ انت ولا مضغة ولا علق ❊ بل نطفة تركب السفين وقد ❊ الجم نسرا واهله الغرق ❊ تنقل من صالب الى
رحم ❊ اذا مضى عالم بدا طبق ❊ وردت نار الخليل مكتتما ❊ في صلبه انت كيف يحترق ❊ حتى احتوى بيتك المهيمن من ❊ خندف علياء تحتها النطق ❊

نہیں کہ غزوات اسلام سنت و بدعت کا فرق سبکو واضح ہوگیا **قولہ** لمعہ ثالثہ الخ **اقول** تقریر اعتراض کی یہ ہے کہ اگرچہ اس کو درج میں تشبیہ
نہیں ہوتا تو بسبب قیود مروجہ کے بدعت ہے اسواسطے کہ یا یہ قیود منکرات امور ہیں یا مباح کہ بسبب تاکد کے مکروہ ہوگئے ہیں اور تقیید مطلق امر
کی بدعت ہے کیونکہ یہ قیود قرون ثلثہ سے ثابت نہیں ہوتی اور ان کی اصل بھی ان سے نہیں معلوم ہوتی تو اس سے ظاہر ہے کہ یہ مخالف سنت کی
قیود کے ہیں نہ بسبب اصل فعل ذکر ولادت کے کہ بارہا اس کا بیان ہوچکا ہے پس مولف کو اسکے جواب میں اثبات اون قیود کا واجب تھا جسکو
معترض بدعت کہتا ہے نہ اصل فعل ذکر کا مگر مولف خوش فہم جواب میں اصل ذکر کو ثابت کرتا ہے ناظرین ملاحظہ فرماویں کہ مولف کس وادی میں
جا رہا ہے **قولہ** جواب مولوی اسمعیل صاحب **اقول** سب ناظرین بچشم انصاف دیکھیں کہ یہاں مولف نے عبارت تذکیر الاخوان
جو نقل کی یہ ہے کہ جو عمل زمانہ فخر عالم علیہ السلام اور تین زمانہ بعد میں بعینہ یا نظیر اوسکی نہو وہ بدعت ہے اور یہ حد بدعت کی بعینہ
وہی قول خاص ہے جو مولف نے مختار رکہا ہے لفظاً و معنیً چونکہ یہاں اپنے مدعا پر اس سے استدلال لاتا ہے تو اسکو کامل و تمام
بیان کیا اور لمعہ ثانیہ نور دویم میں ناتمام نقل اسلئے کہ طعن کرنا منظور تھا اور وہاں اوسکے قول میں بزعم خود خلاف مدعا ہوتا دیکھا تھا گو یہ خام فہمی
تھی پس یہ خیانت دین اللہ تعالی اور شرع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی بدعت کی احیا کیواسطے کس کا کام ہے اور پھر آخر رو گیا
جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے خود ہی بول پڑا اگر یہ خیانت مولف کی کچھ اوسکو مفید نہوئی اور اہل سنت کو مضر نہوئی چنانچہ واضح ہوگیا مگر یہاں مثل
مشہور ہے بلی کی ذات دریافت ہوگئی ناظرین دونوں عبارت کو ملا کر دیکھیں **قولہ** پس بنا بریں ہم کہتے ہیں الخ **اقول** مولف
خوش فہم پر پوشیدہ ہے ذکر فخر عالم کا اول سے آج تک کسی کے نزدیک ناجائز نہیں اور اوسکے اثبات کیواسطے زرقانی اور مواہب
وغیرہ کی روایت کی حاجت نہیں اور جو کچھ مولف نے بڑی جانکنی سے یہ لکھا ہے اوس کو خود اہل سنت قبول کرتے ہیں مگر اس
میں امر متنازع فیہ کا نام و نشان نہیں اور بالاستقلال بھی اس ذکر کو کسی نے منع نہیں کیا مولف اپنے دماغ کا علاج کرے تداعی
اور اہتمام اس ذکر کے واسطے بالخصوصیت مکروہ کہتے ہیں مثل تداعی نوافل کے اور یہاں مسجد میں مجمع اس قصیدہ کیواسطے جمع

نعمت دنیوی کا اون مین پایا گیا اور جلسہ میلاد شریف بھی شکریہ ہے فرق نعمت اون مین ہے وہان نعمت اسلام پر شکر ہے یہان خود اوس نعمت پر شکر ہے کہ جو
اصل ہے نہیادا اسلام وایمان کی ہے یعنی حضرت کی اطاعت اور جمیع احکام مان لینے کو اسلام کہتے ہین بنا برعلیہ الا یداوس جلسہ شکر یہ مین بھی امید ہے
کہ اللہ تعالی اپنے فضل وکرم سے ملک مین فرمایا نیان محفل کا ظاہر کرے کیونکہ علت شکراوس جلسہ مصوبہ اور اس محفل مین مشترک ہے لاجرم یہ بدعت
نہ ٹھیری اور اوسکی مثل اور نظیر اس طرح پر طلب کرتے ہو کہ ایسا جلسہ مسنونہ بتا دو جسمین چند سنتین مثل جلسہ مولد شریف کے مجتمع ہون تو اوسکی بھی نظیر
شرع مین موجود ہے شادی عروسی کہ اوس مین اجتماع دو سنتون کا ہے ذکر اللہ بھی اوس مین ہے اسلئے کہ خطبہ نکاح کا جو سنت ہے جلسہ نکاح مین پڑھا جاتا
ہے بعد ازان خرما وغیرہ تقسیم کر دیا جاتا ہے یا حاضرین کے ہاتھون شادیا جاتا ہے فتاوی عالمگیریہ مین ہے. لا باس بنثر السکر والدراہم فی الضیافۃ وعقد النکاح
اور مولوی اسحاق صاحب نے مسائل اربعین مین لکھا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا مین لوگون کو جمع کرکے
خطبہ پڑھا ایجاب قبول کیا چھوارے لٹائے اور نیز جسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت ام حبیبہ سے نجاشی بادشاہ حبشہ نے اپنے ملک
حبش مین کیا تو حضرت جعفر اور جمیع مہاجرین کو جمع کرکے خطبہ پڑھا ایجاب قبول کیا بعد ازان سبکو کہا کہ ابھی بیٹھے رہو کیونکہ سنت پیغمبرون کی ہے
کہ بعد نکاح کے کچھ کھانا کہاوین تب کھانا منگا کر سب کو کھلایا یہ بھی مسائل اربعین مین ہے اب دیکھئے اگر نکاح مین عقد نکاح کا سرور ہے یہان ولادت
آنحضرت کا اس مین کسکو کلام ہے مگر مولف کو شعور نہ ہے اور یہ حدیث حلقہ صحابہ کی بھی وہی بیان مطلق ذکر شکر مین ہے اسمین ولادت کو دخل
نہین کوئی تعلق نہین بادر ما نعین کیلئے کچھ مخالفت نہین لہذا اوسکا جواب کیا لکھا جاوے کہ یہ مسلم اہل سنت کا ہے **قولہ** اگر مثل اور نظیر طلب ہے الخ **اقول**
فی الواقع مولف کو اثبات مدعا مین ید طولی ہے کیا عمدہ طرح اثبات قیود مولود کو کرتا ہے سننے کے قابل ہے غرض تو اوسکی اثبات جواز کی ہے اور نقل
نہ ہست کی لکہی سو ذکر مانعین کا تو قول ہے ایسا شادی شرع کے ہے کہ کسی جائز مطلق کے ساتھ اگر ایسے امور ضم ہو جاوین کہ وہ ممنوع ہون تو وہ بھی
ممنوع ہو جاتا ہے اور جو ایسے امور مضموم ہون کہ مباح ہین یا مستحب ہین تو اگر اپنے درجہ اباحت و استحباب پر ہین تو درست ہین اور جو اپنے درجہ سے
بڑھ جاوین تو بدعت ہو جاتے ہین اور یہ امر تمام کتب مین مصرح ہے پس شادی نکاح مین جو امور سنت سے ثابت ہین وہ مستحب ہین یا مباح پس
اگر شادی مین کوئی امر غیر مشروع ملگیا جب بھی وہ مجمع غیر مشروع ہوگیا اور جو ان امور کو واجب جاننے لگے یا واجب جیسا معاملہ ہونے لگے
جب بھی ممنوع اور بدعت ہو کر مجمع بدعت کا ہو جاویگا اور شرکت وہان کی منع ہو جاویگی پس بعینہ یہی حال اس مجلس مولود کا ہے بلا تفاوت مکو زیادہ
شرح کی کب حاجت ہے مولف خود ہی کہتا ہے مگر ان شادی کی بدعات مین وہ معصیت اور مواخذہ نہین جو مولود کی بدعات مین ہے کیونکہ وہ امر
دنیا کا تہا اور یہ ذکر پاک دین کا اور سرور عالم علیہ السلام کا ذکر اسکی مناہی پر سخت بازپرس ہوتی ہے الحمد للہ کہ مولف کے موں سے حق بات نکلی
مگر بھولا کر نکل آئی پس اگر مولف اجتماع امور مباحہ کو مثل مجمع شادی کے جانتا ہے تو ابتا کہ کی صورت مین کیون ان کے بدعت ہونیسے تامل کرتا ہے
کلمہ پڑھکر اقرار کیوے پس مومنین متبعین سنت مین داخل ہو جاویگا. اب ناظرین مولف کے علم کو قیاس کرین کہ ہر دفعہ اثبات قیود کے
واسطے عزم کرتا ہے تو مطلق فضائل ذکر مولود کے بیان کرکے کوئی قیاس کی بات یا مجمل بات قیود مین ذکر کرتا ہے یہان بھی اسی فکر مین یہ
قیاس پیش کیا ہے جو بالکل اوسکے مدعا کے خلاف ہے یہ کمال فہم اوسکا ہے اور صوم عاشورا کا جواب گذر چکا کہ وہ روز بسبب عادۂ شکر کا نہین
تہا بلکہ بایجاب اللہ تعالی تہا اور اعادہ سرور عید کی طرح عادت یہود کی تھی کہ فخر عالم نے اوسکو ترک کرادیا تہا پس یہ نظیر ہرگز نہین ہو سکتی تھوڑی سی

میلاد شریف مین اوس سے کہین زیادہ بڑی نعمت یعنی وجود باعث ایجاد عالم کا سرور ہے وہان خطبہ مین توحید اور اقرار رسالت ہے یہان بھی وہ مضمون بتفصیل شرح وجود وہان تقسیم شیرنی وخرما واطعام طعام ہے یہان بھی علی ہذا القیاس یہ باتین موجود ہین اور اگر سال بسال ہونے مین تشلیث مطلوب ہو تو محدثین صوم عاشورا کی نظیر دے چکے ہین کہ موسی علیہ السلام کی نجات کا شکر یہ سال بسال کیا جاتا ہے غرضکہ میلاد شریف کی اصل بھی شرع مین موجود ہے اور نظیر اور مثل بھی بنا بر علیہ موافق قول مولوی اسمعیل صاحب کے یہ محفل بدعت نہین ہے بلکہ دوسری تقریر سے ثابت کرتے ہین کہ یہ محفل سنت ہے مولوی اسمعیل صاحب تذکیر الاخوان مین مجتہدون کی نکالی چیز کو سنت مین داخل کرتے ہین اور مجلس میلاد اگرچہ بدین ہیئت مجموعی کسی مجتہد مطلق نے خود دیا دیکھا نہ فرمائے لیکن مجتہدان مطابق نے ایسے قواعد بیان کئے ہین کہ یہ مجلس ان قاعدون مین داخل ہو گئی مثلا حضرت امام مالک حدیث کی تعظیم مین جو کچھ کرتے تھے کہ اول غسل کرتے تھے کپڑے بدلتے تھے اور خوشبو وغیرہ لگا کر تخت پر بیٹھ کر کمال تعظیم سے بیان فرماتے لوگون نے پوچھا کہ اتنا اہتمام کیون کرتے ہو فرمایا تعظیم کرتا ہون حدیث رسول اللہ کی تب کسی نے اعتراض نہ کیا اور ظاہر ہے کہ امام مالک خیر القرون تبع تابعین مین تھے اور یہ تمام امور عمل سے جو آداب کرتے ہوئے تھے پیغمبر نے اون پر اعتراض کیا اور نکی بلکہ معمول سمجھے یہ ہے کہ واقعی حدیث رسول اللہ کی تعظیم ہے اور وہ مرد انکا سکوت ان پر عدم اعتراض کے یہی قول امام مالک کو موید ہو گیا مدلول ہوین اور اوس وقت سے آج تک جمیع کتب حنفیہ مالکیہ شافعیہ میں یہ قول مکتوب ہو گیا کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لئے یہ کان مالک بیٹھنا خوشبو لگانا تعظیم مد نظر رکھنا مستحب ہے اور ہوا ہے اور شرح سواہب وغیرہ سے یہ بات ظاہر ہے اور معلوم ہے سبکو یہ بات کہ محفل مولد شریف مین احادیث و حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے اور مین اس قسم کے آداب کئے جاتے ہین پس یہانتک تو محفل مولد شریف عمل خیر القرون سے اصل اور سنت مین داخل ہے

کی ساخت ہے بخاری و مسلم مین ہے کہ ایک یہودی نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ اگر یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی الآیہ ہم پر نازل ہوتی تو ہم اوس روز کو عید بنا لیتے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہمارے یہان خود اس روز کو پہلے سے حق تعالی نے عید بنا رکھا ہوا ہے روز عید تھی جو یہ آیت نازل ہوئی عرفہ اور جمعہ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یوم حصول نعمت کو یہود عید بناتے تھے اور ہمارے شرع مین یہ نہین ہے کہ کسی دن کو ولادت سے لیکر آخر تک شرح صدر اور نبوت اور معراج وغیرہا انعامات ہوئے ہین مگر شرع نے عید نہین کہی حکم دیا نہ کہین قرون ثلثہ تک کچھ ہوا پس ایسی حالت مین اگر سرور بطور عید کے سب کو یوم ولادت فخر عالم مین لگا رہا اور کبھی کوئی ہدیہ تو بجا ہے باقی رہا سرور ولادت سو وہ ہر دم لازم ایمان ہے اگر اس کا اظہار بطور شرع کسی وقت ہو اوسکو کوئی منع نہین مگر اس بدعت کی طرح پر لانا یہ منع ہے پس مولف کے سب قیاس برہم ہوئے محض دعوی بے مغز باقی ہے اور بس **قولہ** اب دوسری تقریر سے ثابت کرتے ہین الخ **اقول** خلاصہ تقریر یہ ہے کہ امام مالک درس حدیث غسل و تطیب کے ساتھ کرتے تھے امام مالک کا حال شرح مختصر وغیرہ مین ہے

روی عن مالک انہ کان اذا اراد ان یحدث توضا و جلس علی صدر فراشہ و تمکن فی جلوسہ بوقار و ہیبۃ و حدث و روی انہ کان یغتسل و یتطیب و یتطیب انتہی پس طہارت نظافت و تعطر جو یہان منقول ہے سب اذکار قران و نوافل و حدیث مین باتفاق مندوب ہے اور نصوص سے ثابت ہے نہ معلوم کہ مولف کو باوجود نص کے فعل مالک کی کیا ضرورت ہوئی مگر ظاہر ہے کہ جہل ہے اسیواسطے اتنا تکلف کرنا پڑا اسواول تو جو کچھ امر کا

نہ انہون کی قید لگائی نہین کیونکہ انکی غرض یہہ ہے کہ کوئی فعل ایسا نہو کہ عوام یا علما تمام یا اوسکو پسند کرین بلکہ وہ ایسے مجتہد ہون کہ اونکو قوت نظریہ قانون اصل
و نظریہ پاسنے کی ہو وے اور مولوی اسمعیل صاحب نے تذکیر الاخوان کے باب تقلید مین جو بھی بیان کیا ہے کہ اکثر عالم دیندار متقی اوس عمل کو قبول کرین
البتہ وہ بھی معتبر ہے انہی سے یہان اجتہاد کی قید بعد جب اب ہم لیتے ہین کہ اس فعل کو اکثر علما دیندار متقیون نے معتبر کہا ہے اور اتنا باب کو
ہی دیا ہے اور امام سعید مظفر کے عہد مین وہ علما بڑے عالی درجہ صحیح النظر جامع فروع و اصول تھے یہ ہستنگ کہ بعض ان مین سے اجتہاد بر تقلید ائمہ کے
مذہب نہ رکھتے تھے خود قوت اخذ مسائل کی اپنی عقل مین سمجھتے تھے علاوہ برین امام شافعی کے قاعدہ مین یہہ فعل مع ہیئت خصوصیات و تعینات
اسلام مین داخل ہے وہ قاعدہ یہہ ہے کہ امام شافعی سے بیہقی نے یہہ روایت کیا ہے کہ جو بات اگر ایسی ایجاد ہو کہ قرآن اور حدیث اور اجماع کے
مخالف نہ ہو اور نہ رد کرتی ہو وہ بدعت حسنہ اور محمود ہے اوسکو بدعت کہنا چاہیے پس فعل میلاد اسی قاعدہ کے رو سے داخل ہو گئی ہونکہ کسی حکم
قرآن و حدیث و اجماع کو رد نہین کرتی اور الرد کرتی ہے تو بیان کرو مدعی غایۃ البیان کا حاصل یہ ہی ہے کہ اسکی اسناد مجتہدین تک پہونچتی ہے خواہ
نص سے یا خواہ استنباط سے پس یہہ فعل سنت مین داخل ہے اور بدعت نہین موافق قاعدہ مقررہ مولوی اسمعیل صاحب کے **سوال** تم سائلان
مذہب حنفی ہو مذہب امام مالک اور شافعی سے کیون استدلال کرتے ہو **جواب** جو مسئلہ ہمارے امام سے تصریحا بیان نہوا اور دوسرے
امامون نے اوسکو تصریح کیا ہو اور وہ ہمارے قواعد کے خلاف نہو بس تسلیم کیا جاتا ہے وہ ہمارے مذہب مین بھی ہے اسکی نظیرین ناظر کتب فقہ کو ملینگی
ہم ایک مثال لکھتے ہین درمختار مین ہے واما التقبیل الخبز تجوز الشافعیۃ انہ بدعۃ مباحۃ وقیل سنۃ یعنی کہا صاحب درمختار نے کہ روٹی کو چومنا
پس مباح جایز کہا ہے شافعیون نے کہ یہ بدعت مباح یا مستحب ہے یہہ مذہب شافعیون کا لکھکر صاحب درمختار نے جو مذہب کا حنفی ہے لکھتا ہے قواعدنا
لا تاباہ یعنی ہم حنفیون کے قاعدے کچھ اس سے مخالفت نہین رکھتے پس ثابت ہوا کہ غیر امامون کے مذہب مین جو بات ایسی ہو کہ ہمارے مذہب
مین اسکا ذکر نہو اور ہمارے مخالف بھی نہو اوسکا لے لینا درست ہے چنانچہ تقسیم بدعت حسنہ اور سیئہ کی ہماری کتب فقہ شامی وغیرہ مین برابر نقل
مذہب امام شافعی کے مندرج ہے اور اسیطرح قراءۃ حدیث مین لوبان وغیرہ سلگانا خوشبو لگانا اونچی جگہ پر بیٹھنا باسناد امام مالک کتب فقہ مین

مذکور ہے تاویل فعل ان علما کی بھی مذکور ہو لے اور بعینہ امولود مولف کا جائز نہوا بھی ذکر ہو لیا مولف کی تکرار اور اعادہ نے ہمکو بھی اس تقریر طول مین
ڈالا غرض یہہ نہ حجت فی الدین ہے اور نہ مولف کو کچھہ فائدہ اس سے ہے بجز لا حاصل اور عبث کام ہے پہلے سب کچھہ لکھا گیا ہے
حجت اعادہ کی نہین اور یہہ تقریر محض لغو ہے جو مولف کاغذ سیاہ کرتا ہے امام شافعی صاحب کے قول کے معنی بیان ہو چکے اور مولف
دلاوری سے کہتا ہے مدعی غایۃ البیان اس علم و فہم پر یہہ کلمہ اول رسالہ سے یہانتک قلعی کھلتی چلی آرہی ہے ابھی مولف
کے دماغ کا کیڑا نہین گیا اب یہہ براہین قاطعہ سب دعاوی ناک کے بل نکالے دیتی ہے اور مدعی کا بیان ملاحظہ ہوا جاتا ہے ذرا حواس
و دماغ کا تنقیہ کر کے دیکھو الحاصل اس ہیئت مروجہ مولود کا بدعت ہونا ثابت ہو لیا اور مولف ہاتھ پاؤن مار کر پھیر پھار کر ثبوت کے اثبات مین سوائے
اس کے کوئی حجت نہین رکھتا کہ بہت علما نے اسکو کیا ہے اور جائز کہا ہے مگر یہہ بھی اس کے مولود کو نافع نہین اگر عقل ہو تو سمجھے اب
اس کے بعد مولف نے جو سوال جواب بے محل بے سود لکھا ہے نہ اوس کا کچھہ محل تھا نہ یہہ کسی کی مخالفت یہہ بھی اپنا علم جتلانا تھا
جو اس سے بھی کم مناسبت ہونا مولف کا فہم علم سے معلوم ہو گیا۔

موجود ہے لمعہ رابعہ اعتراض کرتے ہین کہ اگر یہہ عمل کبھی کبھی کرنی جائز بھی ہو تو خیر لیکن یہہ بات کہ خاص ربیع الاول کی بارہوین تاریخ مین کرنا اسکا اور وہ بھی ہرسال ہرسال التزام کرین اسکی تو کوئی دلیل نہین ہے جواب دلیل اسکی یہہ ہے کہ شرع شریف مین یہہ مضمون پایا گیا ہے کہ جس روز کسی نعمت عظمی کا ظہور ہو اوسکو عید کرین ہرسال اوسی روز خوشی کیا کرین قرآن شریف مین اس تعیین یوم کی مثال یہہ ہے کہ حواریون نے عیسی علیہ السلام سے درخواست کی کہ آسمان سے ہمارے لیئے خوان کھانے کا اوترے تب عیسی علی نبینا وعلیہ السلام نے یہہ فرمایا اللہم ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عیدا لاولنا وآخرنا۔ کہا امام رازی نے تفسیر کبیر مین کہ اسکے یہہ معنی ہین یا اللہ اتار ایک خوان کھانیکا آسمان سے کہ ہو جاوے وہ ہمارے پہلون اور پچھلون کے لیئے عید یعنی جسدن ہین وہ مائدہ اترے اوسکو ہم عید بنالین اور ہمارے بعد جو پیدا ہووین وہ بھی اوسکو عید بناوین اوسدن کی تعظیم جاری رہے پس اترا مائدہ اتوار یعنی یکشنبہ کو پس بنالیا نصاری نے اوسکو خوشی کا دن کہ اس مین خوشی کرتے ہین انتہی یعنی وہ لوگ اپنی عبادتگاہ مین جمع ہوتے ہین یکشنبہ کو مثل جمعہ اہل اسلام کے اور اس روز اپنے کامون سے تعطیل کرتے ہین استراحت پاتے ہین دیکھیے قرآن شریف سے اصل ثابت ہوئی کہ روز حصول نعمت کو ابدا عید بنالیا جاوے اور حدیث سے یہہ سند ہے کہ جو محدثین نے مسلم اور بخاری کی حدیث سے نکالی ہے یعنی جسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین تشریف لائے یہود کو دیکھا کہ عاشورا کا روزہ رکھتے ہین آپ نے پوچھا کیون رکھتے ہو بولے یہہ وہ دن ہے کہ اس مین ڈبو دیا اللہ تعالی نے فرعون کو بچا لیا موسی علیہ السلام کو پس روزہ رکھا موسی نے شکر فنحن نصومہ شکرا للہ تعالی یعنی ہم اسدن کو روزہ واسطے شکرگذاری اللہ تعالی کے رکھتے ہین حضرت نے یہہ سنکر ارشاد فرمایا تمہاری ...

قولہ لمعہ رابعہ الخ اقول خلاصہ اعتراض یہہ ہے کہ ایسا التزام کرنا اور تعیین تاریخ کرنا کہ موجب تاکد کا ہو جاوے درست نہین ہے و مولف جواب دیتا ہے کہ شرع مین روز ظہور نعمت عظمی کو عید بنانا درست ہے کیونکہ اسکی اصل پائی گئی ہے اور دلیل اسکی آیہ ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء الآیہ لکھتا ہے پس سنو کہ اسکی تفسیر مین چند اقوال ہین ایک یہہ بھی ہے جو مولف نے لکھا ہے مگر دوسرے اقوال چونکہ مفید مدعی نہ تھے ترک کرکے اسکو موافق مطلب کے دیکھکر نقل کردیا ہے مگر اس سے بھی مدعائے مولف کو مساس نہین کیونکہ اسکا حاصل یہہ ہے کہ یوم یکشنبہ کو نزول مائدہ تھا اوسدن کو بحکم حق تعالی عید بنایا ہے تو اول تو یہہ دیکھو کہ یہہ عید کا قرار دینا بدعاء عیسی علیہ السلام کے ہوا ہے اور بحکم حق تعالی اسکا قرار و اجرا ہوا ہے تو اس تعیین مین تو کلام ہی نہین کہ شارع کی طرف سے فرض ہو جاوے تعیین جمعہ فرض ہوا اور نیز یوم احد فرض ہوا فغدا للیہود وبعد غد للنصاری الحدیث کلام اس مین ہے کہ اپنی رائے سے کوئی عید مقرر نہین کرسکتا اگر مولف کا یہی اجتہاد ہے تو پھر نصاری کے شرع مین یون کیا ... اور پنجگانہ اوقات سے ہے دلیل لائی تھی اس مین بھی تھا خفیہ بندون پر مبذول ہین دوسرے یہہ کہ یہہ شرع عیسی علیہ السلام کی ہے ایسے احکام منسوخ ہوگئے اوس پر قیاس درست نہین اسلیئے کہ جب خود منسوخ پر عمل جائز نہین اوسپر قیاس بطریق اولی ناجائز ہوویگا شریعت آدم مین بہن سے نکاح درست تہا تو اسپر قیاس کرکے کسی محرم سے نکاح کرنا شاید مولف جائز کہیوے اگر کہے کہ نکاح محرم تو ہمارے شرع مین حرام ہے تو عید بالرای بھی ہماری شرع مین ناجائز ہے تیسرے یہہ کہ شکر وجود فخر عالم کا ہمپر فرض موقت بوقت نہین بلکہ دائمی ہے پس غیر موقت مطلق کو کسی قیاس سے موقت کرنا باطل ہے اول تو محل نص مین قیاس ہی لغو ہے پھر وہ قیاس کہ مطلق کو مقید کرے اور شریعت احمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کو شرع سابق منسوخ نہین کرسکتی بلکہ وہ خود منسوخ ہے چہ جائیکہ اوسپر قیاس کرکے نسخ کرین اور تقیید بھی نسخ ہے ہوتا ہے علما ہو یا عملا یہی وجہ ہے کہ تقیید

[illegible] دن بڑا مبارک ہے موسیٰ سے تب آپنے روزہ عاشورا رکھا اور صحابہ کو بھی حکم دیا یہہ حدیث صحیح ہے مسلم اور بخاری مین موجود ہے اب دیکھیے کہ
[illegible] فرعون ڈوبا اور کب موسیٰ علیہ السلام نے نجات پائی اور جب سے ابتک وہ شکریہ اوس نعمت کا جاری ہے کہ جب جب روز عاشورا محرم کا آتا ہے
[illegible] سال اہل اسلام اسکا شکریہ ادا کرتے ہین پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کا پیدا ہونا تو ایسی بڑی نعمت ہے کہ نزول مائدہ عیسیٰ اور نجات
موسیٰ علیہ السلام سے کہین فائق اور افضل اور اکمل ہے پس یہہ دن ہر سال آوے کیون اوسدن فرحت و سرور ظاہر نکیا جاوے اور شکر الٰہی
[illegible] ادا نکیا جاوے جب روز معین کا ہر سال ہر سال موجب عادہ سرور ہونا قران و حدیث سے ثابت ہوگیا تو روز میلاد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ سلم تو نہایت درجہ کو قابل اسکے ہے کہ اوسکو یوم سرور کیا جاوے علاوہ ان دلائل کے اور بھی احادیث صحیح درباب تعیین و قرار پانی یوم سرور
[illegible] شکر ظہور نعمت علما محققین نے مثل مفتی سعد اللہ صاحب وغیرہ کے بیان فرمائی ہے اور یہہ بات تو اس قسم کی ہے کہ ابو عبد اللہ بن الحاج
[illegible] صاحب تہرست سالقون مین لکھتے ہین اور اپنا مقدار سمجھ کے تبرک بیعتی اونکو مدعی عمل مولد نعیہ جانتے ہین اونھون نے اس تخصیص بعض افضلیت
[illegible] الاول کو [illegible] کہا ہے عبارت اونکی مدخل مین یہہ ہے [illegible] الشہر العظیم الذی شمل اللہ تعالیٰ و فضلنا فیہ بہذا النبی الکریم الذی من اللہ تعالیٰ
الینا بسید الاولین والآخرین کان یجب ان یزاد فیہ من العبادۃ والخیر شکرا للمولی علی ما اولانا بہ من ہذہ النعم العظیمۃ وقد اشار علیہ الصلوۃ والسلام
[illegible] فضیلۃ ہذا الشہر العظیم بقولہ علیہ السلام للسائل الذی سالہ عن صوم یوم الاثنین فقال لہ علیہ السلام ذلک یوم ولدت فیہ فتشریف ہذا الیوم متضمن
[illegible] متعلق کی خبر واضح ہے پس متعلق شکر کو وقت بتاریخ ورود نعمت رہا بالکل موضوع ہوگیا چونکہ یہہ کہ خود معلوم ہوگیا باقرار مولف کہ یوم نزول
[illegible] ذکو شہرت نے عید بنایا اب یوم ولادت کو عید بنانے مین مشابہ نصاریٰ سے ہوئیگی یہ دوسری وجہ پیدا ہوتی ہے اور ہماری شریعت مین
[illegible] جائز نہین کہ یوم ورود نعمت کو عید بنایا کرین چنانچہ بالابیان اس کا ہولیا پس یہہ قول و دعوی مولف کا بالکل باطل ہے ہرگز ہماری شرع مین
[illegible] عمل کہین نہین لہذا یہہ تعیین درست نہین ہو قران سے یہہ تو استدلال لانا مولف کا باطل ہے اب صوم عاشورا کی دلیل کو دیکھو کہ پہلے اسکی خوب
تحقیق ہو چکی ہے کہ فخر عالم علیہ السلام نے یہہ روزہ عادۃ اور بالاقتدا اخو اللہ تعالیٰ رکھا ہے نہ شکرا للنجاۃ موسیٰ پس یہہ استدلال مولف کا بھی
[illegible] ہے اور ایک افترا مولف نے اس حدیث مین کیا ہے فنحن نصومہ شکرا اللہ تعالیٰ یہہ کسی حدیث مین نہین یہہ مولف نے زیادہ کی
[illegible] حدیث فنحن نصومہ ہے فقط پس زیادہ لفظ شکر کی افترا علی الحدیث ہے مگر پھر بھی کام نہین چلیگا جب پہلے مذکور ہولیا پس عید ٹھیرانا
یوم سرور کو سنت ہوئی یہود کی اور سنت ہوئی نصاریٰ کی اور منع و کراہت یہہ اس شریعت مین پس تعیید یوم ولادت مین اپنی رائے سے تشبہ
یہود و نصاریٰ کا ہوتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کو یہہ نفرت کہ عاشورا کی عید مین فرمایا خالفوا الیہود و صوموا انتم وعن عائشۃ قالت کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم یصوم یوم السبت و یوم الاحد اکثر ما یصوم من الایام و یقول انہما یوما عید المشرکین فانا احب ان اخالفہم کہ مخالفت عید
[illegible] یہود کیواسطے ان دونون یوم کا روزہ رکھتے تھے اور مولف صاحب اس فعل یہود و نصاریٰ کو حسنت لائے [illegible] جاتے ہین سوچیے عین مخالفت
امر شارع کی ہے یا نہین ذرا مولف آنکہ کھولے ہوشیار ہو دیکھ ایسی ہی غلط اقاویل اور خلاف شرع توجیہات سے اپنے ابتداع کو رواج دینا اور
[illegible] سمجھتا اور دیگر احادیث جواز تعیید کی مولف نے نقل نکی ورنہ اوسکا بھی حال اوسکو معلوم ہو جاتا پھر اس ثبوت پر مولف بیچارہ کیسا خوش ہوتا ہے
[illegible] اللہ **قولہ** ابو عبد اللہ بن الحاج الخ **اقول** مولف کو نقل عبارت مدخل سے کچھ نفع نہین کیونکہ اوسکی عبارت سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ شکر

مشرف بہذا الشہر یعنی یہ مہینا ربیع الاول کا بزرگ ہے اللہ نے ہم پر احسان کیا کہ ایسا سید الاولین و الآخرین اس مین پیدا کیا جب یہ مہینہ آیا
اسمین ہمکو چاہئے کہ بہت زیادہ اس مین نیکیان کیا کرین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسکی بزرگی کی طرف اشارہ کر دیا کیونکہ آپ روزہ
پیر کا رکھا کرتے تھے جب کسی نے پوچھا کیون رکھتے ہو تو آپ نے فرمایا مین اس روز پیدا ہوا ہون پس اسی سے ثابت ہو گیا کہ جب پیر کا دن بباعث پیدا ہونے
آپکے مشرف اور مکرم ہو گیا کل دنون کی نسبت پس البتہ وہ مہینا بھی مکرم اور معظم ٹھیرا کل مہینون مین یہ معنی ابن کلام ابن حاج کے اور ایک دوسرا
دوسرا جواب دہ ہوتا تہا کہ یہ مہینا اگر افضل تہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کیون اس مین اظہار شکر یہ غیرہ کا نکیا اس بات کا جواب بھی ابن حاج
ابن حاج نے مدخل مین دیا - وانما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یزد فیہ علی غیرہ من الشہور شیئا من العبادات وما ذلک الا رحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم بامتہ
ورفقا بہم لانہ علیہ السلام کان یترک العمل خشیۃ ان یفرض علی امتہ یہ عبارت پہلی عبارت سے ملی ہوئی ہے یعنی ہمکو اہتمام ربیع الاول مین زیادہ
کرنا ہیکو ظاہر کا اگر چہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کوئی بات زیادہ اس مہینہ مین نہین فرمائی یہہ اسواسطے تہا کہ آپ بعض کام چھوڑ دیا کرتے
تھے کہ میرے سبب امت پر یہہ کام فرض نہو جاوے گیا تماشا ہے کہ ایسے محقق مثبت دلائل عمل مولد شریف کو یہہ لوگ منکر مولد شریف قرار دیتے ہیں
حالانکہ انکے کلام مین خود خاص کرنا ربیع الاول کا ساتھ مزید خیرات و حسنات کے پایا جاتا ہے بباعث ولادت شریف صلی اللہ علیہ وسلم کے
اور محفل مولد شریف مین کچھہ نہین سوا اسی خیرات و حسنات کے معجزات کا پڑھنا اطعام طعام یا تقسیم حلویات و ثمر وغیرہ اور کثرت درود و سلام
تعظیم اور مدائح نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پس ادنکے اس قدر مسلم و ثبوت کا کلام اعتراض تخصیص ربیع الاول کی دفعیہ مین کافی و وافی ہے والحمد للہ
سرور دین و فخر عالم علیہ السلام کا دوام مسلمان کو لازم ہے اور اس ماہ مین زیادہ چاہئے بسبب برکت اس ماہ کے اور اسکا انکار کسیکو نہین یہہ تو تعین
نہوا بلکہ دوام ہوا اور اس ماہ مین زیادت ہوئی اسکو تعین نہین کہتے جیسا ہر ماہ مین عبادت افضل ہے اور رمضان مین بہت افضل تو اوس کو
تعین نہین کہتے ہین کیونکہ اس مین کوئی زمانہ خاص اوس فعل کیواسطے نہین کیا اور نہ کسی وضع کی قید ہے بلکہ مطلق ہے جیسا تہا اور نہ کوئی ہیئت
ہے تشبیہ کی پھر مولف کو اس سے کیا نفع ملا اور اس عبارت منقولہ مولف سے پہلے صاحب مدخل یہہ لکہہ چکا ہے ومن جملۃ ما احدثوہ من البدع
مع اعتقادہم ان ذلک من اکبر العبادات و اظہار الشعائر ما یفعلونہ من المولد وقد احتوی ذلک علی بدع و محرمات جملۃ الخ اس عبارت سے صاف
معلوم ہوا کہ مولد بسبب احتواء بدعت کے بدعت ہو جاتا ہے مولف کہتا تہا کہ سنت بلحوق امور زائدہ بدعت نہین ہوتی سنت ہی رہتی
ہے پھر اس کے بعد بڑھکر یہہ بدعت منقولہ مولف کی مدخل مین ہے کان یجب ان یزاد فیہ من العبادات والخیر شکرا للہ تعالی پس اس
مین تخصیص اس ماہ کی نہین بلکہ زیادہ ہے تامل درکار ہے اور مطلق خیرات مبرات کو کہتا ہے نہ کسی ہیئت خاصہ کو نہ کسی بدعت مروجہ کو پھر
ربیع الاول کی شرافت لکہتا ہے آپکی ولادت کے سبب اور تعین کا کچھہ حکم نہین پس یہان تک کوئی امر خلاف رائے مانعین کے نہین ہے اور نہ مطلب
مولف کا کچھہ اس سے حاصل ہوا نہ معلوم کیون اس سے استدلال ہے پھر آگے بڑھکر وہ لکہتا ہے فان خلی منہ وعمل طعاما فقط ونوی بہ المولد
ودعی الیہ الاخوان وسلم من کل ما تقدم ذکرہ فہو بدعۃ بنفس نیتہ فقط لان ذلک زیادۃ فی الدین ولیس من عمل السلف الماضین واتباع السلف
اولی الخ پس مولف نے اس عبارت کو شاید ملاحظہ نہین کیا یا حذف کر دیا مضر مطلب جانکر الحاصل صاحب مدخل تو مطلق خیرات مبرات کو اور
زیادہ کو اس ماہ مبارک مین لکہتا ہے اسکا نام تخصیص مولف کی اصطلاح کم فہمی کی ہے اور مولف کہتا ہے کہ محفل مولود مین کچھہ نہین سوا ئے خیرات

ہوں مین واسطے پہلی اگر ایسی بدعت نکالے تو اوسکا پوری طرح نباہ کرے کیونکہ اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کو اس بات پر ملامت نفرمائی کہ کیون انھون نے
یہہ عتبین ایجاد کین بلکہ اس بات پر ملامت فرمائی کہ انھون نے نہ نباہا حق نباہنے کا جب یہ مضمون قرآن سے ثابت ہوگیا تو معلوم کرنا چاہئے کہ
رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تراویح تین رات پڑھکر چھوڑ دی تہی سو اوس مین یہہ بیان ہوا تہا کہ اول شب مین اونکو پڑھنا چاہئے یا آخر شب مین
اور تمام رمضان کی راتون مین پڑھنا چاہئے یا کسی رات مین پڑھ لینا کافی ہے اونکو اور نہ مقدار قرأت کا بیان ہوا تہا کہ ختم قرآن ہو یا نہو اور نہ یہہ
بیان کہ اپنے گھر مین پڑھین یا مسجد مین اور نہ یہہ اوس کے لئے تمام اہتمام و انتظام جماعت کا ارشاد ہوا تہا اور اسی طرح حضرت ابوبکر کے دور مین
بھی رہا پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اوس مین اہتمام زیادہ کیا اور حکم دیا ہمیشہ داری کو کہ عورتون کو تراویح پڑھادین اور ابی کعب کو حکم دیا کہ مردون
کو نماز تراویح پڑھادین اور مسجد مین جماعت تراویح کا حکم دیا اور پہلے صحابہ اپنے اپنے گھر مین بلا جماعت پڑھتے تہے اور حضرت عمر نے مسجد
مین قندیل روشن کئے اور تبیین سے لبا ختم مین ہے کہ یہ بھی حکم دیا کہ بعد عشا کے شروع رات مین پڑھا کرین یعنی بطور تہجد پچھلی رات کو مت
پڑھو حتی کہ جب حضرت عمر نے اوس نماز کو کہ حضرت نے پڑھکر چھوڑ دی تہی جاری فرمائی اور بعضی خصوصیات و تعینات اوس مین زائد ہوگئین
تب باعث عارض ہونے ہیئت کذائی جدیدہ کے اپنی زبان خود اوسکو بدعت فرمایا لیکن تعریف کے ساتھ اونکو یہہ فرمایا نعمت البدعۃ ہذہ یعنی
یہہ بھی بدعت ہے اور خوب ہے تو یہ مین یہہ تعبیر اکہ دیکھو اس نماز کو کتنے اہتمام و جماعت اور قیود کے ساتھ جو ایجاد کیا ہے اب سکو ترک مت کیجیو اور خوبی
مداومت کے ساتھ پڑھو الیا مت کہ جیسا بنی اسرائیل نے کچھ باتین ایجاد کرکے پھر اوسپر پورے عامل نہوئے اونکو اللہ تعالی نے عتاب کیا
فما رعوہا حق رعایتہا کہ انھون نے نہ نباہا حق نباہنے کا یہہ قصہ کشف الغمہ مین اور تفسیر روح البیان کے سورہ حدید مین مذکور ہے وکان ابو امامۃ
الباہلی رضی اللہ تعالی عنہ یقول احدثتم قیام رمضان ولم یکتب علیکم فدوموا علی ما فعلتم ولا تترکوہ فان اللہ عاب بنی اسرائیل فی قولہ رہبانیۃ
ابتدعوہا ما کتبناہا علیہم الا ابتغاء رضوان اللہ فما رعوہا حق رعایتہا انتہی جب معنی آیت کریمہ کے اور استدلال صحابہ کا اون سے دربارہ جواز احداث
بدعت حسنہ اور تاکید مداومت اوسکی سن چکے تو اب مسئلہ میلاد شریف کا حال سنو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماہ ربیع الاول مین کوئی عمل
مقرر نہین فرمایا تہا ابن حاج رحمۃ اللہ علیہ نے اوسکا عذر بیان کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ڈرتے تہے کہ مبادا میرے کرنے سے امت پر فرض
ہوجاوے لیکن اشارہ اوسکی فضیلت کا کردیا کہ مین پیر کے دن اسلئے روزہ رکہتا ہون کہ اس مین مین پیدا ہوا ہون یعنی اس مین امت کو اشارہ
نکل آیا کہ جب ہفتہ کے سات دنون مین یہہ ایکدن محل عبادت شکریہ ہوگیا باعث وقوع ولادت کے تو برس دن کے بارہ مہینون مین ایک

ثابت کر رہا ہے اسواسطے کہ جو دوام موجب معصیت ہو وہ خود ممنوع ہے سو وہان ترک کرنا اسکا واجب ہوگا اور یہی حق رعایت بحکم شرع ہوگا علی ہذا
اصرار کرنے مین بغیر حد اللہ ہو کر معصیت ہو دیگی پس ترک معصیت بھی حق رعایت بحکم شرع ہوئی تو اس مغالطہ کے جواب کو غور کرنا لازم ہے اور جو مراد
مولف کی ترک تعب اجیانا سے کمی ثواب ہے تو پھر یہہ نہی دوسری دلیل ہوئی تیسری کسطرح ہوجاویگی اور وہ فرق دوام و اصرار کا بیان بھی یاد کرنا
ضرور ہے الحاصل مولف صاحب عقل و فہم کے دشمن ہین اور تراویح کی تحقیق سنو کہ فخر عالم خود فرما چکے ہین کہ سننت لکم قیامہ الحدیث من قام ایمانا
واحتسابا غفر لہ الحدیث اور اسکا فعل بتداعی کر دکھایا تو اب فعل اور مطلق قول سے جسقدر امور صلوٰۃ تراویح کے ہین سب ثابت ہوگئے المطلق یجری
علی اطلاقہ تو مولف کے وجوہ تحت البدعت کے اگرچہ کسی کے اتباع سے لکھے سب لغو ہوگئے کیونکہ یہہ سب امور بصریح النص ثابت ہین قید

اور مہینہ بھی بلا شک محل عبادت شکریہ ہوگا جسمین میلاد شریف ہوا اس بنا پر ماہ ربیع الاول ہر اہل اسلام نے اس مہینہ مین مجلس شکریہ مشتمل چند عبادت بدنی
و مالی پر بپا ایجاد کی اور اکابر علما محدثین اور فقہا جنکا نام ہم خاتمہ مین شمار کرینگے اوسکے بانی اور مجوز اور ثنا خوان ہوئے اور اولیا اللہ جو اہل شفا کشف
ہوئے انکو کشفات اور منامات مین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے راضی پایا غرضکہ علما طریقت اور شریعت کے اتفاق سے یہ عمل مستحسن ہوا
اور صادق آیا اس پر وہی مضمون آیۃ کریمہ ابتدعوہا ما کتبناہا علیہم الا ابتغاء رضوان اللہ اور مطابق ہوا اسی قدر سے یہ کام جائز بلکہ مستحب پس اگر ہم اسی عمل پاک
پر مداومت کرین اور ہر سال بطور لزوم اور داعمیت کے التزام نکرین تو ہمکو اندیشہ ہوگا اسکا کہ مبادا جناب باری کا وہ عتاب ہو جو بنی اسرائیل
پر ہوا تھا اور جسے عتاب سے صحابہ پر ترسا تھی اسان تراویح مین ڈرتے تھے کہ رعو ہا حق رعایتہا **لمعہ خامسہ** اعتراض کرتے ہین کہ قیام بدعت
سیئہ اور ضلالت بلکہ شرک ہے بچند وجوہ ایک یہ کہ ہاتھ باندھکر کھڑا ہونا محفل مین شرک ہے اسلئے کہ یہ عبادت ہے اور خاص صورت
نماز کی ہے اور کرنا عبادت کا غیر اللہ کے واسطے شرک فی العبادت ہے دوسری قباحت یہ کہ لکھا نجم الدین قنوجی نے کہ قیام کرنیوالے یون
سمجھتے ہین گویا اوسیوقت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم شکم مادر سے تشریف باہر لاتے ہین اور یہان حاضر ہین یہ کفر اور شرک ہے تیسری
قباحت یہ کہ یون سمجھتے ہین کہ روح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفل مین آیا کرتی ہے اور یہان حاضر ہے یہ اعتقاد شرک ہے **جواب**
اس اعتراض کا یہ ہے کہ ذکر اللہ اور ذکر رسول اگر کوئی کریگا تین حالت سے خالی نہین یا کھڑا ہو کر کریگا یا بیٹھکر یا لیٹے ہوئے اللہ تعالی کیطرف
سے ان تینون حالتون کی بسند یہ ارشاد ہوا ہے فاذکروا اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبکم ولیکن لیٹ کر تو وہ ذکر کا رہا یہ بر خاص وقت سونیکے
یا درد و پیٹ مین یا درد ہوئی مین یا کوئی بھکا ہوا سستی دیتا ہوا یا مریض ہو اسلئے کہ جب آدمی تندرست اور چاق ہوتا ہے تو ذکر اللہ اور ذکر
رسول لیٹکر کرنا اوس بے بیہودہ سمجھتا ہے چنانچہ نماز مین بھی قیام و قعود تو تجویز ہوا لیٹنا نہوا مگر واسطے مریض کے پس عبادت کے لیے حالت ادب
دو مقرر ہوئین قیام اور قعود اب اسکی تین شکلین ہین یا کل ذکر قیام مین کرے یا کل قعود مین یا کچھ قیام مین کرے اور کچھ قعود مین یہ تینون شکلین

مطابق کے سب ظاہر کہلاتے ہین بلکہ بدعت ہونیکی وجہ سبنی انکی وہی ظہور و شیوع اور اخذ و دوام شکل سنن موکدات کے ہے اور سنت
موکدہ ہونا تراویح کا آٹھ رکعت کا تو باتفاق ہے اگر خلاف ہے تو بارہ مین ہے اور قاعدہ شرع سے محقق ہوگیا کہ ترک سنت موکدہ مین عتاب
ہوتا ہے پس معنی قول ابو امامہ کے یہ ہے کہ تمنے اس سنت موکدہ کو اختیار کیا ہے تو حدوث سے حدوث اختیار دخل ہے نہ حدوث ایجاد جیسا
مولف سمجھا کیونکہ ایجاد تو صراحۃ اسکا فخر عالم نے کیا ہے اور یہ امور سنت موکدہ ہے اسکو دائم رکھنا ورنہ خدشہ عتاب ہے پس اب کیونکر مولف
کا سلیقہ نہ فہم قران کا اور نہ اقوال سلف کا خواہ مخواہ خلاف قواعد شرعیہ سلف کے اقوال کو معنی بناتا ہے اور ضلوا و اضلوا کا مصداق ہوتا
ہے پس اس سے بھی بدعت حسنہ مستحبہ کا التزام و دوام نہ نکلا البتہ سنت موکدہ کا نکلا اب دلیل تیسری مولف کی ایک لغو کلام بلکہ کچھ اور ہوگئی پر
تطبیق مولد مروجہ کی اسکے ساتھ خود بے معنی ہوگئی اگرچہ اوس مین بھی چند امر جہل مولف کے ظاہر اور خطائین باہر ہین مگر تطویل بے سود ہے کیا
حاصل ہے حوصلہ علم مولف کا واضح ہوگیا اور دعوی تجبر و ہمہ دانی کا لائح ہولیا **قولہ** لمعہ خامسہ اعتراض کرتے ہین الخ **اقول** معترض ذکر اللہ
سے بحث کرتا ہے نہ مطلق قیام سے کہ مطلق اوسکے نزدیک مندوب ہے بلکہ ایک فرد خاص قیام کی تعظیم غیر اللہ مین کہ جس مین شرک یا بدعت
لازم آجاوے اوسکو منع کرتا ہے علی ہذا ذکر فخر عالم پر بحث اور نہ اوسکے قیام و قعود سے استفسار مگر ایک فرد خاص مین کلام ہے پس یہ سب

مضمون کلام اللہ مین داخل ہین انمین ایک شکل بالکل منطبق ہے مولد شریف پر کیونکہ اسمین کچھ روایات و معجزات بیٹھکر پڑھے
جاتے ہین دو کچھ یہہ درود و سلام یا جو کھڑے ہوکر یہہ ایک مضمون ہوا منجملہ تین مضامین مندرجہ آیۃ کریمہ کے اور ایک فرد ہوا افراد ثلثہ تاہم
بالکتاب ہیں۔ لفظ بدعت کا اطلاق اسپر درست نہین بدعت وہ ہے جسکی کچھ سند ہو نہ کتاب سے نہ سنت سے نہ لفظا نہ رمزا
مولوی اسحق صاحب نے مأۃ مسائل مین لکھا ہے ہان ایک وجہ خاص کے سبب کہ وہ قیام اوسی وقت کیا جاتا ہے کہ جب میلاد شریف
کا ذکر آتا ہے نہ قبل اسکے اور نہ بعد اوسکے نیز باعث مداومت کے کہ دائمی قیام کیا جاتا ہے اس موقع مین اگر لفظ بدعت کا اطلاق اسپر کر دیا
صحیح ہے لیکن بدعت موافق مذہب صحیح بمعنی یہہ جمہور اسلام کی دو طرح ہے سیئہ اور حسنہ سیئہ وہ جو مخالف قرآن یا حدیث یا اجماع کے ہو جیسے
تو اس قیام مین نہین اسلیئے کہ اگر کوئی آیت قرآن کی یا کوئی حدیث اس بات مین آئی ہوتی کہ ایسے موقع مین کھڑا ہوکر درود اور سلام پڑھنا
منع ہے یا اس بات پر علماء امت کا اجماع ہوگیا ہوتا تب تو اوسکے مخالف یہہ حکم استحباب قیام کا بدعت سیئہ ہوتا اور نہی تو ہرگز وارد نہین اور
اس موقع خاص کی ہی تو کیا علی العموم قیام تعظیمی کیلیئے شرع مین نہی وارد نہین ہوئی سوا قیام مروجہ عجمیون کے چنانچہ شاہ ولی اللہ نے

تقریر مولف کی فضول ہے جواب سے کچھ تعلق نہین لہذا اسکو ترک کرتا ہون مگر مطلق مین کسی فرد کو خاص کرنا بدعت ہے خواہ ذکر اللہ تعالی
مین واقع ہو خواہ ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین اور اگر اپنے اطلاق پر رہے تو جائز پس بخاص ذکر ولادت مین ہی قیام کرنا خصوصا
مولود مین ہی خصوصا معترض تو اسکو کہتا ہے اور پہلے ثابت ہو چکا اور مولف بھی مقر ہے کہ کسی فرد مطلق کو خاص کرنا بدعت ہے
مولف کے قول کو دیکھو کہتا ہے ایک شکل اس قیام کی ولادت پر منطبق ہے یہہ کلام کسقدر بیمعنی ہے کیونکہ کلام شمولیت معدوم نہین ہے
کہ افراد مطلق کے علی الاطلاق سب افراد جائز مگر ایک فرد کو ایک حالت اور ایک موقع مین اختیار کرنے کا اعتراض ہے اور اوسکا ایسا
درکار ہے مگر فہم خداداد مولف مین نہین کہ سمجھکر کچھ جواب دیوے اور آخر کلام مین خود فرد خاص کی مداومت کو قبول بھی کرتا ہے کہ بدعت ہے
مگر سیئہ ہونا نہین مانتا **قولہ** لیکن بدعت موافق مذہب صحیح الخ **اقول** یہہ اول جاہل مولف دیکھے کہ اس تقسیم کو مذہب ثانی صحیح کہتا ہے
تو مقابل اوسکا غیر صحیح ہوا اور معلوم ہو چکا کہ فقط فرق لفظی و اصطلاحی ہے معنی مین کوئی فرق نہین یہہ کسقدر کم فہمی ہے دوسرے کہتا ہے
کہ تخصیص دائمی قیام کی بین ممانعت ادلہ اربعہ سے نہین اور یہہ محض غلط ہے کیونکہ اطلاق کا مقید کرنا کسی فرد مین جب عموما منع ثابت ہو گیا
تو جملہ افراد کلیات مین یہہ حکم ظاہر ہو گیا مثلا جب یہہ حکم ہوا کہ قیام ذکر خیر الخلائق مین مندوب ہے تو ہر فرد مین مندوب قیام کا ثابت ہو گیا
اگر کوئی احمق پوچھے کہ یہہ کس نص مین آیا ہے کہ وقت ولادت کے قیام مندوب ہے تو محض جہالت ہو دیگی علی ہذا جب یہہ حکم ہوا کہ کسی
حکم مطلق کو مقید مت کرو تو یہہ بھی حکم ہو گیا کہ حکم مندوب قیام کو مقید مت کرو تو یہہ ثابت ہو گیا کہ مندوب قیام مقید بذکر ولادت مت کرو ایسے
موقع پر مولف کا مطالبہ نص کا کرنا سب اہل علم جان لیوین کہ علم ہے یا جہل فرد فرد کے حکم کی تصریح آجتک کسی جاہل نے بھی نہ کہی ہوگی اور ماشاء
یہہ ہے تخصیص فرد کو بدعت خود بھی کہتا ہے اور تعدی حد اللہ ٹھیراتا ہے اور پھر یہ عذر کہ اس فرد خاص کی نہی تعیین مولف کو نظر نہین آئی تو
ممنوع نہوا کیا عجیب تقریر ہے کہ مضحکہ صبیان سے بھی اعلی ہے پھر کہتا ہے کہ نہی تو ہرگز وارد نہین سبحان اللہ جب تقیید کی نہی بزعم مولف
اس مین وارد ہوچکی تو ہر ہر فرد کو نہی کہین نصوصا ہوتی ہے معاذ اللہ سو یہہ ایک قاعدہ جہل مرکب مولف کا تمام احکام کلیہ کے ہدم اور رفع کو

حجۃ اللہ البالغہ میں لکھا ہے پس جبکہ نہی ثابت نہوئی تو موافق اصول قواعد مقررہ مسلمہ علماء فقہ کے جنکو علامہ شامی اور محقق ابن ہمام وغیرہ کہتے
ہیں کہ جمہور حنفیہ و شافعیہ کے نزدیک اصل اشیاء میں اباحت ہے یہ قیام مباح امر ٹھیرا اور جبکہ اس مباح امر میں نیت کی گئی تعظیم شان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تو باعث قرین ہونے اس نیت حسنہ کے یہ قیام مستحسن اور مستحب ہوگیا چنانچہ مولد کبیر ابن حجر اور سیرت حلبی اور تفسیر روح البیان
اور عقد الجواہر وغیرہ میں اسکے استحسان پر تصریح ہے اور عمل ہمارے حرمین شریفین اور جمیع بلاد اسلامیہ میں جن ملکوں کا ذکر اس رسالہ میں ملا
علی قاری وغیرہ کے کلام سے نقل کیا گیا ہے بہرحال جو عمل باتفاق سواد اعظم مستحب و مستحسن ہو اسکو بدعت سیئہ اور بدعت ضلالت کہنا کسقدر
من النصوص و مفسرین کے خلاف ہے اور شرک اور کفر کہنا اسکا تو محض جہالت اور مالیخولیا ہے اسلئے کہ شرح عقائد نسفی میں معنی شرک کے یہ لکھے ہیں
کہ شرک اسکو کہتے ہیں کہ کسیکو خدائی میں شریک کریں یعنی جیسے اللہ تعالی واجب الوجود ہے ایسا ہی کسی دوسرے کو مستقل بالذات واجب الوجود سمجھے
جیسے مجوس اسکو مستحق عبادت جانتے ہیں یا دوسرے کو مستحق عبادت جانتے انتہی اور وقت ذکر ولادت شریف کھڑا ہو کر درود و سلام پڑھنے میں یہ معنی
نہیں پھر شرک کیسا اور اگر متقدمین یعنی عقائد نسفی کا کلام نہیں سنتے اپنے متاخرین ہی کا کلام سنو مولوی اسمعیل صاحب تقویۃ الایمان کی
ادنی ہے تامل درکار ہے اور پھر قول مولف کا اور اس موقع خاص کی نہی تو کیا علی العموم قیام تعظیم کی نہی نہیں کیا کلام خبط ہے کیونکہ قیام تعظیمی
جسکو تو معترض تسلیم کرتا ہے خصوص کوئی بوجہ تخصیص بدعت کہتا ہے مگر مولف نہ فہم مطلب سے عاری ہے اسکی زیادہ شرح بسط فضول
معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس کلام مخبوط کا حال اہل علم پر روشن ہی ہوجاتا ہے کہ معترض کچھ کہتا ہے اور مولف اور ہی کچھ بہکتا ہے استغفر اللہ
پس اب تصریح مولف کی کہ جبکہ نہی ثابت نہوئی الخ بیہودہ کلام ہوگئی کیونکہ نہی تو کلیہ میں ثابت ہو چکی اور ہم اطلاع کرچکے اب اباحت اصلیہ اس
امر مقیدہ میں موجود نہ ہوا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ایسا کلام خبط بھی کسی نے نہ دیکھا ہوگا **قولہ** اور جبکہ اس امر مباح میں الخ **اقول** قیام مباح تو
تہا اور تعظیم شان ذکر فخر عالم علیہ السلام کے واسطے مستحب بھی تہا مگر علماء کی تقیید و تخصیص اور عوام کی سنت وجوب سے بدعت و مکروہ ہوا
مولف نہیں تو سمجھ کیا تھا پھر بلا دست ختم ہوگئی پس اصل اباحت رند سب معارض اس بدعت عارضیہ کی نہیں اور مولد کبیر وغیرہ میں
جو مستحسن کہا ہے وہ اصل مطلق کی فرد کی وجہ سے کہا ہے بظن غالب ان حضرات کے وقت اس قید و تاکد کا نہ ہوا تھا بخلاف ہمارے زمانہ کے کہ جہلا کا حال
مشاہد ہے پس اب ہرگز وہ امر مندوب نہیں بلکہ اب مکروہ و بدعت ہے اور اگر قید و تاکد کو یہ علماء مذکورہ بدعت نہیں کہتے تو ہرگز ہرگز انکا قول
مقابلہ نصوص کے مردود ہوگا پہلے اسکا ذکر ہوچکا مگر مولف کا فہم غلط ہے ملا علی قاری کا قول شرح حدیث ابن مسعود میں صاف
ثابت کرتا ہے کہ انکی مراد وہی ہے جو بندہ عاجز لکھ چکا ہے اور سواد اعظم کی بحث بھی ہوچکی اب کہاں تک مولف بدفہم کیواسطے بار بار لکھا جاوے
گویا کا علاج نہیں **قولہ** اور شرک اور کفر کہنا الخ **اقول** کوئی صفت خاصہ حق تعالی کی کسی میں ثابت کرنا ہی شرک ہے اور کوئی کام
عبادت غیر اللہ کے ساتھ کرنا بھی شرک متعلقہ اور شرک دونوں شرک بھی محقق ہے قال فی المسایرۃ الالوہیۃ الاتصاف بالصفات التی لاجلہا
استحق ان یکون معبودا ای صفاتہ التی توحد بہا سبحانہ لاشریک لہ فی شیء منہا انتہی شرح مقاصد میں ہے والتوحید اعتقاد عدم الشریک فی
الالوہیۃ وخواصہا انتہی وفی الحدیث من حلف بغیر اللہ فقد اشرک الحدیث الریاء شرک الحدیث پس قیام دست بستہ بخشوع چونکہ ایک رکن نماز
کا ہے حق تعالی کے روبرو دست بستہ کھڑے ہوتے ہیں تو اگر اسی طرح فخر عالم کو حاضر بعلم استقلالی محفل مولود میں جانکر دست بستہ کھڑا ہوگا

بادشاہونکو تواضع اور عاجزی چاہیئے لوگون سے سجدہ نکراوین جب عبادت مخصوصہ جو خاص خدا کا حق تہا یعنی سجدہ بغیر نیت عبادت کے شرک ہوا
بلکہ بعض فقہانے جائز بھی رکہا افسوس ان زبان درازون کی تعدی اور عدم مبالات پر کہ فقط قیام جو ہرگز اصل عبادت نہین شرک اور کفر کیطرح
ہوسکتا ہے۔ واضح ہو کہ پہلے امت مین سجدہ بھی دوسرون کو واسطے تعظیم کے جائز تہا یوسف علیہ السلام کے پاس جب اونکے باپ یعقوب
علیہ السلام اور اونکی خالا اور سب بہائی ملک مصر مین آئے جب ملاقات یوسف علیہ السلام سے ہوئی تو اوس وقت کا حال قران شریف مین ہے
خروا لہ سجدا یعنی حضرت یوسف کے والد اور خالا اور بہائی یہ سب حضرت یوسفؑ کے آگے سجدہ مین گر پڑے تعظیما اور اسیطرح جب آدم
علیہ السلام کے لئے فرشتون کو حکم دیا سجدہ کا قلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم اوسوقت سب فرشتون نے سجدہ کیا آدم کو سوائے شیطان ملعون کے
چنانچہ قران شریف مین ہے فسجدوا الا ابلیس یہہ ذات شریف اوسوقت غرور مین رہے سجدہ نکیا جنہی نکیے لعنت کا طوق گلے مین پڑا امام
فخر الدین رازی نے پارہ تلک الرسل مین لکھا ہے ان الملائکۃ امروا بالسجود لاجل ان نور محمد علیہ السلام فی جبہۃ آدم اور شاہ عبد العزیز
نے لکہا ہے کہ فرشتون نے جو سجدہ کیا آدم علیہ السلام کو اور اخوان یوسف نے یوسف علیہ السلام کو وہ عبادت کے لئے نہتا ایسا سجدہ کبھی
جائز نہین ہوا کیونکہ یہہ محرمات عقلیہ سے ہے اور محرمات عقلیہ کبھی نہین بدلتے بلکہ وہ سجدہ تعظیمی تہا اب اس امت مین وہ بھی حرام ہے
صحیح یہی ہے اس مقام پر ایک لطیفہ یاد آیا یعنی منکرین اپنے رسائل مین بانیان محفل میلاد شریف کے مذہب کو کہتے ہین این مذہب
قابل مین ست کہ سندش تا ابولہب ساندہ شود بلکہ تا ابلیس لعین انتہی کلامہ اب ہم کہتے ہین کہ ان لوگون سے تو بطرح کوئی سفیہ سفاہا
بڑہانکتا اور بے اصل باتین کہتا چلا جاتا ہے سو نہ اوٹھا کر ابلیس تک ہمارے مذہب کو پہنچا دیا اور کوئی ثبوت کامل ندے سکے لیکن
ہم لاریب ان منکرین کا سلسلہ بخوبی شیطان ملعون تک پہنچا کر آنکھون کے سامنے دکہا دینگے یعنی موافق قول امام رازی کے آدم کے
لئے جو حکم سجود ہوا تہا اوس مین تعظیم تہی نور محمدی کی جو اونکی پیشانی مین تہا سو جمیع ملائکہ مقربین نے سجدہ ادا کیا تعظیم نبی بحکم الہی بجا لائے
پس ہم لوگ تو ملائکہ کے حال مین ہم رنگ ہین کہ اونھون نے تعظیم رسول ادا کی ہم بھی کرتے ہین فرق اتنا ہے کہ اوس وقت سجدہ جائز تہا انھون نے
سجدہ کیا ہمارے عہد مین سجدہ ممنوع ہے ہم بآداب تعظیم کھڑے ہوکر درود وسلام پڑہتے ہین نفس تعظیم مین ہم اور ملائکہ شریک رہے اور جو لوگ قیام تعظیمی
رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین تغلیظ وتشدد اور کلام لایعنی پیش کرتے ہین اور نہین کرتے قیام تعظیمی وہ ابلیس کے ہم مذہب ہین علت مشترکہ یہہ
تعظیم کے دونون منکر لیکن چونکہ وہ متقدم ہے اور یہہ لوگ متاخر بنا علیہ مقدم تو امام ٹھیرا اور تابعین متاخر اوسکے مقلد تو خوب پہنچگیا سلسلہ اس
مذہب خبیث کا ابلیس لعین تک اور دوسری بات یہہ بھی ہے کہ ابلیس مغرور نے یہہ سمجہا کہ اسقدر ملائکہ مقربین کے پہلے سجدہ مین گرے
ہین مین ایک حقیر ناچیز کیا ہون جو سجدہ نکرون شدت غرور شقاوت سے تابع جمہور نہوا سجدہ تعظیمی نکیا صاحب تعظیم کی شان مین تو فرق نہ آیا مگر
یہی کمبخت خوار و ذلیل ہوگیا اسیطرح یہہ تین چند منکرین قیام جو اپنے خیالات فاسدہ مین مغرور ہین جمہور اہل اسلام کو نہین خیال مین لاتے یہہ نہین سمجھتے
کہ حرمین الشریفین وبیت المقدس وروم وشام کے تمام علما قدسی نفوس قیام کرتے ہین استحباب کا فتوی دیتے ہین ہم اونکے آگے کیا چیز ہین غرضکہ تمام عالم
قیام تعظیمی کرے یہہ ہرگز مخصوصہ کبھی نکرینگے اس تکبر اور تفرد مین بھی ان صاحبون کو شرکت اوس لعین کے ساتھ ہے اور ہمکو اتباع جمہور مین

شرک کا اوسپر ہوویگا پس جو ایسی روایات سے استخفاف معصیت مین عوام کو مبتلا کرتا ہے البتہ نیابت شیطان کی اوس کو مسلم ہے کیونکہ الا استخفاف

نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام بصورت روحانیان حاضر شدند و بہ تلقی روحانی حضرت خضر فرمودند کہ ما از عالم ارواحیم حضرت سبحانہ تعالی ارواح ما را قدرتے کاملہ

عطا فرمودہ است کہ بصورت اجسام متمثل شدہ کار ہائے کہ از اجسام بوقوع می آید از ارواح ما صدور مے یابد و در اسی جلد اول مکتوب دو صد و بست و سوم میں ہے در بیرون

اشان عنایت خداوندی بورد رسیدہ و تحقیق معارف لمکتے نغمی را نموده و عنایت حضرت رسالت خاتمیت علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام کرامت مالیست بعنی

حضور از انی و مودود تسلی خاطر حزین نمود اور سیوطی رحمتہ اللہ علیہ انتباہ الاذکیا میں احادیث و آثار صحابہ سے لکھتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اطراف زمین میں آمد و رفت برکت کے ساتھ فرماتے ہیں اور انبیا کا مرجانا یہی ہے کہ وہ ہماری نظر سے چھپ گئے مثل فرشتوں کے نظر نہیں آتے مگر جس

ولی اللہ کو اللہ دکھا دے سو امام غزالی گفتہ کہ ارباب قلوب مشاہدہ می کنند در یقظہ ملائکہ را و ارواح انبیا را کذا فی اشعۃ اللمعات فی کتاب الرویا اور

اسی جگہ لکھا ہے شیخ عبد الحق نے از شیخ ابوالسعود کہ مصافحہ میکرد آنحضرت را بعد از ہر نماز اور اسی جگہ لکھا ہے شیخ نے قصہ غوث پاک کا کہ روزے غوث

الثقلین شیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ بر کرسی نشستہ بود و وعظ میفرمود قریب بدہ ہزار کس در پایہ وعظ وے حاضر و شیخ علی بن ہیتی در زیر پایہ

کرسی شیخ نشستہ ناگاہ شیخ علی ہیتی را خواب برد پس شیخ عبد القادر قوم را فرمود اسکتوا پس ہمہ ساکت شدند تا آنکہ جز انفاس ازیشان شنیدہ نمی شد

پس فرود آمد شیخ از کرسی و ایستاد با دب پیش علی و نگاہ می نگریست در وے پس بیدار شد شیخ علی و گفت شیخ عبد القادر با وے کہ دیدی تو آنحضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم را گفت نعم فرمود از ہمین جہت ادب ورزیدم با تو ایستادم در پیش تو فرمود بچہ وصیت کرد ترا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفت بملازمت تو پس

تو پس شیخ علی گفت انچہ من در خواب دیدم شیخ عبد القادر در بیداری دید و روایت کردہ اند کہ ہفت کس از مردان راہ در ان روز از عالم رفتند رحمتہ اللہ علیہم اجمعین

اس سے تین باتیں ثابت ہوئیں ایک تو روح پاک مصطفوی کا مجلس خیر میں آنا دوسرے تعظیم روح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حضرت غوث اعظم رحمہ اللہ کا

کا کھڑا ہو جانا یہ سند ہوئی استحباب قیام کیواسطے تشریف آوری ارباب فضل واکرام کے تیسرے حضرت غوث پاک کی علو شان اور قوت ادراک کہ جو بات

آدمی خواب میں دیکھیں آپ نے بیداری میں دیکھا قصہ مختصر یہ کہ روح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین پر آمد و رفت فرماتی ہے اور اگر کوئی یہ سمجھے کہ وہ خلاف العقل

حاصل نہیں ہوتی اور پھر ان مکاشفات کو قبول کرنا احکام شرعیہ میں ضرور نہیں جن سے حکم ثابت ہو مولف کا ایسے موقع استدلال میں نقل کرنا ان حکایات

و مکاشفات کا خالی ناواقفیت قواعد دین سے نہیں چنانچہ یہ صحیح ہے کہ الہام و کشف اولیا کا مفید حکم اور حجت علی الغیر نہیں ہوتا امام غزالی مشاہدہ کو فرماتے

ہیں سو مشاہدہ کیواسطے ارواح کا مشاہد کے گھر میں آنا ضرور نہیں قلب منور بعید سے دیکھتا ہے مثل قریب کے باذن اللہ تعالی جس وقت چاہے حق تعالی

علی ہذا مصافحہ کرنا علی ہذا قصہ شیخ عبد القادر گیلانی کا کشف روحی اور رویا روحی ہے اس میں تدلی تنزل کی کچھ حاجت نہیں اور وقت انکشاف

کے جب حضور ہوگیا تو ادب ضروری ہوگا پس مولف کا یہ کہنا کہ روح مصطفوی کا مجلس میں آنا محض ناواقفیت معاملہ کشفی سے ہے اگر کوئی خواب

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے تو مولف حکم کریگا کہ آپ اوس کے گھر تشریف لائے اب اس عقل مولف کو دیکھنا چاہیے اور استحباب قیام آنے

کے واسطے ثابت ہے معترض نے کب انکار کیا ہے مولف کی عقل پر غشاوہ ہے اب شہود کے وقت مثل حیوۃ کے معاملہ ہونا چاہیے کلام اس میں نہیں مولف

کو حصول مطلب فہمی سے کام ہی نہیں اگر اہل محفل میلاد کو زیارت فخر عالم کی ہووے تو قیام کو کون منع کرتا ہے اور معترض لفظ آیا کرتی ہے پر شبہ کرتا ہے

غرض اعتراض کچھ اور دلائل مولف کے کچھ اور عجب قصہ ہے **قولہ** اور اگر کوئی یہ سمجھے الخ **اقول** مولف نے آپ ہی اعتراض بنایا کہ آپ مستغرق

مشاہدہ میں ہیں تو حیات الدنیا کیونکر ہو سکتی ہے اور آپ ہی جواب دیا کہ اپ کی وسعت علم کو یہ مانع نہیں اور تفسیر عزیزی و زرقانی سے حجت لایا مگر عجب ہے

کی حضوری مین مستغرق اونکو دنیا کی طرف کب توجہ ہوتی ہوگی جواب اوسکا یہہ ہے کہ شاہ عبد العزیز صاحب فرماتے ہین والقمر اذا اتسق کی تفسیر مین بعضے از

خواص اولیاء اللہ را کہ آلہ جارحہ تکمیل و ارشاد بنی نوع خود گردانیدہ درین حالت ہم تصرف در دنیا دادہ و استغراق نہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ

باین سمت نمی گردد۔ جب اولیاء اللہ کا یہہ حال ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا حال تو بدرجہا اس سے فائق ہوگا چنانچہ خاتمۃ المحدثین زرقانی صفحہ ۳۶

مقصد عاشر مین لکھتے ہین ولاریب ان حالہ صلی اللہ علیہ وسلم فی البرزخ افضل و اکمل من حال الملائکۃ ہذا سیدنا عزرائیل علیہ السلام یقبض مئۃ الف

روح اوازید فی وقت واحد ولایشغلہ قبض عن قبض وہو مع ذلک مشغول بعبادۃ اللہ تعالی مقبل علی التسبیح والتقدیس فنبینا صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ

یصلی ویصوم ویتعبد ویتنعم بہ ولایزال فی حضرۃ اقترابہ یتلذذ بسماع خطابہ وکذا کان شانہ وعادتہ فی الدنیا یفیض علی امتہ من سبحات الوحی الالہی

مما اوحی اللہ ولایشغلہ ہذا الشان وہو شان افاضۃ الانوار القدسیۃ علی امتہ عن شغلہ بالحضرۃ الالٰہیۃ یعنی آپ کا قبر مین یہی حال ہے اور دنیا مین یہی

یہی تہا کہ امت پر فیضان جاری رہتا تہا اور خدا سے ملے رہتے تھے ایک کی مشغولی سے دوسری مشغولی مین فرق نہ آتا تہا ہ ادہر اللہ سے واصل ادہر مخلوق

مین شامل + خواص اولیاء برزخ کبریٰ مین تہا حرف مشدد کا ہ پس یہ حصر توسع ادراک علم و قوت استعداد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر اور ہر روح انبیا

کی سرعت سیر معلوم کہ حضرت ابراہیم معراج رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رات بیت المقدس سے ساتوین آسمان پر سات ہزار برس کا رستہ طے کرکے دق

دوست مین پہونچ گئے جیسا کہ ہم روایت اسکی بیان کر چکے پہر کیا اشکال وبال جان ہو رہا ہے منکرین کو کہ صرف چند محافل میلادیہ جو چند شہر متعددامین منعقد

ہوتی ہین ان مین بسرعت سیر حاضر ہو جانیکی قدرت روح پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین نہین مانتے وہ پیغمبر سید المرسلین جو ابراہیم خلیل اللہ سے

بہی افضل بالاتفاق ہین مفضول تو سات ہزار برس کی راہ طے کرے ایکدم مین اور فاضل افضل چند مقامات کی سیر نکر سکے کمال کم فہمی کی بات ہے

اور اسیطرح یہہ کہ جو ایسا اعتقاد کرے اوسکو مشرک قرار دین سبحان اللہ شرک کے معنے ہی یہہ حضرات خوب سمجھے واضح ہو کہ بہت مقامات مین حاضر ہو جانا ایک

زمانہ مین روح مبارک کا جسکو یہہ لوگ شرک کہتے ہین اوسکی تشریح اس رسالہ مین گذر چکی جہان چاند سورج اور ملک الموت کی تمثیل ہے اور کتاب دافع الاوہام

مین کلام محققین متقدمین سے ثابت کیا گیا کہ روح کاملین کی آن واحد مین مقامات متعددہ مین جا سکتی ہے جسکو دیکہنا ہو اوسمین دیکہے ایسا ہم تماشے کی بات سنائے ہین

دہرمی دہلی کے مولوی اسمٰعیل صاحب اپنے پیر کے واسطے کتاب صراط مستقیم مین روح خواجہ عالیشان اور روح غوث پاک کو بغداد و بخارا سے مہینہ بہر تک آنا بیان فرماتے ہین

کہ امکانہ معترض مانع ہو اور نہ مولف کو کچہہ فائدہ عبث اوراق سیاہ کرتا ہے معترض دوام تشریف آوری روح پاک کا ان مجالس مین انکار کرتا

ہے مولف امکان علم و حضور ثابت کر رہا ہے نہ گہر کی خبر نہ اپنے ہوش اور حضرت عزرائیل کی مثال پر پہولا نہین سماتا پہلے اس کا جواب ہو چکا کہ

حق تعالی نے حضرت عزرائیل کو ایسی قوت و علم دیا ہے اور اون کے متعلق یہہ خدمت کی ہے کہ اگر فخر عالم کو اس سے صدہا گونہ زائد ہو تو کیا عجب ہے

مگر کلام فعلیت مین ہے کہ یہہ ہوتا ہے یا نہین اب خلاصہ و نتیجہ دلائل و جواب مولف کا دیکہو **قولہ** پس ایسا حصر توسع ادراک و علم الخ **اقول**

سبحان اللہ فہم مولف پر عجب ہے نہ توسع ادراک کا ذکر نہ سرعت سیر کا انکار کلام فعلیت حضور مین اور تشریف آوری دائمی

مین ہے اور قیاس عقلی مولف کا امکان مین حالانکہ عقائد کا ثبوت نص قطعی سے ہوتا ہے چند اقوال وہ بہی خارج مبحث ذکر کرکے آنکہہ

بند کرکے ایک ڈہکوسلا لکہدیا کچہہ تو شرم کرلی ہوتی کہ عقائد کا مسئلہ اور اعتراض کے خلاف کیا اثبات کرتا ہون اور کیا کہہ رہا ہون

اور کیا واجب ہے اب باقی کلام لایعنی کا جواب ضرور نہین چاند سورج ملک الموت کا جواب سب مذکور ہو چکا اور سید صاحب کے قصہ

حالوانت اور صندفضا اور دوسرون کے واسطے فتاوی بزازیہ کھولا جاتا ہے کہ من قال ان ارواح المشائخ حاضرۃ تعلم یکفر اس جلیقاری اور محیط بکمال افسوس کال
ہے حاضر ہونا روح کا ممکن الوقوع تو ہے لیکن امکان وقوع کو وقوع ضرور نہین ہے یہ کسطرح معلوم ہوا کہ ان محفلون مین آجاتی ہے **جواب** روح کا آنا کوئی امر
حسی آنکھون سے دیکھنے کا نہین ہے کہ کوئی دیکھکر بتا سکے یہ امر باطنی قسم عالم امر سے ہے اس کا ثبوت ارباب مکاشفہ سے ہو سکتا ہے کہ اون لوگون کا قلب صاف
اور نفس اون کا کدورتون سے پاک اور نظر باطنی دقیق عمیق ہے اس قسم کے آدمیون کو منامات مین بھی بشارت ہوئی کہ حضور کا گذر مولد شریف مین ہوتا ہے اور
بعض صلحا رضی اللہ عنہم کو بیداری مین شرف یہ زیارت بھی ہوئے محمد بن یحییٰ جو مکہ معظمہ مین مذہب حنبلی کے مفتی تھے علماء اعلام قندیل دین اسلام سے نقل کرتے
مین کہ حضور زیارت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف روحانیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیطرح علامہ زین العابدین برزنجی جنکا مولد شریف منظوم دیار عرب کی محافل
مین پڑہا جاتا ہے قیام ہی قیام مین لکھتے ہین سہ قد سن اہل العلم والفضل والتقی + قیاما علی الاقدام مع حسن امعان + بتشخیص ذات المصطفی وہو حاضر
بای مقام فیہ یذکر بل دان + اور شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوۃ مین تین مقام پر ایک جگہہ موقع سلام مین دوسری جگہہ خصائص مین تیسری جگہہ
ماہیہ ایسے تصور جمال روحانی مبارک مین تصریح کی ہے ساتھ حاضر ہونے روحانیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ مین بھی ہیئۃ کر
ہین بہت مین ڈہونڈ کر نکالنے سے یہ دونون کتابین کثرت سے موجود ہین اور اس مسئلہ کی رنگ وبو تو خود کلام شاہ ولی اللہ صاحب مین موجود ہے

کی بھی اطلاع ہو چکی ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور **قولہ** سوال حاضر ہونا روح کا ممکن الوقوع الخ **اقول** مولف نے یہہ عبارات
نقل کی ہین اور نہ اصل مطالب امر ہے پھر مسائل تہا یہہ بھی ایک فریب ہی تہی کہ عوام نوجات جانتے ہین کہ روایات سے یہہ مطالب
ثابت ہے مگر اہل علم سمجھ جاوین گے کہ محض تطویل بے سود ہے لہذا بندہ نے ہر عبارت پر اشارہ کر دیا ہے کہ اسکو مدعا سے علاقہ نہین آخر مولف کو خود ہوش
آئی تو سوال جواب کرکے اوسکا رفع کرنا چاہتا ہے خلاصہ سوال تو فقط یہ ہے کہ سب روایات سے تقلب روح کا معلوم ہوتا ہے پھر مجالس مولود مین آنا کس طرح
معلوم ہو سکتا ہے معلوم ہونے کے طریق معتبر دین مین تین ہین یا حواس سو وہ تو یہان نہین دوسری عقل سو خلاصہ یہ ہے کہ وہ یہان مفقود ہے کیونکہ یہ امر
عقل سے ثابت نہین ہوسکتا تیسری خبر رسول وہ بھی اس باب مین غیر موجود پس مدعا بدلیل کسطرح ہو سکتی ہے اب مولف کا جواب قابل سننے کے ہے
کہ کہتا ہے کہ یہان آنکھون سے تو علم ہو سکتا ہی نہین یہی حواس کا کام نہین کہ اوس کو دریافت کرے اور اخبار متواترہ خبر رسول کی جو قطعی ہون وہ بھی مفقود
مگر ارباب کا شفہ سے ثبوت ہو سکتا ہے الغرض مولف نے اقرار کیا کہ ہر سہ طریق علم کے جو معتبر شرع مین ہین یہان نہین پائی جاتی ارباب مکاشفہ کی خبر
معاملہ سے اور روایت سے ثابت ہوتا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ مولف نے اسقدر تطویل بے سود کیسے کہا تو یہہ کہا کہ خواب مین اور مکاشفہ مین لوگون کو معلوم
ہوا ہے اور خود محقق ہے کہ دین مین علی الخصوص اعتقاد مین رویا اور کشف کا اعتبار نہین اور اس سے کوئی حکم شرعی ثابت نہین ہوتا خصوصا مسئلہ عقائد کا
تو اب سب ارباب عقل غور کرین کہ فقط مدار عقیدہ مولف کا خوابون اور مکاشفات پر ہے پھر اسقدر روایات بے سود نقل کرنا اگر فریب ہی نہین تہا تو کیا
تہا اول ہی سے لکھدینا تہا کہ خواب سے یہہ معلوم ہوتا ہے جو آخر کہا اول سے کہتا پس اب ہمکو جواب مین یہ کافی تہا کہ یہی کہدیتے کہ خواب سے یہہ غیر معتبر
ہین خدا قدردان مولف کو ہدایت کرے کہ کش نخورد وحلق خود بدرید در پہر آل کار دس ہی اپنی اصل پر آگیا اتنا رونا رویا اور دعوی کو دلیل سے ثابت
نہین اور جواب کو اعتراض سے علاقہ نہین ذرہ تو یاد شیخ عبدالحق نے مدارج النبوۃ مین بعض حکایات اولیا کی نقل کرکے یہہ آخر مین لکھدیا ہے کہ
بالجملہ بدن آنحضرت بعد موت مثالی است چنانچہ در نوم مرئی شود در یقظہ نیز می نماید و آن شخص شریف کہ در مدینہ آسودہ ومی است ہمان متمثل می گردد

نیوض الحرمین میں اپنے مشاہدہ کے بیان میں جو مدینہ طیبہ میں جا کر حاصل ہوئے فرماتے ہیں ورائیتہ مستقرا علی حالتہ واحدہ متوجہا الی الخلق راسا لباس

ملکوت فاذا توجہا الیہ انسان بجمیع ہمتہ وکان یرید الانسان العلی الہمت فقط بل کل ذی کبد یشتاق الی مشی وتیوجہا الیہ بقصدہ وتوقفہ فانہ لیبدلی الیہ از بیدحسی

اللہ علیہ وسلم جہرۃ - اس عبارت میں صاف بیان ہے کہ حضرت کا تو خیال لگتا ہے خوشی سے، سکیطرف جو سچ پڑھے حضرت کی اور درود وسلام بھیجے

یا کوئی مشتاق عشق دلی سے ہمت لگاتا ہے اور متوجہ ہوتا ہے حضرت کی طرف تو آپ اوترآتے ہیں اسکے پاس یہ خلاصہ مضمون شاہ ولی اللہ

صاحب کا بعینہ اون کے الفاظ میں ہے اور جو کوئی زیادہ تحقیق چاہے تو اصل کتاب فیوض الحرمین کی بلاغت جو کرے پاویگا اور میں زیادہ تر تشریح اور

توضیح اس مطلب کی **سوال** روح مبارک کا حاضر ہونا تو چندان بعید نہیں لیکن حاضر غیب ہو سکتی ہے کہ یہ خبر ہو وے کہ کہاں کہاں مجلس سے

غیب کی خبر کسیکو نہیں سوائے اللہ تعالی کے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ نمل میں قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ اور پیغمبر سلم لیا

اللہ تعالی نے رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سورہ اعراف میں کہ کہدے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں سے ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر

ومامسنی السوء - اگر جانتا میں غیب کو بہت حاصل کرتا میں منفعت وورنہ پہونچتا مجکو نقصان **جواب** یہ ہے کہ اگر آپ صاحبوں کو ان آیتوں پر ایمان

تو ہو بہت اچھی بات ہے لیکن آدمی کل قرآن پر یقین لانے سے مسلمان ہوتا ہے ایسا تو نہیں چاہیئے کہ کسی آیت پر ایمان ہو اور کسی سے انکار ہو جیسا

فرمایا اللہ تعالی نے افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض پس تم کو چاہیئے کہ دوسری آیتوں کو بھی جانو سورہ آل عمران میں ہے وما کان اللہ

لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء - یعنی اللہ یوں نہیں کرتا کہ تم کو خبر دے غیب کی لیکن اللہ چھانٹ لیتا ہے اپنے رسولوں

میں جسکو چاہے اور سورہ جن میں ہے عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول یعنی اللہ تعالی عالم الغیب ہے اپنے غیب کی بات کسی کو

نہیں جتلاتا مگر جو پسند کر لیا کوئی رسول ان چاروں آیتوں کے ملانے سے اہل سنت والجماعت کا یہ مسئلہ اعتقادی ہے جو نکلتا ہے یعنی اصل عالم الغیب

وعلام الغیوب اللہ تعالی ہے زمین وآسمان میں کوئی ایسا نہیں جو یقینی طور پر کسی بات کو بلا تعلیم والہام حق جانے ہاں اللہ تعالی اپنے پسندیدے

برگزیدہ رسول کو جسکو چاہے خبریں غیب کی بتا دیتا ہے پس جو شخص یوں کہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ بھی غیب کی بات نہیں جانتے وہ منکر ہوا

دریکی آن خواص را در یقظہ عوام را در منام پس دیکھو حقیقت انکشاف کی یہ ہے کہ ارباب قلوب صافی کے مخیلہ میں تمثل ہوتا ہے اور خود آپ

بجائے خود ہیں اور تشریف آوری اور حضور کا بیان نام ونشان بھی نہیں ان وقتوں سے مولف تشریف آوری ثابت کرتا ہے اور نا واقفیت حقیقت

کشف سے ہے تو شیخ اوس کے معتمد نے مولف کے سب دلائل رد کر دیئے مولف محض خواب وخیال بہی عقاید اپنے اور خلق کے برباد کرتا ہے

افسوس علی ہذا شاہ ولی اللہ صاحب جو شخص قبر مبارک پر متوجہ ہوتا ہے اوس کا حال فرماتے ہیں اور اگر دور سے یہ امر ہو تو پھر وہ ہی تمثل ہے اور

پھر یہ قصہ کشف والہام کا ہے جو شرع کی دلیل نہیں اور روح وصلوۃ وسلام میں خود وارد ہے فان صلوتکم معروضۃ علی الحدیث اور احادیث

میں تبلیغ ملائکہ کی موجود ہے پس مولف نے بغیر حقیقت کشف اور منام کے مطلع ہو کے اپنے فہم ناتمام سے تراش لیا کہ خود روح مبارک ہی صاحب

کشف کے گھر آجاتی ہے اور حجت بنا کر الحمد ہی کچھ غیرت نکی معاذ اللہ وآئے وردین نئی رخنہ گری پیدا شد کشف اعظم میں لکھا ہے کہ یہ سب

منام ویقظہ میں دیکھنا مشاہدہ تمثال ہے نہ عین حقیقت آپکی پس سب تقوہ مولف کی بدم و باطل ہوئی **قولہ** روح مبارک کا حاضر

الخ **اقول** یہ سب جواب محض تطویل اور کم فہمی ہے یہ کوئی نہیں کہتا اور اس اطلاع سے جو مولف نے لکھی حضور روح مبارک کا ہرگز ثابت

اللہ تعالی کے کلام کو کہ فرمایا اللہ تعالی نے چھانٹ لیتا ہے واسطے اخبار غیبی کے جسکو چاہے اور نیز منکر ہوا وہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا کہ مشکوۃ کے باب المعجزات مین روایت ہے عمرو بن اخطب انصاری سے کہ نماز جماعت پڑہائی ہمکو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فجر کی
اور منبر پر چڑہے ہمکو نصیحت فرمائی یہانتک کہ ظہر کا وقت آگیا تب اترے منبر سے اور نماز پڑہی پہر چڑہے منبر پر فرماتے رہے نصیحت پہر عصر کا وقت
آگیا پہر اترے اور نماز پڑہی پہر چڑہے منبر پر یہانتک کہ چھپ گیا سورج اوسدن بتا دیا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچہہ ہونیوالا تہا قیامت
تک اب ہم مین زیادہ عالم وہ ہے جسکو اوسدن کی زیادہ باتین یاد ہین روایت کی یہ حدیث مسلم نے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بہت خبرین
غیب کی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہین علاوہ اسکے بہت حدیثین اس باب مین وارد ہین بباعث طول کے اعراض کیا گئے شاہ عبدالعزیز
صاحب کے کلام پر عبارت اہون شروع مین منقول ہین فرماتے ہین کہ جو کچہہ حضرت نے خبرین دی ہین حاضر غائب کی سب پر اعتقاد واجب ہے اور نیز جو
لکہا ہے اسی وجہ سے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ہر امتی کو جانتے ہین کہ وہ کس درجہ کا آدمی ہے فرشتے حضرت کو خبر یہ پہنچاتے رہتے ہین اور نور نبوت
سے حضرت پہچانتے ہین سب امتیون کو یہ عبارت ہم نقل کر چکے ہین نور اول کے لمعہ ثانیہ مین اور نقل کر چکے اسی مضمون کی روایتین نیز زرقانی
قسطلانی وغیرہ سے اوسی مقام مین جب یہ باتین ثابت ہو چکین تو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہو جانا جمیع محافل میلاد کا کون بڑی بات
ہے علاوہ اسکے محفل میلاد شریف مین موج اور کثرت سے درود و سلام پڑہا جاتا ہے جب یہ کثرت سے جلسہ کا درود و سلام فرشتے حضرت کو پہنچاتے
ہون گے جیساکہ حدیث شریف مین آیا ہے پہر کیون نہین خبر ہوتی ہوگی اس جلسہ کی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور شاہ ولی اللہ کا کلام فیوض
الحرمین مین سے ہم نقل کر چکے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متوجہ ہین خلق کیطرف اور یہہ بات ظاہر ہے کہ جس شخص کو توجہ کسی طرف ہوتی ہے وہ ادنی چیز
پہونچنے مین جہک جاتا ہے اوسکی طرف اور یہہ بھی اونہون نے لکہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہوتے ہین اوس سے جو اونپر درود و سلام و
نعت پڑہتے ہین پس خبر پانا رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسطرح بخوبی ہو سکتا ہے نہ اہل سنت والجماعت پر یہہ دہبہ لگتا ہے کہ یہہ لوگ رسول مقبول
صلعم کو عالم الغیب جانتے ہین اور نہ یہہ کہ ہر جگہ حاضر ناظر اونکو جانتے ہین اب فکر کرنا چاہیے اون حدیثون مین جنکو علامہ زرقانی اور اسمعیل آفندی وغیرہ
علماء حدیث و تفسیر نقل کرتے ہین اسطرح کہ سب پیغمبرون کو اونکی امت کے اعمال پر اور والدین کو اونکی اولاد کے اعمال پر ہر جمعہ مین مطلع کرتے ہین اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دو بار اطلاع کرتے ہین ایک روز جمعہ اجمالا جسطرح اور سب پیغمبرونکو اونکی امتون کے حالات پر مطلع کرتے ہین اور دوسرے
ہر روز صبح و شام بطور تفصیل دو بار آپ کے آگے اعمال امت پیش کرتے ہین گویا یہ درجہ حضرت کا دوسرے پیغمبرون پر زائد ہوا کہ آپکو بروز جمعہ
اجمالا مطلع کیا اور نیز دو بار تفصیلا ہر روز پس جو کوئی محفل کرتا ہے اکثر تو یہ ہے کہ ایک دو دن پہلے سے اوسکی اطلاع ہوتی ہے اور اوسکے سامان شروع
ہوتے ہین ورنہ یہہ تو ضرور ہوتا ہے کہ اگر شام کو محفل ہو تو صبح سے کچہہ انتظام شیرینی یا کہانے وغیرہ کا ہونے لگتا ہے اور اگر صبح کو محفل ہوتی
ہے تو شام سے شروع ہو جاتا ہے اور اطلاع آدمیون کو شروع ہو جاتی ہے تو سمجہنا چاہیے جبکہ ہر روز دو مرتبہ صبح و شام حضرت کو خبر اعمال امت کی

نہین ہوتا ایک لغو تقریر ہے بلکہ بذریعہ ملائکہ کے درود و سلام کا پہونچنا اور کشف و اطلاع باذنہ تعالی سب کچہہ درست مگر اصل مدعی کا حال اوپر کے قول
معلوم ہو چکا کہ محض بنا منام و کشف پر ہے اور پہر وہ بہی محض قیاس عقل ناتمام مولف کا اور یہہ حجت شرعیہ نہین کتب عقائد مین مذکور ہے اور یہہ امر
مسلم ہو رہا ہے منفی نہین گو مولف کو علم نہین سو اسکی فضول طویل کلام خود لغو ہو گئی مطلب سے کچہہ علاقہ اوسکا نہین ظن و تخمین کا عقیدہ مولف کا معلوم

ہوتی ہے جسکے گھر مین شام کو محفل ہوگی جو کچھ اوس نے صبح کو سامان کیا ہوگا یا کسیکو خبر دی ہوگی وہ عمل صبح کو حضرت کے پاس رسیدہ وقت فرشتون
نے پہنچا دیا ہوگا پس حضرت کو پہلے ہی خبر ہو چکی کہ شام کو محفل ہمارے فلان امتی کے گھر ہوگی اور اگر اوسکے گھر صبح کو محفل ہونیوالی ہے اور
شام کو اوس شخص نے اسباب فراہم کیا ہوگا یا کسی کے سامنے منھ سے نکالا ہوگا کہ مین صبح کو محفل کرونگا اوسکی بھی خبر اسی قدر قبل انعقاد حضرت
کو فرشتون نے پہنچا دی ہوگی پس حضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم جان گئے کہ علی الصباح محفل ہوگی سوا وا اسکے غیر طریق اور بھی تھا طریق حضرت
صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے خبردار رہنیکا اور بھی ہے لیکن وہ دونون دقیق ہین عام فہم نہین ہین اسلئے اون سے سکوت کرکے اپنی دو طریق پر
اکتفا کیا اب جاننا چاہئے جبکہ خبر ہوگئی اون وسائط سے رسول صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو اور حضرت خود متوجہ امت کیطرف ہین موافق قول شاہ ولی اللہ
صاحب کے اور نیز آپکی تعریف قران مجید مین ہے بالمومنین رؤف رحیم تو ہرگز حضور سے رحمت سے محروم نرکھینگے احادیث مین آیا ہے کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کیا تھے یہ قرآن آپ کا اخلاق تہا اور ظاہر ہے کہ قران شریف مین یہ لفظ موجود ہے ہل جزاء الاحسان الا الاحسان
اور یہ اور آیت کی تعمیل بھی آپ کے اخلاق مین ہوگی اس مدح خوانی اور درود و سلام و تعظیم و آداب کے مقابل مین حضور بھی احسان و نوازش
فرماتے ہونگے چنانچہ ارباب مکاشفہ نے اون خیرات و برکات کی خبر دی ہے ماحصل آیات و احادیث و اقوال مشائخ و علماء سے بخوبی ثابت ہوگیا
کہ انعقاد محفل میلاد کی آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو خبر بعض واسطون سے پہنچ جاتی ہے اور نیز روح مبارک ارباب محفل پر براہ عنایت و کرم
جلوہ فرما ہو جاتی ہے اب دیکھئے اس بیان کو حقیقت کفر و شرک سے شمہ بھی لگاؤ نہین ہے اور طرفہ تر یہ ہے کہ با بیان محفل میلاد علی العموم
یہ اعتقاد نہین رکھتے کہ روح مبارک ہر جگہ موجود ہو جاتی ہے خواہ اوس محفل مین قاری مولد کوئی مردود بندار محب رسولؐ ہو یا کیسا ہی آدمی ہو
سامعین مہذب بآداب ظاہر و باطن ہون یا نہون روایات اوسمین صحیح طور پر بیان کیجاتی ہو وین یا موضوع جہوٹی باتین شاعرون کی گھڑی
ہوئی پڑہتے ہون کھانے و شیرینی اور عطر مین مال زہد اور محنت کا کمایا ہوا ہو یا رشوت اور سود اور غصب کا مارا ہوا ہو دلون کو اچھی طرح اشتیاق
کے ساتھ حضور کے تصور مین لگا رکھا ہو یا نہین حاضرین جلسہ خوش اعتقاد ہون یا نہین ہمنے بہتیری مجالس مین دیکھا ہے کہ کسی کسی وجہ سے

ہوا آپ ہی ایکدفعہ کہتا ہے بقولہ حضور بھی احسان و نوازش فرماتے ہونگے اور پھر آپ ہی کہتا ہے بقولہ جلوہ فرما ہو جاتے ہین سو ایسے تردد کا
عقیدہ مولف کو مبارک ہو **قولہ** طرفہ تر یہ کہ بانیان الخ **اقول** کیا طرفہ تماشا ہے کہ معترض تو خود یہ کہتا تہا کہ اہل مولود کا یہ اعتقاد ہے
کہ روح مبارک محفل مین آیا کرتی ہے اور حاضر ہے اسپر مولف بہت گرما گرمی و زور شور سے روایات پیش کرکے سرد ہوئے اور ناچار ہو کر مسامات
اسکا شفاعت پر تنزل کیا جب اوس سے بھی کام چلتا نہ دیکہا تو اور کچھ غیب شب مارکے ظن و تخمین پر آیا اور کہا کہ آیۃ ہل جزاء الاحسان الا الاحسان
لابد آپکے اخلاق مین ہوگی معاذ اللہ مولف کو کچھ تردد بھی ہے کہ فخر عالم علیہ السلام اس آیت پر عامل ہین یا نہین کہ بلفظ ہوگی بیان کرتا ہے
استغفر اللہ پھر قطعی حکم لگایا کہ جلوہ فرماتی ہے پس پھر یکدفعہ پلٹی کہائی تو کیا کہتا ہے کہ جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اس زمانہ کی مجالس مین ہرگز نہین
تشریف لاتے سبحان اللہ کسقدر تعجب انگیز اور حیرت خیز تقریر ہے کہ جسکے مسلسل ہونیکا مولف بھی دم بھرتا ہے اور ناظرین کو تو طرب ہوتا ہی
ہے بر طارم اعلے نشینم • گہے بر پشت پائے خود نہ بینم - ایک ثبوت ایک مسئلہ اسقدر اقوال متحیرہ پس سنو کہ مولف دعوی کرتا ہے کہ قاری اگر
دیندار محب نہو گا تو روح پاک نہ آویگی اور سامعین مہذب بآداب ظاہر و باطن نہونگے تو بھی نہ آویگی یا موضوع روایت یا شاعری کا مضمون

بعض منکرین بدطینت و بد حنفاد بھی آجاتے ہین حالانکہ ایسے مغضوبون کا حاضر ہونا ایک قسم کی کدورت محفل پاک مین پیدا کرنا ہے نماز استسقا
مین جو طلب رحمت الٰہی کے واسطے ہوتی ہے فقہا شرط کرتے ہین کہ عین نماز مین جب اہل اسلام ایک خستہ اور شکستہ حال کے ساتھ دعا ہوتی ہے
انکو نیاز زاری ہوتی نکلین کوئی کافر اہل کتاب وغیرہ اپنے ساتھ نہ لاوین کیونکہ وہ لوگ مستحق غضب الٰہی ہین اونکو نزول رحمت کی موقع مین ساتھ لانا
ابنا عقدین نا ہے چنانچہ یہ مضمون ہدایہ کی عبارت سے صاف واضح ہے ولا یحضر اہل الذمۃ الاستسقاء لانہ لاستنزال الرحمۃ وانما تنزل علیہم اللعنۃ
پہلا ہب محفل مین آداب ضروریہ جنکا ہم ذکر کرچکے ہین مد نظر ہونگے اور ہر قسم کے آدمی منکر و غیر منکر داخل ہونگے یہ شکلین روح مبارک حضرت رحمۃ للعالمین
کی تشریف آوری کی نہین علاوہ برین تقوی او اخلاص پر بھی مدار ہے ماخذ سلف مین جو محفلین ہوتی نہین اون مین لکھا ہے کیطرفیہا اعیان العلماء
ومشائخ الطریقہ وغیرہم یجتمع الصالحین اور اس زمانہ مین آدمیونکی صلاحیت اور عشق الٰہی او تقوی اور اجتناب مناہی کا حال معلوم اور عمل کا ثواب
با عتبار درجات قوت تقوی کے مختلف ہوتا ہے قاضی ثناء اللہ صاحب آخر کتاب مالا بد منہ مین لکھتے ہین چون قلب خلاص ہمہ ماند درکعت اولیا
از لک رکعت دیگران باشد ہمچنین صوم و صدقہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود کہ اگر شما مثل کوہ احد زر در راہ خدا خرچ کنید برابر یک سیر بلکہ نیم سیر جو نمی شود
کہ صحابہ در راہ خدا داده اند این از جہت قوت ایمان و اخلاص شان است انتہی کلامہ اور اسیطرح نماز کے باب مین وارد ہوا ہے حدیث نبوی ان
العبد اذا قام الی الصلوۃ رفع اللہ تعالی الحجاب بینہ وبینہ وواجہہ بوجہہ الکریم یعنی جب بندہ نماز پر کھڑا ہوتا ہے اللہ تعالی اپنا درمیانی حجاب
اپنے اور اوس کے بیچ مین سے اور سامنے اوسکے کر دیتا ہے اپنا وجہ کریم اور دوسری حدیث مین ہے کہ جب مسلمان وضو کرتا ہے شیطان اوس سے
دور ہو جاتا ہے زمین کے کنارے تک بھاگ جاتا ہے اس ڈر سے کہ یہ بندہ اپنے بادشاہ کے پاس جانیکا ارادہ کرتا ہے جب وضو کرکے کھڑا ہوتا ہے
ایک حجاب سامنے سے اٹھ جاتا اور اللہ جلشانہ اوس بندے کے سامنے ہو جاتا ہے اور ایک اور حدیث مین آیا ہے اپنے اللہ کی عبادت کر گویا کہ
تو اوسکو دیکھ رہا ہے خلاصہ یہہ کہ جو نماز ہم غافل لوگ پڑھتے ہین ہمکو نماز مین کچھ بھی نظر نہین آتا اور ایک اولیاء اللہ کی نماز ہے کہ اونکو نماز مین مشاہدہ
ربانی حاصل ہوتا ہے اور مقامات ہوتے ہین اسی طرح مقبولیت محافل میلاد کے درجات ہین ~ وانچہ گفتہ شد تمام ہر جو ہ نہ مثل ہم پیدا ہو
روح مبارک کا تشریف لانا اعلی درجہ کی بات ہے پس ہر محفل مین کہ خواہ وہ کیسی ہی وضع سے مرتب ہو تشریف آوری کا دعوی کون کرتا ہے اگر م دو
عنفوان مین یا کبیرہ اور مال اپنے زور بازو کا کمایا ہوا صرف کرے اور روایات صحیحہ اور اشعار جائزہ بالحان خوش و نیت نیک اعتقاد درست و ہیبت ادب
و تعظیم شوق و ذوق کے ساتھ پڑھے اور سامعین مشتاق قلب خالص متوجہ ہون اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت مد نظر ہو دلکو اوسی طرف لگا دین نہ
ہو یا شبہہ کے مال سے شیرینی وغیرہ ہو یا خوب حضور علیہ السلام کے تصور مین دل نہ لگا ہو یا حاضرین خوش عقیدہ نہون تو کبھی ورود روح مبارک کا نہین
ہو گا پس ایسی محفل ہندوستان مین تو شاید کہین ہو کہ ان سب امور سے خالی ہو خود مولف صدر الصلحاء کی محفل مین بھی یہ منافی متنوع ہر روز ہوتے ہین
عرب کی در شام و مصر وغیرہ کی بھی محافل مین قطعی یہہ بات نہین تو اب کہو کہ مولف نے قطعا انکار حضور روح پاک کا کردیا اور ان محافل کو محل نزول ہونے سے
بھی خارج بنا دیا تو یہ عقیدہ بیان کرنا اور یعقیدہ حضور درست بننا ہونا شرک ہوا یا نہوا مولف کے منھ مین جلیبی رہنی چاہیے کہ بڑی محنت و جانکاہی
کرکے عالم کا دورا اور تلاش کرکے مدعی ثابت کیا ہے تھک کر گر پڑے ہین لاحول ولا قوۃ الا باللہ برین عقل و دانش ببایدگریست وہ کونسی محفل ہے
کہ آداب ظاہری و باطنی سب ملحوظ اور سب حاضرین ایسے ہون ہان اولیاء و اقطاب معدودے جمع ہو کر کرین تو ممکن ہے پس جب نہین تو حسب زعم مولف کے

یا مقام منشے ہے کہ جس طرح شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا ہے فانہ یتدلی الیہ کا مضمون یعنی ع من ایم بجان نگر تو آئی بہ تن، ظہور فرماوے سابقًا جو بعض اولیا
کو منامات مین وو وقعات مین حال تشریف آوری روح مبارک کا ظاہر ہوا اور عبارت محمد بن یحیی اور زین العابدین کا ذکر ہم کر چکے ہین وہ محمول اسی طرح کی
حالت پر ہے جسے مہذب کئے ہوئے ہے اور اگر یہ باتین حاصل نہین تو یہ دعوی روح مبارک کے آنیکا ہر محفل کے لئے نہین لیکن یہ بات کل کیواسطے کہی جاویگی جو کوئی
شخص کر نیکا چاہوان سے نجات اور حصول مرادات کا ثمرہ پاویگا اپنے اخلاص کے موافق یعنی عامی عام طور پر اور خواص خاص طور پر نفع اوٹھاوینگے اور یہہ
جو یہ کہا گیا ہے کہ قیام کرنا وقت ذکر ولادت موقوف روح کے تشریف لانے پر نہین عالم الامۃ مقتدی الائمہ امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ ولادت کی
مجلس مین اکابر علما تھے ایسہ تصریح کا سنکر کھڑے ہو گئے چنانچہ سیرت حلبی مین مذکور ہے اور اس مین روح کا آنا کچھ بھی مذکور نہین بلکہ یہہ ہے قام الامام السبکی
رحمۃ اللہ وجمیع من فی المجلس فحصل انس کبیر اور اسیطرح نقل کیا اسمعیل افندی نے تفسیر روح البیان مین اور سیرت شامی مین ہے جرت عادۃ کثیر من المحبین اذا
سمعوا بذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یقوموا تعظیمًا یعنی کہ محب بن رسول صلعم جب سنتے ہین ذکر ولادت شریف اوٹھ کھڑے ہوتے ہین یہ نہین لکھا کہ
روح مبارک کو دیکھکر اوٹھ کھڑے ہوتے ہین اور رسالہ عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر ابن امام برزنجی نے لکھا ہے قد استحسن القیام عند ذکر ولادۃ الشریفۃ ائمۃ
ذوو روایۃ ودرایۃ پس اوسمین نہین فرمایا استحسن القیام عند رویتہ روحہ او عند قدوم روحہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معلوم ہوا کہ یہ قیام محض واسطے قدوم روح مبارک
کے نہین ہر گز ہوتا جسکو روح مبارک نظر آتی ویکھا ہوتا جسکو نظر نہ آتی نہ کھڑا ہوتا حالانکہ کل جمیع بلاد اسلامیہ کا عرب عجم مشرق و مغرب مین اسی
طرح پر یہہ دستور ہے کہ بوقت سماع ذکر ولادت شریف تمام اہل محافل کھڑے ہو جاتے ہین اگر کوئی یہہ کہے کہ اگر روح مبارک تشریف نہین لاتی پھر
تعظیم کس بات کی ہے جواب اوس کا یہ ہے کہ قیام فقط تعظیم تشریف آوری کے لئے نہین بلکہ شرع شریف مین چند مقامات پر قیام پایا گیا ہے
ایک آیۃ والسلین تعظیم مین جیسے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا وقت تشریف لانے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قیام فرماتی تہین کذا فی المشکوۃ
دوسرا وضو کا بچا ہوا پانی پینے کے لئے کھڑا ہونا ترمذی نے روایت کیا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ وضو کر چکے بچا ہوا پانی پیا کھڑے ہو کر اور کہا
مین چاہتا ہون آپ کو دکھاون تمکو کس طرح وضو کرتے تھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اس سے معلوم ہوا کہ آپ بھی کھڑے ہو کر پیتے ہونگے تیسرے
بھی ان امور سے کوئی محفل خالی نہین ورنہ مانعین تو حسب روایت شارح منیہ اسکو کراہت و بدعت سے خالی جانتے ہی نہین لہذا معترض کا اعتراض
باطل اور مسلم مولف کے نزدیک ہوا قصہ طے ہوا اب مولف کی کج فہمی کا کیا بیان کرون اور اوسکے ذیل کی روایات استشہاد اخلاص کا ہمکو
بیان افسوس کرنا ہے کہ وہ ان روایات سے اپنا ہی ضرر ہم ثابت کرتے **قولہ** لیکن یہہ بات کل کیواسطے الخ **اقول** یہہ کلام محض لغو و غلط ہے جب وہ
محفل نزول روح مبارک کا نہین تو بالضرور ملوث بمعاصی ہے وہان حصول ثمرات کہان وہ تو موجب سیئات ہے وہان جانا شریک ہونا ناجائز ہے
لقولہ تعالی فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین، چنانچہ سابقًا ذکر ہو چکا تو یہ فقرہ مولف کا بالکل مخالف نص قطعی کے ہے سوای عدم
منفعت لانے کے ایسی مجالس کا ثمرہ ہر گز کچھ نہین اور مجمع مولود کے معاصی و منکرات کا مشاہدہ سیئو حاصل ہے پس معصیت و منکر کے درخت
کو معصیات کا ہی ثمر لگیگا خیر الحمد للہ کہ حق تعالی نے مدعا مانعین کا مولف کے منہ سے ثابت کرا دیا وکفی اللہ المومنین القتال **قولہ** اور یہہ خوب
سمجھنا چاہئے الخ **اقول** مولف نے ناچار قول معترض کا قبول کیا اب پھر ملا ملا کر اثبات قیام کا کرنا طمع بیانی سے چاہتا ہے مگر سخت
بی ہے اور فہم سے بیگانہ جس جس موقع پر قیام مستحسن ہے کوئی بھی اوسکو منع اور انکار نہین کرتا اور یہان جو منع ہے تو اول تعین و تقیید مطلق

زمزم کا پانی کھڑا ہو کر پینا بخاری اور مسلم مین روایت ہے ابن عباس فرماتے ہین پلایا مین نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پانی زمزم کا پس
پیا آپ نے کھڑے ہوئے الحاصل فقہا رحمہم اللہ ان دونون پانیون کو قبلہ رو کھڑا ہو کر پینا مستحب اور مندوب لکھتے ہین اس فقرہ سے نشان
تعظیم معلوم ہوتی ہے اور بعضون نے یہ مسئلہ ان الفاظ سے لکھا ہے پانی کھڑے ہو کر پینا مکروہ نہین اس سے بھی قیام تعظیمی ثابت ہوتا ہے
یعنی کھڑا ہو کر پینے کی جو کراہت شرع مین تھی وہ بباعث عظمت ان دونون پانیون کے ساقط ہو گئی اسلئے زمزم کا پانی حصول شفا
کا سبب ہے اور اسیطرح وضو کا پانی بچا ہوا بھی موجب شفا ہے شامی نے لکھا ہے کہ میرے بزرگ سید الغنی نابلسی جب مریض ہوتے تھے
وضو کا باقی پانی بارادہ حصول شفا پیتے تھے موافق فرمان بیچے رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس آرام ہو جاتا تھا اونکو انتہی کلام الشامی پس
ایک بات اور بھی حاصل ہوئی یعنی کھڑے ہو کر پانی پینا مکروہ ہے شرع مین لیکن جب آب زمزم اور آب بقیہ وضو کی عظمت پر خیال کر کے کھڑ
ہو پیے تو قصد تعظیم کے سبب کراہت جاتی رہتی ہے پس اغرض محال اگر قیام تعظیمی مکروہ بھی ہوتا تب بھی جو لوگ بارادہ تعظیم شان مصطفیٰ
کھڑے ہوتے ہین چاہیے کہ اونکے لیے درست ہو جاوے مکروہ یا شرک یا حرام ہونیکے کیا معنی ہین **چوتھا** کھڑا ہونا جس وقت عمامہ باندھے
بعض فقہا اسکو مستحسن کہتے ہین **پانچوان** کھڑا ہونا وقت سماع اذان کے درمختار مین ہے ویندب القیام عند سماع الاذان بزازیہ اور
نہ آوردہ چون آواز اذان برآید باید کہ ماشی بایستد ونشستہ الخ زیرا کہ ہر چہ تعظیم نزدیک تر آن کند **چھٹا** کھڑا ہونا واسطے تعظیم مطلق ذکر کے تفسیر
مین ابن عمر اور عروہ بن زبیر اور ایک جماعت سے روایت ہے کہ وہ سب نکلے اور گئے عیدگاہ مین پھر وہ ذکر اللہ کرنے لگے دن مین بعضون نے
یہہ کہا کہ کیا فرمایا نہین اللہ تعالےٰ نے یذکرون اللہ قیاما وقعودا تب وہ سب کھڑے ہو گئے اور ذکر اللہ کرنے لگے کھڑے ہوئے **ساتوان** کھڑا
ہو کر مدائح اور مفاخر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پڑھنی صحیح بخاری مین ہے کہ حضرت حسان منبر پر کھڑے ہو کر اشعار فخریہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کے پڑھتے تھے **آٹھوان** کھڑا ہونا دست بستہ وقت زیارت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے روضہ مطہرہ کے علی صاحبہا
الصلوۃ والسلام الی یوم القیام جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے **نوان** جب کوئی اپنا پیشوا مجلس سے اوٹھے اوسکی معیت مین تعظیما کھڑے ہو جانا
چنانچہ مشکوۃ مین ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد مین ہمکو حدیث سناتے تھے جب آپ اوٹھتے ہم بھی
کھڑے ہو جاتے تھے اور جس وقت تک آپ گھر مین داخل نہو جاتے ہم کھڑے رہتے تھے علاوہ ان آٹھ مقامات کے اور بھی مواضع مین قیام آیا ہے
جسکی نظر فتاوی اور احادیث پر ہوگی وہ دیکھ لیگا الحاصل ان تمثیلات سے یہہ ثابت ہو گیا کہ قیام مخصوص فقط تعظیم آنیوالیکے لیے نہین بلکہ اور
بھی مقامات مین قیام پایا گیا ہے اور قدر مشترک سب مین یہ مضمون ہے کہ قیام جس امر مین کیا جاتا ہے اوس امر کی تعظیم کا فائدہ دیتا ہے اسی واسطے بزرگان دین

کی وجہ سے مکروہ کہا تھا پھر بسبب فساد عقیدہ عوام کے شرک تک نوبت پہونچی سو ملا سبکی کا شوق مین کھڑا ہو جانا محل انکار نہین اور
اس خصوصیۃ بجوشہ قیام پر کچھہ اس سے ثبوت واستدلال نہین اگرچہ یہہ قیام مولود بوجہ تشریف آوری روح مبارک کے نہو تو خصوصیت کی کراہت
تو موجود ہے مگر مولف کی کوتاہ فہمی غضب ہے کہ اب حضور ہی کو پلہ باندھ لیا اور سب امور سے اعراض اور نسیان ہو گیا اور استحسان قیام مین خصوصیت
ہے تو در اصل منکر ہوئی ہی مگر مولف سے کسی اعتراض اور کسی مسئلہ کا جواب ادلہ اربعہ سے نہین دیا جاتا وہ ہی ایک وا ہے کہ علما نے یون کہا
ہے یون کیا ہے سو اوسکا جواب بھی چند دفعہ ہو لیا کہ دلیل شرعی کے مقابلہ مین کسی کا قول لایق التفات کے نہین اگرچہ صد ہزار ہوں

اور طرح کے مواقع تعظیم مین قیام پایا گیا از انجملہ احمد ابن حنبل و علی بن مدینی وغیرہ جلسہ تعلیم حدیث مین کھڑے رہتے تھے چنانچہ ہم یہ
روایت مسالق اللہ چکے از انجملہ بہاء الدین ملک ظاہر کا وزیر قصیدہ بردہ کو برہنہ پا اور برہنہ سر کھڑا ہوکر سنا کرتا تھا اور اُسکے گھر مین بہت
خیر و برکت دین و دنیا کی اس سے حاصل ہوئی کشف الظنون مین درباب قصیدہ بردہ لکھا ہے ولما بلغت الصاحب بہاء الدین وزیر

الملک الظاہر استنسخہا و نذر ان لا یسمعہا الا حافیا واقفا مکشوف الراس وکان یتبرک بہا ہو واہل بیتہ ورأوا من برکاتہا امورا عظیمۃ
فی دینہم ودنیاہم از انجملہ کھڑا ہونا ہمارے شیخ الطریقت امام الشریعت خواجہ خواجگان معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا واسطے
تعظیم روضہ مرشد کے شیخ الاسلام خواجہ فرید الدین گنج شکر اپنے پیر قطب صاحب کے ملفوظات مسموعہ مسمی بہ فوائد السالکین مین
لکھے ہین کہ ایکبار خواجہ معین الدین قدس سرہ درباب سلوک وعظ فرما رہے تھے جبکہ یہنی طرف نظر پڑتی تھی کھڑے ہو جاتے تھے
ایسا سو بار کھڑے ہوئے لوگ حیرت مین تھے بعد اختتام جلسہ ایک بے تکلف آدمی نے یہ عرض کی کہ آپ کیون بار بار کھڑے ہوتے
تھے فرمایا جب میری نظر میرے مرشد خواجہ عثمان ہارونی کے روضہ پر پڑتی تھی مین کھڑا ہو جاتا تھا اسلئے کہ پیر کی تعظیم حالت حیات
و موت مین برابر واجب ہے بلکہ بعد موت کے زیادہ انتہی کلامہ از انجملہ جسوقت کسی صاحب معرفت کو عشق الہی مین وجد صادق ظاہر
ہو تو جمیع حاضرین کو کھڑا ہو جانا چاہیے ذکر کیا یہ مسئلہ امام حجۃ الاسلام غزالی نے احیاء العلوم مین مرد منصف حق مطلب کو مجموع ان
احادیث و آثار صحابہ اور فعال مشائخ طریقت و مشائخ حدیث سے جو کچھ ہمنے یہان تک لکھا خوب واضح ہو جاویگا کہ بیشک قیام تعظیمی نصوص کسی
ایک ساتھ مخصوص نہین بلکہ امور کی تعظیم مین بھی قیام پایا گیا ہے پھر کیا ضرور ہے کہ قیام مروجہ محفل میلاد شریف کو تعظیم قدوم روح فقط مانے
کی وجہ سے کیا جاوے بلکہ اس مین محض تعظیم شان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نظر رکھی جاوے اور بیان اسکا یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالے
نے سورہ حج مین ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب یعنی جو کوئی تعظیم کرے نشانیون اللہ تعالی کی سو وہ دل کی پرہیزگاری
ہے مولوی اسمعیل صاحب نے اولیاء اللہ کی محبت کو تفصیل اس آیت اور تعظیم شعائر اللہ مین شامل کیا ہے عبارت اونکی صراط مستقیم

مطبوعہ میرٹھ صفحہ ۴۴ مین یہ ہے اگر نیک تامل کنی دریابی کہ محبت امثال این کرام خود شعار ایمان محب و علامت تقوی اوست قولہ تعالی
ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب انتہی کلامہ جب اولیاء اللہ شعائر اللہ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معظم شعائر
اللہ ہونگے چنانچہ حجۃ اللہ مین شاہ ولی اللہ نے بھی صفحہ ۷۱ مطبوعہ بریلی مین آپکو معظم شعائر اللہ مین شمار کیا ہے جب آپ معظم شعائر اللہ

جواب حسن ظن سے ہم اون کے فعل کو محمل حسن پر حمل کرتے ہین جیسا مذکور ہو چکا کیا بار بار تکرار کیا جاوے مولف کا تو یہی متمسک ٹھہرا
ہے بلکہ وہی مستزاد پڑھتا ہے پس کسی نے نہین کہا کہ رویت مقدم روح پر قیام منحصر ہے محض مولف کی سوء فہم ہی ہے نہین ہر قسم قیام
مین کسی فرد کی تخصیص دائمی پر کراہت و بدعت کا دعوی اور اثبات ہے مگر مولف کم فہم کے فہم کی کوتاہی ہے بعد اسکے مولف نے مواقع قیام
شمار کئے ہین ہمکو اونکے رد و قدح کی ضرورت نہین کیونکہ یا اون مواقع مین نص ہے یا ادب استحسان مشائخ کا کہ مستنبط نص سے ہی اور
وہ مواقع مندوب اس محل سے مناسبت نہین رکھتے کلام تخصیص مین ہے اگر کسی فرد قیام کے قیام منصوص و مندوب مین بھی تخصیص ہو دے
مثلاً کسی فرد وضو مین خصوصاً تو وہ بھی مکروہ ہو ویگا جیسا تخصیص سورہ کی صلوۃ مین بحث ہو چکی پس یہ کلام محض لغو ہے اور مسلم ہے کہ

ہوئے تو پیدا ہونا آپ کا گویا ظہور ہے اعظم شعائر اللہ کا اور ہمکو چاہیے کہ اعظم شعائر اللہ کی عظمت دلمین پیدا کرین اور اوس نعمت عظمیٰ کو بہت
عظیم سمجھین جسکو فرمایا اللہ تعالیٰ نے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اور احسان رکھا اللہ تعالیٰ نے ہماری گردنون پر اونکے وجود باجود کا حیث
قال تبارک و تعالیٰ لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیہم رسولا الآیہ پس جسوقت تذکرہ آپ کا باآداب تعظیم اور ظہور جاہ و جلال جو وقت
ولادت باسعادت آفاق عالم مین ہوا اور وہ آثار جلوہ گر تھے بیان ہوتا ہے دلکے رگ و ریشہ مین اوسوقت کا جلوہ سما جاتا ہے اور آنکھون آگے نقشہ حضور
سماں کہ حور عین کا جو وقت میلاد شریف تہا سماں بندہ جاتا ہے لابد دل بھر جاتا ہے عظمت شان حضور سے اور پیدا ہوتی ہے دلمین تعظیم عظیم اوسوقت [illegible]
ہو جاتے ہین سب باادب و تعظیم اور بدلتے ہین ہیئت جلوس کو قیام سے چنانچہ شرع شریف مین ظاہر کو عنوان باطن قرار دیا ہے اگر قلب مین توحید و
رسالت کی تصدیق ہے تو اقرار باللسان کو اوسکی تطبیق ہے اسی طرح اگر دلمین اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کی خواہش اور حاجت ہے تو دعا مین دونون ہاتھ بھیک
مانگنے والون کی طرح پھیلا دینا سنت ہے تاکہ نقشہ ظاہر و باطن کا ایک ہو جاوے اسی طرح جو باسے نو اعتق کو بہت مثالین شرع شریعت سے ظاہر و [illegible]
چند مثالین اس مدعا مین درباب نیت محفل مذکور مین خلاصہ یہ کہ اوسوقت اظہار عظمت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو دلمین بھری ہوئی ہے قیام
کیا جاتا ہے تاکہ ظاہر و باطن دونون ایک ہو جاوین جس طرح دل کے اندر حضور کی عظمت ہے اسیطرح قیام باآداب تعظیم اوس عظمت کا نقشہ و صورت ہے اگرچہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسوقت مجلس مین حاضر نہون لیکن آپ کا ذکر ظہور تو موجود اور ظاہر ہے ذکر ظہور کی تعظیم جیسے آپکی تعظیم ہے ولی سبیل [illegible]
[illegible] کے صفحہ [illegible] مین لکھتے ہین [illegible] تعظیم است تعظیم شعائر مثل تعظیم نام او و کلام او و لباس او انتہی جب آپکی تعظیم دلمین ہوئی تو [illegible]
نام اور بیان اور ذکر کی تعظیم بھی دی گئی تو یہہ ذکر کی تعظیم بھی بعینہٖ آپکی تعظیم ہے اور آپکی تعظیم خدا کی تعظیم ہے جیسا کہ شاہ ولی اللہ نے صفحہ حجۃ اللہ
مین لکھا ہے حتی صار تعظیمہا عندہم تعظیما للہ یعنی اون شعائر کی تعظیم اللہ ہی کی تعظیم ہے اونکے نزدیک اور موافق اس مضمون کے ہم آیتین بھی [illegible]
چکے ہین ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ **سوال** جب قیام واسطے تعظیم ذکر کے ہوا تو ذکر اول سے آخر
تک آپ ہی کا ہے پھر شروع مین یا تمامی یا کسیوقت مین قیام ہو جایا کرے خصوصیت وقت ذکر ولادت شریف کی کیا ہے؟ **جواب** جس سبب اس محفل
کا نام محفل مولد شریف ہوا ہے وہی ذکر ولادت باسعادت ہے کیونکہ مولد مین یعنی ولادت کے موجود نہین یہہ ذکر ہوا اور تمام [illegible] وغیرہ

قیام حضور و قدوم مین حصر نہین مگر تخصیص فرد کی تو سب انواع قیام مین بدعت و مکروہ ہے نہ معلوم کہ اس بحث سے کیا فائدہ اور کیا حاصل سوا تطویل
حاصل ہے پس یہی جواب سب کا ہے کہ جسقدر انواع مولف نے شمار کی ہر یک نوع مین اگر تخصیص کسی فرد کی ہو دیگی تو وہ ہو گا اور قیام ذکر ولادت کا اگر
بلا عقیدہ حضور کے شرک نہین مگر تعیین کی بدعت سے بھی خالی نہین ہو سکتا پس ہماری طویل تقریر مولف کی محض ناحق [illegible] قیام تعظیمی
جسکو وہ ثابت کرتا ہے کوئی منکر نہین **قولہ** سوال جب قیام واسطے الخ **اقول** مولف نے اپنے فہم رسا کے دستہ مین بہت کچھ سرمایا اکٹھا کیا ہے بہت
تخصیص رفع نہوئی سو کچھ سوالات ثلثہ لکھکر اوسکو رلا ملا تا چاہتا ہے مگر سوائے حرمان کے اور ظہور خوبی فہم عالی کے کوئی ثمرہ نہین مولف جو دلیل
تعیین کا یہہ دیتا ہے کہ یہہ مجلس اوسکے نام سے مسمے ہوئی اور ذکر ولادت کے واسطے ہی عقد ہوئی تو غرض موضوع لہ مجلس کا ذکر ولادت ہے اور وجہ تسمیہ
بھی یہی ہے اسواسطے مقصود اصلی پر قیام کی تخصیص ہوتی ہے تو اب کوئی مولف کے مونہہ مین شکر ڈالے کہ موضوع لہ اور مسمے ہونے سے خصوصیت
کا ہونا بھی تو وہی تخصیص مطلق کی ہے اس تخصیص کی کیا دلیل ہے موضوع لہ و وجہ تسمیہ محفل کا ہونا تو دلیل شرعی نہین پس یہہ تو بعینہ تقیید نص بالرای

طال پڑھا کرین اونکو عرف مین محفل مولد شریف کوئی نہین کہیگا اور جو کوئی کہیگا تو اسم مطابق مسمے کی نہوگا اور دوسری وجہ یہہ کہ ایجاد اس محفل کا بھی اسی وجہ سے ہے کہ ہم اللہ تعالی کا شکر ادا کرین کہ اوسنے پیدا کردیا ہمارے لئے ایسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا کہ علامہ ابو شامہ استاد نووی نے فرمایا اور وجہ کے سبب جو موقع اسی ذکر خاص یعنی ولادت کا ہوتا ہے اسیوقت اظہار سرور و فرحت اور تفصیل آداب عظمت زیادہ تر کیجاتی ہے کیونکہ اصل منشا محفل کا یہی ذکر خاص ہے باقی اور فضائل کا بیان اوس کا تبعاً ہوتا ہے **سوال** نام حضرت کا اذان وغیرہ بہت موقع پر آتا ہے وہان نہین کھڑے ہوتے **جواب** الزامی یہہ ہے کہ ایسے معترضون کو جو کہا جاوے کہ اچھا اگر ہم ہر بار جب ذکر حضرت کا آوے اٹھا کرین تو کھڑے ہونے لگین تم قائل ہو جاوگے اور ہمارے ساتھ ہر دفعہ تم بھی کھڑے ہوا کروگے یا نہین اگر وہ کہین کہ ہم تو جب بھی نہین کھڑے ہونگے تو جواب انکو دیا جاوے کہ تم پھر بھی حجت پیدا کرتے ہو تم تو ایمان لانیوالے ہی نہین یہہ مواخذہ بخواہی معترض زنی اور صرف ضد ہٹ ہی سے کیا حاصل اور اگر وہ کہین کہ ہان اگر تم ہر بار کھڑے ہوا کروگے تو ہم بھی کھڑے ہوا کرین گے تو جواب دیا جاوے کہ جس دلیل سے تم ہر بار کھڑا ہونا جائز جانوگے وہی اس محفل کے قیام مین بھی دلیل جاری کر لو اور جواب تحقیقی وہ ہے جو اوپر گذرا اور بتفصیل جواب انتباہ الاوہام مین ہے **سوال** اگر یہہ قیام واسطے ذکر ولادت شریف کے خاص ہو اگر اس مین یعنی اذان کے سیمین تو بہت دشوار ہے ذکر مقدم شریف احادیث وغیرہ مین ہوتا ہے مثلاً قرآن شریف مین ہے لقد جاءکم رسول اور حدیث ہے ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل اسوقت کیون نہین کھڑے ہوتے علاوہ برین بہت مرتبہ آپکی ولادت شریفہ کا مضمون کسی شعر مین یا فقرہ سطر مین چلتے پھرتے نظر سے گذر جاتا ہے وہان بھی کوئی نہین کھڑا ہوتا **جواب** یہ ہم پر غفلت طاری ہے اللہ تعالی کے ... کسی خاص موقع مین بسبب اس راغب الی اللہ ہونے کے وہان تو شوق ذوقی سے کہتے ہین جل جلالہ جل شانہ و عم نوالہ باقی اکثر اوقات مین دل اوسکے جلال سے بیخبر ہوتا ہے سیکڑون بار

والا اصطلاح ٹھہری اور یہہ خود حرام ہے اور جو اسپر کوئی حجت ہے تو پیش کرے سبحان اللہ کیا عجب عذر ہے اسلوحی کہتے ہین کہ عذر گناہ بدتر از گناہ کا لعظیم مطلق ذکر کے واسطے قیام مندوب تہا مگر موضوع یہ محفل کا ولادت کا ذکر ہونا مخصوص ہو لیا اور جس ... ہی طوق تعیین مطلق کا گلے مین پڑ گیا گویا جواب اعتراض کا خود اعتراض ہے ... اس فہم کو غور کرنا لازم ہے دوسرا سوال بھی بعینہ پہلا ہی سوال ہے وہان ذکر ذکر فخر عالم مین سے ایک ذکر ولادت کی تخصیص تھی یہان مطلق ذکر نام فخر عالم مین سے ذکر ولادت کی تخصیص ہے مطلب وہ ہی تخصیص فردی ہے مگر مولف عوام کے نزدیک اور اپنے زعم مین اپنا وسعت ذہن و علم جتلاتا ہے اور علماء کو بہکاتا ہے اور اظہار اپنی کم مائگی اور جہل کا کر کے تماشا دکھاتا ہے تو ایسا اس جواب کو غور کرتا کہ اگر مانعین ہر دفعہ کے قیام کو قبول کرین تو دلیل جواز قیام مخصوص کی ہو جاویگی دیکھو اس کم فہمی کو کہ مانعین ہر دفعہ کے قیام کو مندوب کہتے ہین اور تخصیص کو مکروہ تو ہر دفعہ کا قیام دلیل تخصیص کی کسطرح ہو سکتی ہے وہ تو دلیل کراہت تخصیص کی ہے مطلق قیام علی الذکر یو ذکر ولادت کے قیام کی دلیل بیشک ہے کیونکہ مطلق کا جواز دلیل ہر ہر فرد مقید کے جواز کی ہوتا ہے مگر جواز مطلق کا تو تخصیص فردی کی کراہت کی دلیل ہے نہ دلیل جواز کی سو مولف کی کج فہمی و عدم علمیت کی بحث کسقدر ہویدا ہے عالم ہے اور پھر اوسپر دعوی فراخ علمی کا دوسری شق کہ اگر تم ہر دفعہ نہین اوٹھتے تو کیون معترض زنی کرتے ہو یہہ بھی نادانی مولف کی ہے کیونکہ مانعین اگر مندوب پر دوام عمل نکرین تو بدعت تخصیص کو منع بھی نکرین یہہ کونسا قاعدہ دین کا ہے کہ یا تو تم اس مندوب پر التزام کرو ورنہ ہمکو بدعت تخصیص پر مت زجر کرو سبحان اللہ کیا مولف کا علم ہے مندوب تو مندوب ہی ہے واجب نہین ہے پس مولف کے نزدیک تارک مندوب اگر نہی عن المنکر کرے تو بیجا کرتا ہے اور عاصی کو یہہ جواب

اللہ تعالیٰ کا نام آتا ہے جل جلالہ وغیرہ الفاظ تعظیم کچھ بھی زبان پر نہیں لاتے پس اسیطرح حال قیام ہے کہ بعض حالات میں نام رسول آتا
ہے ولکنوز ہول و تقصد ہوتی ہے برخلاف مجلس کے کہ بیان تو ہر قسم کے سامان آداب تعظیم موجود ہیں خواہی نخواہی ہر عامی کی بھی آنکھیں کھل
جاتی ہیں شاید جانا نے ہیں دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر ہم قیام کو فرض یا واجب کہتے تب یہ اعتراض بجا کہ کسی موقع میں بھی ترک جائز جب فرض

ہو چکا ہے ... ولا قوۃ الا باللہ مولف کا فہم خبط ہوگیا ہے تیسرا سوال بھی وہی سوال اول ہے کہ ذکر ولادت محفل کو مطلق ذکر ولادت سے کیون
مخصوص بقیام کیا اور وہ بھی تخصیص مطلق کی بیان بھی ہے تو اوس کا جواب مولف نے نہایت عجیب علم وفہم کے ساتھ دیا کہ جسکا خلاصہ یہ ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیام ماذ ہول دائما ہوتا ہے مجلس میں یاد آجاتا ہے پس اول تو وجہ تخصیص قیام کی ذکر فخر عالم میں ہے کیا ہے
ذکر اللہ تعالیٰ الحق ہے کہ فخر عالم میں ذکر ولادت کی کیا تخصیص ہے کوئی کسی طرح کا ذکر ہو اوس میں قیام ہووے پھر ولادت میں بھی مجلس
ہی کی کیا وجہ تقیید ہے کسی وقت ہو اور پھر مجلس میں بھی خاص اوسی وقت میں کہ ذکر کیفیت ولادت کا آوے ان سب خصوصیات کو حذف اور
پس پشت ڈالکر ایک خصوصیت کا ذکر کرتا ہے اور یہ غفلت تمام عالم ناس عام پر ... کہ کبھی ہرگز آنکھ نہیں کھلتی کیسے ہی آپکے نام واحوال مذکور ہوں
سوائے وقت مخصوص کے ہوش نہیں آتی اور ذکر حالات میں بھی جو ذکر ولادت ہو جاوے جب بھی خیر نہو خاص کیفیت مخصوصہ کے وقت عقدت
بیچ ہو یہ کسقدر کذب محض ہے اور عجب اتشان فخر عالم سے کسقدر اظہار اپنی غفلت کا ہے اور اس خصوصیت کے بیان میں کیسی جرأت ہے
اور پھر دعوی اتباع اور محبت کا معاذ اللہ ورحق تعالیٰ کے نام پاک پر تو کبھی ... ان میں ایک آدہ دفعہ جل شانہ یا کوئی کلمہ نکل ہی جاتا ہوگا مگر
فخر عالم کے نام یا ذکر وحالات ولادت پر تو قیام کبھی یاد آتا ہی نہیں اور قیام حق تعالیٰ کے نام پر تو گویا مشروع رہا ہی نہیں خاص فخر عالم کی ولادت
اور ولادت میں بھی خاص ایک وقت وکیفیت سے ہوگیا ہے کیسا کذب محض و جرأت ہے کہ گویا تمام دنیا میں غفلت کا ابر چھا گیا معاذ اللہ نہیں
بلکہ یہ سب معاصی اور آفات اپنے اوپر لیں اور تمام دُنیا کو غافل بنانا محض اپنی بدعت عند کذب کے واسطے ہے اور پس مولف کو شرم نہیں آتی کیسے
عیب کلام گستاخ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ایسے لوازم تعظیم دیکھ کر خواہی نخواہی ہر عامی کی بھی آنکھیں کھل جاتی ہیں سو اول تو خواہی نخواہی
اوسی وقت آنکھ کھلنی اس شوخ چشمی کو دیکھو دوسری عام کو تو کیا مولف اور جملہ خواص کی بھی خواہی نخواہی اوسیوقت آنکھ کھلتی ہے اور
باقی تمام عمر غافل تعظیم سے رہتے ہیں اور جو یہ کہے کہ اور تعظیم درود وسلام کی کرتے ہیں قیام کی نسبت یہ ہے تو اگر قیام تعظیم ضروری ہے تو پھر وہی تخصیص کا
اعتراض رہا اور جو بدون اس کے تعظیم ہو سکتی ہے تو یہی اُس کی بیان خصوصیت مناقشہ طلب ہی جواب ہی کیا خاک مولف نے اپنے
منہ میں بھرا ایسا شوخ کلام بھی کیا شان فخر عالم سے اپنی غفلت دیسے پرواہی بھی بیان کی اور پھر کچھ بھی نہوا اور کیسی غفلت کہ کوئی مذکر ہی اُسکا
نہیں سوائے سامان عشرت اور اختلاط بدعت کے لاحول ولا قوۃ الا باللہ لہذا اس خواہی نخواہی قیام تعظیم کو ہی بدعت ضلالہ بالتعین کہتے
ہیں جس کے بیان تخصیص میں مولف چکر کھا رہا ہے اور اپنے دین ودُنیا کو خراب کر رہا ہے اور اوپر بلا وجہ نقض گستاخی کا کرتا ہے اور اپنی
شوخی وگستاخی کو خیال بھی نہیں کرتا جو حق و واقعی ہے استغفر اللہ اور دوسرا جواب کہ قیام فرض نہیں کہ ہر دفعہ کرنا ضرور ہو جہان سے اسباب تعظیم ہیں
اوسے بھی کرتے ہیں تکمیل کے واسطے ورنہ جہان کوئی نہو تو یہ بھی نہو تو کیا حرج ہے استغفر اللہ استغفر اللہ یہ جواب کسقدر بیمعنی اور بے ادبیہ
کیونکہ بالغرض کیسا فرض کہتے تھے وہ سب جگہہ اسکو مندوب ہی کہتے ہیں کہ سب جگہہ تو ایسا مندوب کہ بالکل متروک ہی ہے اور یہان یہ مندوب

نہین بلکہ مستحب اور مستحسن کہتے ہین تو موقع محفل مین کہ وہان جمیع امور استحسان و آداب موجود و مہیا ہین قیام بھی کرتے ہین تاکہ لوازم اکرام تمامہ
مکمل ہو جاوین اور جہان جمیع لوازم آداب مفقود ہین وہان یہ بھی نہو تو کیا حرج ہے خالی قیام کیا بکار کریگا باقی رہی یہ بات کہ تلاوت قرآن شریف
و قراءت حدیث مین جو بعد ذکر اوسی وہان کیون نہین کھڑے ہوتے جواب دسا بیہ ہے کہ ہر عمل کی ایک خصائص ہوتی ہین کہ وہ سب جگہ نہین کئے
جاتے اسوقت ایک مثال کہی جاتی ہے اور مثالین اسکی بہت ہین شاہ ولی اللہ صاحب قول جمیل مین لکھتے ہین جب کوئی کسی زبردست سے
ڈرتا ہو جسوقت اوسکے سامنے جاوے پڑہے کہیعص کیفیت اور ہر حرف پر ایک انگلی داہنے ہاتھکی بند کرتا جاوے پھر پڑہے حمعسق حمیت
اور ہر حرف پر ایک اونگلی بائین ہاتھکی بند کرتا جاوے پھر اوس حاکم کے سامنے دونون مٹھی کھولدے انتہی آپ سمجھنا چاہئے کہ مٹھی کا بند کرنا

ہے کہ مجلس مین تکمیل آداب کے واسطے کرتے ہین ار جگہ نہو تو کیا حرج ہے وہ ہی امر اقل کو تسلیم کر لیا تو گویا کہا کہ کہان بدعت ہے تو کہتے ہین
کیونکہ یہان تکمیل کے واسطے ہر روز پیدا ہوتا ہے تو مثل واجب کے ہوا اور جگہ بھی ہوئین کچھ حرج نہین تو کبھی ہوتا ہی نہین یہی تو بدعت تھا
یہی مقصود کہنا تھا اسکو ہی مولف تسلیم کر رہا ہے بھلا اس عقل کو دیکھنا چاہیئے اس سے بڑھکر یہ کہتا ہے کہ جہان سب اسباب تعظیم مرتفع ہون تو
وہ بھی نہو تو حرج نہین یہ کیسی سخت گستاخی ہے کیونکہ تعظیم آپکی ہر وقعہ واجب ہے گو ایک مجلس مین ادا ہو کا مذہب ہے مگر ہر جلسہ مین ایکدفعہ
آپکے نام و ذکر پر تعظیم ضروری ہے جب سب اسباب تعظیم مرتفع ہون تو قیام ہی کرنا چاہیئے تاکہ عظمت سے خالی نرہے یہہ کہتا ہے کہ کوئی
امر تعظیم نہو تو قیام بھی نہو تو حرج نہین تو تمام اوقات مین سوائے وقت خاص کے تعظیم کی اگر کوئی فرد بھی نہو تو مولف کم عقل کے نزدیک
حرج نہین الہی توبہ الہی توبہ کبرت کلمة تخرج من افواههم ان يقولون الا كذبا اور یہ کہتا ہے کہ خالی قیام کیا بکار کریگا تو معلوم ہوا کہ قیام تعظیم کی
تو کچھ معتد بہ نہین لغو ہے نہ تنہا کچھ بکار نہین کرتی این گل دیگر شگفت اگر مولف کے نزدیک یہہ قیام کچھ تعظیم کی بکار نہین کرتا تھا تو
کیون اسقدر اوراق اپنے سیاہ کئے اور ایسی حرکت لغو کے اثبات مین وقت ضائع کیا افسوس انہماک بدعت نے مولف کو ایسا خوار کیا
کہ شان فخر عالم مین بھی گستاخ کلامی کرائی اور فہم کلام غیر سے تو عاری تھا ہی اپنے بھی کلام کا حاصل و مآل نہین سمجھتا اگر یہہ کہے کہ قیام تکمیل
تعظیم ہے خود امر تعظیم نہین تو قطع نظر اس قول کے غلط فاحش ہونے کے پھر وہی نقض ہوگا کہ تکمیل تعظیم سوائے ذکر ولادت کے کیون نہین
ہوتی یہان کیون مثل واجب ٹھیری اور دوسری جگہ کیون مثل مکروہات کے متروک بنی غرض یہہ کیسی واہی بے معنی اور گستاخ کلام ہے کہ
العظمة لله تعالی اب زیادہ کیا لکھون مگر تعجب ہے کہ اول اولیا و علما پر زبان درازی کی تھی اب رفتہ رفتہ فخر عالم کی شان مین بھی زبان
چل گئی گو قصد گستاخی نہو مگر زبان جس امر کی معتاد ہوتی ہے اور جو کچھ قلب مین بھرا ہوتا ہے وہی نکلتا ہے الاناء یترشح بما فیہ وہ زعم علم کا
و کبر و خود پسندی کا اپنا ظہور سب جگہ کرتا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ **قولہ** باقی رہی یہہ بات کہ تلاوت الخ **اقول** خصوصیة اعمال اخروی
و عبادت کی شارع کے ارشاد سے معلوم ہوتی ہے عقل کو دخل نہین ثواب و عقاب اور حدود و تعظیم اور محال توقیر کما و کیفا سب خلاف قیاس
ہین شارع کے امر بغیر معلوم ہرگز نہین ہو سکتے اگرچہ صحابی ہی ہو عقل سے نہین کہہ سکتے پس یہہ خصوصیت قیام اس وقت خاص مین کس
نص سے معلوم ہوئی مولف بتاوے تمام نصوص تو اس تخصیص کو بدعت بتلا رہی ہین مگر ہان مولف نے عمل آخرت کو عمل دنیا جیسا ہی سمجھا ہے

انکھوں کا خاصہ اس عمل کا ہے تو اب اگر کوئی اوسکو کہنے لگے کہ یہ تو قران شریف کے حروف ہیں جب قران میں کوئی کہیعص حمعسق پڑھا کرے وہاں بھی انگلیاں بند کیا کرے اور کھولا کرے سب عاقل کہیں گے کہ او بھائی وہ تو خاصہ اس عمل کا ہے اوسی عمل کے ساتھ مخصوص رکھنا چاہیے جب قران پڑھیں جب قران کے واسطے ملحوظ رکھنے چاہئیں پس اسی طرح مولد شریف ایک عمل ہے واسطے حصول خیر و برکت وغیرہ کے چنانچہ ابو سعید یوسف بن علی نے وغیرہ نے اس عمل کرنے سے برکات کثیرہ کا حاصل ہونا بیان کیا ہے کہ حصول منافع دینی و دنیوی کیلئے اس عمل کو بہت اہل اسلام علماء اعلام ہمیشہ کرتے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ کسی سے مخفی نہیں کہ مشائخ عظام اور علماء کرام نے اس عمل میں خاصۃً نزدیک ذکر ولادت کے قیام کیا ہے پس خاصہ ٹھہر گیا یہ قیام اس عمل کا اس موقع میں بنا علیہ جاری نکیا جاویگا یہ قیام جمیع مواقع خارج میں مثل تلاوت قران اور احادیث کے پس قران شریف پڑھے میں جو کچھ حفظ یا تلاوت قران کے آداب معینہ ہیں وہ بجا لاوینگے اور اس عمل میں خصائص اس عمل کے اور جواب اس اعتراض کا رفع الاوہام میں بتفصیل مذکور ہے طالب حق کو چاہیے اوسکو بھی دیکھ لے واضح ہو کہ پیش کیا تھا اس عاجز پر ایک عالم منطقی نے یہ اعتراض جسکو صرف پایا مجھسے یہ جواب اس سوالات ہو اور باقی اعتراضات متفرقہ درباب قیام و مجلس میلاد لمعہ سابعہ میں آوینگے **لمعہ سادسہ** یہ اعتراض کہ محفل مولد شریف میں اشعار بخطاب ایسے پڑھتے ہیں بنسبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالانکہ آپ غائب ہیں نظر سے یہ شرع میں جائز نہیں بلکہ کفر ہے **جواب** اسکا یہ ہے کہ جہاں تو معلوم ہوتی ہے کہ عالم الغیب بالذات وہی ایک ہے جل جلالہ آسمان و زمین میں کوئی نہیں جو بغیر اللہ کے الہام و کشف کا دینے کے خود بخود یقینی طور پر

کہ مثال اس عمل قول جمیل کے دیتا ہے یہ قول جمیل کا عمل امور دنیا کا ہے اس میں کوئی ثواب عقاب کی بات نہیں عقل سے یہ امور نکالے ہوئے دنیاوی امور میں امور آخرت تو ایسے نہیں ہوتے ذرا ہوش کرے مولود تو مولف کے نزدیک نجات آخرت کے واسطے تمام اعمال سے بڑھا ہوا ہے کیا اب اس نظر بدعت کے چکر میں آکر یہ ہو گیا یہ عمل تو ابولہب کافر نجس کو بھی تخفیف دینے والا ہے پس اسکی خصوصیات رائے سے کس طرح ثابت ہوونگی بالآخر جب کچھ کلام نہ چلا تو مولف پابندی تجویز اس قیام میں کہتا ہے کہ یہ عمل ہی خیر و برکات کا پس اگر محض دنیا کی زیادہ کا عمل ہے تو قصہ طے ہوا اور جو مرکب ہے تو پھر وجہ آخرت کے عمل ہونیکے خصوصیت کیواسطے نص چاہیے حاصل خبط کلامی مولف پر تمام ہولی او رسوء فہم کا اسپر خاتمہ ہے ایک گھر بناتا ہے دوسرا گھر گراتا ہے آگے پیچھے کی کچھ تمیز نہیں اور نہ فہم سے کچھ تعلق محض الفاظ کی تطویل مد نظر ہے اور پھر آخر میں مولف نے علماء کرام کو اپنی کم فہمی کا شریک بنایا اور وہی فعل علماء کی حجت لایا کہ بدون اوسکے کوئی چارہ و مفر اوسکو نہیں ملتا اور نہ کوئی اوسکے پاس دلیل سوائے اسکے ہے اور اوس کا حال بھی لکھا گیا کہ اون علماء کے فعل کو بھی مولف نہیں سمجھتا پس اے طالبین حق کا قول مولف کی اس ہیچ تقریر سے سیر ہو گیا اور سب حب فخر عالم کی اور اتباع اور دیانت اور علم و فہم اوسکا دا شگاف ہو گیا اب رفع الاوہام بھی مولف صاحب کا ہی تالیف و نتیجہ افکار واللہ ہے اوسکو دیکھکر سنکر کیوں کان کے کیڑے جھاڑ ین گے اور کسی طفل جاہل کو شاید آپ نے یہ جواب دیا ہوگا ورنہ عالم تو اس تقریر سے کیا ساکت ہوتا ہاں اگر مولف کو لا یعقل جانکر ساکت ہو گیا ہو تو کیا عجب ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ **قولہ** لمعہ سادسہ یہ اعتراض کہ محفل مولود میں الخ **اقول** چونکہ مولف کی عادت ہے کہ سائل کے سوال کو ناتمام سمجھکر نقل کرتا ہے لہذا اصل تقریر کرتا ہوں کہ ناظرین اوسکو خیال رکھیں یہ عقیدہ اتفاقی ہے کہ ندا و خطاب فخر عالم کو اس عقیدہ سے کرے کہ آپ بلا واسطہ استقلالاً سنتے ہیں شرک ہے خواہ بضمن صلوٰۃ ہو خواہ بغیر اوس کے کسی نوع جدید سے ہو در جو یہ عقیدہ نہیں بلکہ یہ عقیدہ ہے کہ جب حق تعالی چاہے جس شے کو چاہے آپ پر منکشف کر دیوے

اونچ پیغمبر۔ دست دولت پیغمبری ۔ اب اس دورہ آخری مین بھی جو علما وصلحا اہل سنت والجماعت مین وہ خطاب حاضر یا رسول اللہ کہنا جائز کہتے ہین
چنانچہ حاجی امداد اللہ صاحب سلمہ التعالی جو مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور مولوی محمد قاسم صاحب مصنف تحذیر الناس اور مولوی محمد یعقوب صاحب
نانوتوی مدرس دیوبند وغیرہ چند علما کے پیر مرشد ہین اپنی کتاب ضیاء القلوب مطبوعہ مطبع مجتبائی کے صفحہ ۴۹ مین واسطے حصول زیارت رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھتے ہین بدین عبارت کہ بعد نماز عشا با طہارت کامل در جامہ نو و استعمال خوشبو باادب تمام رو بسوے مدینہ منورہ بنشیند
و ملتجی از جناب قدس حقیقت محمدی براے حصول زیارت جمال مبارک صلی اللہ علیہ وسلم شود و دل را از جمیع خطرات خالی کردہ صورت آنحضرت
صلعم با لباس بسیار سفید و عمامہ سبز و چہرہ نورانی مثل بدر بر کرسی نورانی تصور کند و الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ راست و الصلوۃ والسلام علیک
یا نبی اللہ چپ و الصلوۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ در دل ضرب کند الی آخرہ ۔ اور نیز انہی حاجی صاحب سلمہ النعمت نے ایک قصیدہ اردو زبان
مین لکھا ہے جسکا مطلع یہ ہے ؎ ذرا چہرہ سے پردہ کو اٹھاؤ یا رسول اللہ ۔ مجھے دیدار تم اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ ۔ اس قصیدہ کے چند اشعار
معہ خاصہ اردو مین ہم نقل کر چکے ہین اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کے اشعار بھی وہان نقل کئے گئے ہین جسمین یا نبی اللہ وغیرہ الفاظ
خطاب موجود ہین **توجیہات جواز خطاب یا رسول اللہ** واضح ہو کہ بعض بعض مین درجہ تحقیق کو پہنچے ہوے ایسے ہوتے ہین کہ جیسے
حضرت ابو الحسن شاذلی وغیرہ اونکو ہر ایک دم مشاہدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فوت نہوتا تھا ایسے آدمی اگر خطاب کرین تو اونکے نزدیک
تو وہ خود حاضر ناظر ہین حاضر کے معنی موجود اور ناظر کے معنی دیکھنے والا ہے موجود ہوے تو دیکھنے والے بھی ہونگے ایسے شخصون کے حق مین تو خطاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا محل کلام ہی نہین باقی رہے دوسری طرح کے آدمی کہ اونکو حضوری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حاصل نہین اونکے حق مین بھی خطاب کرنا درست
ہے قطب ربانی امام شعرانی میزان مین لکھتے ہین کہ محمد بن زین ایک مداح رسول تھا اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو المنتہ بیداری مین زیارت کرتا تھا
ایک بار اوس سے ایک آدمی نے اپنے واسطے سفارش حاکم سے چاہی جب گیا حاکم نے اوسکو اپنی مسند پر بٹھلایا اوسی دن سے وہ ملاقات منقطع ہوگیا
اس مقام مین خاص عبارت میزان کی یہ ہے فلم یزل یطلب من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرؤیۃ حتی جاء لشعر اقترا منی من بعید فقال الطلب
رؤیتی مع جلوسک علی بساط الظلمۃ فلم یبلغنا انہ راہ بعد ذلک حتی مات یعنی پھر ہمیشہ وہ سوال کرتا رہا حضرت سے کہ اپنا دیدار مبارک دکھا
دیجیے یہان تک کہ ایکدفعہ شعر پڑھا تب حضرت صلعم دور سے کچھ دکھائی دیئے اور فرمایا تو دیدار کا سوال کرتا ہے اور بیٹھتا ہے ظالمون کے فرش پر پھر
ہمکو خبر نہین ملی کہ اوسکو حضرت صلعم پھر نظر آئے یہانتک کہ وہ مرگیا انتہی اب دیکھیے کہ محمد بن زین مداح باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسکی نظر سے
غائب تھے اور نظر نہین آتے تھے اور بحالت غیبت مین بھی حضرت سے سوال کیا کرتا تھا کہ صورت مبارک دکھا دیجیے انتہی پس اس سے صاف معلوم ہوا کہ اگر وہ
آدمی جنکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نظر نہین آتے وہ بھی درخواست کرین اور کہین ؎ ذرا چہرہ سے پردہ کو اوٹھاؤ یا رسول اللہ ۔ مجھے دیدار تم
اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ ۔ تو صحیح اور جائز ہے اگر نہیم بلا خطرہ ایمان اسکو شرک نہ دیوے اور یہ کہے کہ تم رسول اللہ کو عالم الغیب جانتے ہو کہدو کہ اصل عالم
الغیب بالذات اللہ تعالی ہے لیکن اللہ تعالی اپنے رسول کو غیب کی خبر دیدیتا ہے تو اونکو خبر ہو جاتی ہے حضرت شاہ عبد العزیز کا کلام جو اونکی تفسیر
ہوا اور معترض کا اعتراض کس طرح رفع ہوا علی ہذا القیاس شغل ضیاء القلوب جسمین ندا و خطاب صیغہ صلوۃ و سلام مین ہے اور قصیدہ کے اشعار جو قبل
مین بعد اسکے جسقدر نقول یا کچھ مولف نے چند اوراق لکھے کوئی اصل اعتراض کا نہین اوٹھاتا اعتراض بحال خود ہے اور مولف لکھہ لکھکر

نیچے بیٹھے پڑھتے ہیں کتب مولد شریف کا درجہ قرآن سے بھی زیادہ کردیا جواب تحقیقی اسکا یہ ہے کہ درجہ قرآن کا نہایت عظیم ہے قرآن کو ہاتھ لگانا
بے وضو جائز نہیں اور بات بے لحاظ شرافت لو اگر کوئی بغیر وضو ہاتھ میں لیلے تو اوسکو گناہگار نہیں کہا جاویگا یہ ذراع صریح ہے کہ ہم کلام اللہ کو ترا بیٹھے ہیں
منبر چوکی پر بیٹھکر پڑھنا ایک سبب ہے تاکہ تاری مولد سب اہل مجمع کو لئے اور سب اوسکو لئے آدین اور پر بیٹھنے سے آواز اپنی جاتی ہے بلند طرف نیچے
نیچے بیٹھنے سے آواز کم پہنچتی ہے جاتی ہے اور تلاوت قرآن میں یہ باتین مقصود نہیں ہان اگر کوئی موقع ایسا ہو کہ قرآن مسلمان سے لوگون کو سنایا جاوے تب
کے لیے بھی منبر مناسب ہوگا اور جواب الزامی یہ ہے اعتراض مجلس عذا پر ان نہیں جاری کرنے میں مولوی عبداللہ صاحب نجد کے خطبے میں
بار دیکھو لو اونکے وعظ میں قرآن شریف کی آیتین مقدسہ پڑھی گئی اور تخت کے اوپر بیٹھ کر پڑھا تھا یہ قدر اور حسین بازی کی قدر اور سوا سند
پھر ان صاحبون کا حال یہ ہے کہ اس قسم کا وعظ تو ہے اوپر ہر جگہ پر بیٹھکر کہتے ہین اور خالص قرآن شریف کو نیچے پڑھتے ہین جو جواب اسکا ہے وہی ہمارا
اعتراض جب قرآن پڑھتے ہین نہ فرش بچھاوین نہ خوشبو لگاوین نہ کچھ سامان کرین مولد شریف مین کیا کیا سامان کیا جاتا ہے **جواب**
عیدین کی نماز کے لئے جو فرض نہیں ہے نہانا کپڑے عمدہ بدلنا خوشبو لگانا اسی طرح کے تکلفات ہوتے ہین پانچون وقت کی نماز جو فرض قطعی ہے اوسکے
لئے یہ عمدہ ہین سواسے وضو اور استنجا کے جو اسکی بھی ہے کہ وہ برس دن مین رہا یہ ایک یک دن مین پانچ بار اسی طرح سے سامان کرنے ہین
بھی اہتمام سے چوکی منبر کی ندبہ بدلی ہے اور اسی واسطے تل لوازم امر و مستحب کے ہوگیا ہے او اگر قرآن کسی حافظ قاری سے سنین تو باوجود کثرت
سے بھی اس کا استمام نہین ہوتا جیسا اور انتظامات کا حال ہے کہ اس مجلس کے واسطے سب طرح کا اہتمام لباس فرش عطر سب کچھ قصداً ضروری ہونا
ہے خود قرآن کے لیس اس وجہ سے معترض کہتا ہے کہ بوجہ اس اہتمام کے اس مجلس مین اور عدم اہتمام کے قرآن مین ایہام تفضیل مولود کا قرآن
پر ہوتا ہے بلکہ عوام کا اعتقاد یہی ہو گیا ہے اور یہ مکروہ اور بدعت ہے پس مولف کا جواب کچھو کیا خوب ہے کہتا ہے کہ آواز پہونچانے کے واسطے
اور دکھانے کے واسطے اونچے بیٹھتے ہین سبحان اللہ معترض تو تصریح کرتا ہے کہ اگر ایسی حاجت ہو کہ بدون چوکی کے بھی آواز پہونچے اور ترا ای
منفق ہو جب بھی اہتمام اسکا ضرور ہوتا ہے دوسرے عوام کا ضروری جاننا اور ایسے اہتمامات سے مولود کا افضل قرآن سے اعتقاد کرنا موجود ہے
مؤلف کچھ نہیں سمجھتا اور کہدیا کہ رفع صوت اور ترا ای کے واسطے ہے اور کراہت التزام و فساد عقیدہ عوام کا نہ جواب فہم اور خود جو اوسکی بھی آمین
خامین محض اعتراض کا اقرار اور مسئلہ اوضح کرنیسے اپنا عقیدہ افضلیت قرآن کا کہدیا حالانکہ معترض اس معاملہ کی وجہ سے اعتراض کرتا
ہے پس تم کچھو کہ جواب کو سوال سے کچھ بھی علاقہ ہے عجب جواب ہے سو یہ تو تحقیقی جواب تھا ما شاء اللہ الزامی تو کیا کہنا اگر وعظ مین ایسا ہی حال
ہوجاوے تو معترض اوسکو کب جائز کہتا ہے اوس کے نزدیک یہ وعظ صوفیا ایسی حالت کی چوکی منبر بھی مکروہ اور بدعت ہے یہ الزام جب
ہو کہ معترض اوسکی تصویب کرتا ہو **قولہ** اعتراض جب قرآن پڑھتے ہین نہ فرش الخ **اقول** تقریر سوال تو پہلے اعتراض مین ہو چکی کہ غرض سائل
کی وجہ اہتمام سے ایہام تفضیل بلکہ خود تفضیل عوام کے نزدیک مولود کی قرآن پر ہے مگر مولف کا جواب عجب قابل غور کے ہے سنو کہ عیدین مین بحکم
شارع علیہ السلام کے احسن لباس اور غسل اور تطیب وغیرہ بوجہ عید اسلام ہونے کے مستحب ہوا ہے کہ یہ دوام سرور ہے اور طبع بھی ایسی حالت
مین مائل حسن لباس و ہیئت کے ہوتی ہے اور صلوات خمسہ مین عید نہین لہذا وہان حکم استحباب احسن لباس کا نہوا پس دونون مین فرق
ظاہر ہے اور یہ امر کہ عیدین بعد سال کے ہین اور صلوات پانچ بار اس مین حرج ہے یہ بھی درست ہے مگر قرآن اور مولود دونون ذکر یکسہ

مین اسکے جواب مین کہتا ہون الحمد للہ آپ کی زبان سے اتنا تو نکلا کہ قیام کرنا وقت وقوع ولادت شریفہ کے ہونا چاہئے نیز اسقدر آپکا تسلیم کرنا بھی ... بات ع عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت است ٭ بعد اسکے یہہ فرمانا آپ کا کہ ہر روز کونسی ولادت مکرر ہوتی ہے نعوذ باللہ منہا یہہ بڑی بیباکی ہے اور اس سے بعد جو خرافات فرضی اور کنھیا کا سانگ وغیرہ الفاظ لکھے ہین وہ تو نہایت ہی درجہ کی بے ادبی اور گستاخی ہے یہہ خیال نکیا کہ یہہ کس عالیجناب کا ذکر ہے آدمی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین ہوشیار ہو کر الفاظ سوچ کر منہ سے نکالے ع ہشدار کہ رہ بر دم تیغ است قدم را

نفی کا حکم شرعی کہہ دیا گیا ہے کہ مطلق ذکر فخر عالم مین قیام مندوب ہے بلا قید و تخصیص یہہ نہین لکھا کہ سوال سائل مین استفسار نہایت اس ایک شق کا یہہ جواب لکھا ہے کہ اگر قدوم روح مبارک کی وجہ سے یہ قیام ہے کہ وہ ظہور معنی قدوم کے ہے اور قدوم پر تعظیم مندوب ہے تو بیان اس وقت قدوم نہین بلکہ ذکر قدوم معنوی کا ہے کیونکہ ولادت مکرر نہین ہوتی ایک دفعہ ہو چکی اور اب ذکر ہوتا ہے ولادت فرض کر کے قیام کرتے ہین تو یہ کوئی امر شرع مین نہین کہ فرضی امر کے ساتھ معاملہ اصلی شے کا کیا جاوے تو مولف کہتا ہے **قولہ** مین اس کے جواب مین کہتا ہون الخ **اقول** مولف کو فہم مطالب تو یون ابعد ہی ہے کہتا ہے کہ الحمد للہ آپ کے منہ سے یہہ بات نکلی یہہ حضرت مولف کا محض نادانی ہے کیونکہ یہ اور مین وقت الاتفاق تھا کہ اول یہہ ثابت کر دیا کہ قیام تعظیم قادم کو مجیب منع کرتے ہین اور رہ گیا یہہ امر ثابت نہین تو پھر یہہ کلمہ تعجب کا تو مولف کے فہم کج کا ثمرہ ہے مولف مقر ہو چکا ہے کہ حکم مقید کا بے قید کے ہوتا ہے پس یہہ قول مجیب کا الحاصل قیام وقت ذکر ولادت کے الخ خود دلالت کرتا ہے کہ یہہ قیام مخصوص ہے یہہ تو خصوصیت کے مورد تقسیم احکام کا ہے قیام مطلق اس سے خارج ہے پس اپنے مسلم قاعدہ کے خلاف کہنا کہ تعجب تعجب اور دیانت سے دور ہے معہذا صریح اس فتوی مین مذکور ہے کہ یہہ بات کہ جو جناب علیہ الصلوۃ کے واسطے کوئی کھڑا ہو خارج بحث سے الخ تو مولف کے چشم حق بین کہان ہے کہ دیکھے پس ہرگز یہہ نہ تھا یہہ مذہب ہے کہ جس مقام مین قیام تعظیم شرعا ثابت ہے وہان مندوب ہے اور جہان کوئی وجہ منع کی ہے ممنوع اور قادم کے واسطے بشرط عدم مانع کے اور ذکر اللہ تعالی اور ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے مندوب مگر تخصیص مطلق کی بدون نص کے بدعت ہے تو پھر گنجایش اعتراض کی مولف کو کہان ہے بلکہ یہہ محض عناد ہے **قولہ** بعد اسکے یہہ فرمانا آپکا الخ **اقول** مولف کو فہم مطالب تو کہین کام نہین ہوتا سوچے جو چاہا کہدیا نہ شرم نہ اندیشہ آخرت بھلا مولف جو ایسا سرپھیلا کر تعجب کرتا ہے اور گستاخی کا بہتان لگاتا ہے وہ کونسی گستاخی ہے مجیب نے یہہ کہا کہ یہہ قیام مخصوص کر دیا تشریف آوری روح پاک عالم غیب سے عالم شہادت مین ہے تو یہہ قیام وقت ولادت شریفہ کے ہوتا اب جو اہل بدعت کرتے ہین تو کیا ہر وقت ولادت مکرر ہوتی ہے پس یہہ فقرہ استفہام انکاری کا ہے کہ ولادت مکرر نہین اس مین کونسی گستاخی ہے یہہ امر صحیح اور درست ہے پھر مجیب نے کہا کہ یہہ ہر روز اعادہ ولادت المذکور نہین ہرگز یہ تعظیم تو ولادت کی ہے اور ولادت یہان کہین موجود نہین تو اہل بدعت گستاخی اعادہ ولادت فرضا کرتے ہین ... بعد وم ماضی کو موجود فرض کر لیا اور فرضی موجود کو حقیقی تصور کر لیا جیسا ہنود کرتے ہین پس ایسا کام کرنا سخت گستاخی اور زبون حرکت ہے معاذ اللہ تو شان فخر عالم مین صریح گستاخی کی مجیب نے ہرگز نہین کی وہ اس فرضی ولادت کو گستاخی کہتے ہین اور منع کرتے ہین تو گستاخی کرنیوالے مولودی ہین نہ مجیب اور جو اس ذکر پر قیام کو تشبیہ دیا گستاخی ہے بزعم مولف کے تو بھی بیجا ہے کیونکہ اس وجہ مخصوصہ پر تو قیام مشابہ فعل ہنود کے ہی ہے کہ وہ بھی ولادت کنھیا کے تو وہی ولادت فرضی کر کے اسکی تعظیم کرتے ہین گویا ابھی پیدا ہوا ہے سو یہہ قیام خود ممنوع ہے تو اس فعل منع کو تشبیہ دینا

لیکن غیر جب آپ زبان پر لاسے تو جواب اوسکا دینا ضرور ہوا آنحضرت جس چیز کا ذکر آدمی بیدار دلی سے کرتا ہے اوسکا تصور بالضرور ہوتا ہے اس وقت
وہ نظر میں لگا رہتا ہوں بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا نے جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کو قبل احرام باندھنے کے خوشبو لگائی تھی جب حضرت
عایشہ نے بعد مدت اس حال کو ایک موقع میں روایت کیا تو فرماتی ہین کانی انظر الی وبیص الطیب فی مفارق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی
گویا میں دیکھ رہی ہوں چمک خوشبو کی سر مبارک رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں یہہ حدیث صحیحین میں ہے اور ابو جحیفہ فرماتے ہین کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
نکلے حالیکہ پہنے ہوئے تھے کانی انظر الی بریق ساقیہ یعنی گویا میں دیکھ رہا ہوں چمک پنڈلیوں نورانی کی یہہ حدیث جامع ترمذی کی باب الاذان میں ہے ان
روایتوں سے معلوم ہوا جنکو محبت ہوتی ہے اونکو وقت ذکر محبوب کے وہی شان جمال عجیبہ پیش نظر ہوتی ہے پس قول آپکا کہ ایسا کونسی ہے روز ولادت

کس طرح گستاخی ہوئی مولف کو فہم نہین معذور ہے **قولہ** تو جواب اوسکا دینا ضرور ہوا الخ **اقول** مولف نے دو روایتین نقل کین دونوں
میں تصور حلیہ فخر عالم کا ہے اور کانی کا لفظ مذکور ہے پس مولف ہوش کرکے سن رکھے یہہ قاعدہ کلیہ ہے کہ آدمی جب کسی گذشتہ امر کو حکایت
کرتا ہے تو وہ محکی ذہن میں پیش نظر ذہن کے ہو جاتا ہے تو صحابہ جب حالات فخر عالم کے بیان کرتے تھے تو وہ محکی بالکل نظر میں آجاتا تھا
خواہ وہ حلیہ ہوتا خواہ اور کوئی قصہ ہوتا اور اوس کی یاد پھر ہر وقت یا ادنی حال مناسب رہتا تھا اور یہہ باب بھی سب انسان میں ہے یہی
ہے اور احادیث میں بکثرت موجود ہے پس یہہ مرتبہ دونوں روایت سے معلوم اور مسلم ہے مگر یہہ تو دیکھو کہ اس حکایت اور صورت ذہنیہ کے
ساتھ معاملہ محکی کا ہوا ہو یہاں دونوں روایتوں سے ہرگز کچھہ ثابت نہیں ہوتا اگر کسی روایت میں یہہ معاملہ ثابت ہوا ہو تو مولف اوس کے
موقع این نشان دیوین کہ ولادت کے ذکر میں یا گھر سے باہر تشریف لانیکے ذکر میں یا غزوات سے آنے کے ذکر میں کسی نے وقت اس ذکر کے
قیام کیا ہو یا مصافحہ کیا ہو یا سلام علیک یا کچھہ اور معاملہ محکی کا ذکر و حکایت سے کہیں ہوا ہو پس ان دونوں روایت میں فقط یہہ مذکور
ہوتا کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں سو یہ موافق کہ مدعی کے کیا مفید ہوا اثبات تو اس بات کا کہ حکایت سے معاملہ محکی کا جو مولف پر واجب ہے اور محبت نے
اختیار نہیں کیا وقت حکایت کے کبھی ذہن حاکی میں نہیں آتا تاکہ موافق ان دونوں روایت سے اسکا اثبات کرے بلکہ اس تصور کے
ساتھ معاملہ تعظیم محکی کا نہیں ہوتا جیسے لکھتے ہین سو یہاں دونوں روایت سے ہرگز ثابت نہیں ہر اذا مولف ہوش کرے دو روایت مولف نے
اپنی عادت کے موافق دھوکھا دہی کو نقل کرکے اپنی عقل کے تیر چلانے لگا کہ بیشک محبوب کی شان پیش نظر ہوتی ہے مگر اس شان
مذکور کے ساتھ شرع سے یہہ ثابت کرنا واجب ہے کہ محبوب کا سا معاملہ اوس کے ساتھ شرع میں ثابت ہو یا عقل میں درست ہو اگر
عاشق ذو لفیہ اور مجنون ہو جاوے وہ قاعدہ شرع و عقل سے خارج ہے اوس کا ذکر ہی نہیں پس مولف کا قول کہ اگر ولادت مکرر نہیں ذکر ولادت
تو مکرر ہے کس قدر بیمعنی و لغو ہے کیونکہ ذکر ولادت کے مکرر ہونے سے قیام کا ثبوت کس طرح ہو جاویگا نہ موہمت کی دو نظیر سے ثابت نہ کسی حدیث
سے نہ عقل کا تقاضا کہ حکایت کو قایم مقام محکی کا کرکے محکی کا معاملہ کرے اس ہی حماقت نے راہ بت پرستان کا مارا ہے اور صورت حاصلہ
فی الذہن علم کو کہتے ہین علم شے کا خود شے معلوم ہوکر معظم و مکرم خارجی اعضاء سے مثل معلوم خارجی کے ہونے لگے یہہ وجہ تو مشرکوں سے
بھی بڑھ گیا اونھوں نے تو خارج میں ایک تصویر قایم مقام بھی کر دی تھی یہاں وہ بھی نہیں معاذ اللہ عن ہذا الفہم الردی الحاصل ذکر
مبارک آپکا لاریب موجب کمال سرور مومن کا ہے مگر اس فکر کے وقت صورت حاصلہ فی الذہن سے معاملہ خود ذات مبارک کا معلوم ہونے

جھپٹنے لگے تب حضرت نے صحابہ کو فرمایا کہ ان مشرکون کے سامنے طواف کے وقت رمل کرو اونھون نے رمل کیا یعنی جسطرح پہلوان لوگ وقت لڑائی
کے کودتے ہوے اور مونڈہون کو ہلاتے ہوے بہادرانہ چال چلتے ہین اوسی طرح صحابہ اون مشرکون کے سامنے چلتے تھے اور کفاریون بولے اوٹھے
یہ تو ہرن کی طرح چوکڑیان بھرتے ہین یہہ روایتین صحاح ستہ مین موجود ہین خلاصہ یہہ کہ رمل یعنی کود اوچھلکر مونڈھے ہلاکر چلنا اوسوقت کو دا
دکھلانے کفار کے کیا گیا تھا لیکن پھر بعد اس زمانہ کے جو حجۃ الوداع واقع ہوا اوسوقت بھی قوت رفتار رمل کے طور پر وقوع مین آئی حالانکہ
اوسوقت کوئی مشرک وہان نہ تھا فقط اوسکو قایم رکھا اوسوقت مین بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس رفتار کو اوسیطرح قایم رکھا بعد آپکے
خلفاء راشدین نے پھر تابعین نے یہانتک کہ اب تک بھی وہی پہلوانونکی چال کود اوچھلکر وقت طواف کیجاتی ہے اب دیکھئے یہہ معاملہ حقیقت
کا سا بعد منقضی ہوجانے اصل حقیقت کے کیا جاتا ہے الی یومنا ہذا اور جاری رہیگا الی یوم القیمۃ حالانکہ اصل علت موجود نہین یعنی اب
حرم شریف مین ایک بھی کافر نہین جسکو اپنی طاقت اور جوانمردی اور بہادری کی چال دکھلاے چنانچہ صاحب ہدایہ اس معنی کی طرف اشارہ
فرماتے ہین ثم بقی الحکم بعد زوال السبب فی زمن النبی علیہ السلام وبعدہ اور شیخ دہلوی نے شرح سفر السعادت مین لکھا ہے معلوم شد کہ بعد از زوال
علت نیز این حکم باقی ست تو حضرت صاحب اصل حقیقت کا سا معاملہ بعد انقضاے حقیقت بھی کرنیکی نظیرین شرع مین موجود مین اور جس چیز
کی نظیر پائی جاوے وہ موافق قاعدہ مولوی اسمعیل صاحب کے بدعت نہین ہوتی الحاصل جب آپ قائل ہوچکے کہ اصل حقیقت یعنی وقوع ولادت
شریف مین قیام ہونا چاہئے اور ہم کہتے ہین کہ واقعی آپ کے مراد مین حق پر ہین چنانچہ بعض روایات مولد مین آیا ہے کہ اوسوقت ملائکہ اور حورین کھڑی

مگر یکہ علل کا رفع ہونا کیونکر معلوم ہوا پس اولاً یہہ جو ہم کہ دوسری علت نہین تھی صحیح نہین بلکہ یہان دوسری علت کا احتمال بلکہ قرینہ وجود کا
ہے جس کا ذکر اب آتا ہے نہایت یہہ کہ ایک علت کو شارع نے بیان کیا دوسری علت کو مجتہدین کے استنباط پر رکھا جیسا اکثر نصوص مین
بیان علت نہین فرمایا اگر ہم تسلیم کرین کہ دوسری علت نہین تھی تو حجۃ الوداع مین آپکا رمل کرنا اور کرانا یہہ بھی علت ہے کہ باتباع آپکے فعل کے ہوا
اور آپنے تقریر فرمائی پس یہہ علت نہایت قوی ہے تو نص علت رمل کی موجود ہے ہر چند اس مین بھی استخراج علت کا ممکن ہے مگر مسلما
کہ یہ نص خلاف قیاس کے ہے کہ فقہا کے فہم مین اسکی علت نہ آئی پس جو نص خلاف قیاس ہوتی ہے وہ اصل کسی شے کی نہین ہوتی اور مقیس
علیہ نہین بنائی جاتی تعدی حکم اوس سے ناجائز ہے اور حکم اوس کا مقصور محل نص ہی رہتا ہے پس اس رمل سے قیاس مولف کا محل نزاع
مین باطل ہوا اور نظیر اس کی لکھنی لغو ہوئی اب دیکھو ملا علی قاری شرح مناسک مین کیا لکھتے ہین لا یقال الاصل فی الحکم ان یزول بزوال العلۃ فانا
نقول قد فعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد زوال المشروعیۃ تذکرا لنعمۃ الامن بعد الخوف لیشکر علیہا فہذہ علۃ اخری والحکم قد یثبت بعلل
متبادلۃ وانتفاء شخص علۃ لا یوثر فی انتفاء نوع الحکم ولئن سلم فالحکم ہہنا مع عدم العلۃ فہو غیر معقول المعنی انتہی اور قول صاحب ہدایہ کا جو نقل
مولف نے کیا ہے اوسکے یہہ معنی ہین کہ بعد زوال اوس سبب کے جو اوس وقت آپنے اظہار فرمایا تھا نہ مطلق اسباب رمل کی کیونکہ اگر کوئی سبب
نہین تو فعل شارع کا تو خود علت حکم کی موجود ہے کہ اصل علت نص ہی ہوتی ہے مگر مولف کس کا فہم لاوے جو سمجھے پھر سنو کہ یہہ نظیر بھی محض سفسطہ
ہے کیونکہ طواف کی مثل طواف ہی من کل الوجوہ طواف طواف سب ایک ہین یہان بھی اعادہ سبب کا موجود ہے کوئی فرضی امر نہین اعنی یہہ نہین کہ ذکر
اظہار قوت کا ہوا اور رمل کیا ہو یا تذکر صورت ذہنیہ واقعہ کی کرکے رمل کیا ہو اصل معترض کا اعتراض اور رد کرنا تو فرض شے کا ہے نہ مثل شے پر جو یہان

پس معمول بعضی مشائخ است خلاصہ یہہ کہ جیسے مرید طالب اپنے پیر کے سامنے مودب بیٹھتے ہین اور تعظیم مدنظر رکھتے اس سے دو فائدے پیدا ہوے ایک یہہ کہ جب تصور شیخ سے مرید کو ذوق و خیر حاصل ہوی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہادی سبل اور مرشد کامل ہین اونکا تصور غلبہ محبت کے ساتھ کیونکر نفع نہ بخشیگا دوسرا فائدہ یہہ کہ جب تعظیم مرشد حالت تصور مین بھی ہے تو یہہ حقیقت کا معاملہ عدم موجودگی حقیقت مین کیا جاتا ہے پس قیام ہوئی معترض پر حجت ہماری از روے طریقت اور قائم ہو مین دو حیثیتین ہم عاشورا اور رمل کے ساتھ ملنا حالت طواف مین از روے شریعت اور وہ جو معترض نے شدت غیظ قلبی سے اسباب کو محض حماقت اور حرام او تشبیہ کفار او ہنم کھیا او سانگ قرار دیا ہے اسکا جواب ہم کچھہ نہین دیتے بات یہہ دعا کرتے ہین کہ خداوند کریم جاہلون کی زبان کو ایسے کلمات کنندہ اور الفاظ نفیلہ سے آلودہ نہ کرے واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم **اعتراض** کہتے ہین کہ شامی جو مجوزین عمل مولد شریف مین شمار کیا جاتا ہے وہ خود قیام کو بدعت لا اصل لہا لکہتا ہے تو پھر قیام بدعت سیئہ ضلالت ہوا عبارت اوسکی یہہ ہے

شامی مین یہہ ہی جرت عادۃ کثیر من المحبین اذا سمعوا ذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہذا القیام بدعۃ لا اصل لہا

دیکہو یہہ لا اصل نقل عبارات سے دو امر واضح ہوے ایک یہہ کہ جیسا تصور شیخ اور ملنا محبوب مین محبت قلبی لازم ہے اسی طرح فخر عالم اور آپ کے حالات مین بھی وہ حب و تعظیم لازم ہوتی ہے اور جیسا ان محبوبان کے تصور مین قیام وغیرہ اعضا جوارح کی تعظیم معمول ہین فخر عالم کے تصور مین بھی نہین ہونا چاہیے خصوصاً جہان تشبیہ کفار کا الزام آوے جیسا تصور ولادت مین اور کسی کو نہ دیکھا ایسا ہوگا کہ حالت قتل مین تصور ذبیحہ کے ساتھہ کرے کنارکرے یا تصور قدوم والدین مین قیام مثلاً درست ہے کہ جیسا حب ابی فخر عالم اور ان کے احوال سے موجب قوت ایمان ہے ایسا ہی امور غیر مشروعہ کو ایسی حالت ذکر و تصور مین بجالانا تشبیہ کفار کے ساتھ باعث ہتک حرمت آپکا ہے او موجب نقصان ایمان فاعل پس ہر دو حجت مولف کی منقلب برسر خود سبب پشیمانی اوسکی کا ہوگئی او جو کچھہ کلمات تشبیہ کے عدم فہم کی وجہ سے اوسنے لکہے اوسکا جواب لکہنا ضرور نہین مگر اطلاعاً لکہا گیا کہ جب صحابہ نے ایک امر مباح کیواسطے عرض کیا تہا کہ ہمارے واسطے بھی ایک ذات انواط مقرر فرماوین تو آپنے یہ تشبیہ فرمائی تہی اجعل لنا الہا کما لہم آلہۃ یہہ کلمہ کفر کا تہا پس مباح کی طلب فعل مین آپنے تشبیہ کلمہ کفر کی فرمائی اور حدیث ما شاء اللہ و شئت مین ہرگز قائل کی نیت مین شرک نہ تہا معنی درست تھے مگر بظاہر جو موہم لفظ شرک کو تہا تو آپنے فرمایا جعلتنی للہ ندا[لہ] تو یہ ہی معنی ہین کہ مجکو تونے خدا تعالی کا شریک بنایا

یعنی مشرکین جیسا کلمہ کہا کہ ظاہر مین شرک کی بو دیتا ہے اور حالت قیام کو صلوۃ مرض قدیم مین فرمایا ان کدتم آنفا لتفعلون فعل فارس والروم او فارس اور روم کا فعل حرام غیر معنی ہی تو تہا کہ قیام صلوۃ متنوع کو بوجہ مشابہت کے تشبیہ حرام قیام سے فرمائی اب مولف بر سر لطف مین دیکھہ لیوے کہ بوجہ مشابہت کے فخر عالم نے افعال مباح و مشروع واجب کو تشبیہ شرک و حرام دی ایسا ہی یہان سبب حالت ذکر فخر عالم مین جو مندوب تہا اوس فعل قیام کو جو مشابہہ ہنود کے تہا تشبیہ فعل ہنود سے کیا تہا تو کونسی دیہہ اشکال کی آگئی خود مولف کو تو مسجد کو مندر سے تشبیہ دینا جائز ہوا اور فخر عالم کا ہتک بقول کہ اگر سب اسباب تعظیم کے ہوئین قیام کی تعظیم بھی ہو کیا حرج ہے ایسے کلام گستاخ کو نادرست رکھا اور دوسرون پر یہہ کم فہمی کے کلام حق تعالی امر مولف کو ہدایت کرے کہ مومن ہے گو ظلمات بدعت مین معمور ہے **قولہ** اعتراض کہتے ہین کہ شامی الخ **اقول** جس امر محدث کی قرون ثلثہ مین اصل نہ ہو صراحۃً و دلالۃً وہ بدعت ضلالہ ہے اور بحسب تقسیم بدعت کے وہ سیئہ ہی کہلاتی ہے چنانچہ اوسکی تحقیق گذر چکی پس جب صاحب شامی نے لا اصل لہا کہا بدعت ضلالہ اوس کے نزدیک ہو چکی اور بدعت ضلالہ ہونا اوس کا اس رسالہ سے بھی محقق ہو لیا

لہ یعنی توضیح بوجہ لفظ نعمذ ... بنایا ۱۲ منہ

جواب اسکا یہ ہے کہ اس عبارت سے جو یہ لوگ ضلالت اور سیئہ ہونا قیام کا نکالتے ہیں کمال بوالعجبی ہے اسلئے کہ بدعت ہونا اسکا تو مسلم
کیونکہ سلف صحابہ کے دورہ میں اسکا رواج نہ تہا لیکن اُس وقت رائج نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ضلالت ہو تقسیم بدعت طرف حسنہ اور سیئہ کے
مجتہدین اور محدثین کے قول سے ثابت ہے چنانچہ تور دوم کے لمعہ ثانیہ میں ہم نقل کر چکے اور سیرت حلبی میں ہے وقد قال ابن حجر الہیتمی ان الحاصل
ان البدعة الحسنة متفق علی ندبہا و عمل المولد واجتماع الناس له کذلک ای بدعة حسنة انتہی اور یا ابن حجر قائل جواز اس قیام مروجہ کے ہیں چنانچہ
انکے مولد کبیر کی عبارت جواز قیام میں شہاب الدین احمد یا حجی شافعی سے نقل ... بعد عمل مولد ... و صنیع القیام بدعة حسنة ٹھہرا
بلا اتفاق اسلئے کہ اشارہ لفظ کذلک کا طرف متفق علی ندبہا کی بھی ہے جیسے بدعت حسنہ کی طرف ہے کما لا یخفی تو استدلال مانعین اسپر بدعت
سیئہ ہونے قیام کے جو سیرت شامی سے کرتے ہیں اس تقریر سے ساقط ہوگئی اور اگر لفظ لا اصل لہا پر مانعین کو کچھ غرہ ہے کہ اوس سے
لا اصل لہا جو کہا ہے اس سے سیئہ ہونا ثابت ہو تو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ بات ضروری نہیں جہاں لفظ لا اصل لہا آیا کرے وہاں بدعت
سیئہ مذمومہ یا محرمہ مراد ہوا کرے اسواسطے چند عبارتیں دلیل کی لکھتا ہوں مجمع البحار کے خاتمہ جلد ثالث صفحہ ۲۱۰ مطبوعہ نولکشوری میں
ہے کہ صاحب مجمع نے اپنے شیخ سے مسئلہ پوچھا تہا کہ پھول یا ہاتہ دہوئے بوقت درود پڑھنا کیسا ہے تو جواب اسکا یہ لکہا ہے اما الصلوة
علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند ذلک فلا اصل لہا ... فالکراہت فی ذلک عند نا الخ اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ لا اصل لہا جنکو
... ضروری نہیں کہ وہ ... ہوا کرے اور مولوی محمد اسحق صاحب مسائل اربعین کے مسئلہ ... ہیں کہ نوشہ کو بطریق سلامی کچھ دینا اور دلہن کو منہ دکہائی
میں کچھ دینا کیسا ہے تحریر فرماتے ہیں جواب در شریعت محمدی اصل این چیزہا یافتہ نمیشود مگر ظاہر حال این چیزہا کہ دادن سلامی و منہ دکہائی ست
مباح یا ... الی آخرہ ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کے باعث ہونے اور شریعت محمدی میں اصل نہ پائی جانیسے حرمت و کراہت لازم
نہیں آتی ... وقت کا حوالہ یا اثبات قیام میں بھی لکہا گیا پس حسب احادیث و اجماع سے ضلالة ہونا ثابت ہو گیا ابن حجر ہیتمی ایسے عالم کا
قول معتبر نہیں اور خود مجلس مروجہ کا ممنوع ہونا بھی مانا متفق ہو لیا اور اقوال پہلے علماء ... کی توجیہ بھی کر دیگئی کہ حسن ظن اپنا ان کے
ساتھ ہے کہ مواعظ کے تماشے پر تنزل کا جواب دیا جاتا ہے ... وقت کی بالکل بے ہودہ لاطائل ہیں بدعت سیئہ ہونا اسکا مقصود ہے **قولہ**
اور اگر لفظ لا اصل الخ **اقول** مولف کے ہوش و فہم کا نمونہ ... کہ جہاں بدعت کے ساتھ لا اصل آتا ہے وہاں بدعت
سیئہ مراد ہوتی ہے اور جو بغیر لفظ بدعت کے لا اصل لہ بولتے ہیں تو وہاں دوسرا احتمال بھی ہو سکتا ہے پس یہاں سیرة شامی میں بدعة
لا اصل لہا کہا ہے پس یہ بالضرور سیئہ ہی ہے اور مجمع کی ... میں بدعت کا لفظ نہیں فقط لا اصل لہا ہے اور قرینہ مابعد کا موجود ہے کہ
اصل سے مراد حدیث و اثر صریح ہے نہ مطلق اصل کیونکہ کہتا ہے فلا کراہت فی ذلک عند نا ... الحلیمی من ائمتنا الشافعیة واما الصلوة علی
النبی عند التعجب من الشئی کما یقول الانسان ... سبحان اللہ ... لا یاتی بالنداء الا اللہ ... فالکراہة فیہ ... پس دیکھو کہ اصل
صلوة کے وقت امر تعجب کے حلیمی کے قول سے ثابت کرتا ہے تو قیاس اور قول فقیہ تو اصل موجود ہے جسپر قیاس ریحان کو کیا مگر حدیث و اثر
نہیں پس اصل سے مراد یہاں حدیث و اثر ہے نہ یہ کہ کوئی دلیل صراحتہ و دلالتہ بھی نہیں لہذا لفظ لا اصل لہ مطلق قرینہ سے مخصوص
جب بدعت کا بھی ذکر ہو وہاں ضلالت ہی مراد ہوتی ہے تو شامی میں بدعت سے مراد سیئہ ہی ہے علی ہذا اربعین مسائل میں اصل سے

صحابہ اسلئے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قیام نہیں کرتے تھے جیسا کہ ترمذی میں ہے پھر اب قیام کس طرح ہو جواب اُس قیام نہیں کرتے
تھے لیکن یہ طرح کا قیام جیسا عالمین عجم میں تھا کہ جب علایا اپنے بادشاہ کو آتا دیکھتی اوسی وقت سے کھڑی ہو جاتی اور جب تک وہ بیٹھا رہتا تخت
پر موقت تک سیدھے آپکے بکمال تواضع کھڑے رہتے ایسا قیام فی الواقع ممنوع شرعی ہے جو وہ بادشاہ یا امیر بحکم کرے اور پسند کرے
اور اس قیام کو جو محفل میلاد شریف میں ہے یہ بات تو نہیں کہ اس محفل میں منبر یا چوکی یا تخت پر کوئی بادشاہ بیٹھا ہوا ہے اور سب لوگ اوسکے
آگے کھڑے رہتے ہیں یا یہ کہ وہ بادشاہ حکم کر رہا ہے کہ تم میرے آگے قیام کرو یہاں تو یہ بات ہے کہ قاری منبر پر کھڑا ہو اسلام و درود و اشعار
شریف ہے یا خبر یا نعت ہے یا سلام فقط اصل عبارت یہ ہے وقیام عند ذکر ولادت ثبوت آن در زمان نہ تابعین نہ تبع تابعین نہ مجتہدین
اسلام شدہ در زمان نبوت آن مخالفت صحابہ برائے آنحضرت قیام نمی کردند بوجہ آنکہ حضرت ایشان نمی آمدند وقت آنحضرت وجود
فی نفسہ ذکر ولادت در قرون ثلثہ ثابت شد انتہی اس عبارت میں یہ مضمون کہ صحابہ آپکے واسطے قیام نہیں کرتے تھے بطور
تعظیم کے سبب کہ ذکر ولادت میں قیام ہوتا خود آپ کے قدم پر بھی نہیں ہوتا تھا مصنف اپنی کارروائی سے یہ کہا کہ جو قیام منع ہوا
تھا اقوال والقیام الاشارہ بطور تعظیم کے ہے وہ تو حرام ہی ہو چکا تھا اور یہ قیام منقول از حدیث ترمذی قیام تعظیم کا ہے کہ
خود حدیث میں تصریح ہے کہ لم یقوموا لما یعلمون من کراہتہ لذلک کیا صحابہ مجموع قیام کو کرتے معاذاللہ نہیں بلکہ اس قیام تعظیم کو
حلال جانتے تھے اور بسبب خوشی حضرت کے ترک کرتے تھے کیونکہ وہاں رضاء خاطر محبوب کا منظور تھا نہ ہواے اپنی نفس کا اتباع
جیسا کہ اس زمانہ میں ہے غرض حدیث ترمذی کا ترجمہ مولف نے بالکل غلط کیا اب حدیث میں بھی مولف اپنے نفس کی رغبت سے
مرضی کرانے کو اسکی شرح بھی کرتا ہے قال الطیبی لعل الکراہة للمحبة والاتحاد الموجبة لعدم التکلف ... علیہ قالم یکن شخص احب
الیہم من رسول اللہ علیہ السلام انتہی پس دیکھو کہ طیبی نے اس قیام کو تعظیم کا قیام لکھا ہے جو مباح و مندوب ہے اسی واسطے توجیہ
اتی ... خود حدیث میں دلیل ہے بقولہ لم یکن شخص بقولہ اذا راوہ کے لفظ میں مگر مولف بعض اپنے جہل سے معنی حدیث کے غلط بتاتا
ہے اور وہ قیام رہنا تو خود حرام ہو چکا تھا اوسکے لئے کیوں اسلئے یہ اعتذار عدم قیام کا کیا موقع کلام تھا فہم درکار ہے کیونکہ مقام مدح
صحابہ میں یہ ذکر ہے حضرت فخر عالم کے واسطے باوجود مستحب ہونے کے یہ قیام مستحب بھی نہیں کرتے تھے اگر یہاں وہ قیام حرام ہوتا
تو یا مدح تھی کہ باوجود مستحب ہونے کے ہی حرام کام نہیں کرتے تھے اسکو تو کوئی بھی عاقل نہیں قبول کریگا کیونکہ حرام کام تو ایذا دہی آپکی تھی اور
اس کا ترک تو فرض تھا سو یہ کون عاقل کہہ سکتا ہے مقام مدح میں کہ صحابہ ایسے محب تھے کہ رسول اللہ کی حرام کے کام کو نہیں کرتے تھے یہ کیا مدح
ہے اصل یہی قیام تعظیم جائز ہے ورا وسکو فخر عالم اپنے لئے پسند نہیں کرتے تھے بوجہ بے تکلفی کے اور جہاں معلوم ہوتا تھا کہ آپ ایسی میں
نہ تھے جیسا حضرت فاطمہ نے کیا اور خود آپ نے ہی کیا اور وہ جو کھڑا رہنا مثل اعاجم کے ہے وہ حرام ہی ہے وہ کسی حال درست نہیں
مولف ہرگز نہیں سمجھتا اور غلط توجیہہ حدیث کی کرتا ہے اور پھر وہ ایک اپنے فرضی معنی حدیث کے ٹھہرا کر یہ بتاتا ہے کہ محفل میلاد
میں تو قیام حرام نہیں لاحول ولا قوة الا باللہ محفل میلاد مولف میں وہ قیام ہے کہ قرون ثلثہ میں نہ تھا پیچھے حادث ہوا مولف خود قبول کرتا
ہے اور بدعت حسنہ اوسکو کہتا ہے اور یہ قیام حدث بسبب مشابہت ہنود کے اور تعیین مطلق کے منظور ہو گیا اسکی تحقیق گوش گذار مولف

نعت دمین پڑھ رہا ہے یہ خود عمل صحابہ سے ثابت ہے صحیح بخاری مین ہے. کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یضع لحسان منبرا فی المسجد یقوم
علیہ قائما یفاخر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسان کیواسطے منبر رکھتے تھے مسجد مین اور اوسپر
حسان کھڑے ہوکر فخر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان کرتے تھے پس محفل میلاد شریف مین بھی قاری مولود منبر پر کھڑا ہوکر فخر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم بیان کرتا ہے نعلا اس قیام مین و ترمذی کی روایت کے قیام مین جسکو مانعین سند لاتے ہین بہت فرق ہے اور اگر کوئی یہ کہے کہ صحابہ
اس طرح کا قیام نہین کرتے تھے نہ وقت ذکر ولادت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہ وقت تشریف آوری حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو یہ بالکل غلط ہے
اسکو ہم تسلیم نہین کرتے حضرت حسان کا قیام وقت بیان فخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو روایت بخاری ابھی بیان ہوچکا اور وقت تشریف
آوری صلی اللہ علیہ وسلم کے بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کھڑی ہوتی تھین اور نیز کھڑے ہوتے صحابہ واسطے اپنے اور نیز کھڑے ہوتے
آپ واسطے آپ تعظیم [illegible] اور نیز وقت آنے [illegible] اپنے [illegible] روایت [illegible] ہے [illegible]

تسلیم ہوچکی ہے غرض یہ کہ دیکھیے بھلا مولوی صاحب نے کہین منع کیا منبر پر کھڑا ہوکر پڑھنا [illegible] ثابت کی ہو [illegible]
حدیث ترمذی مین کہان لکھی ہین جو مولف نے وضع کیے مقصود شارع علیہ السلام کا حرام کرنا قیام [illegible] اور [illegible] قیام تعظیم
کی فقاہت کلامی مین اپنے واسطے پسند نہین کرتے تھے اگرچہ مذہب مولف اپنی کج فہمی سے کہین [illegible]
استدلال جواز قیام پر [illegible] **قولہ** [illegible] بخاری مین ہے [illegible] **اقول** استدلال جواز قیام کو [illegible] ہے اس حدیث
مین خود فخر عالم اور تمام اصحاب قاعد بیٹھے تھے اور ایک حسان قائم اشعار پڑھتے تھے اور یہ قیام [illegible] واسطے اعلاء صوت کے واسطے تھا نہ
تعظیم کے واسطے کہ خود فخر عالم زمین پر ہوتے تھے اور حسان منبر پر کھڑے ہوتے تھے اگر تعظیم کا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین
پر کس طرح ہوتے اور حسان منبر پر کیونکر پڑھتے پس یہ قیام نہ تعظیم فخر عالم کا تہا نہ تعظیم [illegible] عالم کے واسطے تہا اور نہ قدوم فخر عالم کے
واسطے تہا غرض جس قدر وجوہ قیام مولود مین ہین سب کے خلاف تہا کیونکہ اگر تعظیم رسول اللہ [illegible] ہوتا تو آپ نہ بیٹھے [illegible] حسان [illegible] پر
کس واسطے پڑھتے اور سب صحابہ کس واسطے بیٹھے رہتے اور اگر قدوم کا ہوتا تو وہان قدوم کسی چیز کا نہین تہا حقیقی نہ معنوی اور تعظیم ذکر کے
کو ہوتا تو سب صحابہ کیون بیٹھتے نہین بلکہ فقط مثل خطیب کے اعلاء صوت کیواسطے تہا پس ایسے قیام سے قیام مولود کا اثبات یا قیام تعظیم کا
جواز مولف جیسے عاقل کا ہی کام ہے کسی اہل علم سے تو ہرگز یہ نہین ہوسکتا البتہ اگر مولود خوان منبر پر کھڑے ہوکر مولود پڑھے اور تمام
سامعین بیٹھے رہین تو یہ بیشک اس حدیث سے جائز نکلتی ہے مگر اس قیام کا تو کسیکو انکار اور نہ یہ قیام قیام [illegible]
نہ قیام تعظیم ثابت ہو جسکو مولف عقلمند ثابت کر رہا ہے مگر فہم کی کوتاہی ہے آسمان ریسمان مین کچھہ تمیز نہین نہایت تعجب ہے اس فہم پر کہ مولف
علماء کے جواب مین کتاب لکھتا ہے اور تعظیم قادم کو نہ مولوی صاحب نے منع لکھا اور نہ کوئی بالغ بدعت منع کرے خود مولف اپنی کوتہ فہمی سے
سمجھہ گیا پس حضرت فاطمہ کا قیام مسلم ہے مگر اس حدیث ترمذی کا اس مین ہرگز معارضہ نہین کیونکہ یہ امر مباح ہے کسی وقت اقتضاء طبع کی
وقت جائز رکھتے تھے کسیوقت پسند نہین کرتے تھے نہ بوجہ کراہت شرعی کے بلکہ بوجہ کراہت طبعی کے اور یہ ہی شان مباح کی ہے [illegible]
الغرض ایسا [illegible] اعتراض کا خود مولف کے ذہن کی خوبی تھی اور جواب بھی کمال بداہت مولف کا ہے اور ایسا کہا باوصف فہم حدیث اور [illegible]

لکھا ہے باب السماع مین کہ یہہ باب آداب حقوق صحبت کے خلاف ہے کہ کھڑا ہونے مین موافقت نکرے پس اس تقریر سے معلوم ہوگیا کہ غصہ
آجانا تارک قیام پر اور سبب ہوتا ہے اس سبب کہ فاعلین قیام فرض وواجب جانتے ہین قیام کو یہہ تو بالاتفاق فتاوی مین حنفیان مین
تصریح فرما چکے ہین کہ یہہ کھڑا ہونا فرض وواجب نہین بلکہ مستحسن اور تعظیم وادب کی بات ہے اور غور سے دیکھئے تو بعض اوقات مین یہہ تارک قیام
نص قرانی کا مخالف بنجاتاہے اللہ تعالی ارشاد فرماتاہے یا ایہا الذین آمنوا اذا قیل لکم تفسحوا فی المجالس فافسحوا یفسح اللہ لکم واذا قیل انشزوا فانشزوا
یعنی اے ایمان والو جب تمکو کہا جاوے کہ کھل بیٹھو مجلسون مین تو کھل بیٹھا کرو اور جب کہا جاوے اوٹھ کھڑے ہو تو اوٹھ کھڑے ہوا کرو اب معلوم کرنا چاہئے
کہ جب قاری مولد نے پڑھا ع او شہ ذکر میلاد حضرت ہے اب ٭ یا اسطرح پڑھا ع چاہئے آداب سے کرنا قیام ٭ یا یہہ کہ اوس وقت کھڑے

قابل ہے کہ جناب مولوی احمد علی صاحب نے اپنے جواب مین یہہ افادہ فرمایا تھا کہ تارکش راید بر از تارک جماعت دانند اوس مین سے مولف نے
یہہ اعتراض نکالا ہے مگر چونکہ مولف قیام کے استحباب کا قائل ہوتا ہے گو معاملہ واجبات جیسا کرتا ہے تو سوچا کہ اگر تارک پر ملامت کا اقرار
کردونگا تو بات خلاف دعوی ہو جاویگی تو تقریر اعتراض مین بجائے تارک کے منکر بنایا اور پھر نفس انکار مستحب کو بھی باعث لوم بنانا تو یہہ عذرات
اور بیہودہ کئے بیٹھے پورے ہوئے آخر دروغگورا حافظہ نباشد اس قول مین اپنی اصل پر آگیا کہاں یہہ معلوم ہو جاوے کہ ہمارے عقیدہ کے
موافق ہے اور پھر ترک قیام کرے تو توبیخ تو نہین کرتے مگر موافقت کی فہمایش اور تعلیم ادب کرتے ہین پھر جب اس بیان مین بھی خدشہ نظر آیا تو آیت
سے استدلال پیدا کیا کہ جس سے بادی الرای مین تاکید بلکہ وجوب مفہوم ہو پس یہہ تقریر مسلسل قابل تحسین مولف کے اوروبے ہوئے اوکی
بناوٹ کذب کی تلمیع تو ظاہر ہو چکی کہ کوئی رفض وخروج مثل انکار قیام مولود کے نہین سب کے دوستی ومداہنت کے ساتھ معاملہ ہے مگر تارک
قیام کے ساتھ زجر وتوبیخ سے پیش آتے ہین دیکھو سنو کہ مسجد مین لوگ نوافل پڑھین اور ایک آدمی نہ پڑھے تو اوس کو موافقت اور مستحب
پر ادب نہین سکھلاتی تراویح کی ادا مین سب قائم ہو دین ایک شخص قاعد اُپڑھے محض کاہلی سے اوسکو استحباب کا حکم نہین ہوتا علی ہذا
سینکڑا امور مین علمایہ مکروہات کے ارتکاب پر بھی حکم موافقت کا تبرک مکروہات نہین ہوتا مگر یہان یہہ حکم کرتا موافقت کا بادی مستحب اور ترک
کرنا مخالفت کا تبرک مستحب ایسی ضروری ہے کہ ضرور اوس پر ادب کی تلقین ہوتی ہے یہہ ہی نفس کی چوری ہے کہ سب مستحبات مین سے
اسپر زیادہ اصرار اور دور پردہ وجوب کا معاملہ ہوتا ہے مگر مولف داشتہ داشتہ کہتا ہے تا کوئی مستنبہ اصل مدعا پر نہو جاوے اور امام محمد
غزالی کا قول باب سماع کا حجت مل گیا دیوانہ را ہوئے بس است حالانکہ وہ ایک امر مباح مین موافقت طلب کرتے ہین اور مولف امر مکروہ
مین موافقت چاہتا ہے اور فتاوی مین قیام تعظیم کو جائز لکھا ہے معترض بھی انکار نہین کرتا مگر یہہ اوس وقت جائز ہے کہ کوئی محظور شرعی
نہو ورنہ ناجائز ہے مگر بہر حال اس ادب مستحب ہونے قیام سے مولف کو خدشہ ہوا کہ اب عوام بے پروائی کر کے چھوڑ دیوین گے تو انتظام
بگڑا اور خواہش نفسانی کے خلاف ہوا تو کہتا ہے **قولہ** اور غور سے دیکھیے تو الخ **اقول** جب غور سے دیکھا تو مولف کی چالاکی معلوم
ہوئی کہ صیغہ فانشزوا امر کا صیغہ ہے اور موجب اوس کا وجوب ہوتا ہے تو اس آیت سے ایجاب قیام ثابت کرنا منظور ہے اور یہ خوب
محقق ہو گیا کہ مولف کو ہرگز فہم نہین اس آیت مین یہہ حکم ہے کہ جب تمکو حکم ہو کہ کھڑے ہو جاؤ توسعت مکان کے واسطے یا خدمت فخر عالم
سے چلے جاؤ یا جہاد وصلوۃ کی طرف چلو یا کسی امر مامور کیطرف تو اجابت کیا کرو تو اس مین امر مشترک یہہ ہے کہ مامور کی طرف اوٹھا کرو اور

ہوتیو انہون نے اوس آدمی کو اشارہ کیا کہ اوٹھ کھڑا ہو اور اوس نے نہ یہہ کیا کہ کھڑا ہو جاتا نہ یہہ کیا کہ اوٹھ کے باہر نکل جاتا تو دیکھیے وہ اوس وقت
مین مخالف امر خداوندی کا ہو گیا کیونکہ نزول اس آیت کا منشا یہہ ہوا تھا کہ لوگون کو وہ بات تعلیم کیجیے کہ آپس مین محبت پیدا ہو بغض و عناد و وحشت
ہو چنانچہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر مین اسی آیت مذکورۃ الصدر کی شروع مین لکھا ہے اعلم انہ تعالی لما نہی عبادہ المومنین عما
یکون سببا للتباغض والتنافر امرہم الآن بما یصیر سببا لزیادۃ المحبۃ والمودۃ اب اسباب ارباب الفہم خیال فرماوین کہ اگر دو شخص کھڑا
ہو جاتا تو اتحاد و مواسات باہمی کا سبب ہو جاتا اور کھڑا ہونا تباغض یا افتراق کا سبب ہو گیا تو یہہ عمل اوسکا کس قدر منشاء حکم خداوندی
سے بعید جا پڑا فاعتبروا یا اولی الابصار **اعتراض** قیام کرنے والو کو اگر اسبات کی تعظیم منظور ہوتی کہ حضرت کے قدوم کی تعظیم کیجاوے
تو فقط وقت ولادت سے کیا خصوصیت تھی چاہیے تھا کہ جب ذکر سنتے کہ فلان وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین یا مجلس مین تشریف
لائے یا حج یا جہاد کو گئے یہہ سنتے ہر قدوم کا ذکر سنکے کھڑے ہو جایا کرتے جواب ان قدومات مین اور قدوم دنیوی یعنی ولادت شریفہ مین بڑا
فرق ہے یہہ سب قدوم جزئی ہین مثلاً گھر سے جب مسجد یا مجلس مین تشریف لائے تو وہ دولت مخصوص کسی جماعت کیواسطے ہوئی دوسرے
مخصوصا تھا سو ایسا ہی اوس کے واسطے قیام و نشوز فرض کا فرض مندوب کا مندوب پس اگر یہہ قیام مولف کا مندوب ہی ہوتا اور حکم
شرع سے مکروہ نہوتا تب بھی وہی استحباب نکلتا اور مولف کی مراد حاصل ہوتی یہہ جائیکہ شرع سے اس قیام مخصوص کا
وجہ مخصوص بدعت ہونا اور کراہت ثابت ہو گیا پھر کس طرح یہہ قیام اس آیت مین داخل رہ سکتا ہے اول اوسکو مندوب ثابت کرنا
تھا بعد اوس کے یہہ آیت پڑھنی تھی مگر مولف کا فہم معلوم لیکن ہان یہہ معنی ہین کہ جسوقت یہہ امر بدعت کیا جاوے تو تم وہان سے اوٹھکر چلے جاو
کیونکہ معصیت کے مجمع سے اوٹھکر چلا جانا بھی مامور اس آیت سے ہے اب تفسیر کبیر کی عبارت جو مولف لکھا ہے اوسکی حقیقت سننے کے قابل ہے
یہہ عبارت اعلم انہ تعالی لما نہی الخ جو مولف نقل کرتا ہے کبیر نے پہلے اس آیت سے ربط کیواسطے لکھی ہے کیونکہ پہلے آیت مناجات
و سرگوشی کی احکام مین تھی یہان سے اوپر حکم شروع ہوا یا ایہا الذین آمنوا اذا قیل لکم تفسحوا فی المجالس فافسحوا الآیہ تو لکھتا ہے کہ سرگوشی کرنا
جو پہلے مذکور ہوا موجب تھا تباغض کا اوسکی نہی فرما کر وہ امر ارشاد کیا کہ جس سے اتحاد ہو وہ یہہ ہے کہ ہر ایک دوسرے کیواسطے فسحت کرے اور شریک
خیر و راحت کا ہووے کہ موجب زیادۃ حب کا ہے اور نشوز جو بیان ہے ایک معنی پر توسعہ مجلس کے واسطے بھی مراد لیا گیا ہے تو وہ موجب حب کا ہے
تو اسکو اس قیام پر حمل کرنا سوء فہم ہے کیونکہ اگر یہ امر مندوب ہوتا حسب زعم مولف کے تو اس مین کسی کی اعانت یا راحت متصور نہین ہر شخص
اپنے محل مین مشتغل ہے تو اس آیۃ سے اسکو کیا علاقہ ہے کوئی مجلس وعظ و درس مین مربع بیٹھے اور سب دو زانو بیٹھین تو یہہ ترک ادب موجب
کسیکے ملال کا نہین اور نہ باعث تکلیف کا پس یہ تفسیر محض خیال مولف کا ہے کیونکہ اوس کے خیال مین وجوب قیام ہی ہے اور البتہ ترک واجب
مین مخالفت ہوتی ہے پس دیکھو کہ مولف نے کیسا ناکام کام کیا کہ نہ تفسیر کبیر کی مراد سمجھا اور نہ قرآن کو مفسرین کے موافق تفسیر کیا اپنی رائے
سے تفسیر کی اور پھر بھی مدعا حاصل نہوا فاعتبروا یا اولی الابصار **قولہ** اعتراض قیام کرنیوالون کو الخ **اقول** خلاصہ جواب مولف کا یہہ ہے
کہ قدوم ولادۃ کا تمام عالم کے واسطے ہے اور دیگر قدومات خاص صحابہ کے واسطے تھے لہذا اس قدوم ولادت کو دیگر قدومات پر زیادہ
شرف ہے اسی واسطے ولادۃ پر رواج قیام کا ہوا مگر یہہ جواب نہایت بے معنی ہے اول تو معترض کی غرض یہہ ہے کہ آپ کے سب قدوم لائق

لوگون کا اوس مین کیا حصہ ہے برخلاف قدوم وجودی کے کہ وہ قدوم کُلّی ہے یعنی آپ کا عالم وجود مین آنا رحمت ہے تمام عالم پر جو کوئی اوسوقت
دُنیا مین موجود ہے یا نہین اور جو کوئی قیامت تک پیدا ہوتا چلا جائیگا اور جو چیز ثریٰ سے عرش تک ہے کل کے لئے آپکا پیدا ہونا رحمت ہے
وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین لپس اس قدوم اور قدومات مذکورہ مین بڑا فرق ہے اسلئے قیام زنا اس اعلیٰ درجہ کے قدوم مین کہ حضرت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم مین رائج ہوا اور اللہ تعالیٰ نے بھی اسی قدوم کا احسان اہل اسلام پر ظاہر فرمایا ہے لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیہم رسول اللہ علیہ

تعظیم کے بین شریفہ و اشرف کا فرق نہین دیکھو کہ حضرت فاطمہؓ اور بعض صحابہ نے ان ہی قدومات پر قیام کیا تہا اور قدوم ولادۃ مین مرقوع قیام
بظاہر ہوا ہی نہین پس اگرچہ ولادۃ اعلیٰ ہے جو نا ہم دیگر قدومات لائق تعظیم کے ہین اور نص سے قابل تعظیم ہونا اون کا معلوم ہوا ہے پس
جیسے قدوم ولادت کی تعظیم مین قیام ہے قدومات دیگر مین بھی چاہئے تو اوس کا جواب مولف دیتا ہے کہ ولادۃ اعلیٰ ہے لپس یہ کسقدر بیہودہ
جواب ہے کہ سوال کچھ جواب کچھ معترض کہتا ہے سب قدوم اعلیٰ اور اولے لائق تعظیم ہین مولف جواب دیتا ہے کہ ولادت قدوم اعلیٰ ہے اب
بتلاؤ یہ مولف کا جواب ہے یا کچھ اور ہے ہان اگر یہ ثابت کرتا کہ سواے ولادت کے دیگر قدوم لائق تعظیم قیام کے نہین تو البتہ جواب تہا
تو غلط ہے مگر جواب تہا دوسرے یہ کہ آپکے ان قدومات کی مخصوص صحابہ ہونیسے کیا مراد ہے اگر یہ ہے کہ نفع زیارت و صحبت کا اون جماعت
کو تہا تو ولادت کے قدوم کا بھی یہ دولت بایں وجہ صحابہ کو ہی تھی سو ولادت کی تعمیم کچھ نہ ہی اور اگر نفع بعثت کا کہ علم اور دین کی اصلاح ہے
مراد ہے تو وہ آج تک چلا جاتا ہے کہ صحابہ نے اپنے حاصل کر کے ہم تک پہونچایا ورنہ کیونکر آتا لیس نہ معلوم کہ مولف نے بیان اور کہا ہے کیونکر زیارت
و صحبت تو ولادت و وجود سے باعث صحابہ کو ہی تھی مثل دیگر قدومات کے اور نفع متعلق دارین کا سواے صحبت کے قیامت تک سب کو ہے
سب قدومات کا مثل وجود کے سو ایسی بیمعنی توجیہ سے کیا نفع مولف کو ہے سواے مضحکہ ہونے کے تیسرے یہ کہ مولف ان قدومات پر
قیام تعظیم کو آپ ہی جزء سے شدومد سے ثابت کر کے اوسکو مقیس علیہ قیام ذکر ولادت کا بنا چکا ہے اب اسکو ادنیٰ غیر قابل تعظیم ہو لکہتا ہے لگا
تو گویا فعل صحابہ سے جو قیام تعظیم ثابت ہوا وہ چند ان معتبر نہ تھا اور جس کا ذکر بھی قابل تعظیم قیام کے نہین ولادت کا ذکر جو مقیس ہے وہ
زیادہ قوی اور قابل تعظیم قیام کے ہے اور قدوم شریف میت قیام لائق نہین قدوم اشرف بین لائق واحق ہے سو یہ بات راے ناقص مولف
کی خلاف نص کے ہے اسکو نص سے ثابت کرنا واجب ہے ورنہ ہرگز قابل التفات نہین چوتھے یہ کہ کلی جزئی جو مولف لکھتا ہے اگر باعتبار نفع
عام و خاص کے ہے تو دونون کا نفع عام معلوم ہوچکا اور جو باعتبار مقصود کے ہے تو اصل مقصود رسالۃ کا یہی ہے قدومات ہین جن مین
تلقین تعلیم دین کی فرماتے تھے اور وجود شرط موقوف علیہ رسالت کا ہے اور شرط موقوف علیہ اصل مقصود نہین ہوتا مقصود ہی اعلیٰ ہوتا ہے
شرط سے پانچوین مولف بدلیل شرافت ولادت بین جو آیۃ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ذکر کرتا ہے اور آیۃ لقد من اللہ علی المومنین
ان دونون آیات مین مبعوث کرنے اور رسول بنانیکا احسان اور فضیلت ہے یہ دونون امر سنت کے بعد ولادت کے چالیس سال بعد
ہوئے فضل ولادۃ بین آیات سے حجت لانا نہایت جہل بعث اور مراد حق تعالیٰ سے ہے اور مقصود رسالت و بعثت سے وہ ہے
ثمرات و نتائج قدومات جزئیہ کے ہین اور وجود کی شرافت پر اسکی دلیل بواسطہ ہے پس یہ استدلال اور یہ جواب محض باطل ہے اور
جو موقوف بعثت کا ہونیکی وجہ سے فضیلت ہے تو جو موقوف علیہ اقرب الی المقصود ہوتا ہے وہ اعلیٰ ہوتا ہے تو شق صدر مثلاً اعلیٰ ولادت سے

تشریف لانیکی بابت نہین فرمایا من اللہ علی المومنین اذ اخرج رسولا من بیتہ الی المسجد یہ اسلئے کہ وہ تشریف آوری دولتخانہ سے مسجد تک
مخصوص چند صاحبون کے حق مین تھی جو قبیلہ احاطہ مسجد مین تھی لیس منت اوسکی اللہ تعالی کل آدمیون پر بتصریح ظاہر فرماتا بخلاف
پیدایش حضور کے کہ وہ کل کیلئے ہے اسلئے اوسکی منت کل پر ظاہر فرمائی اسلئے کل کا دستور ٹھہر گیا کہ سب ایسے وقت وہ کلی کا ذکر کرتا ہے
اوسیوقت قیام کرتے ہین بخلاف ورود قدومات کے کہ وہ جزئیہ ہین **اعتراض** قیام وقت ذکر ولادت نہایت الامر یہ ہے کہ اگر کوئی
عرق ریزی کرے تو اوسکا جواز واباحت تک نوبت اویگی مگر مباح کو سنت یا واجب جاننے سے بدعت و منکر ہو جاویگا۔ **جواب** جو شخص کہ
اندوستہ دلیل اسکی اباحت ثابت کریگا یہ کس طرح عقل مین آوسکے وہ خود مباح کو واجب جاننے لگے یہ تو کوئی ذی شعور مسلم نہ کہیگا باقی رہی یہ

ہونا چاہیے اور یہ نکتہ فہمی مولف کی کہ حق تعالی نے آیت مین خروج عن البیت کو نہین فرمایا سبحان اللہ کیا علم ہے یہ نہ سمجھا کہ حق تعالی
نے لقد من اللہ علی المومنین الخ مین بھی تو نہین فرمایا جس سے ولادت کا فضل نکلا بعثت تو نبوت کے معنی مین ہے ولادت کے ایسی
ان جزئیات کو اسواسطے نہین فرمایا کہ یہ سب اجزاء رسالت و بعثت کے ہین اور آپ کا ہر خروج و دخول حرکت و انقلاب سب اشاعت
شریعت و احکام دین کرتا تھا لہذا امام جامع کلمہ فرمایا سبحان اللہ مولف دعوی قرآن فہمی کا بھی رکھتا ہے باین علم و فہم احاصل سب
ذکر فخر عالم مین قیام ہندوستان اگر مولف نے ذکر قدوم مین بوجہ مناسبت جمع کیا تھا ابھا ولادت مین خاص کردیا اور سب پہلی تقریرات کھولے
لب اور اپنے گھر جلنے کو ہمہ سرکردیا اور یہ سمجھ کیستی اوسکا کہ آپکے گھر سے تشریف لانے اور غزوات سے عالم قدوم مبارک سے مین اور آپکی
تبلیغ وغیرہ مین واسطے صحابہ کے کسی کو کیا نفع ہوا ہے جو اوسکے فحوای کلام سے نکلا صریح بے ادبی ظاہر اور مخالفت نص قرآن شریف کی ہے
حق تعالی تو اس کلمہ مطلقہ عامہ مین اذ بعث فیہم رسولا و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین مین تمام ذرہ ذرہ آپکے احوال، اقوال کو نعمت بتلا
ہے نعمت عامۃ الی یوم القیمۃ اور مولف سوا ہے صحابہ کے سبکو محروم ٹھہراتا ہے سوائے نفع ولادت کے سب منافع رسالت کی عموم اور
بہتری سے انکار کرتا ہے گویا نہین سمجھتا اور لائق احسان کے نہین جانتا معاذ اللہ ناظرین اس شوخی کلامی اور کوتہ فہمی اور ناعاقبت اندیشی
کو غور فرماوین کہ اپنی بدعت تخصیص قیام کے جواز مین کیا کیا تکلف دور از دین و دانش اختیار کرکے دین کو برباد کرتا ہے بس زیادہ
کیا کہون **قولہ** اعتراض اگر نہایت عرق ریزی کوئی کرے الخ **اقول** مراد معترض کی یہ ہے کہ قیام مطلقا ذکر فخر عالم پر مندوب ہے
ور تخصیص ذکر ولادت کی بدعت ہے اور اگر کوئی محنت کرکے بالفرض اباحت تخصیص اس قیام کی ثابت کردیوے تو پھر بھی جب عوام
اوسکو واجب جاننے لگے تو اون کے حق مین بدعت ہوا اور خواص کو اسکا کرنا مکروہ ہوا کہ موجب افساد عقیدہ عوام کا ہے تو مولف
کیا خوب سمجھا جواب دیتا ہے کہ اگر کوئی اباحت ثابت کریگا وہ واجب کسطرح جانیگا سبحان اللہ معترض کب کہتا ہے کہ تم دستدلال
واجب جانیگا معترض یہ کہتا ہے کہ ہرچند کوئی اسکی اباحت ثابت کرے مگر تاہم جو عوام اوسکو اصرار دوام کے سبب واجب جان رہے
ہین اونکے حق مین بدعت ہی ہو دیگا اور مفید جواز کو ہوگا مگر لطف عالی فہم مطلب کا اور کو ہی اوڑتے ہین لیس مولف کا یہ قول بعض حنفی
ہے پس سنو کہ مستحب کو واجب جاننا بدعت ہے اور جس دوام فعل خواص سے عوام کو یہ امر پیدا ہو وہ امر خواص کو اعلان و دوام سے کرنا مکروہ
ہوتا ہے کیونکہ سبب مذموم کا مذموم ہے قال الحلبی فی وجوہ کراہیۃ صلوۃ الرغائب و منہا ان العامۃ یعتقدونہا سنۃ فیکون فعلہا سببا لکذبہم علیہ

بات کہ سیادا اور ادمیون کو واجب ہونیکا دھوکا لگے سو صورت اسکی یہہ ہے کہ یہہ معنی تو بدعت کے نہین کہ کوئی شخص فعل مباح یا مستحب کرتا جاوے
دوسرا آدمی اوسکو اپنے خیال مین واجب سمجھہ جاوے تو اصل فاعل کے حق مین وہ امر بدعت ہو جاوے ہان بعض فقہاء کے کلام سے
یہہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بعض مسائل مین ڈرا کرتے تھے کہ ہم کس کسکو کہتے پھرینگے سیادا عوام لوگ اسکو فرض خیال کرین واس مسئلہ
خاص مین یہہ علت مفقود ہے کیونکہ علماء عرب کے فتوی چھپ چکے تفسیر روح البیان اور سیرت حلبی چھپ چکی اور علماء فرنگی محل و علماء کلکتہ و
الہ آباد و بمبئی وغیرہ بلاد مقلسیہ عرب و عجم کے رسالے اور فتاوی چھپ چکے کتنی صدیان گذر گئین یہہ اعلان کرتے ہوئے کہ یہہ مجلس پاک اور قیام
مستحسن ہے پہر اسقدر اعلان و استشہار کرنیکے بعد وہ علت باقی رہی اور اشتباہ کا محل نہ رہا تو اس قیام کی التزام و دوامی مین جو صورت کراہت
عند بعض الفقہاء متصور تھی وہ بھی نہ رہی اور بدعت ضلالت ہونا تو کسی طرح ثبوت ہی نہین رکھتا اور اعتراض آیندہ مین بھی اسکا ذکر آئیگا
اعتراض یہہ لوگ اگر قیام کو مباح یا مستحسن جانتے دین تو واجب کی طرح دائمی بالالتزام کیون کرتے ہین حالانکہ امر مستحب بھی اصرار کرنیسے

صلی اللہ علیہ وسلم — ظاہر ہو گیا کہ فعل خواص کا جو عوام کی خرابی کا باعث ہو وہ مکروہ ہوتا ہے مولف اس امر کو بعض علماء کی طرف
نسبت کرتا ہے حالانکہ جملہ امت کا اتفاق اسپر ہے مگر مولف و یاد یا کہتا ہے نہ اصل مراد معترض سے خبردار اور نہ قواعد دین سے واقف
نہ فہم سے علاقہ ہو جا ہا سمجھہ نکالدیا اور یہہ قول مولف کا کہ عام علماء نے استحباب کو طبع کرا دیا ہے اسوجہ سے علت کراہت مرتفع ہو گئی یہہ
قول کسقدر دور از فہم ہے کیونکہ صلوۃ رغائب کی کراہت اور بدعت ہونا علمائے تحریر و تقریر سے تمام عالم مین اشتہار کیا مگر تسپر بھی عوام جہلا نے
نہ چھوڑا اور کسی عالم نے نہ کہا کہ اب اشتہار عدم سنیت اسکا ہو چکا اب خواص کو مکروہ نہین دوسرے یہہ کہ جب خواص زبان سے کہین
کہ مو کد نہین مگر عملدرآمد اس التزام سے کرین کہ ترک اوس کا مثل سنت مو کدہ کے نہ ہون جانین تو عوام کو زبانی کہنا کیا نافع ہو گا اور تحریر رسالہ
اور طبع اوس کا عوام کو کیا مفید ہے کہ نہ پڑھ سکین اور نہ سمجھین اور نہ اونکو ان امور کا خیال اور نہ تحقیق کا فکر کہ رسائل خرید کر پڑھین سو کیفیت اشتہار
طبع کسقدر عذر غیر معقول المعنی ہے تعیین سورۃ کا مسئلہ ہی دیکھو کہ باوصف شہرت کے اور تحریر کتب کے اب بھی علماء اوسکو مکروہ ہی کہہ رہے ہین چنانچہ پہلے
اوسکی تحقیق ہو چکی اور سوائے دیگر مسائل بہی ایسے ہین پوچ عذرات سے مولف کو شرم نہین آتی افسوس کہ خلاف کتب دین کے کسطرح اوسکا قلم ایسے کلام
لا یعنی پر چلتا ہے الحاصل ہر روز فقہاء ایسی حالت مین تحریر اور اشتہار پر قناعت نہین کرتے بلکہ دوام کو مکروہ ہی کہتے رہے ہین بلکہ چاہیے کہ
گاہ گاہ ترک بھی کر دیا کرے تاکہ عوام کو یہہ خدشہ نہو مگر مولف ہر روز جدید بد قاعدہ خلاف امت کے شرع مین نکالتا ہے کیونکہ شرع نے تو اس صورت
کو مکروہ ٹھہرایا تہا اسواسطے کہ فعل علماء خواص کو ہر عام دیکھتا ہے پس اوسکے دوام سے خود عوام واجب جان لیوینگے اور تحریر کا یہہ حال ہے
کہ لاکھون مین ہزارون پڑھے ہوئے ہوتے ہین اور ہزارون مین صدہا غافل بے پرواہ اور صدہا مین عدید آدمی فہمیدہ ہوتے ہین پس تحریر
سے نفع نہین ہوتا مگر مولف اوسکو اپنی رائے سے نافع کہہ رہا ہے اور نفع قواعد فقہاء کا وہ سمجھو کہ فہم من اللہ تعالے اوسکو عطا ہو ہر عامی کا کام
نہین کہ اپنی رائے سے قواعد فقہاء کو رد اور اپنی رائے ناقص سے ایجاد کیا کرے پس یہہ قول مولف کا بالکل غلط خلاف عقل اور نقل کے ہے
کہ اس طبع اور اشتہار سے علت کراہت مرتفع ہو گئی **قولہ** اعتراض کرتے ہین کہ یہہ لوگ قیام کو مباح الخ **اقول** اول اس امر کو محفوظ رکھنا
ضرور ہے کہ مولف کو ہنوز دوام اور اصرار مین بھی تمیز نہین ہوئی سنو کہ دوام مستحب کا شرع مین محمود ہے بشرطیکہ اوسکے دوام سے کوئی محظور شرعی لازم

مکروہ ہو جانا ہے **جواب** التزام امور مستحبہ کا مکروہ نہین ہے علی العموم بلکہ بعض صور خاصہ مین بعض فقہا تحریر فرماتے ہین وہ ہمارے فحوائے کلام
سے بخوبی تحقیق اس مسئلہ قیام کی یہ ہے کہ ہم اسکو مستحسن سمجھتے ہین مذہب جمہور یہی ہے اور اسی پر عمل ہے تمام بلاد اسلامیہ اور
منکرین مین ایک فرقہ ایسا ہے کہ اس قیام کو حرام کہتے ہین اور بعضے ان مین کے بدعت مطلقہ اور بعض ان مین کے بدعت ضلالۃ اور بعضے
انمین کے شرک قرار دیتے ہین پس اس صورت مین مجوزین قیام بھی اگر ترک کر دیلگین تو سب کے دلون مین سما جاوے یہ بات کہ قیام بلا شک
ممنوع ہے کہ انھون نے بھی ترک کر دیا تو اس صورت مین بدلجاویگا حکم شرعی اور ثابت کر چکے ہم دلائل شرعیہ سے اسکی کتب مین اباحت و استحسان

نہ اتحاد سے اور دوام عبارت ہے ہمیشہ کرنے سے اور اصرار کہتے ہین کسی امر پر بند ہو جانا اور اصرار کرنا ایسا کہ ترک اسکا شوار ہو مثل ترک حرام یات
سکے پس اصرار مندوب کا شرع مین مذموم ہے بقولہ علیہ السلام ان اللہ یحب ان یؤتی رخصہ کما یحب ان یؤتی عزائمہ اور مصر علی المندوب گویا
محروم رخصت کا ہوتا ہے اور اسکا ہی نام تعدی حدود اللہ تعالی ہے اور مداوم چونکہ مصر نہین ترک بھی کر سکتا ہے نہذا وہ محروم جانب مقابل
کا نہین پس اصرار مستحب کا مکروہ ہوا کہ تعدی حدود اللہ کی ہے اور ادامتہ مکروہ نہو لی بشرطیکہ عوام کو ضرر نہواب سنو کہ معترض اصرار قیام کہتا ہے
یعنی کہ مطلق قیام جو مستحب تھا اوسپر ایک فرد مین ایسا التزام واصرار کہ ترک اوسکا مثل واجب ناگوار جانتے ہین اور یہ تعدی حد اللہ تعالی
سے مکروہ ہو جاتے پس پہلے اعتراض مین تو بوجہ خرابی عقیدہ عوام کے اعتراض تھا اور اس مین خود متکلم کے اصرار کی وجہ سے اعتراض ہے
اور دونون مین فرق واضح ہے اسکا خیال رہے **قولہ** جواب التزام امور مستحسنہ کا مکروہ نہین الخ **اقول** جس امر مستحب مین التزام اصرار
پیدا ہو جاویگا وہ مکروہ ہو جاویگا البتہ دوام محض مکروہ نہین بشرط عدم مانع مگر چونکہ مولف کو دوام و اصرار مین تمیز نہین تو کم فہمی سے خیر العمل
ادومہ علیہ کو پیش نظر کرکے یہ لکھ رہا ہے حالانکہ اسکو اور اوسکو بہت فرق ہے جیسا واضح ہوا پس قول اوسکا کہ التزام علی العموم مکروہ نہین محض
غلط ہے جو کم فہمی سے سرزد ہوا ہے حالانکہ روایت مجمع واستنبط منہ ان المندوب ینقلب مکروہا اذا خیف ان یرفع عن رتبتہ اور عبارت طیبی کی
قیل من اصر علی امر مندوب وجعلہ عزما ولم یعمل بالرخصۃ فقد اصاب منہ الشیطان من الاضلال ہر دو نون عام ہین کیونکہ ان مین اصرار ہے
اور حدیث مین دوام پس تعارض نہ مخالفت پس اب قول مولف کا کہ اصرار علی العموم مکروہ نہین غلط ہے اصرار مندوب کا علی العموم مکروہ ہے
جیسا کہ مجمع اور طیبی سے ثابت ہو گیا اور دوام محمود ہے جبتک کہ دوام سے عوام کو مضرت نہو اور قیام مین مولویون کو اصرار ہے جیسا کہ تحریر
مولف سے خود معلوم ہوتا ہے **قولہ** ہم اوسکو مستحبات مین الخ **اقول** مطلق ذکر اللہ و ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین نفس قیام
جائز ہے کوئی اس کا منکر نہین مگر ہان جب تخصیص مطلق یا التشبیہ یا اصرار عارض ہو جاوے یا عقیدہ حضور روح فخر عالم کا بعلم استقلالا
ہو تو اوس وقت اوسکو مکروہ و بدعت و شرک کہتے ہین ورنہ نفس قیام مین خلاف نہین مولف کو تہ فہمی سے جو چاہے بکہہ لیوے **قولہ**
پس اس صورت مین الخ **اقول** اس کلام سے واضح ہوا کہ مولف مصر علی القیام ہے کیونکہ ترک قیام مین جب وہ تعدی حد اللہ کا
قائل ہے تو ترک قیام حرام ہوا اور قیام واجب ٹھہرا تاکہ تعدی نہ ہو پس اصرار علی القیام لاریب ثابت ہوا اور مستحب کا واجب ہونا
متحقق ہو گیا پس اصرار علی المستحب یہ ہوا کیونکہ قیام درجہ استحباب سے تو نکلا ہی نہین اور مستحب کو واجب کرنا بھی پایا گیا فقد ثبت فیہ الفرعۃ پس مولف
نے یہ اقرار حق اپنے اور سب مولویون کے اوپر کر لیا اور قول طیبی کا فقد اصاب منہ الشیطان اور قولہ تعالی ومن یتعد حدود اللہ فاولئک

قیام ایسی جبکہ امر مباح و مستحسن کو لوگ شرک اور کفر یا حرام سمجھنے لگیں تو اس سے زیادہ تعدی حدود اللہ مین کیا ہوگی جسطرح مندوب کو واجب سمجھنے مین تغییر
شرع ہے اسیطرح مباح کو حرام اور شرک قرار دینے مین تبدیل احکام اعتقاد و تغییر دین ہے بنا علیہ مناسب سمجھا گیا کہ نہ ترک کیا کرین اوس قیام
کو واسطے اون مصلحتون کے جو ہمنے بیان کین ہین اگر یہہ قیام ایسا ہوتا کہ اسکے استحباب مین کلام ہوتا تو اس صورت مین التزام و اہتمام اوس کا مثل اون بعض فقہا کے
کیا جاتا کیونکہ ایسا امر جو سب کے نزدیک محمود بالاتفاق ہو اور کوئی اوس مین انکار نکرتا ہو علما سب اسکو کمال اہتمام سے بجا لاتے ہین تو اوسکی مداومت

ہم التزام کرین الآیۃ یا قرار مداومت اوسپر صادق آگیا سبحان اللہ مولف کے فہم پر ہزار آفرین اب اس کج فہمی کی کیفیت سنو کہ معترض نے اعتراض کیا تہا وجہہ
اصرار علی المستحب کے لیا تہا اوسکا جواب مولف اپنی کج فہمی سے عوام کے تبدیل عقاید کا دینے لگا غور نہین کیا کہ اصل منشا اعتراض کا کیا ہے یہہ
ہوا کہ مجوزین نے ترک مین عوام کا عقیدہ فاسد ہوتا ہے کہ وہ اس مستحب کو مکروہ و ممنوع کہنے لگے ہین گے تو جو اصرار مستحب پر تہا اعتراض تہا اوس کا
کچہہ جواب اونکا نہین دوسری بات فساد عقیدہ عوام کا اثبات ہونے لگا اور اپنے اوپر اصرار کو اس نے درست ....قبول کر لیا اور عوام کی حفاظت
کیواسطے آپ عاصی بنگیا دوسری خرابی یہہ کہ اس سے پہلے اعتراض کے جواب مین مولف نے کہا ہے کہ فتاوی علما ہر جگہ مکابرت شایع
ہوگئے ہین کہ سکو تحقیق ہوتا اس قیام کا روشن ہوگیا ہے تو اب التزام قیام مین خدشہ فساد عقیدہ عوام کا نہین کہ علت کراہت کی رفع
ہوگئی ہو اور اس جواب مین کہتا ہے کہ اون فتاوی کا اثر بالکل ہی دنیا مین نہین ہوا وہ بالکل لغو ہوگئے ناچار التزام سے استحباب ثابت کرنا پڑا ورنہ کراہت
ہوجاتی کیونکہ اگر فتاوی کثیرہ بزعم مولف عوام کو استحباب کا اثبات کر دیتے جیسا پہلے کہتا تہا تو اب کیسے عوام بدعت کہنے لگے کیون عوام ہکتے ہیں
کیا اندیشہ عوام ہوتا دوسرے التزام مجوزین سے خراب ہوتے نہ فتوی تحریم بالتعیین بگڑتے پس التزام کا وبال کیون مولف کسے سر پڑتا کہ اصرار
مستحب اور تعدی حد اللہ اپنے سر پر رکہی گئی بزعم مولف بہرحال یہہ تہافت اقوال غور طلب ہے کہ وہان تو فتاوی سے منع تحقیق بزعم مولف کہ دوام فعل
سے عوام کو کچہہ جرح نہین تہا اور یہان غیر کافی ہوگئی شاید ایک ساعت مین پرانی ہوکر قوت زائل ہوگئی یا مروان باوجود فتاوی کے التزام مشروع
مصرح تہا اور یہان بدون التزام کے صورت نجات کی ہی نہین ہے فتاوی مین اثر ہی نہین رہا جو کچہہ تہا وہ عوام مین ہی ہے مولف کو کچہہ
ہوش نہین کہ کتاب مین کیا کیا قلم صرح کر رہا ہے اپنے جہل مرکب کے نشہ مین سرشار ہے تیسرے یہہ کہ مولف مستحب کو واجب جاننا خود داخل تعدی
حد اللہ کرتا ہے خواہ عوام کو یہہ پیش آوے خواہ خواص کو پس جس تعدی سے عوام کو بچایا ہے وہی تعدی اپنے اوپر لازم کرلیا ہے بنا بخیال اسکے
کلام سے واضح ہو لیا حالانکہ اگر اس قیام کو گاہ گاہ ترک کر دیتا تو عوام کا حرام جاننا بہی رفع ہوجاتا اور خود بہی گناہ تعدی اور اصرار مستحب سے
پاک رہتا کیونکہ اگر فعل مجوزین قیام کا عند العوام معتبر ہے تو گاہ گاہ کرنے سے حلت کا ثبوت ہوجاتا اور جو انکا فعل لغو ہے تو یہہ التزام بہی کچہہ
نافع ہوگا اور بزعم خود تعدی حد اللہ عبث سر پر لی اور عوام کو فائدہ کچہہ نہوا چوتہے یہہ کہ اصرار کو تو تعدی ہر حال لازم ہے اگرچہ مسئلہ مختلف ہوگیا
ہو اس واسطے کہ جو فعل ایسا ہے کہ ایک فریق اوسکو حلال مستحب اور دوسرا حرام کہے مثلاً زعفران سے ریش کا خضاب کرنا ابن عمر مستحب کہتے ہین
و ابو حنیفہ اور ائمہ دیگر حرام تو اب اگر کوئی بتقلید ابن عمر ریش کو خضاب زعفران کا کرے مستحب جانکر اور اصرار کرے تو بالضرور حسب قول ابن عمر کے مصر علی
مستحب اور متعدی ہو اور عوام کے افساد عقیدہ کا سامان کیا کہ اپنے مستحب مزعوم کو عوام پر واجب کرتا ہے پس یہہ قاعدہ مولف کا کسقدر غلط اور
ہے کہ کوئی معنی اسکے نہین کہ مستحب مختلف مین اصرار و تعدی درست ہے یہ کیسا جہل اور مخالفت شرع کی ہے سبحان اللہ طرفہ ہے کہ مولف نے اخیر

اور التزام ہے البتہ عوام کے دلون مین شبہہ وجوب یا فرضیت کا پڑ سکتا ہے وہ خیال کر سکتے ہین کہ اس امر کا کوئی منکر نہین اور سب بالاتفاق
کمال تاکید و اہتمام و التزام سے کر رہے ہین شاید یہہ کام فرض و واجب ہوگا پس صاحب مجمع البحار کا کلام جسکو بعض فضلا سند مین لائے
وہ درحقیقت وہ ایسے ہی مندوب اور مستحب بالاتفاق کے حق مین ہے کہ المندوبۃ تنقلب مکروہۃ اذا خیف ان یرفع عن رتبتہ برخلاف
اس قیام کے کہ اس مین لوگون نے کیا کیا گفتگوئین ہین بھلا جس چیز کے جواز و عدم جواز مین مباحثہ ہو رہا ہو اور مجوزین قیام جا بجا افشا و سے
اقرار و اتفاق ان قیام کے باب مین چھاپ چھاپ کر مشتہر کر چکے ہون کب عقل سلیم باور کریگی اس بات کو کہ اسکی فرضیت یا وجوب شرعی کا شائبہ
کسی دل مین پیدا ہوگا حاشا و کلا **اعتراض** بانیان محفل میلاد نے مطلق کو مقید کر دیا ہے یہ بدعت ہے **جواب** بدعت کی
تعریف اگلے علما فرما چکے مولوی اسحق صاحب مائۃ مسائل مین نقل کر چکے ہم بطور خلاصہ لکھتے ہین جو علما بدعت کی تقسیم مانتے ہین وہ کہتے ہین

محفل مولود اور قیام کو اپنے کلام نا فرجام مین اقل قلیل دو چار آدمی غیر معتبر غیر معتمد القول کالعدم اور مجوزین کو سواد اعظم جم غفیر معتمد القول
لکھا گیا ہے پس انکی منع کا اور تحریم کا کیا اعتبار ہے اور اونکے منع پر کس سبب سے یہان التفات ہونے لگا کہ بدون التزام مذکور کے چارہ
نہ ہوگا اور پھر آخر جواب مین اول کے خلاف وہ ہی لکھ دیا کہ اس اشتہار فتاوی کے بعد فرضیت کا عقیدہ ہو تا کیسے عقل سلیم باور نہین
کرتی پس بد حواسی مولف کی قابل تماشا ہے اور خوبی علم و فہم مولف کی کسقدر روشن ہوئی کہ یا بد و شاید اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ جس مستحب مین
اصرار ہو وہ مولف کے نزدیک تعدی حد اللہ اور حرام ہے اور جس فعل مستحب میں التزام سے عوام کو مضرت ہو کہ مستحب کو واجب یا حرام جانین
وہ بھی تعدی ہے اور حرام ہے اور پہلے جواب مین اس کراہت کا بعض علما کے نزدیک مولف مقر تھا اب حرمت کا خود اقرار کر لیا اور اول جواب
مین بعض مستحب کے اصرار کو جائز کہتا تھا اور اب اس قاعدہ مین عموما اصرار مستحب پر حرام ہونے کا حکم لگا دیا کیونکہ تعدی حد اللہ سب مین لازم
ہے پس یہہ مبلغ علم مولف کا ہے اور اسپر دعوی فہامۃ العصر ہونیکا ہے سبحان اللہ پھر خدا تعالی ناظرین اس لیاقت علمی اور فصاحت
بیانی کو غور کرین لاحول ولا قوۃ الا باللہ **قولہ** برخلاف اس قیام کے الخ **اقول** بعد اس تحقیق حقیق کے مولف نے کیا عجب نتیجہ
نکالا ہے کہ دنیا مین کسی ذی عقل و اولی عقل والے سے بھی یہہ نہین ہوا ہوگا سنو مقدمات تو یہہ تھے کہ قیام مختلف فیہ ہے اگر مجوزین بھی
ترک کرنے لگین اور التزام نکرین تو تعدی حکم اللہ کی عوام کے نزدیک ہو جاویگی لہذا التزام اسکا ضرور ہے اور یہی قاعدہ مقرر کیا کہ ایسے امر مختلف
فیہ مین اصرار مضر نہین بلکہ ضروری اور خلاصہ یہہ نکلا کہ عوام کو بسبب اشتہار فتاوی کے عقیدہ وجوب کا نہین ہو سکتا اب غور کرنا چاہئے کہ اعتراض
تو اصرار کی کراہت کا تھا اور خلاصہ جواب یہہ اور مقدمات وہ تو مولف کے دماغ مین خلل ہے یا نہین اور یہہ جواب خاص عطر فکر صاحب مولف
کا ہے کہ جسپر نہایت ناز و نخرہ ہے **قولہ** اعتراض بانیان محفل میلاد نے مطلق الخ **اقول** بدعت کی تعریف مین سب متفق ہین
تفاوت الفاظ کا ہے پہلے تحقیق ہو چکا اور یہہ بھی محقق ہو لیا کہ یہہ محفل مروج ہر دو تعریف کے موافق بدعت ضلالہ ہے اگرچہ اصل
ذکر فخر عالم کا بلا قیود مندوب ہے چونکہ بہت واضح بیان پہلے ہو چکا ہے لہذا اعادہ نہین کیا جاتا مگر مولف کی سوء فہم کو دیکھنا ہے
کہ مطلق کو مقید کرنا اور عکس اس کا کہتا ہے کہ حد بدعت مین داخل نہین حالانکہ اسکے بدعت ہونے کے برابر سب قائل ہوتے چلے
آئے ہین اور سب کے نزدیک داخل حد بدعت کی ہے کیونکہ جسنے مطلق شرع کو مقید کیا تو یہہ قید خلاف متلقی عن الشارع ہوئی اور احداث

یہ ہے کہ ہرگز اس امر کو جائز نفرماتے بلکہ انکار فرماتے انتہی کلام المجدد اسکے بعد مولوی صاحب موصوف لکھتے ہین ثابت ہوا کہ مجلس ایسی صورت پر بیشک بدعت ہین اب مجکو کچھ شک وشبہ باقی نرہا یہ خلاصہ کلام ہے مولوی محمد ہاشم صاحب کا جواب افسوس کرتا ہون کہ یہ حضرت سیاق وسباق پر نظر فرماتے ہین نہ شان الفاظ مرجع ضمائر مین فکر لگاتے ہین مجدد صاحب اوس مقام پر مکتوب ۲۷۳ جلد اول مین فرزندان خواجہ حضرت خواجہ باقی اللہ کو جو وہ بیٹے خواجہ علیہ الرحمت کا حال بیان فرماتے ہین جسکا دل چاہے مکتوب مذکور نکالکر دیکھے غرضکہ وہ اونکی نسبت لکھتے ہین اگر فرضا حضرت ایشان درین اوان در دنیا زندہ می بودند اب خیال کیجیے کہ کہا ضمیر حضرت ایشان کی راجع مذکورین بالا کی طرف اور کہا مولوی محمد ہاشم صاحب کا یہ سمجھنا فرمانا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا مین زندہ ہوتے بھلا مجدد صاحب حضرت ایشان سے اگر مراد رسول خدا رکھتے تو اونکو بھی رشد وہدایت تھی نعوذ باللہ منہا کہ وہ حضرت کے نام پر صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے حضرت ایشان بلا درود لکھنا بھی صحیح دلیل تو اسقدر رکھتی کہ ان بزرگون کے افادات سے میرا شک رفع ہوگیا اور مولوی احمد علی صاحب کا یہ خلاصہ کلام تو یا کہ اصل ذکر درست اور قیود مکروہ و بدعت تو نفس مولود کی ممانعت نہین کرتے اور یہی حضرت مجدد نے فرمایا بالقولہ در نفس قران خواندن بصوت حسن و قصائد نعت خواندن چہ مضائقہ است پس مجیب کو یہ محقق ہوگیا کہ اصل ذکر محمود ہے مگر ضم قیود سے کراہت وبدعت فقط خطر قیود کے پیدا ہوجاتی ہے اور حضرت مجدد کے نزدیک ایسی صورت مین مذموم ہونا محقق ہے چنانچہ فرماتے ہین اگر اندک تجویز کردند منجر بہ بسیار خواہد شد الخ اس سے معلوم ہوا کہ اسقدر بھی اصل ذکر مولود بے اگر زیادہ ہو تو مکروہ ہوگا علی ہذا قولہ الیقین فقیر آنست کہ ہرگز تجویز این معنی نمی فرمودند اسسے حضرت مجدد کے نزدیک ان امور زوائد کا مکروہ ہونا معلوم ہوتا ہے اور یقین فرماتے ہین کہ حضرت ایشان بھی اسکو ہرگز جائز نفرماتے پس اس مجموعہ سے اصل کا جواز اور قیود کا عدم جواز حضرت مجدد کے نزدیک محقق ہونا معلوم ہوگیا پس مجیب بتقلید حضرت مجدد کے اسکو قبول کرتے ہین کہ اصل درست اور قیود ناجائز چنانچہ مجیب خود کہتا ہے کہ یہ مجلس ایسی صورت پر جو تکلفات کئے جاتے ہین الخ جس سے خوب بدیہی ہے کہ یہ مجلس بدعت لذاتہ کو بدعت کہتے ہین نہ نفس مولود کو مگر مولف خوش فہم کہتا ہے **قولہ** افسوس کرتا ہون الخ **اقول** بیشک سخت افسوس ہے کہ مولف ایسے بدحواس کہ بدیہی امر کو بھی نہ سمجھے اور مطلب اصلی سے اعراض اور زوائد پر بیہودہ شور اور طعن کرنیکو موجود ہوجاوے اچھا صاحب تسلیم کرلیا کہ مجیب نے مرجع آنحضرت بین غلطی کی مگر مطلب مین تو کوئی نظار نہین کی اور مقصود تو صاف ہے لیکن مولف کس منہ سے تخطیہ ناجائز کرتا ہے مولف تو اصل مطلب کو بھی نہین سمجھا نہ حضرت مجدد کا مطلب پوچھا نہ مولوی احمد علی صاحب کا نہ مجیب کا کیونکہ مجیب نے تو یہی کہا ہے کہ مجلس مروجہ حضرت مجدد کے نزدیک ناجائز ہے اور اسقدر یقین عدم جواز کا رکھتے ہین کہ کہتے ہین کہ حضرت ایشان اگر زندہ ہوتے تو حضرت ایشان بھی ناجائز ہی فرماتے تو یہ حضرت مجدد کے کمال وثوق کی وجہ ہے کہ حضرت ایشان پر بھی اس حکم کا یقین رکھتے ہین تو گویا عدم جواز کی ایسی دلیل واضح ہے کہ حضرت ایشان اس امر مین ایسا ہی فرماتے یہ مطلب تو خوب روشن ہے گو کسیکو نظر نہ آوے اب یا یہ کہ حضرت ایشان کس سے مراد ہین فخر عالم علیہ السلام یا خواجہ بہرام یا خواجہ محمد باقی اس سے کوئی غرض و مقصود متعلق نہین اور اسپر ایسے زور وشور سے بحث محض فضول ہے اچھا حضرت احرار ہی سہی مگر حضرت مجدد کا مکروہ جاننا تو اس مجلس کا ثابت ہوگیا اور یہی مجیب کی غرض تھی اور اگر فخر عالم علیہ السلام مراد ہون جب بھی تو یہ قول حضرت مجدد کا ہی ہے اور اونکا ہی یقین ہے حدیث تو نہین ہوجاویگی اور اوسکو کوئی حدیث ہونا نہین مانتا جیسا اب خواجہ

کہ اس سے مراد آپ نہیں ہیں اور پھر یہ کونسی دلیل شرعی قطعی ہوگئی کہ وہ فرماتے ہیں۔ یقین فقیر آن است کہ ہرگز آنرا تجویز نمے فرمودند۔ اسلئے کہ
دوسرا آدمی کہہ سکتا ہے کہ پرائے دل کی کیا خبر ہے کچھ تعجب نہیں کہ وہ جائز فرماتے ہوں ہرگز کوئی دلیل یقینی قابل اسناد نہیں ہے اب یہ عاجز
اصل مطلب حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے اوس مکتوب کا بیان کرتا ہے اول تو یہ ہے کہ اونہوں نے مولد شریف نام کہا ہے اشعار پڑھنے کا خواہ
وہ اشعار کسی طرح کے ہوں چنانچہ عبارت خاص اونکی یہ ہے مولود کہ عبارت از قصائد نعت و اشعار غیر نعت خواندن است دیکھیے اول تو

اشعار اگر مراد ہیں سب بزعم مولف کے تو یہ خواجہ احرار کا قول نہ ہوگیا بلکہ محض قول حضرت مجدد کا اور علم یقینی اون کا ہی ہے پس مطلب میں
کچھ نقصان نہیں البتہ مولف نہیں سمجھتا اور اپنے زعم میں اگر کسی کی ذرا لفظی غلطی پر بھی مطلع ہو جاتا ہے تو کپڑوں میں نہیں سماتا اور گویا
مولف کا علم و فہم الفاظ میں منحصر ہے اول کتاب سے آخر تک دیکھو کہیں بھی کوئی مسئلہ نہیں سمجھا کوئی غلط مضامین ہی وضع کر اس
کتاب کا سلسلہ اور پھر خود کو تنبیہ نہیں اور مواخذات لفظیہ سے ہمکو غرض نہیں ورنہ وہ بھی دکھلایا جاتا مگر چونکہ یہ شیوا اہل علم کا نہیں لہذا
اونسے تغافل ہی بہتر لیکن مولف کو کسنے دلیل محقق سے محقق ہوا کہ جناب فخر عالم بیان مراد نہیں اہل منام ہیں یا حضار فخر عالم کا دیکھنا
انکو تہا اس مکتوب میں خواجہ احرار کا ذکر بطور اعتراض کے کیا اور پھر صاحبزادہ کا حال بیان کرکے فرماتے ہیں کہ خواب کا کچھ اعتبار
نہیں اگر حضرت فخر عالم علیہ السلام زندہ ہوتے تو یقین ہے کہ ہرگز جائز نفرماتے اگر یہ تقریر اسکی ہو تو مولف بتادے کہ کون حجت مانع
اسکے پھیلانے کی یا دلیل قطعی اسکے خلاف کی ہے اور یہ دلیل کہ حضرت الیشان پر درود نہیں لکھا اور اوسکو مولف دلیل صریح کہتا ہے
تو یہ مولف کی کمال کوتہ فہمی پر دال ہے کیونکہ اس کتاب میں تلاش کرکے مولف دیکھے تو بہت جگہ آپکے نام پاک پر درود مکتوب نہیں
سو یہ کتابی کاتب کی ہے نہ حضرت مجدد صاحب کی مگر مولف کی ہر روز یہ عادت رہی کہ کاتب اور اہل طبع اگرچہ کوئی کیسی ہی غلطی
کریں اوسکو یہی لکھے اصل مصنف تک پہونچا کرتا ہے پس یہ دلیل کسقدر بے اصل ہے اگر مجیب یا کوئی کہدے کہ کاتب نے صلوۃ وسلام نہیں
لکھا اصل کتاب میں تہا تو بس مولف کی مشکل تمام ہوئی ہاں مولف کے پاس حضرت مجدد کے ہاتھ کا لکھا ہوا مکتوب ہوگا جو یہ جزم ہے لاحول
ولا قوۃ الا باللہ ایسی بیہودہ دلیل پر اسقدر زور شور غرض ایسی ضعیف دلیل پر مولف کا ایسا اعتماد اور پھر خواہ مخواہ اعتراض کسقدر عجیب بات ہے۔
پس مطلب بھی درست ہے اور مرجع کی خطا بھی محقق نہیں مولف کا یہ غیظ و غضب محض نادانی ہے **قولہ** پھر یہ کونسی دلیل شرعی قطعی الخ۔
اقول دلیل قطعی تو آیۃ قرآن شریف کی باوصاف معلومہ اور حدیث متواتر اور اجماع قطعی ہی ہے باقی سب آپکی کتاب دلائل ظنیہ سے
بھری ہے بلکہ مولف تو اپنی واہیات سے بھی اثبات اپنی مطلب کا کرتا چلا آرہا ہے اور مراد مولوی محمد ہاشم کی تو یہ تہی کہ حضرت مجدد کے
نزدیک یہ محقق ہے اور ایسا یقینی ہے کہ حضرت الیشان پر بھی یقین رکھتے ہیں کہ یہی فرماتے اور واقع میں احتمال خلاف کا ہی ہے مگر حضرت مجدد کا یہ
یقین تھا تو مجیب نے حضرت مجدد کے حکم سے اپنا رفع تردد لکھا ہے نہ حضرت الیشان کے حکم سے ذرا ہوش کرو مطلب سمجھو لیس یہ اعتراض مولف کا کہ دوسرا کہہ سکتا
ہے کہ دوسرے آدمی کی دل کی کیا خبر ہے الخ کسقدر کم فہمی ہے کیونکہ یہ اعتراض حضرت مجدد پر کریں کہ تمنے کیوں ایسی بات دوسرے شخص پر کہی ہے ہمیں مولوی
محمد ہاشم پر کیا اعتراض ہے وہ تو حضرت مجدد کے علم الیقین سے استدلال لائے ہیں نہ حضرت احرار کے قول سے ذرا ہوش کرو ہمکو ست لیس یہ حضرت مجدد کا قول دلالت
قطعی کہتا ہے کہ حضرت مجدد کے نزدیک یہ فعل ناجائز تہا اور یہی مراد ہے مولف کے فہم میں خلل ہے **قولہ** اب یہ عاجز اصل مطلب الخ **اقول** یہ مولف کا

ہماری مجلسین ایسی عبارت سے بری ہوگئین کیونکہ ہم روایات میلاد و معجزات و خصائص کا بیان کرتے ہین اور جو اشعار پڑھتے ہین نعت و حمد کے
پڑھتے ہیں اما اشعار غیر تو ہمکو کچھ کام نہین ثانیا یہ کہ مجدد صاحب نے اوس اشعار غیر نعت سے جو منع کیا ہے وہ اس لیئے نہین کہ ان مین
قباحت شرعی ہے بلکہ اپنی طرز کے خلاف سمجھکر منع فرمایا ہے اس لیئے کہ ایسے اشعار پڑھنے مین طرز سماع پیدا ہوتا ہے اور سماع انکے طریقہ مین درست
نہین چنانچہ وہی مکتوب منع ارشکا سبب بیان فرماتے ہین مبالغہ فقیر در منع بواسطہ مخالفت طریقت خود است حضرت خواجہ نقشبند
فرمودہ اند ما انیشان میکنیم و نہ انکار میکنیم اور واضح ہو کہ یہ منع فرمانا مجدد صاحب کا مبنی اس بات پر ہے کہ اونکے وقت مین کسی نے تالی بجائی تھا

کمال فہم عالی ہے کہین بھی دنیا مین غزلیات و اشعار کا نام مولود خوانی ہے شرعا یا لغۃ یا عرفا ایسی بادہوائی بات تو مولف کو ہی نصیب ہے کہ وہ شعر
سودا کی غزلیات کو مولود کہا جاوے استغفر اللہ یہ تو مطلب مکتوب کا صاف نکلتا ہے کہ اوس مجلس مین ذکر مولود اور قصائد مدح کے ہین اور اشعار غیر مدح
کے بھی طبع امتحان کے کو بولتے ہین نہ یہ کہ خاص غزلیات کو مولود خوانی کہتے ہین حاشا و کلا اوس معنی جمع ہے یہ معنی اوسکے نہین جیسا مولف سمجھا کہ
کہ اصل معنی حقیقی کو چھوڑ کر بلا قرینہ مجازی معنے لیتا ہے دوسرے مکتوب کی عبارت جو مولف نقل کی ہے اور نیز مولف جو ذکر کرتی ہے فرماتے ہین۔
درباب مولود خوانی اندراج یافتہ بود در نفس قرآن خواندن بصوت حسن و در قصائد نعت و منقبت خواندن چہ مضائقہ است [illegible] اب یہ کہ مولود مین قرآن و قصائد
منقبت کو آپ ہی فرماتے ہین او اوس کے ہی عدم جواز کا ارشاد ہے اگر کوئی محظور شرعی اوس مین منضم ہو جاوے جیسا تغنیہ و تصفیق و تحریف و
تبدیل کلمات و حروف قرآن مثلا پس کیوں مولف الی غفلت کو کہ خود ہی مولود کے معنے نقل کرتا ہے اور پھر آپ ہی اوسکے خلاف کہتا ہے اور اگر ہم
رکھین کہ اصطلاح حضرت مجدد کی یہی ہے مطلقا اشعار خوانی کا نام مولود ہے تو بھی یہ ایک فرد مطلق مولود کا ہے جو حضرت مجدد منع فرماتے ہین قرآن و قصائد
خواندن پس اگر اس مین بھی محظور شرعی ہو ویگا وہ بھی ممنوع ہوگی بارشاد حضرت مجدد کے وہو المراد پس مولف کی توجیہ بے مقصد لغو ہو گئی اور مدعا
مولوی محمد ہاشم صاحب کا ثابت ہو گیا بہر حال مجالس مروجہ نا ہرگز اس تقریر حضرت مجدد سے خارج نہین ہو سکتی کیونکہ ذکر ولادت و اشعار
مناقب اسمین بھی ہین اور محظورات شرعیہ بھی موجود ہین حضور امارد و فساق مثلا جیسا پہلے ذکر کیا گیا کچھ خصوصیت تصفیق و تحریف حروف
قرآن کی تو نہین بلکہ سب مناکیر کے ضم سے کراہت حاصل ہو جاتی ہے پس مولف کی مجالس حسب ارشاد حضرت مجدد کے جملہ بدعت و منکر ہو گئے
مگر مولف کو ہرگز فہم و ہوش نہین **قولہ** ثانیا یہ کہ مجدد صاحب نے اول اشعار غیر نعت الخ **اقول** یہ مسلم کہ اشعار غیر نعت کو خلاف طریقہ اپنے
کے ہونیکی وجہ سے منع فرمایا مگر اشعار مناقب کا پڑھنا بھی اونکے طریقہ کے خلاف ہے خصوصا جبکہ اوس مین کوئی محظور ہو تو بہر حال ممنوع ہے پس
اس تقریر سے مولف کی کوئی غرض صحیح معلوم نہین ہوتی کہ کیا ہے اسواسطے کہ اشعار نعت یا غیر نعت کا نام مولف نے مولود فرض کیا اور جس مولود مین
امر محظور ہوگا وہ ممنوع ہو جاویگا خواہ کوئی مولود ہو بوجہ امر محظور کے محظور ہو جاویگا جیسا کہ خود حضرت مجدد کے ہی کلام سے ظاہر ہے اور جسمین کوئی
محظور نہوگا دونون جائز ہو وین گے مگر خلاف طریقہ حضرت مجدد کے ہی کہ اشعار کی نسبت وجدیہ ہوتی ہے اور اون حضرات کی نسبت سکینہ ہے
پس یہ فقرہ اول ہی توجیہ کی تتمیم ہے جسکو مولف ثانی امر ٹھہراتا ہے مگر بہر حال یہی مقصود مولوی محمد ہاشم کا ہے اگرچہ مولف خواہ مخواہ تطویل
کر رہا ہے **قولہ** اور واضح ہو کہ یہ منع فرمانا الخ **اقول** مولف خود مطلق اشعار خوانی کا نام مولود باصطلاح حضرت مجدد کے ٹھیرا چکا ہے پس
اب خود کہتا ہے کہ مولود مین اوس وقت کسی نے تالی بجانا اور قواعد موسیقی سے پڑھنا جاری کیا تھا اوسکو منع کیا سو اول تو غیر اشعار نعت کو خلاف

واعظین بھی بہت موجود ہیں جمع ہوتی ہیں اگر یہی دلیل حرمت کی ہے تو مجالس وعظ کو بھی حرام ٹھہرادو **اعتراض** مولود شریف میں روایات
موضوعہ بے اصل پڑھتے ہیں **جواب** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا ہونا اور دایہ حلیمہ کا دودھ پلانا چالیسویں سال نبوت کا ہونا اور معجزات کا
واقع ہونا اور آپ کا سید المرسلین ہونا یہ سب کچھ مولد شریف میں پڑھا جاتا ہے یہ سب صحیح ہے اگر شاید فضائل میں کوئی حدیث مطعون فیہ
یا موضوع بھی بیان ہوگئی تو اتفاقی بات ہے یہ ہے کہ خاص اون لوگوں کو منع کرنا چاہیے کہ ایسی روایت نہ پڑھیں اس میں ہم بھی تمہارے ساتھ
ہو جاویں اور یہ بات انصاف سے بہت بعید ہے کہ اگر کسی واعظ نے کوئی ایسی روایت پڑھدی تو اوسکو تم ذریعہ اپنے خیال خام کا ٹھہرا کر علی العموم
سب محفل میلاد کو حرام کہنے لگو یہ بہت مسئلہ ہے کہ واعظین آجکل کی بہتیری روایتیں موضوع بیان کرجاتے ہیں اونکو تمیز بھی حاصل نہیں تو
چاہیے بعض واعظوں کی جہالت سے علی العموم کل مجالس وعظ حرام ٹھہرا دیں **اعتراض** بعضے امیر لباس ریشمی و زرین خلاف شرع پہنکر محفل مولد میں آتے ہیں

حرام ٹھیرا و سخت کم فہمی ہے مجالس وعظ فی حد ذاتہ حلال و مشروع ہے جیسا ذکر مولود مشروع ہے اور جیسا امر محظور کے مخلوط ہونے سے وہ مکروہ اور
حرام ہو جاتا ہے یہ بھی ممنوع ہو جاتا ہے یہ فقرہ کس قدر مہمل مولف نے لکھا ہے جو اس وعظ کو کون حرام کہتا ہے مگر خلط ممنوع سے ممنوع ہو جاتا ہے علی ہذا
حال مولود کا ہے مگر جو اس مولف کے بحال حواس نہیں رہے جو کہ یہ بھی **قولہ** اعتراض مولود میں روایات موضوعہ الخ **اقول** درست ہے روایت
موضوع پڑھنے کا اعتراض اوسپر ہی ہے جو ایسی روایت پڑھے اگر مولف اس سے بری ہے تو خیر یہ ملامت مولف سے رفع ہوئی مگر دیگر موضوعہ منکرات
جو پہلے مذکور ہو چکے ہیں وہ تو مولف کی مجلس میں موجود ہیں پس جیسا مولف نے اسکے ممنوع ہونیکا اقرار اور اوس سے اپنی برائت کی ہے وہ بات
ہو کہ دیگر امور سے بھی ایسا ہی براءت حاصل کرے لا اعتراض اونکی قبایح تاکہ کے تائب ہو جاوے چہ اوسکو ذکر ہی نا اہل سنت بھی نا گزیر نہ یہ تو مولف
کی عادت سے معلوم مگر یہ ثابت ہو گیا کہ مولف کے نزدیک بھی جس محفل میں روایات موضوعہ ہو دین گے وہ قابل منع کے ہے • ایسا ہی سب منہیات
کی وجود سے ممنوع ہونا اس محفل کا ضروری باقرار مولف ہو گیا بعلت مشترک پس جس محفل میں مدارات فساق کی اور مداہنت امر بالمعروف
ونہی عن المنکر کی ہوویگی وہ بھی ممنوع ٹھیریگا سو مولف کی مجلس ہر روز ایسی ہی ہوتی ہے کیا اس مسئلہ سے مولف واقف نہیں لہذا اسقدر سمجھ تو
لے کہ یہ مسئلہ تو ایسا ہے کہ عوام بھی جانتے ہیں اور مولف تو بحر العلوم ہے باقی پھر دیکھی جاویگی الغرض کوئی امر ضرورت تو مخفی نہیں مگر مولف
کو بڑا اندیشہ کساد بازاری کا ہے کیا کیجیے کہ اس ضرورت نے محظورات کو عند المولف مباح بنا رکھا ہے پس اتنے امور قیود سے ایک روایت موضوعہ
کا بیان مولف کے یہاں نہیں تھا اوس کا ہی انکار اور منع ہونا بلا تامل اقرار کر لیا باقی اپنے محبوب کو کسطرح قبول کر لیتا غیرت کی بات ہے دیکھو کہ جو
حرام بالاتفاق ہے اوسکے تلبس کا کیا جواب دیتا ہے **قولہ** اعتراض امرا لباس ریشمین الخ **اقول** دیکھو کہ پہلا س بالاتفاق امت حرام ہے
اور معترض نے یہ لکھا ہے کہ ایسے لوگوں کو کیوں بلاتے ہو اور اوسنے مودت کا اظہار اور مدارات کرتے ہو اور امر و نہی جو فرض عین ہے کس واسطے
ترک کرتے ہو تو چونکہ انکا ہی سب جلوہ اور ان سے ہی رونق و شہرت ہے تو مثل جواب روایات موضوعہ کے یہ نہ کہدیا کہ یہ امور حرام و غیر
مشروع ہیں اور ایسی محفل مولود جسمیں مداراۃ فساق و مداہنت فی الدین ہو جانا مکروہ ہے بلکہ توجیہ جواز کی شروع ہوئی کہ عیدین اور نکاح
میں بھی یہ لوگ ہوتے ہیں تو مولف کی یہ مراد ہے کہ جیسا باوجود انکے ہونیکے عید و نکاح میں جانا درست ہے اوس مجمع مولود کو بھی مخلوط کہنا چاہیے
اور یہ جواب مولف کا سراسر خلاف حق کے ہے اور مطلق کم فہمی ہے کیونکہ معترض کب کہتا ہے کہ نکاح میں یا عیدگاہ میں یہ امر مشروع ہے نہیں بلکہ یہ

میں آتے ہیں اور بعض داڑھی منڈے بھی آتے ہیں جواب یہ لوگ مجالس نکاح وغیرہ میں اور نیز عیدگاہ کی نماز پڑھنے عیدین میں بھی اوسی طرح سے
بالباس فاخرہ اور پیشواے محلوقہ جاتے ہیں تو چاہیے کہ اونکے شریک ہوجانے سے مجالس نکاح اور مجامع عیدگاہ وغیرہ بھی محرمات شرعیہ ہوجاویں
اور کوئی دیندار وہاں نجایا کرے **اعتراض** اس محفل میں فروش نفیسہ اور گلدستہ ہای عجیبہ ہوتے ہیں جواب یہ کچھ ضروریات محفل سے تو نہیں
کہ جسکو نہ میسر ہو وہ بھی اسکی بہم رسانی میں جانکاہی کرے ہان جن آدمیوں کو یہ چیزیں میسر ہیں یا بسہولت دوست آشناؤں سے مستعار لے
سکتا ہے تو وہ لوگ ایسے سامان بھی کر لیتے ہیں سو کوئی دلیل شرعی فروش نفیسہ اور گلدستوں کی حرمت یا کراہت پر نہیں قل من حرم زینۃ اللہ
التی اخرج لعبادہ کی تشریح تفسیر کبیر اور بیضاوی وغیرہ میں دیکھو **اعتراض** جب کسی کے گھر محفل میلاد شریف وقت شب کے ہوتی ہے اور سامعین

حالت صلوۃ تہجد میں بھی تمام شب اور کوئی اگر ایسے مباحث کے صلوات تمامہ درمیان میں آویں اوسکو بھی نہی عن المنکر کرنا فرض ہے اور جو قدرت
نہو تو انکو ترک کرنا نہیں چاہیے کیونکہ یہ فرض اور واجب ہیں اور مشکل ہیں اگر ایسی امور ہون تو وہاں شریک ہونا لاریب حرام ہے اگر انکو منع کریں اور نہ مانیں
تو چلا آوے اور ایسونکو طلب کیے شریک کرنا حرام ہے لقولہ تعالی فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یاکل
طعامک الا التقی ولا تاکل الا طعام تقی الحدیث اور ایسے مجامع میں ضیافت ہی کرنی واجب ہے حالانکہ اجابت اوسکی سنت ہے اور دعوت ضیافت
میں وعید ہے ومن لم یجب فقد عصی ابا القاسم الحدیث اور وہاں سے لوٹ آنا واجب ہے یہ تحقیق ہوچکی ایسی محفل مولود ہی منعقد ہے اگر ایسونکو
بلا شریک کریگا بلانے والا گنہگار ہے اور اونکی شرکت کے بعد انکو منع کرنا واجب ہے اگر مداہنت ہو تو وہاں بیٹھنا حرام ہے اسمیں کیا تردد ہے عجب ہے
مولف کہ کیسا بیہودہ جواب لکھا ہے شرح منیہ میں جو زیر نظر مولف ہی لکھا ہے وان کان مع الجنازۃ نائحۃ او صائحۃ تزجر و تمنع و ان لم تنزجر لا یترک

المشی مع الجنازۃ انتہی ردالمحتار میں ہے ولا یترک اتباعہا لاجلہا لان السنۃ لا تترک بما اقترن بہا من البدعۃ ولا یرد الولیمۃ حیث تترک حضورہا
لبدعۃ فیہا لانہا یقام باہم لو ترکوا المشی مع الجنازۃ لزم عدم انتظامہا ولا کذلک الولیمۃ انتہی کیونکہ یہ فرض کفایہ ہے مگر نہی کرنا واجب ہے اگر کوئی گا
بجاتا ہو معاصی ہوگا یہی حال جواب عیدین کا ہے اور امر تحسبیہ میں ترک کرنا اوسکا ضرور ہے جیسا ضیافت کا حال پہلے معہ روایات کے لکھا گیا مولف
ہوش کرکے دیکھ لیوے یہی جواب خالص غلط ہے اور باطل اور خلاف نصوص اور روایات فقہ کے ہے اگر مسائل اردو مولف پڑھ لیتا تب بھی ایسا لغو جواب
نہ دیتا **قولہ** اعتراض محفل میں فروش نفیسہ اور گلدستہ الخ **اقول** اسکا جواب پہلے بھی ہوچکا ہے بساط و فروش اگر اباحت کے درجہ میں ہیں تو درست ہیں
مگر جو تاکد کی نوبت ہوجاوے تو مکروہ ہوجاتے ہیں اور گلدستہ عجیبہ کا حال بھی یہی ہے بے تکلف بہم پہونچانا اور ایسے امر مباح کا اہتمام کرنا عوام کے نزدیک
موجب تاکد کا ہوجاتا ہے کہ وعظ و دیگر مجامع خیر میں یہ نہیں ہوتا اور اس محفل میں ہر روز ہوتا ہے تو بالضرور انکو سنت یا مستحب ہونیکا عقیدہ ہوتا ہے
اس وجہ سے مکروہ ہیں اور یہ سب مولوی احمد علی صاحب مرحوم کے جواب میں مذکور ہے مگر مولف نے آنکھ فہم کی بند کر لے اور وجہ کراہت و تقیید کی نہ ملنے پا
لیکے اصل اباحت کا جواب دیکر یہاں جائز کر رہا ہے مولوی صاحب مرحوم نے بھی تو انکو مباح ہی لکھا ہے مگر تقیید اور فکر کا کرنا امور مباحہ کو
مکروہ فرماتے ہیں مولف اوس مطلب کو گویا سمجھا ہی نہیں چشم حق بین پر غبار اپنی ہوائے طبعی کا ڈالکر اصل اباحت کو جتلاتا ہے ورنہ امر تحقیقی
تھا کچھ خفا نہیں تھا اور کراہت تقیید مطلق کا خود مولف بھی مقر ہے مگر فہم سے اپنے مجبور ہے **قولہ** اعتراض جب کسی کے گھر محفل میلاد وقت
شب میں الخ **اقول** بیشک خود مولف کے محافل میں جو قصبہ رامپور میں شب کو ہوتے ہیں تو اوس صبح کی جماعت تو اکثر کی جاتی ہے

جو نیا دو رات گئے فارغ ہو کر سوتے ہیں تو صبح کو شاید اگر کسی کی نماز میں دیر ہو گئی یا سو آدمیوں میں ایک کی نماز قضا ہو گئی تو کمال جہالت سے
اس بات کو دلیل عام مذمت مولد شریف کی ٹھہراتے ہیں حالانکہ اگر یہی دلیل برائی کی ہے تو محفل عقد نکاح کے اہتمام میں اگر دسوں کی نماز
پس و پیش ہو جاوے اور اکثر ہو جاتی ہے اور نیز رمضان میں سحری کھانے کو اوٹھتے ہیں بعضوں کی نماز صبح قضا ہو جاتی ہے چاہیئے اس
دلیل سے نکاح اور سحری بھی حرام ہو جاوے ہر چند یہ اعتراضات واہیہ ہمارے خیال کرنے قابل نہ تھے لیکن چونکہ ہمنے دیکھا کہ بعضے منکر
علم دین اپنی زبان ان مقالات مذمومہ سے آلودہ کرتے ہیں اور بعضے نادان انکو کمال درجہ کے حجج ساطعہ اور براہین قاطعہ سمجھتے ہیں اس لئے
یہ چند الفاظ انکے جواب میں بھی لکھے گئے، اور خط و لوبان و پھولوں وغیرہ کا ذکر اور زیب و زینت محفل کا بیان اور چوکی یا منبر پر بیٹھکر پڑھنے کی اسناد یہ
سب باتیں رسالہ دافع الاوہام میں ہیں طالب حق اوسکی طرف رجوع کرے اب ہمکو زیادہ گنجایش اس رسالہ میں نہیں وقت شروع تحریر رسالہ ہذا
یوں سمجھا گیا تھا کہ شاید دو تین جزو میں تحریر تکمیل ہو جاویگی لیکن کیا کیجے ہر چند قلم کو روکا گیا پھر بھی اسقدر طول ہو گیا اور اطناب کلام اس میں
نہ ہوتا فتوی انکاری کے سبب سے واقع ہوا بلکہ اور بھی چند رسائل منکرین کے مغالطات و شبہات کا وارد نظر ہوا جو شخص اس رسالہ کو اور
دافع الاوہام کو خوب بجمیع شقوق اور قیود سے بغور ملاحظہ کرے ذہن میں جماویگا امید خداوند کریم سے یہی ہے وہ دہوکا اور مغالطہ نکھا دیگا اور منکرین کے
رسائل پر عوامل کی تردیدات میں صراحتہً یا اشارۃً پاویگا بنا بر علیہ بنظر دریں سمجھا گیا کہ عنان سمند خامہ کو پاشنہ کوبی زائد طول تقریر سے

اور بعض بعض کے نماز بھی قضا ہوتی ہے اور جس امر مندوب سے السیاۃ واوس امر مندوب کا کرنا منع ہے بخاری میں ہے وکان یکرہ النوم
قبلہا والحدیث بعدہا عسقلانی اسکی شرح میں کہتا ہے والسمر بعدہا قد یؤدی الی النوم عن الصبح او عن وقتہا المختار او عن قیام اللیل وکان عمر
یضرب الناس علی ذلک و یقول اسمرا اول اللیل و نوما آخرہ انتہی دیکھو کہ خدشہ فوت وقت مختار اور تہجد میں حدیث صحیح سے سامرۃ مکروہ ہوئی اور
حضرت عمر کا مارنا اسپر ثابت ہوا قال فی شرح المنیہ و منہا ان فی صلوۃ الرغائب مخالفۃ السنۃ فی تعجیل الفطر انتہی ہر گاہ کہ ترک سنت افطار سے
یہ صلوۃ مکروہ ہوئی تو محفل مولود واجب کے ترک میں تو حرام ہے ہونا چاہیئے پس اسکو کمال جہالت کہنا مولف کا ایک کمال جہل مرکب مولف کا ہے
کہ حدیث اور قول فقہا کو اپنی رای ناقص سے رد کرتا ہے اور یہ جو مولف نے وہی نظیر نکاح شادی کی لکھی اور بدانست خود نہایت تبحر کو کام فرمایا جاتا کہ
یہ محض جہل ہے لاریب اگر اہتمام شادی و نکاح میں نماز یا جماعت فوت ہووے تو وہ حرام ہے اور ایسا کام کرنا بھی حرام ہے اسکو کہاں شرع نے جائز
کیا ہے مگر مولف بیخبر ہے علی ہذا اگر سحر کے کھانے کی سبب جماعت فوت ہو تو ایسے شخص کو سحر بھی حرام ہے علی قاری شرح مناسک میں لکھتے ہیں ثم اعلم
انہ قیل یشترط ایضا ان یکون الحاج متمکنا من اداء المکتوبات علی الوجہ المفروض فی الاوقات قال الکرمانی لانہ لا یلیق بالحکمۃ ایجاب فرض علی وجہ
یفوتہ فرض آخر یہ لکھتے لکھتے آخر میں کہتے ہیں ویؤیدہ الاول ایضا قال ابن الحاج المالکی لو ضیع صلوۃ واخرہا عن وقتہا لاجل فریضۃ الحج
لا یجوز اجماعا وقد قال علماءنا فی المکلف اذا علم انہ یفوتہ صلوۃ واحدۃ اذا خرج الی الحج فقد سقط الحج عنہ انتہی اب مولف ذرا آنکھ کھولکر دیکھے کہ خدشہ
فوت ایک صلوۃ میں حج بھی ساقط ہوتا ہے چہ جائیکہ سحور مستحب کا کھانا حلال ہو یا نکاح کی سامان مباح کا کرنا جائز ہو یا مولود مستحب کی شرکت
درست ہو چہ جائیکہ مولود بدعت کی پس واضح ہوا کہ ایک نماز کی فوت یا تاخیر سے یہ سب حرام ہو جاتا ہے اب بھی اگر کسیکی چشم نابینا حق بین نہو تو
پس ومن یضلل اللہ فلا ہادی لہ کا مضمون ہے اور پس اب ہر ناظر با انصاف دیکھے کہ کون جاہل ہے تارک فرض صلوۃ کا اور تارک واجب جماعت کا

(۱۳) ابن الشیخ آق شمس الدین ذکرہ صاحب کشف الظنون (۱۴) المولی حسن البحری (۱۵) الشیخ محمد بن حمزة العربی الحافظ (۱۶) الشیخ شمس الدین احمد بن محمد السیواسی (۱۷) علامہ حافظ ابو الخیر سخاوی (۱۸) سید عفیف الدین الشیرازی (۱۹) ابو بکر الدمشقی (۲۰) برہان محمد شمسی (۲۱) برہان ابو الصفا انکے مولد شریف کا نام ہے فتح اللہ حسبی وکفی فی مولد المصطفے (۲۲) الشمس الدمیاطی المعروف بابن السنباطی (۲۳) برہان بن یوسف الفاقوس ان کا مولد شریف چارسو شعر سے زیادہ ہے (۲۴) حافظ زین الدین عراقی (۲۵) مجد الدین محمد بن یعقوب فیروزآبادی شیرازی صاحب قاموس ان کے مولد شریف کا نام ہے النفحات العنبریہ فی مولد خیر البریہ (۲۶) امام محقق ولی الدین ابو زرعہ العراقی (۲۷) ابو عبد اللہ محمد بن النعمان (۲۸) جمال الدین العجمی الہمدانی (۲۹) یوسف الحجار (۳۰) ابو حسن علی بن رزاق الشامی الاصل المصری المولد (۳۱) ابو بکر الحجار (۳۲) منصور بشار (۳۳) ابو موسی الزرہونی (۳۴) الشیخ عبد الرحمن بن عبد الملک المعروف بالمخلص (۳۵) ناصر الدین المبارک الشہیر بابن الطباخ (۳۶) امام علامہ ظہیر الدین ابن جعفر التزمنتی (۳۷) فاضل عبد اللہ بن شمس الدین الانصاری (۳۸) الشیخ الامام صدر الدین موہوب الجزری الشافعی (۳۹) علامہ ابن حجر عسقلانی (۴۰) شیخ جلال الدین سیوطی مجدد مائۃ تاسعہ (۴۱) محمد بن علی الدمشقی مصنف سیرت شامی (۴۲) شیخ شہاب الدین قسطلانی صاحب مواہب لدنیہ و شارح صحیح بخاری (۴۳) نور الدین علی حلبی شافعی مصنف سیرت حلبی (۴۴) علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی المالکی شرح مواہب وغیرہ کتب احادیث (۴۵) علی بن سلطان محمد ہروی معروف بملا علی قاری انھوں نے اپنے مولد شریف میں ثابت کیا ہے عمل مولد شریف تمام ملکوں مصر و شام و روم و اندلس و مغرب و بلاد ہندوستان و مکہ و مدینہ زادہما اللہ شرفاً تمام بلاد اسلامیہ علاوہ بریں حقیقت یہ ایک کتاب گویا اقالیم سبعہ کا ثبوت ہے اور لکھا ہے اوس میں علی قاری نے کہ اس محفل کی عظمت یہ ہے

ظاہر ہو چکا ہے کہ مولف کے پاس کوئی دلیل ادلہ شرعیہ سے اپنے مقصود یعنی اثبات جواز قیود و ہیئت وجیہ کا ہے نہیں محض قول علماء کا اور تعامل اونکا پیش کردیتا ہے اگرچہ ابتدا میں کوئی نص لکھتا ہے مگر چونکہ اوسکے مدعا پر وہ دلیل نہیں ہو سکتی ناچار مضطر ہو کر وہی تعامل علماء کا پیش کردیتا ہے وہ نص محض تبرکا اور دعوے کا دہی عوام کیواسطے ہے ورنہ ہرگز مثبت اوسکے مدعی کے نہیں ہوتی چنانچہ ناظرین نے سارے رسالہ کو اوس کے ملاحظہ کرلیا ہے پس معلوم ہوا کہ اوسکے پاس کوئی دلیل اثبات جواز ہیئت مروجہ کذائیہ میں نہیں سوا اوس فقرہ کے کہ اکابر علماء کرتے رہے ہیں لیس ابا سم لعہ تامنہ میں وہی اپنے مبلغ علم اور دلیل معتمد حجت مستند کو لکھتا ہے کہ جسکے سہارے پر یہ کتاب لکھنو کی اس نے ہمت کی تھی تو گویا اوسکی ساری عمر کی تحصیل اور تمام ایام کی تحقیق کا یہ ثمرہ و نتیجہ ہے مگر یہ بھی اوسکا محض خیال باطل اور سودا کا حاصل ہے کیونکہ یہ دلیل بھی مثل ادلہ سابقہ مولف کے مدعا کا اثبات نہیں کرتی اور اس تعامل کو بھی اوسکی ہیئت سے مطابقت و موافقت نہیں چنانچہ یہ احقر پہلے بھی لکھ چکا ہے اب پھر ذرا بسط سے لکھتا ہوں کہ یہ علماء معدودین کہ بعد بسم اللہ یہاں مولف نے لکھی ہیں بعض تو ان میں وہ ہیں کہ انہوں نے کتاب ذکر فخر عالم علیہم السلام کی لکھی اور اوسکا تذکرہ کیا پس اس تالیف و تذکیر سے سوا اس بات کے کہ ذکر فخر عالم اور سیر آپکی تالیف کرنا اور پڑھنا عمدہ عمل ہے اور کچھ ثابت نہیں ہوتا سوا اس کا کوئی بھی منا نہیں اس سے عمل مولد کا کسی قسم کا جواز نہیں ظاہر ہوتا اور بعض وہ ہیں کہ انہوں نے عمل مولد کیا اور وہ عمل مولد جو سن چھ سو تیسرے ہجری میں ایجاد ہوا اور آخر تک جاری رہا وہ ہے کہ جلال الدین سیوطی کے رسالہ حسن المقصد سے بندہ نقل

اگر کوئی مشائخ و علماء سے انکار نہین کرتا اس مین شامل ہوئے ہیں (٤٦) عبد الرحمن صفوری شافعی صاحب نزہت المجالس (٤٧) نور الدین ابو سعید ایرانی انہون نے بھی کل ملکون سے مولد شریف کا ہونا ثابت کیا ہے اور بادشاہ مصر کے حال مین لکہا ہے کہ بادشاہ مصر سامانی ساختہ بود کہ دوازدہ ہزار کس در سایۂ او می نشستند در غایت آراستگی از جہت آنکہ درین شب مردم آنرا افراز ندر غیران پیچیدہ باشد (٤٨) سید امام جعفر برزنجی ان کا مولد شریف نثر عبارت مقفی فصیح شہور ہے دیار عرب مین بہت پڑہا جاتا ہے (٤٩) سید زین العابدین برزنجی انکا مولد شریف منظوم دیار عرب شریف مین رائج ہے (٥٠) شیخ احمد ابن علان ابو القاسم بخاری انکا نسب محمد بن اسمعیل بخاری تک پہنچتا ہے (٥١) شیخ اسمعیل حقی افندی مفسر واعظ مصنف تفسیر روح البیان (٥٢) احمد بن محمد قشاشی مدنی (٥٣) محمد بن عرب مدنی (٥٤) شیخ عبد الملک کردی (٥٥) فاضل ابراہیم باجوری (٥٦) امیر محمد استاد ابراہیم باجوری (٥٧) شیخ سقاط استاد الاستاد باجوری (٥٨) شیخ عبد الباقی پدر و استاد علامہ زرقانی (٥٩) شیخ محمد رملی (٦٠) علامہ احمد بن حجر مؤلف تحفۃ الاخیار بمولد المختار (٦١) حافظ ابن رجب حنبلی (٦٢) ابی زکریا یحیے ابن عائذ حافظ کبیر اندلسی (٦٣) سعید بن مسعود کازرونی انہون نے بہت ملکون کے علماء و صوفیہ سے مولد شریف ہونا ثابت کیا ہے (٦٤) مولانا زین الدین محمود نقشبندی (٦٥) حضرت مولانا جمال الدین کے

کر چکا ہے کہ جمع ہو کر کچھہ قرآن پڑہین اور ذکر آپ کا کر کے کھانا کھا کر چلے جاوین اور اس سے زیادہ کچھہ ہو تو اس محل مین ذکر مسند و سب پر اجتماع یوم معین اور اطعام طعام زائد ہوا ہے اور یہ دونون امر باصلہ مباح ہین چونکہ اوس زمانہ مین نہ یہ امر مؤکد عملی ہوئی تہی اور نہ عوام کو کوئی اس سے مضرت تہی بزعم اون علماء کے لہذا اس مجلس مین کراہت نہ تہی بلکہ مباح تہے اگرچہ جن علماء کو اوس مین امر کا خدشہ تہا انہون نے اوس کو مکروہ کہا تہا چنانچہ بالا واضح ہو لیا پس چونکہ اس مین کوئی امر منکر نہین تہا محض یہ دو امر مباح تہے کہ خواص و عوام مین علماء و عملاء اپنے درجہ سے نہین خارج ہوئے تہے تو وہ محافل مباح رہی اور حدود انکار شرع کی نہوئی اور سیطرہ عمل درآمد رہا پس ابتداء ایجاد اس محفل سے آخر تک یہی وضع مباح رہی اب شاہ ولی اللہ صاحب کی محفل کی کیفیت سنو کہ جن کو مؤلف خاتم الاسعار بنا رہا ہے فیوض الحرمین مین فرماتے ہین یہ عبارت بعینہا ان کی نقل کرتا ہون وکنت قبل ذلک بمکۃ المعظمۃ فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یوم ولادتہ والناس یصلون علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویذکرون ارہاصاتہ التی ظہرت فی ولادتہ ومشاہدہ قبل بعثتہ فرایت انوارا سطعت دفعۃ واحدۃ لا اقول انی ادرکتہا ببصر الجسد ولا اقول ادرکتہا ببصر الروح واللہ اعلم کیف الامر بین ہذا وذلک فتاملت تلک الانوار فوجدتہا من قبل الملائکۃ الموکلین بامثال ہذا المشاہد وبامثال ہذہ المجالس ورایت یخالطہ انوار الملائکۃ انوار الرحمۃ انتہی بلفظہ اب ناظرین غور فرماوین کہ شاہ ولی اللہ جو مولد النبی مین اپنا ہونا فرماتے ہین تو مولد النبی وہ مکان مکہ معظمہ مین ہے جسمین آپکی ولادت ہوئی تہی وہان ایک قبہ بنا رکہا ہے اوسکی زیارت کرتے ہین اور وہان لوگ جو جمع ہوئے یوم ولادت مین تو زیارت مکان کیواسطے جمع ہوئے اور وہان جو صلوۃ و سلام اور ذکر آپکے حالات کا تہا وہ نفس ذکر آپ کا تہا چنانچہ بالکل ظاہر و بدیہی ہے پس اوس مین نہ اجتماع بتداعی ہوا تہا نہ وہان طعام و شیرینی کا ذکر ہے نہ وہان فرش و بخور کا نشان ہے نہ فقہ وغیرہ بلباس مذہبی مکروہ کا پتہ ہے فقط وہان مجمع ناس کا ہونا اور آپکے حالات کے ذکر و صلوۃ کا ہونا مذکور ہے جسکو مؤلف مجلس مولود قرار دیتا ہے اور اپنی ہیئت کذائیہ پر دلیل لاتا ہے ذرا انصاف درکار ہے کہ اس مین تو وہ دو امر مباح کہ سیوطی کے عمل مولد مین منقول تہے وہ

(۶۶) علامہ محمود قاضی مدنی الساکن فی زقاق البید (۶۷) قاضی ابن خلکان شافعی (۶۸) شیخ محمد بن طاہر محدث مصنف مجمع البحار (۶۹) شیخ عبد الحق محدث دہلوی (۷۰) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فیوض الحرمین میں اپنا شریک ہونا محفل مولد شریف میں اور دیکھنا انوار کا اوس میں بیان کیا ہے اور عبارت کے ملاحظہ سے یہ ظاہر ہے کہ بس جگہ ایسی مجلسیں ہوتی ہیں وہان سب جگہ فرشتے انوار رحمت اترتے ہیں کما قال فتاملت تلک الانوار فوجدتہا من قبل الملائکۃ الموکلین بامثال ہذہ المشاہد و بامثال ہذہ المجالس ایت یخالط انوار الملائکۃ انوار رحمۃ واضح ہو کہ ہم شروع رسالہ میں لکھ چکے ہیں کہ حضرت شاہ ولی اللہ جمیع مفتیان فتوی انکاری کے مستند و معتمد اور منتہی الیہ الاسناد ہیں ہم ہیں فاتحہ طعام بھی ہی ہے اون سے ثابت کر دی اور اب بحث مولد شریف کا اثبات بھی جسنے اونہی کے نام پر ختم کیا اور خاص انکی زبان سے اس مجلس کا محل نزول ملائکہ اور مورد رحمت ہونا ثابت کر دیا و کفی بہ حجۃ

نقل مواہیر علماء عرب حضرت مولنا احمد سعید نقشبندی محدث دہلوی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ میں جو مولوی محبوب علی جعفری کے جواب میں لکھا ہے علماء حرمین مفتیان مذاہب اربعہ کا فتوی درباب قیام نقل فرماتے ہیں علاوہ اسکے نہایۃ المرام مطبوعہ کلان کوٹھی میں بھی وہ فتوی مع سبکے منقول ہے او سلو بطور تلخیص ترک تطویل لکھتا ہوں (۷۱) قد اجمعت الامۃ المحمدیۃ من اہل السنۃ والجماعۃ علی استحسان القیام ہی بدعۃ مستحبۃ لما فیہ من اظہار الفرح والسرور والتعظیم قالہ الفقیر الی ربہ عثمان حسن الدمیاطی الشافعی المقیم بالمسجد الحرام (۷۲) نعم استحسنہ کثیر ون کتبہ عبد اللہ بن محمد المیرغنی الحنفی مفتی المکۃ المکرمہ

بھی نہیں بیشہ تمتہ فقیر عالم کا بیان ہے اب یہ دیکھو کہ یہہ عمل مولود ابتدا سے شاہ ولی اللہ تک جو ثابت ہوا مولف کی محفل اور دعوی کو اس سے کیا مناسبت ہے کیونکہ اس وقت کی محافل میں بارہا مذکور ہو چکا کہ منکرات شرعیہ جو باصلہ مکروہ و حرام ہیں موجود ہوتے ہیں اور وہ امور کہ باصالہ مباح تھے اور اب وہ واجب علما یا عملا ہو گئے ہیں اور مکروہ و بدعت بن گئے ہیں وہ موجود ہوتے ہیں پس ان علماء سے جیسے جو کچھ مولف نے ثابت کیا یا نفس ذکر ہے یا مخلوط بامر مکروہ یا اباحت میں ہی ہے اور مولف کے مولود میں خود مناکیر بھی موجود ہیں اور مباحات بھی مناکیر ہو گئے ہیں پس ان علما کے قول و فعل سے کسطرح اثبات ہیئت کذائیہ مروجہ کا ممکن ہے کوئی عاقل بالغ ایسی بات کہہ سکتا ہے کہ جس امر کا مانعین انکار کرتے ہیں اوس کا اس افعال میں نام و نشان نہیں اور کس کا دعوی مولف کرتا ہے اسکا یہاں پتہ بھی نہیں اور یہہ بحث جوازکی بن جاوے لا حول و لا قوۃ الا باللہ کیا عناد و غفلت ہے اور کسقدر کوتہ فہمی و جہل ہے پس صاف ظاہر ہو گیا کہ یہہ مولف کی اسم نویسی علمائی محض مردم شماری و دھوکا دہی عوام کی ہے ورنہ کوئی حجت اوسکی اس میں نہیں ہے سوا اسکے شاہ ولی اللہ صاحب کا قصہ بیان ہو لیا کہ جسپر مولف کو نہایت شور تھا اور جلال الدین کی تحریر سے تمام حال عمل مولد کا واضح ہو لیا کہ جسپر مولف کو کمال اعتماد تھا اوس وقت سے لیکر برابر استعمال علماء معدودین کا رہا ہے اور واضح ہو گیا کہ یہہ تعامل ہرگز مانعین کی خلاف رای نہیں مگر تھوڑا سا فہم ہو تو بدیہی ہے پس یہہ مولف کا یہ قول کہ شاہ ولی اللہ کی زبان سے اس محفل کو محل نزول ملائکہ ہونا ثابت کر دیا کسقدر لغو ہے کیونکہ نفس ذکر مولود کا نہ انکار ہے نہ اوسکی نزاع ہے قیود میں کلام ہے سو اوسکا یہاں نہ نام ہے نہ نشان ہے پس سرف گویا بالکل جہل ہے اور اوسکا کوتہ فہم ہونا ہر عاقل پر ظاہر و عیان ہے

قولہ نقل مواہیر علماء عرب الخ **اقول** اوپر تو مولف نے شاہ ولی اللہ تک کے اقوال سے اثبات جواز مجلس مولود مروجہ کا چاہا تھا سو وہ تو اوس کے مدعا کا مثبت ہرگز نہوا جیسا واضح ہو لیا اب علماء عرب کے اقوال سے قیام کا اثبات کرتا ہے اور یہہ علماء مندرجہ ماہر جناب مولانا احمد علی صاحب کے ہیں نہ انکو مولانا ممدوح پر تقدم زمانی ہے اور نہ سبقت علمی ہم رجال و نحن رجال کا مضمون ہے اور نہ یہہ وجہ حاصل کر سوائے ایک مولانا احمد علی صاحب کے سب کا اتفاق استحسان اس قیام پر بالخصوص ہو کیونکہ ہزارہا علماء اس عصر کے محض منکر اس قیام کے ہیں اور یہ امر مخفی نہیں پس ان علماء

(۳) القیام عند ذکر ولادۃ سید الاولین والاٰخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استحسنہ کثیر من العلماء کتبہ حسین ابن ابراہیم مفتی المالکیۃ بمکۃ المحمیۃ (۴)

نعم القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استحسنہ العلماء وہو حسن الفقیر الیہ محمد عمر بن ابی بکر الرئیس مفتی الشافعیۃ بمکۃ المکرمۃ (۵) نعم یجب

القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استحسنہ العلماء الاعلام قدوۃ الدیار الاسلام کتبہ الفقیر الی اللہ تعالیٰ مفتی الحنابلۃ فی مکۃ المشرفۃ (۶) اما القیام فجاء ذکر ولادتہ عند

قرأۃ المولد الشریف تواردہ الائمۃ الاعلام واقرہ الائمۃ الحکام من غیر نکیر منکر ورد رادّ واللہ ولی التوفیق الہادی الی سواء الطریق حررہ خادم الشریعۃ

والمنہاج عبد اللہ بن المرحوم عبد الرحمن سراج المفتی المحدث بمسجد الحرام **واضح** ہو کہ یہی عبد اللہ سراج ہیں جنکے ہمارے اوس رسالہ میں تہمت سے

مخالف اور موافق مذہب یکسان سب اونکی تعریف میں ہیں اور حضرت مولانا احمد سعید نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں کہ مولانا

عبد اللہ سراج حنفی مفتی محمد بن حرم شریف کہ یکی از عہد خویش بودہ است وقت محدثیہ زاکوی ادب رہ شان می نشست اعتراف بجامعیت

مولانا در صورت می نمود فتوی باستحسان قیام نموده است نزد راقم السطور موجود است **فائدہ** اور یہ بھی معلوم ہو کہ یہ جو ہمنے کلام ان علماء عرب کا نقل

کیا ہے یہ وہ منصب کا ملین تھے جو سلطان عالیجاہ روم کی طرف سے مکہ معظمہ میں مفتی مقرر کئے ہوئے تھے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور ان سب سے پہلے ہی قدیم

الایام میں جو علماء و فضلاء عرب ہو گزرے حکم دیتے رہے ہیں استحباب قیام کا چنانچہ سید امام برزنجی رحمۃ اللہ علیہ عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر میں فرماتے

ہیں وقد استحسن القیام عند ذکر ولادتہ الشریف ائمۃ ذو روایۃ افسوس ہے کہ جب تک ابتدائی سے یاد اللہ چلے ہیں اور محبت صادق کا سچا دعدہ ہے

کہ ہر صدی میں ایک مجدد دین بدعت او کھاڑ کے اور سنت کو قائم کریگا پیدا ہوا کریگا لیا سبب ہے بلاد شرک ہندوستان میں تو بہت سے مجدد ہوگئے

اور وہان عرب میں ایک بھی مجدد نہ ہوا جو اس بدعت اور ضلالت کا استیصال کرتا اس سے معلوم ہوا کہ صحیح یہی ہے کہ قیام ہمیشہ بلاد میں سیکڑوں برس سے ہوتے

اور علماء سب مستحسن اسکو کہتے رہے اور عبد اللہ سراج مفتی مکہ معظمہ لکھتے ہیں کہ کسی نے اسپر رد اور انکار نہیں کیا بیشک قیام بایں ہمہ مستحسن ہے ہر زمانہ میں

غلو اور دے اقوال کی حجت ہونیکی مولف کے نزدیک وجہ یا یہ ہے کہ وہ عرب ہیں یا سوا اسکے مولف اوسکو پیش کرتا ہو سو یہ باطل ہے جسکو حق تعالیٰ علم دیوی

وہی عالم معتمد ہے خواہ ہند و عجم میں ہو خواہ عرب میں بخاری و مسلم اور جملہ اصحاب کتب حدیث اور شرح وقایہ ہدایہ و کنز و درمختار وغیرہ اجلہ مولفین

کتب فقہ کے عجم تھے اور اس آخر وقت میں اب مولوی رحمۃ اللہ صاحب تمام علماء مکہ پر فائق اور امام العلماء مکہ اعلم ہیں اور یا یہ وجہ ہے جو خود لکھتا ہے کہ سلطان

نے اونکو انتخاب کر کے مفتی بنایا تو یہ نہ کوئی شرعی حجت اعلمیت کی ہے اور نہ دلیل عقلی کیونکہ اکثر مشاہد موجود ہے کہ عمال و قضاۃ سلطانی ادنی درجہ

علماء عمدہ ہوتے ہیں چنانچہ اب بھی یہ امر روم و عرب میں موجود ہے کہ مفتی و قاضی ہونیکو اعلمیت لازم نہیں سو یہ دلیل اعلمیت مولف کی یا جہل ہے

حقیقۃ الحال اور قواعد شرع سے یا عوام کو دھوکا دینا مراد ہے معہذا مولانا احمد علی صاحب تو اس قیام کی کراہت دلیل شرعی سے ثابت

فرما دیے ہیں جس میں مولف نے کیا کیا چکر کھائے اور کلام خارج از علم و فہم کر کے اوسکے جواب کے درپے ہوا اور ناکام رہا اور تمام جوہر مخفی اپنا ظاہر کرکے

منفعل ہوا اور یہ جو علماء مولف کے یہہ ہی لکھ رہے ہیں کہ استحسنہ کثیر من العلماء یا قریب اسکے کوئی کہتا ہے کہ امت محمدیہ نے اجماع کیا ہے استحسان

پر اور بدعت مستحبہ ہے کوئی اکثر کا استحسان کہتا ہے کوئی کہتا ہے کہ متوارث بلا رد نکیر ہے اور یہ فقط دعوی محض اور قابل ہی قول ہے کیونکہ

انکار کرنا علماء کا خود ثابت ہو چکا اور بدعت حسنہ ہونیکا وہ بھی اقرار کر رہے ہیں پھر اجماع کس طرح ہو سکتا ہے اور کلیات لند دہن تقیید اطلاق خود

ممنوع ہو چکی پھر کسکا اجماع معتبر ہو سکتا ہے اور کسکا استحسان قابل التفات کے بن سکتا ہے ہاں اگر نفس قیام کا استحسان ہو تا بلا قید او بلا فسا

مولوی قطب الدین خان صاحب کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ جس مسئلہ پر مکہ اور مدینہ کے علما متفق ہوں بیہ اوس کے حق ہونے کی دلیل ہے مظاہر الحق مطبوعہ میرٹھ کے صفحہ ۰ میں بدعتیوں کے بیان میں لکھتے ہیں کہ سنیوں کا مذہب سچا ہے مکہ مدینہ کہ دین وہیں سے پیدا ہوا وہاں کے لوگ بھی سنی ہیں اگر اون کا مذہب یعنی بدعتیوں رافضیوں کا اچھا ہوتا تو وہ یعنی مکہ مدینہ والے پہلے اوس مذہب میں ہوتے انتہی کلامہ اس سے معلوم ہوا کہ اگر انکار قیام مولد شریف کا اچھا ہوتا تو اول علماء عرب انکار کرتے کیونکہ یہ اہل سنت والجماعت وہی ہیں اب ہم نقل کرتے ہیں ہم بطور اختصار دوسرا فتوی علماء عرب کا جسکو سنہ بارہ سو اٹھاسی ہجری میں مولوی عبد الرحیم صاحب ترکمانی مرتب کراکر رسالہ بتبیا ومکتابیہ مقتہ النعیم کے آخر میں چھپایا تھا عبارت سوال یہ ہے **سوال** ما قولکم رحمکم اللہ فی ان ذکر مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم والقیام عند ذکر الولادۃ خاصۃ مع تعیین الیوم وتزیین المکان واستعمال الطیب وقراءۃ سورۃ من القرآن واطعام الطعام للمسلمین ہل یجوز ویثاب فاعلہ ام لا بینوا توجروا **جواب علماء مکہ معظمہ تلخیصاً** اعلم ان عمل المولد الشریف بہذہ الکیفیۃ المذکورۃ مستحسن مستحب فالمنکر لہذا مبتدع لانکارہ علی شیء حسن عند اللہ والمسلمین کما جاء فی حدیث ابن مسعود قال ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن والمراد من المسلمین الذین کملوا الاسلام کالعلماء العاملین وعلماء العرب والمصر والشام والروم والاندلس کلہم راٰوہ حسنا من زمان السلف الی الآن فصار الاجماع والامر الذی ثبت بالاجماع فہو حق لیس بضلال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یجتمع امتی علی ضلالۃ فعلی حاکم الشرع تعزیر منکرہ واللہ اعلم

عبد الرحمن سراج [illegible]	احمد دحلان	حسن	عبد الرحمن جمال	حسن [illegible]	محمد شرقی	مفتی حنفی	مفتی شافعی	
مفتی حنبلی	حنفی	حنفی	مفتی مالکی	سلیمان علیے	عبد القادر خوکیر	ابراہیم الفقن	محمد جار اللہ	
احمد الداغستانی	عبد القادر شمس	عبد الرحمن آفندی	احمد ابو الخیر	عبد القادر سخینی	محمد سعید	عبد المطلب	احمد کمال	

عقیدہ عوام تو خود مانعین بھی نفس قیام کو منع نہیں کرتے تو یہ فتاوی ہرگز مخالف مانعین کے نہوئے اور مولف کو کچھ مفید نہو دین کے بہر حال ان اقوال سے علماء کے نزدیک موافق قاعدہ شرعیہ کے کوئی کچھ بھی ثبوت نہیں مگر مولف کی ناواقفیت علم دینیہ سے یہ حرکات کرائی ہے اور وہی تال کا حجت ہوتی ہے کہ علما نے یہ کہا اور کیا ہے اور یہ کوئی حجت فی الدین نہیں خصوصاً ہر کا کہ بمقابل نص کے مخالف ہو اور رد و انکار اسکی بھی عالم سے ثابت ہو جاوے چہ جائیکہ صد ہا سے مدلل رد ہو چکا ہو اب یہ قول مولف کا کہ کتنی صدیاں گذر چکی کسی مجدد وغیرہ نے اسکو منع نکیا یہ بھی ایک کلام سخت کم فہمی مولف کی ہے ہر چند ظاہر ہے کہ مولف نہ مجدد کے معنے اور کیفیت سمجھا اور نہ تجدید کی حقیقت سے واقف ہوا فقط ترجمہ حدیث کا مظاہر حق سے یاد کر لیا ہے اور اسکو بھی جواب بیجا کے واسطے اسکی تقریر و تحقیق ضرور نہیں فقط اسقدر الزامی جواب کافی ہے کہ عید عاشورا کو بخاری و مسلم کی حدیث صحیح ہے کہ فخر عالم علیہ السلام نے رد کر دیا اور خالفوا الیہود اوسمیں ارشاد فرمایا اور پھر کسی وقت میں عید عاشورا مکہ میں حادث ہوئی اور کسی مجدد نے اوسکو منع اور موقوف نکیا اب تک چلی آتی ہے اور سب علماء کے گھر میں ہوتی ہے نہ معلوم کہ مولف کے نزدیک کوئی مجدد بھی ان نہیں ہوا یا یہ عید مسنون و مستحب ہے اور مولف و اوس کے سب مجددین علماء مکہ کے نزدیک حلال ہے حالانکہ نص صریح اوس کے منع کی

تقریظ کتاب براہین قاطعہ چکیدۂ قلم فیض رقم جناب قدوۃ المحققین زبدۃ الفقہاء والمحدثین عمدۃ العلماء والکاملین حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی مد فیوضہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً - اما بعد اس احقر الناس خادم الطلبہ بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ نے اس کتاب مستطاب براہین قاطعہ کو اول سے آخر تک بغور دیکھا الحق کہ بندہ کے نزدیک یہ رد اور جواب کافی اور الزام و حجت وافی ہے اور فی الواقع یہ براہین قاطعہ اپنے مصنف کی وسعت علم و تبحر و کثرت ذکاء و فہم و حسن تقریر و بہار تحریر پر دلیل واضح اور اقوال مخالفت کے باطل کرنے کو بیان قاطع ہے لہذا یہ احقر الناس اس کتاب کو ملقب بالدلائل الواضحہ علی کراہۃ المروج من المولود والفاتحہ کرتا ہے حق تعالیٰ اسکے مولف کے علم و فہم میں برکت اور اسکی خیرات و حسنات میں نمو اور اس تالیف نفیس میں خصوصاً کرامت قبولیت عطا فرماوے اور اسکو موجب ہدایت و ترقی اہل بدعت کا اور سبب استقامت اور ثبات متبعین سنت کا بناکر قبول مقبولین و معمول عاملین فرماوے آمین وما ذلک علی اللہ بعزیز واللہ تعالیٰ ولی التوفیق وصلی اللہ تعالیٰ علی سید الکائنات وآلہ وصحبہ اہل الدرجات مدد ما یحب و یرضیٰ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ فقط

تاریخ طبع اول کتاب براہین قاطعہ از جناب قامع البدعۃ محی السنۃ مولوی محمد حسین صاحب فقیر

چون اختطاف برق براہین حق رسید
شد باعث ذہاب بانوار ساطعہ

تاریخ اوست بے سر طغیان و گفتگو
بدعات قطع کرد براہین قاطعہ

تاریخ ۲۴ رمضان المبارک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نقل خط فیض نمط حضرت سیدنا و مرشدنا جناب حاجی حاجی شاہ امداد اللہ صاحب مہاجر مکہ معظمہ سلمہ اللہ تعالیٰ

التماس مشتہر

بعد حمد و صلوۃ کے واضح ہو ناظرین پر کہ امسال جو بعض حجاج مکہ معظمہ سے بعد فراغ حج بیت اللہ
و زیارت روضۂ مطہرہ سرور عالم فخر بنی آدم رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم و زیارت حضرت حجۃ الاصفیاء ابن
الاولیاء زبدۃ المقربین عمدۃ الواصلین شمس الحقیقۃ والعرفان بدر الطریقۃ والاحسان حجۃ اللہ تعالے الی المعتبرین
[illegible] حجۃ اللہ الکمل شیخ الفیض الاتم بحر الحقائق والاسرار معدن العلوم والانوار صاحب المقامات
العالیۃ والفضائل [illegible] الدرجات [illegible] الصدیق الاعظم والقطب الافخم مولانا و سیدنا الحاج شاہ امداد اللہ الفاروقی الچشتی
المہاجر الی مکۃ المعظمۃ زاد اللہ شرفہم وفیوضہم [illegible] مطالعہ ہندوستان کو واپس آئے تو ایک نقل نامہ
حضرت موصوف [illegible] جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے ساتھ لائے کہ جسکی تحریر کی وجہ حضرت سلمہ کو یہ پیش آئی
ایک شخص مولوی محمد احمد خان نامی ساکن رامپور فی الحال مدرس مدرسہ احمد آباد گجرات نے ایک خط طویل جسمین
چند اعتراضات براہین قاطعہ کے مضامین پر کئے ہیں روانہ خدمت عالیہ حضرت حاجی صاحب سلمہ کیا اور اس خط
میں [illegible] اعتراضات کی [illegible] علماء ربانیین کی نوبت پہونچائی چنانچہ ان اعتراضات کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاویگا
الحاصل [illegible] حضرت موصوف سلمہ کو دیکھکر اور اسکے مضامین سے بقدر ضرورت واقف ہوکر یہ خیال میں
آیا کہ ان تحریرات میں حضرت سلمہ نے افراط و تفریط سے اجتناب فرما کر طریق وسط کو جو خیر امت کی علامت ہی اختیار
فرمایا ہے اور اصلاح خلق اور رفع اختلافات کو مد نظر رکھا اور حق گوئی میں پرواہ [illegible] نہیں فرمائی علاوہ ازین
بیان بھی ایسا مدلل [illegible] ہوگیا باوجود اختصار کے مطالب مفہوم بوجہ احسن منکشف ہیں صفائی الفاظ ہیں مسائل
متنازعہ کو ایسی طرح بیان فرمایا کہ کسیکو گنجایش چون و چرا نہیں عقل و نقل و شریعت حقیقت کو باہم ایسا ارتباط دیا کہ کسیکو
سوائے تسلیم مجال گفتگو نہیں اسلئے مناسب معلوم ہوا کہ اس خط حضرت حاجی صاحب سلمہ کو طبع کرا دیا جاوے کہ اس
تحریر ہدایت لوائل الانصاف علی الخصوص معتقدین و مریدین حضرت سیدنا جناب حاجی صاحب موصوف سلمہ
دیکھکر اختلاف باہمی سے کنارہ کریں اور تحریرات طرفین کے لئے یہ خط حاکمہ ہو جاوے اور نیز یہ بھی معلوم ہو جاوے
کہ حضرت سیدی و مرشدی جناب حاجی صاحب عم فیضہ اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی سلمہ اللہ

تعالیٰ ہی جو خاص خلیفہ حضرت سلمہ کے ہیں ان مسائل میں متفق ہیں کسی قسم کی مخالفت باہم نہیں جیسا کہ عوام
میں مشہور ہو گیا اور اس تحریر بابرکت کے دیکھنے سے حلم و اخلاق حضرت سلمہ کا سب پر عیان ہو جاویگا کہ باوجودیکہ سائل
یعنی مولوی نذیر احمد خان اپنے خط میں بہت کچھ سب و شتم و تکفیر و تضلیل کو کام میں لائے ہیں لیکن حضرت
سلمہ نے کوئی امر خلاف داب علما تحریر نہیں فرمایا اور نہ اونکی سب و شتم کا جواب ترکی بترکی دیا بلکہ نفس مطلب
بحث فرمائی اور اصلاح باہمی مد نظر رکھی علاوہ ازین چونکہ حضرت عم فیضہم نے وقت تحریر جواب یہ بھی ارشاد فرمایا
تھا کہ مولوی عبد السمیع کو بھی انہیں مسائل میں شبہ ہے ایک نقل اسکی اونکے پاس بھی جانی مناسب ہے اسلئے طبع
کرانے میں یہ بھی نفع سمجھا گیا کہ مولوی عبد السمیع یا جس کسی صاحب کو ان مسائل میں اشتباہ ہو اس جواب حضرت

ف ۱ چنانچہ حضرت سید جناب حاجی صاحب سلمہ ضیاء القلوب کے صفحہ ۷۰ میں ارقام فرماتے ہیں و نیز ہر کس کہ ازین فقیر محبت و عقیدت و ارادت دارد مولوی رشید احمد صاحب سلمہ و مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ را کہ جامع جمیع کمالات علوم ظاہری و باطنی اند بجائے من فقیر راقم اوراق بلکہ بمدارج فوق از من شمارند اگرچہ بظاہر معاملہ برعکس شد کہ اوشان بجائے من و من بمقام اوشان شدم و صحبت اوشان را غنیمت دانند کہ این چنین کسان درین زمان نایاب اند و از خدمت بابرکت ایشان فیضیاب بودہ باشند و طریق سلوک کہ درین رسالہ نوشتہ شد در نظر ایشان تحصیل نمایند انشاء اللہ تعالیٰ بے بہرہ نخواہند ماند اللہ تعالیٰ در عمر شان برکت دہاد و از تمامی نعماء عرفانی و کمالات قربیت خود مشرف گرداناد و بمراتب عالیات رساناد و از نور ہدایت ایشان عالم را منور کناد و تا قیامت فیض اوشان جاری داراد بحرمۃ النبی والہ الامجاد انتہی بلفظہ احقر کاتب الحروف کہتا ہے کہ خدای پاک نے حضرت حاجی صاحب سلمہ کی دعا ان حضرات کے بارہ میں قبول فرمائی چنانچہ اونکے انوار ہدایت سے عالم کو منور فرمایا اور نیز جناب حاجی صاحب سلمہ نے بارہا یہ فرمایا ہے جو کچھ ضیاء القلوب میں ان حضرات کی شان میں کلمات لکھے گئے ہیں وہ میں نے اپنی طرف سے نہیں لکھے بلکہ بامر حق بطور الہام غیبی لکھے گئے ہیں … بحمد اللہ تعالیٰ پس حضرت مولانا رشید احمد صاحب سلمہ پر طعن کرنا بعینہ حضرت حاجی صاحب سلمہ پر طعن ہے مخالفین اپنا انجام سوچیں … اور ان ما علینا الا البلاغ ۱۲ منہ

ف ۲ کیونکہ جو کچھ حضرت سیدنا جناب حاجی صاحب نے مسائل متنازعہ کی نسبت اس خط میں تحریر فرمایا ہے بعینہ وہی مسلک حضرت مولانا رشید احمد صاحب کا ہے ۱۲

ف ۳ چنانچہ مولوی احمد حسن صاحب پنجابی مدرس مدرسہ … وغیرہ کو بھی ان مسائل میں اشتباہ واقع ہوا اور … لفظ محال و ممتنع دیکھکر قدرت باری کی نفی کر دی حالانکہ یہی حضرات دوسری جگہ خلاف وعدہ کو داخل قدرت فرماتے ہیں پس معلوم ہوا کہ وہ حضرات وقوع کذب کو محال لکھتے ہیں اور اونکی مراد محال و ممتنع سے محال بالغیر و ممتنع بالغیر ہے ورنہ خدای پاک قادر علی الاطلاق کو خلاف وعدہ و وعید و خلاف مقدرات کے کرنے سے مجبور کہنا پڑیگا وہو باطل بالاجماع تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مثلاً زید کی تقدیر میں عالم ہونا اور عمرو کی تقدیر میں جاہل ہونا لکھا گیا یا ایک شخص کیلئے جنت کا وعدہ ہوا اور دوسرے کو دوزخ میں ڈالنے کا حکم ہے سو اگر اس تقدیر یا وعدہ وعید کا خلاف ہو گا تو لوح محفوظ میں یا وحی میں خلاف واقع ہونا ثابت ہو گا اور یہی کذب ہے گو اس کا عدم وقوع ثابت ہے لازم نہیں آتا کہ خدا تعالیٰ کو خلاف کرنے پر قدرت بھی نہ رہی ورنہ زید عالم کا جاہل کیا اور عمرو جاہل کا عالم بنانا اور جنتی کا دوزخ میں لیجانا اور اسکا عکس قدرت خدای پاک سے خارج ماننا پڑیگا بلکہ یہ لازم آئیگا کہ تمام کائنات کیلئے جو کچھ لکھا یا مقدر کر دیا گیا اسکے خلاف سے خدای تعالیٰ عاجز ہو معاذ اللہ مولوی احمد حسن صاحب بلا تدبر و تعمق سوال لکھنے کو تو موجود ہو گئے پر یہ نہ سمجھے کہ اس مسئلہ کے انکار اور اہل حق کی تضلیل سے بالکل خدا تعالیٰ کا عجز لازم آتا ہے اور عقیدہ اہل سنت بلکہ اہل اسلام کے خلاف پر عوام کو چلانا ہے لہذا کذب کے امکان و قدرت باری کی نفی کرنا ایسا ہے جیسا کوئی شخص … افعال مخلوقات کو دیکھ کر یا افعال و اعمال سیئہ شرور انسانی کو ملحوظ فرما کر خدا تعالیٰ کو ان چیزوں کا خالق کہنے سے تامل کرے اور خدا تعالیٰ کی تنزیہ اسی میں سمجھے اور یہ کہنے لگے کہ خدا تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ ایسے بُرے افعال اور بدترین مخلوقات کو پیدا فرماوے سو جیسا اس شخص کا یہ کہنا اہل عقل کے نزدیک مسلم نہیں بلکہ سب جانتے ہیں کہ مخلوقات کا نقص خدای پاک تک نہیں پہنچتا اور اسکی تنزیہ میں کچھ فرق نہیں آتا ایسے ہی قضیہ کاذبہ خلاف واقع کے پیدا کرنے سے خدای پاک میں کیوں نقص آئیگا جو بدین وجہ قادر مطلق کی قدرت کا انکار کیا جاوے ۱۲

حاجیصاحب سلمہ سے اپنی تسکین کر لے اور چونکہ اس تحریر کی اشاعت سے صرف اصلاح ذات البین و رفع فتنہ و خلاف باہمی مقصود ہے نہ اظہار نفسانیت و عناد پس اگر کسی صاحب کو اس تحریر کی حقیقت میں شبہ ہو تو حضرت سیدی مولائی جناب حاجیصاحب سلمہ سے بذریعہ تحریر تصدیق کر لے اور مولوی نذیر احمد خانصاحب مکتوب الیہ کے پاس بھی یہ تحریر موجود ہے امید ہے کہ وہ بھی بے کم و کاست اظہار واقعی فرماینگے اور اصل تحریر کو نہ چھپاینگے اور نیز جناب مولانا مولوی حاجی محمد عزیز الرحمان صاحب دیوبندی جو قریب ایک سال سے حرمین شریفین میں تھے وقت تحریر صحیفہ بھی حضرت حاجیصاحب سلمہ کی خدمت میں حاضر تھے اس امر کے شاہد ہیں اور نقل اصل خط حضرت موصوف کی اپنے پاس بھی رکھتے ہیں اور چونکہ کاتب حروف کی غرض اشاعت سے صرف اصلاح و تسکین فتن ہے اسلئے بمصداق حدیث الدال علی الخیر کفاعلہ امید اجر رکھتا ہے اور امید عفو و زاری جناب باری سے حال و مال میں ملتجی ہے کہ اس تحریر حضرت والا سلمہ کو باعث رفع فتنہ و نزاع باہمی بنائے اور نیز ناظران حق بین و اہل انصاف پرست کی خدمت والا میں ملتمس ہے کہ اس تحریر کو بغور ملاحظہ فرمائیں اور کاتب کی اس اشاعت کو کسی اور غرض پر محمول فرما کر مطعون و ملامت نہ فرمائیں نقل سوالات سائل میں مسائل کے صرف مطلب کو بوجہ اختصار لکھتا ہوں بسبب شتم و تکفیر و تضلیل جو اصل خط سائل میں مندرج ہے وہ بوجہ تطویل درج تحریر ہذا نہیں کیا اصل خط سائل کا پاس موجود ہے جواب حضرت سلمہ بعینہ نقل ہوگا +

خلاصہ اعتراضات

پہلا اعتراض:۔ براہین قاطعہ میں یہ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کذب ممکن ہے اس مسئلہ کی وجہ سے کتب الہیہ میں احتمال جھوٹ کا پیدا ہو سکتا ہے یعنی مخالفین کہہ سکتے ہیں کہ شاید یہ قرآن ہی جھوٹا ہے اور اسکے احکام ہی غلط ہیں اور براہین قاطعہ کی اس تحریر کی وجہ سے بہت لوگ گمراہ ہوگئے +

دوسرا اعتراض:۔ براہین قاطعہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بشریت میں مثل جملہ مخلوقات کے لکھ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سبکی برابر کر دیا اور ہامان و فرعون بھی اس اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر ہوگئے یہ بات کفر کی ہے +

تیسرا اعتراض:۔ براہین قاطعہ میں مجلس میلاد کو بدعت ضلالہ کہا اور فاتحہ اور محفل میلاد کرنیوالوں کو ہنود اور روافض لکہا +

چوتھا اعتراض:۔ براہین قاطعہ میں دیوبند کو حرمین شریفین پر ترجیح دی +

پانچواں اعتراض:۔ براہین قاطعہ میں لکہا ہے کہ جو آیات ترنم سے پڑھے اسکے ایمان کا کیا ٹھکانا ہے پس یہ اعتراض امام صاحب و صاحبین وغیرہ تک جو تین و ترکے قائل میں پہنچتا ہے۔ اس سے لازم آتا ہے کہ انکے ایمان کا بھی ٹھکانا نہو معاذ اللہ +

چھٹا اعتراض:۔ براہین قاطعہ میں یہ صاف لکھدیا کہ مسائل مختلف فیہا بین الحنفیہ و الشافعیہ میں بلا ضرورت دوسرے کے مذہب پر عمل کرے فقط۔

نقل خط حضرت حاجیصاحب سلمہ

نحمد اللہ العلیم القدیر الدیان الذی کشف بمحض فضلہ علی من اصطفے من عبادہ حقائق العلوم و البیان۔ و نصلی و نسلم علی عبادہ الذین اصطفی لاسیما علی اشرف الرسل و الانبیاء سیدنا محمد المصطفے و آلہ و صحبہ النجباء الاتقیاء اما بعد از فقیر امداد اللہ چشتی

فارعق عفا اللہ عنہ بخدمت مولوی نذیر احمد خان صاحب بعد سلام تحیۂ اسلام آنکہ آپکا خط آیا مضمون سے مطلع ہوا ہر چند کہ بعض وجوہ سے عزم تحریر جواب نہ تھا مگر بغرض اصلاح اور توضیح مطلب براہین قاطعہ بالاختصار کچھ لکھا جاتا ہے شاید اللہ تعالیٰ اس سے نفع پہونچاوے۔ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ

جواب اول :- واضح ہو کہ امکان کذب کے جو معنی آپنے سمجھے ہیں وہ تو بالاتفاق مردود ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کیطرف وقوع کذب کا قائل ہونا باطل ہے اور خلاف ہے نص صریح ومن اصدق من اللہ حدیثا وان اللہ لا یخلف المیعاد وغیرہا آیات کے وہ ذات پاک مقدس ہے شائبہ نقص کذب وغیرہ سے رہا خلاف علمار کا جو دربارہ وقوع وعدم وقوع خلاف وعید ہے جسکو صاحب براہین قاطعہ نے تحریر کیا ہے وہ دراصل کذب نہیں صورت کذب ہے۔ اسکی تحقیق میں طول ہے **الحاصل** امکان کذب سے مراد دخول کذب تحت قدرۃ باری تعالیٰ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ وعید فرمایا ہے اسکے خلاف پر بھی قادر ہے اگرچہ وقوع اسکا نہو امکان کو وقوع لازم نہیں بلکہ ہوسکتا ہے کہ کوئی شی ممکن بالذات ہو اور کسی وجہ خارجی سے اسکو استحالہ لاحق ہوا ہو چنانچہ اہل عقل پر مخفی نہیں پس غرض یہ ہے جمیع محققین اہل اسلام صوفیہ کرام وعلمار عظام کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ کذب داخل تحت قدرۃ باری تعالیٰ ہے پس جو شبہات آپنے وقوع کذب پر متفرع کئے تھے وہ مندفع ہوگئے کیونکہ وقوع کا کوئی قائل نہیں یہ مسئلہ دقیق ہے عوام کے سامنے بیان کرنیکا نہیں اسکی حقیقت کے ادراک سے اکثر ابنار زمان قاصر ہیں آیات واحادیث کثیرہ سے یہ مسئلہ ثابت ہے ایک ایک مثال قرآن وحدیث کی لکھی جاتی ہے۔ ایک جگہ ارشاد جناب باری ہے قل ہو القادر علی ان یبعث علیکم عذابا الآیۃ اور دوسری جگہ فرمایا وما کان اللہ

---

۱ کیونکہ فساق مومنین کیلئے مثلاً جو کچھ وعید وتہدید آیات واحادیث میں فرمائے گئے ہیں وہ عموماً باعتبار استحقاق عذاب سزا و نفس اعمال بلا تخصیص مقرر فرمائے گئے ہیں پھر اسکی ساتھ یہ بھی فرمادیا کہ ہم انمیں سے جسکو چاہیں بلا تعذیب بخشدیں پس اس وعید کا خلاف کذب نہیں چنانچہ بعض اہل عصیان مومنین کا بلا تعذیب جنت میں جانا اور خدا تعالیٰ کا انکو محض اپنی رحمت سے بخشدینا احادیث میں مصرح ہے البتہ کفار کے لئے دوزخ میں جانا وعید قطعی ہے اسکا خلاف کذب ہے اسلئے کفار جنت میں نہ جاوینگے مگر کفار کا جنت میں داخل کرنا قدرۃ خداوندی میں داخل ہے یہی معنی امکان کذب ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کذب پر قادر ہے پر وقوع اس کا نہ ہوگا ۱۲

۲ جیسے رسول خدا خاتم الانبیار صلے اللہ علیہ وسلم کا مثل اصل میں ممکن ہے یعنی خدا تعالیٰ قادر ہے کہ آپکا مثل پیدا کردے کیونکہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ مثل الممکن ممکن پس جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ممکن ہیں واجب نہیں مخلوق ہیں خالق نہیں تو آپکا نظیر بھی ممکن افعیینا بالخلق الاول۔ مگر چونکہ وعدہ الٰہی ہوچکا کہ کمالات نبوت ورسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی اور آپکے بعد کوئی نبی نہوگا اسلئے وقوع نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محال ہوگیا یعنی محال بالغیر علی ہذا مثلاً جسکی تقدیر میں عالم ہونا لکھا گیا اسکا جاہل ہونا بالذات ممکن یعنی خدا تعالیٰ کی قدرت میں داخل ہے پر چونکہ خدا تعالیٰ کا لکھا ہوا بدلتا نہیں اسلئے زید کا جاہل ہونا محال بالغیر ہوگیا اسیطرح غیر متناہی مثالیں اسکی موجود ہیں ۱۲ ۳ معترض کے شبہات کی بنا وقوع کذب پر تھی کیونکہ قرآن شریف میں مثلاً احتمال کذب اسیوقت ہے کہ کذب کے وقوع کا کوئی قائل ہو ہر گاہ وقوع کذب باری محال گو یہ استحالہ کسی وجہ سے ہو احتمال کذب کلام اللہ بھی غلط اور نیز واضح ہو کہ ہر گاہ جناب حاجی صاحب سلمہ نے جمیع محققین اہل اسلام وصوفیہ کرام کا مذہب امکان کذب بمعنی دخول تحت القدرۃ تحریر فرمایا تو آپ منکرین اپنا انجام سوچیں کہ وہ کس گروہ میں داخل ہیں ۱۲ ۴ مگر عجب کیا کہ اس زمانہ کے معقولی منا مطالعہ معترفہ کے بھروسے قدرۃ خداوندی کی نفی کرنے لگے اور اہل حق کی تکفیر وتضلیل پر آمادہ ہوئے تو بضرورت اظہار اس مسئلہ کا کرنا پڑا ۱۲ ۵ اس آیۃ کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے تمہارے اوپر عذاب بھیجنے پر اور آیۃ ثانیہ کا حاصل یہ ہے کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بدولت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں عذاب نہ آئیگا پس اس وعدہ کی وجہ سے دنیا میں عذاب جیسا کہ نہ آئیگا مگر آیۃ اولیٰ سے اسکا قدرت الٰہی میں داخل ہونا معلوم ہوا وہو المدعی ۱۲ –

یعذبہم وانت فیہم الآیۃ آیۃ ثانیہ میں نفی وقوع عذاب کا وعدہ فرمایا اور ظاہر ہے کہ اگر اسکا خلاف ہو تو کذب[۱] لازم آئیگا آیۃ اولیٰ سے اسکا تحت قدرۃ باری تعالیٰ داخل ہونا معلوم ہوا پس ثابت ہوا کہ کذب داخل تحت قدرۃ باری تعالیٰ جل علاہ ہے کیون نہو وہو علی کل شئ قدیر۔ احادیث کو دیکھئے کہ عشرہ مبشرہ[۲] مثلاً بالیقین جنتی بارشاد نبوی جو حقیقۃً وحی الٰہی جل و علا ہے ہو چکے پر چونکہ صحابہ کرام جانتے تھے کہ خدا ئے پاک مجبور نہیں ہے[۳] نظر بقدرۃ وجلال[۴] کبریائی ڈرتے ہی رہے بلکہ خود سرور کائنات[۵] علیہ علیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات جنکی شان ہے لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر ہمیشہ فرماتے رہے۔ واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم او کما قال واللہ تعالیٰ یقول الحق وہو یہدی السبیل

جواب ثانی: علیٰ ہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بشریت میں شریک و مثل ہونا جملہ بشر کے نص قرآنی ثابت ہے اسکا انکار نص کا انکار ہے مگر ایک صفت میں مثل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ جمیع اوصاف میں مثل ہو کر ہمسر و برابری کا دعویٰ کوئی نہیں[۶] کرتا خود براہین قاطعہ میں آیہ انما انا بشر مثلکم کی شرح کے بعد صاف لکھدیا ہے کہ جملہ ۔۔۔ الٰہی سے بطور نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء معلوم ہو گئے شاید آپنے براہین کی اگلی عبارت کو بنظر انصاف نہیں دیکھا اسلئے تکفیر علماء و صلحاء پر مبادرت کر کے اپنا خیال نکالا یہ طعن تو در پردہ خود سرور کائنات بلکہ خالق موجودات تک پہونچتا ہے کیونکہ انما انا بشر مثلکم کے اظہار و بیان کا ارشاد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جناب باری جل و علا کی طرف سے ہوا ہے فاعتبروا یا اولی الابصار۔

---

[۱] بلا دلیل عقل ثابت ہے کہ خلاف وعدہ کے قدرۃ میں داخل ہونے سے کذب کا داخل تحت قدرۃ ہونا لازم آتا ہے مثلاً حدیث میں تصریح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلاف وعدہ و عہد کو کذب سے تعبیر کیا چنانچہ قصہ حضرت ابوہریرہ میں جو انکو شیطان لعین کے ساتھ صدقہ میں پیش آیا اور شیطان نے یہ عہد کیا کہ میں پھر نہ آونگا مگر چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ شیطان پھر آئیگا اور اپنا وعدہ و عہد پورا نکریگا اسلئے اسکو کاذب فرمایا لفظ کذب بھی حدیث میں موجود ہے شاید ہو کہ یعنی شیطان تجھسے جھوٹ بولگیا پس بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ وعدہ کا خلاف کرنا تو داخل قدرت جناب باری ہے پر کذب داخل قدرۃ نہیں محض تعسف خلاف عقل و نقل ہے ۱۲ [۱] اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے یعنی محدثات و ممکنات خواہ برے ہوں یا اچھے سب اسکی قدرت میں ہیں ذات و صفات خداوندی جو ازلی ابدی ہیں انمیں حدوث ممکن نہیں اسلئے وہ اس سے خارج ہیں ۱۲ [۲] عشرہ مبشرہ یعنی دس صحابی جنکو ایکدفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دخول جنت کی بشارت دی ۱۲ [۳] کیونکہ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ جسکے لئے قطعاً جنت کا وعدہ فرمایا اسکو دوزخ میں ڈالدے اور دوزخی قطعی کو جنت میں داخل کر دے اگرچہ اسکے عدل و کرم سے ایسا نہ ہوگا پر اسکی قدرۃ و جلال کے سامنے چون و چرا کی مجال نہیں وہو القاہر فوق عبادہ وہو الحکیم الخبیر ۱۲ [۴] تاکہ بخشے اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ اگلے اور پچھلے ۱۲ [۵] قسم اللہ کی نہیں جانتا ہوں میں حالانکہ میں رسول خدا کا ہوں کہ کیا کیا جاوے گا ساتھ میرے اور نہ یہ کہ کیا معاملہ ہوگا ساتھ تمہارے ۔۔ ظاہر ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمانا نظر بقدرۃ و جلال کبریائی ہے ورنہ آپکو وعدہ آلٰہی پر پورا وثوق تھا ۱۲ [۶] معترض کا یہ کہنا کہ ہامان و فرعون کو برابر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے کہدیا نہایت درجہ کی بلادت اور گستاخی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سے کمالات تو اور انبیا کو بھی عطا نہیں ہوئے اور کوئی نبی کمالات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر نہیں چہ جائیکہ فرعون و ہامان مگر یہ خوش فہمی معترض کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر اور مخلوق کہدینے سے دونوں ہامان کی برابری ثابت کردی لیکن معترض کو یہ کہ جملہ بشر انبیا اور امتی اور مومنین و کفار یکساں ہیں معاذ اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر انبیاء معترض کے نزدیک مخلوق و بشر ہونے سے خارج ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و نیز دیگر انبیاء کا کمال تو عبدیت میں ہے سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین ۱۲

جواب ثالث :- اسیطرح صاحب براہین قاطعہ نے نفس ذکر میلاد کو بدعۃ ضلالۃ نہیں کہا قیودات زائدہ محرمہ مکروہہ کو کہا ہے اور نفس ذکر قیام ذکر والونکو ہنود و روافض لکھا بلکہ عقیدہ باطلہ پر حکم حرمت و مشابہت روافض و ہنود کا لگایا ہے۔ چنانچہ خود فتوی جناب مولوی احمد علی صاحب مرحوم اور مولوی رشید احمد صاحب سلمہ مین یہ امر مصرح موجود ہے کہ نفس ذکر میلاد کو بے باعث حسنات و برکات لکھتے ہین اور براہین قاطعہ مین مکرر اسکو ظاہر کیا ہے الانصاف شرط ہے ✦

جواب رابع :- ایسے ہی براہین قاطعہ مین دیوبند کو حرمین پر ترجیح نہین دی ہے جو موجب استبعاد ہو بلکہ اُس کتاب مین بیان کیا ہے کہ دیوبند کا شغل بازار کی دوکان کی طرح بلاد ہے جو اور حرمین کی مثل مسجد کے جو خیر البلاد ہے مگر فتوی مین اعتبار عالم باللہ متقی کا ہے گو وہ کسی جگہ کا ہو سو بذا تحقیق اس مین کسکو کلام ہو سکتی ہے ✦

جواب خامس :- ایسے ہی ایک ترکی بحث مین جو آپنے لکھا ہے کہ صاحب براہین کا اعتراض امام صاحب و صاحبین تک پہنچتا ہے یہ محض تعصب یا سفاہت ہے صاحب براہین اُس شخص کو روکتے ہین جو عموماً ایک ترکی پڑھنے والون پر طعن کرے کیونکہ ایک ترکی پڑھنے والے بعض صحابہ و ائمہ بھی ہین حضرت امام و صاحبین نے کب ایک ترکی پڑھنے والونپر طعن کیا ہے اور وے کب دامن ایسکتے ہیں کہ اور طرف بھی صحابہ کیبار و ائمہ ہیں صاحب انوار ساطعہ نے چونکہ بالعموم ایک ترکی پڑھنے والون کو مطعون کیا تھا حالانکہ انمین صحابہ ائمہ بھی ہین اُسکو متنبہ کیا ہے اور اس گستاخی سے رد کیا ہے ✦

جواب سادس :- صاحب براہین نے کہین نہین لکھا کہ مسائل مختلف فیہا بین الحنفیہ والشافعیہ مین بلا ضرورت دوسرے کے مذہب پر عمل کرنا درست ہے اُس مین یہ مضمون کسی جگہ نہین شاید آپکو نقل قول امام ابن ہمام سے جو دربارہ تراویح لکھا ہے یہ شبہ پیدا ہوا ہے اُسکا یہ مطلب ہرگز نہین اول تو امام ابن ہمام حنفی ہین شافعی نہین پھر صاحب براہین نے اوسپر عمل ہونا نہین لکھا اور نہ اُسکو ترجیح دی فقط واللہ الموفق والھادی و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ وصحبہ اجمعین ۃ

سلہ حضرت حاجی صاحب سلمہ نے جیسا اس تحریر مین قیودات زائدہ سے منع فرمایا ایسے ہی زبانی بھی بارہا قیودات زائدہ سے منع فرمایا اور نیز حضرت سلمہ کی دیگر تحریرات سے ممانعت عیان ہے پس اس صورت مین اگر حضرت سلمہ نے کسی کو اجازت میلاد شریف کی دی تو اسکو نفس ذکر میلاد شریف پر محمول کرنا چاہیے ۱۲ -

سلہ معترض کا یہ کہنا کہ براہین کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب و صاحبین رحمہم اللہ تعالی کے ایمان کا بھی کیا ٹھکانا نہایت حمق و شقاوت ہے کیونکہ ان حضرات نے ایک ترکی پڑھنے والون صحابہ و ائمہ کو کبھی طعن نہین کیا اور نہ کلمات تحقیر اون حضرات کی شان مین لکھے مولف انوار ساطعہ نے بالعموم ایک ترکی پڑھنے والون کی نسبت کلمات ناشائستہ لکھے اسلیے اُسکو گستاخی سے رد کیا ہے اور سمجھایا گیا ہے کہ تحقیر احادیث و تحقیر سلف مین ایمان کا ٹھکانا نہین اگر مولف انوار ساطعہ کہے کہ میری مراد حضرات صحابہ و ائمہ و تابعین و غیر احد پر اعتراض کرنا نہین تو یہ عذر گناہ بدتر از گناہ ہے کیونکہ اُس کتاب مین بالتعمیم ایک ترکی پڑھنے والون پر اعتراض کیا ہے حکم شرع ظاہر پر ہے اور پھر سلف ہون یا خلف جس امر مین وہ متبع حدیث نبوی ہین اُس فعل پر اعتراض نہین ہو سکتا اور نہ اُسکی تحقیر زیبا اعتراض جب ہے کہ کسی حدث یا ابتداع ہو و ہکے جیسے ہے ورنہ چاہیے کہ فرق باطلہ اہل ہوی جن عقائد و اعمال مین اہل حق کی موافق ہین بابت عقائد و اعمال پر بھی اعتراض کیا جاوے پھر جیسا ایک ترکے قائلین بھی صحابہ و ائمہ اہل سنت ہین تو اس فعل پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے فقط ۱۲

تمام شد